سورۂ سبا

ربط سورۂ احزاب میں بیان کیا گیا تھا کہ تم توحید پر قائم رہو۔ اگرچہ احزاب (مشرکین کے جتھے) تمہارے مقابلہ میں آجائیں فتح اور کامیابی تمہاری ہی ہوگی۔ جیسا کہ غزوۂ احزاب میں مشرکین کے مقابلہ میں تمہیں فتح دی اب سورۂ سبا میں فرمایا۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید کو مان لیں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ ورنہ انہیں انکار و عناد پر وہی سزا دی جائے گی جو قوم سبا کو دی گئی۔

سورۂ سبا کو سورۂ احزاب کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ احزاب میں ذکر کیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ ماں نہیں بن جاتی۔ اور منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا۔ اور کسی کو شفیع غالب کہہ دینے سے وہ فی الواقع شفیعِ غالب نہیں بن جاتا۔ اب سورۂ سبا میں انبیاء، ملائکہ اور جنات کے بارے میں مشرکین کے شبہات کا جواب دیا جائے گا کہ وہ شفیع غالب نہیں ہیں۔

خلاصہ سورۂ سبا سے قرآن مجید کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرالے۔ اس لئے حاجات و مشکلات میں اور مصائب و بلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ (۱) نفی شفاعت قہری اور (۲) نفی عبادتِ غیر اللہ۔ چنانچہ سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا بیان ہے۔ اور سورۂ فاطر میں بطور نتیجہ و ثمرہ بیان کیا گیا کہ جب اللہ کے یہاں کوئی شفیعِ غالب نہیں تو پھر غیر اللہ (انبیاء کرام و ملائکہ) کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ اور انہیں حاجات میں مافوق الاسباب کیوں پکارتے ہو۔؟

اس کے بعد یٰسین، صافات اور صٓ میں مضمون اول (نفی شفاعتِ قہری) کو بطریق ترقی بیان کیا گیا۔ چنانچہ سورۂ یٰسین میں ذکر کیا گیا کہ ہم نے معاندین اور منکرین توحید کو پکڑا مگر ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کوئی بھی انہیں ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکا۔ اور سورۂ صافات میں فرمایا چھڑانا تو درکنار جن خاصانِ خدا یعنی انبیاء علیہم السلام کے بارے میں مشرکین کا گمان ہے کہ وہ عند اللہ شفیع غالب ہیں وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے سامنے مصائب و بلیات میں انتہائی عاجزی اور زاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد سورۂ صٓ میں فرمایا وہ نہ صرف اللہ کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ بطور ابتلا بعض جسمانی مصائب و تکالیف میں خود گرفتار ہیں۔ اس طرح یہ تینوں سورتیں، سورۂ سبا پر مرتب و مبنی ہیں۔ نیز سورۂ زمر میں بھی یہ مضمون مذکور ہے کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس طرح سورۂ زمر بھی سبا پر مبنی ہے۔ اسی طرح سورۂ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۂ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی۔ اور شبہات کا جواب دیا گیا۔ اس طرح سورۂ زمر اور حوامیم سبعہ سورۂ فاطر پر مرتب اور اس کی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورۂ سبا، یٰسین، صافات اور صٓ کا دیباچہ اور مبدأ ہے۔ اور اسی طرح سورۂ فاطر، زمر اور حوامیم کا مبدأ اور دیباچہ ہے۔ اس لئے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ حوامیم کے بعد تا آخر قرآن زیادہ تر تخویفاتِ اخرویہ و قیامت کا بیان ہے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ حوامیم کے بعد سے تا آخر مستقل پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔

سورۂ سبا میں مرکزی مضمون نفیِ شفاعتِ قہری ہے۔ جسے چھ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ہے۔ اور چار عقلی دلیلیں ہیں۔ جن میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ اور اصل مضمون کے بارے میں چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ پہلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں۔ دوسرا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں۔ اور تیسرا جنات کے بارے میں اور چوتھا ملائکہ کے بارے میں ہے۔ آٹھ طریقہائے تبلیغ۔ تین درمیان میں اور پانچ آخر میں مذکور ہیں۔ موقع بموقع تخویفات اور زجریں وغیرہ بھی ہیں۔

تفصیلی خلاصہ

الحمد للہ الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ تمام صفاتِ کارسازی اس ذاتِ پاک کے ساتھ مختص ہیں جو سارے جہاں کی خالق و مالک اور ساری کائنات میں متصرف و مختار ہے دنیا میں بھی وہی کارساز ہے اور آخرت میں بھی یعلم ما یلج فی الارض الخ یہ پہلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے۔ وہ عالم الغیب ہے اور کائنات کے ذرے ذرے سے باخبر ہے۔ اس لئے ایسے حکیم و خبیر اور ایسی قدرت و سلطنت کے مالک کی بارگاہ میں سب عاجز و درماندہ ہیں اور کوئی اس کے یہاں شفیع غالب نہیں۔

وقال الذین کفروا الخ یہ شکوہ ہے۔ کفار نہ صرف غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیعِ غالب سمجھتے ہیں بلکہ قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ قل بلیٰ و ربی الخ یہ جواب شکویٰ اور توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ قیامت ضرور آئے گی۔ اور ہر آدمی کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ جواب کو قسم کے ساتھ مؤکد کیا گیا۔ مقسم بہ (ربی) کے ایسے اوصاف ذکر کئے گئے ہیں جو توحید کی عقلی دلیل ہیں۔ یعنی وہ عالم الغیب ہے۔ کوئی ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ لیجزی الذین امنوا الخ یہ مومنوں کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ والذین سعوا الخ یہ معاندین کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔

ویری الذین الخ یہ مومنین اہلِ کتاب سے نقلی دلیل ہے یعنی اہلِ کتاب میں سے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت توحید پیش کی ہے وہ سراپا حق ہے۔

وقال الذین الخ یہ شکوی ہے بل الذین لا یؤمنون الخ جوابِ شکوی۔ افلم یسیروا الخ یہ منکرینِ توحید اور جاحدینِ بعث کے لئے تخویفِ دنیوی ہے۔ ولقد اٰتینا داؤد الخ یہ شبۂ اولیٰ کا جواب ہے۔ شبۂ اولیٰ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح پڑھتے تھے۔ اور لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم تھا جب انہیں اس قدر تصرف حاصل تھا تو کیا وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہ ہوں گے؟ تو اس کا جواب فرمایا کہ یہ تمام فضیلت و بزرگی ہم نے ان کو دی تھی یہ ان کے اختیار میں نہیں تھی۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے و لسلیمٰن الریح الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے شبہ یہ تھا کہ ہوا اور جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابعِ فرمان تھے! ور یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار میں تھیں اور وہ شفیع غالب تھے فرمایا سلیمان علیہ السلام بے شک بڑے مرتبہ کے پیغمبر اور بادشاہ تھے لیکن یہ چیزیں ان کے اپنے اختیار و تصرف میں نہ تھیں بلکہ ان کو ہم نے اپنے حکم سے ان کے ماتحت کر دیا تھا اور وہ انسان کے فائدے کے لئے ہمارے حکم سے کام کرتے تھے۔

فلمّا قضینا الخ تیسرے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین کا جنات کے بارے میں بھی گمان ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کو کام میں لگا کر خود عبادت خانے میں لاٹھی سے ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہوگئے اور اسی حال میں ان کی روح رفیقِ اعلیٰ سے جا ملی۔ لیکن لاٹھی کے سہارے کی وجہ سے ان کا بدنِ مبارک اسی طرح کھڑا رہا اور جن بھی ان کو زندہ سمجھ کر کام میں لگے رہے۔ عرصہ کے بعد جب لاٹھی کو دیمک لگ گئی اور وہ ٹوٹ گئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا بدن مبارک زمین پر گر پڑا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ وہ تو وفات پا چکے ہیں۔ اب جنوں کی حقیقت ظاہر ہوگئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اتنا عرصہ اس محنت شاقہ میں کیوں مبتلا رہتے۔

لقد کان الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ قومِ سبا کو دنیا میں کس قدر آرام و راحت اور عیش و عشرت کی زندگی سے ہمکنار کیا گیا۔ لیکن جب انہوں نے ناشکری کی تو ان کے لہلہاتے کھیتوں اور سرسبز و شاداب باغوں کو تباہ و ویران کر دیا گیا۔

قل ادعوا الخ (ع ۳) چوتھے شبہ کا جواب ہے۔ مشرکین فرشتوں کو بھی عند اللہ شفیع غالب مانتے تھے۔ فرمایا ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے۔ ولا تنفع الشفاعۃ الخ یہ نفیِ شفاعت قہری ہے یعنی خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ قیامت کے دن جب ملائکہ سے پوچھا جائے گا تو وہ صحیح صحیح بیان دیں گے قل من یرزقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم جب تم مانتے ہو کہ سارے جہاں کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ ساری کائنات میں متصرف و مختار بھی وہی ہے۔ وانّا او ایاکم الخ یہ پہلا طریقِ تبلیغ ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مشرکین سے خطاب میں لب و لہجہ نرم اختیار کیا جائے۔ قل لا تسئلکم الخ یہ دوسرا طریقِ تبلیغ ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہے۔ قل یجمع بیننا و بینکم الخ یہ تیسرا طریقِ تبلیغ ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کر کے فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر ایک اپنے اعمال کی جزا و سزا پائے گا۔ ویقولون متی الخ یہ شکوی ہے۔ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کا معین وقت بتایا جائے قل لکم میعاد الخ یہ جوابِ شکوی ہے۔ اس کا وقت مقرر ہے۔ وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ اور اس میں ہرگز کمی بیشی نہ ہوگی۔

وقال الذین کفروا الخ (۲۶) یہ شکوی ہے۔ ولو تری الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ جن لوگوں نے دنیا میں گمراہی اختیار کی اور دوسروں کو گمراہ کیا، قیامت کے دن جب عذاب کو دیکھیں گے تو سخت نادم ہوں گے مگر بے سود۔ وما ارسلنا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔

قل ان ربی الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ روزی کی فراخی اور تنگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور وہی سارے جہاں میں متصرف و مختار ہے۔ وما اموالکم الخ یہ زجر ہے۔ من اٰمن و عمل الخ بشارتِ اخروی والذین یسعون الخ زجر مع تخویفِ اخروی۔ قل ان ربی الخ اعادہ دلیلِ ثالث ویوم یحشرھم الخ تخویفِ اخروی واذا تتلی علیھم الخ شکوی۔ وکذب الذین الخ تخویفِ دنیوی۔

قل انما اعظکم الخ (ع ۵) یہ ترغیب الی التوحید اور چوتھا طریقِ تبلیغ ہے۔ قل ما سألتکم الخ پانچواں طریقِ تبلیغ۔ تبلیغ حق پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا۔ قل ان ربی الخ یہ چھٹا طریقِ تبلیغ ہے۔ میرا رب حق کھول کر بیان فرماتا ہے۔ اور وہی علام الغیوب ہے۔ قل جآء الحق الخ یہ ساتواں طریقِ تبلیغ ہے۔ دینِ حق کو غلبہ حاصل ہو چکا ہے۔ دلائلِ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب رہیگا۔ قل ان ضللت الخ یہ آٹھواں طریقِ تبلیغ ہے۔ تمہیں اپنے اعمال درست کرنے کی کوشش کرنا چاہئے میرے اعمال کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔ ولو تری اذ فزعوا۔ تا۔ فی شک مریب۔ تخویفِ اخروی۔

۵۲ الحمد للہ الخ یا صل مدعا پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اس دلیل کے دو حصے ہیں اوّل ساری کائنات میں متصرف ومختار اور سارے جہان کا مالک اللہ ہی ہے دوّم وہ عالم الغیب ہے۔ کائنات کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں پہلی آیت میں دلیل کا پہلا حصہ مذکور ہے یعنی تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اللہ ہے۔ ساری کائنات اسی کے ملک اور تصرف میں ہے۔ اس عالم کون وفساد میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ اسی کے اختیار وتصرف سے ہو رہا ہے اس میں غیر خدا کا سرمو دخل نہیں ہی للہ عزوجل خلقا وملکا وتصرفا بالایجاد والاعدام والاحیاء والاماتۃ جمیع ما وجد فیہما داخلا فی حقیقتہما او خارجا عنہما متمکنا فیہما فکان قیل لہ ھذا العالم بالاسر (روح ج ۲۲ ص ۱۰۳) ۳۵ ولہ الحمد

كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ
منکر ۵ نہ آئے گی ہم پر قیامت تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آئیگی تم پر
عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ
اس عالم الغیب کی غائب نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں
وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا
اور نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی جو نہیں
فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ہے کھلی کتاب میں تا کہ بدلہ دے ان کو ۵۶ جو یقین لائے اور کئے
الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④
بھلے کام وہ لوگ جو ہیں ان کیلئے ہے معافی اور عزت کی روزی ف۱
وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
اور جو لوگ دوڑے ہماری آیتوں کے ہرانے کو ان کو بلا کا
عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا
عذاب ہے دردناک اور دیکھ لیں جن کو ۵۷ ملی ہے
الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ
سمجھ کہ جو تجھ پر اترا تیرے رب سے وہی ٹھیک ہے اور
يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ⑥ وَقَالَ
سجھاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کی ف۲ اور کہنے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ
لگے منکر ۵۸ ہم بتلائیں تم کو ایک مرد کہ تم کو خبر دیتا ہے
اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑦
جب تم پھٹ کر ہو جاؤ ٹکڑے ٹکڑے تم کو پھر نئے سرے سے بننا ہے

ع جواب شکوی اور دوسری عقلی دلیل ۱۲ سے بشارت اخروی ۱۲ سے تخویف اخروی۔ سوم دلیل

ع نقل از علماء ابن کثیر ۱۲ شعری ۱۲

الخ جس طرح دنیا میں سب کچھ دینے والا اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح آخرت میں بھی وہی متصرف ومختار ہوگا اور آخرت کی تمام نعمتیں بھی وہی عطا فرمائے گا۔ اس لئے دنیا وآخرت ہر دو سرا میں وہی صفاتِ کارسازی کا مالک ہے چنانچہ الحمد للہ۔ تا۔ فی الارض میں دنیا کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کے لائق حمد (صفات کارسازی) ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ولہ الحمد فی الاٰخرۃ میں اخروی انعامات پر باری تعالیٰ کا مستحق حمد (صفات کارسازی) ہونا ذکر کیا گیا ہے جس طرح دنیا میں وہ متصرف ومختار اور لائق حمد ہے اسی طرح آخرت میں بھی وہی مالک ومختار اور لائق حمد (صفات کارسازی) ہے فھو المحمود فی الاٰخرۃ کما انہ المحمود فی الدنیا وھو المالک للاٰخرۃ کما انہ المالک للاولی (قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۵۹) وھو الحکیم الخبیر یہ ماقبل کی دوسری علت ہے وہ حکمت وتدبیر کا مالک اور ہر چیز سے باخبر ہے اس کا کوئی کام حکمت اور دانائی سے خالی نہیں ہوتا اور وہ ہر محتاج اور مصیبت زدہ سے باخبر ہے اور سب کی کارسازی فرماتا ہے ۵۴ یعلم ما یلج الخ یہ پہلی عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ہے یعنی وہ عالم الغیب ہے اور کائنات کے ذرے ذرے جانتا ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے۔ بیج وغیرہ جس سے پیداوار ہوتی ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا یعنی سبزہ جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے بارش، اولے برکات اور اللہ کے فرشتے وغیرہ اور جو کچھ آسمان کی طرف جاتا ہے اعمال۔ ارواح۔ فرشتے مقصد تعمیم واحاطہ ہے یعنی وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور کوئی چیز اس سے مخفی نہیں وھو الرحیم الغفور۔ یہ بھی بمنزلہ علت ہے اس دلیل کے دونوں حصوں سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی مہربان اور بخشائش گر ہے اور کوئی اس سے زبردستی کام کرانے والا نہیں ہے اور اس کی بارگاہ میں کسی کو شفیع غالب نہ سمجھو۔ الرحیم مہربان جو پکڑنے میں جلدی نہیں کرتا الغفور توبہ کرنیوالوں کو معاف کرنے والا ہے ۵۵ وقال الذین کفروا الخ یہ شکوہ ہے کفار نہ صرف توحید کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ قیامت کے بھی منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی قل بلیٰ الخ یہ جواب شکوہ ہے اور توحید کی دوسری عقلی دلیل ہے۔ فرمایا جواب دو۔ کیوں نہیں آئیگی؟ ضرور آئے گی مجھے اپنے مالک ومربی کی قسم جو عالم الغیب ہے اور زمین وآسمان میں ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی کوئی چھوٹی چیز بھی اس سے اوجھل نہیں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اس کے علم میں ہے کتاب مبین سے یا تو لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے یا صحائف ملائکہ۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک یہی راجح ہے یعنی تمام اعمال صغیرہ وکبیرہ کو فرشتے اپنے صحائف میں لکھ رہے ہیں تاکہ ان کے مطابق جزا اور سزا دی جائے ۵۶ لیجزی الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے اور "لام" لتاتینکم کے متعلق ہے اور یہ اس کی علت ہے یعنی قیامت ضرور آئے گی۔ تاکہ مومنوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے ایمان والوں کی جزا یہ ہوگی۔ کہ ان کی کوتاہیوں سے درگذر کیا جائیگا

موضح قرآن ف۱ یعنی قیامت اس واسطے آنی ضرور ہے ۱۲ منہ ف۲ یعنی اس واسطے قیامت آنی ہے کہ جنکو یقین تھا وہ آنکھوں سے دیکھ لیں ۱۲ منہ

أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِيْنَ لَا
کیا بنالایا ہے اللہ پر جھوٹ یا اس کو سودا ہے کچھ بھی نہیں پر جو
يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿۸﴾
یقین نہیں رکھتے آخرت کا آفت میں ہیں اور دور جا پڑے غلطی میں
أَفَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ
کیا دیکھتے نہیں ۹ جو کچھ ان کے آگے ہے اور پیچھے ہے
السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ ۭ إِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ
آسمان اور زمین سے اگر ہم چاہیں دھسا دیں ان کو زمین میں یا
نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
گرا دیں ان پر ٹکڑا آسمان سے تحقیق اس میں نشانی ہے
ع ۹ لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ
ہر بندے رجوع کرنیوالے کے واسطے اور ہم نے دی ہے داؤد کو ف۱ اپنی طرف سے بڑائی
يٰجِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾
اے پہاڑو خوش آوازی سے پڑھو اسکے ساتھ اور اڑتے جانوروں کو۔ اور نرم کر دیا ہم نے اسکے آگے لوہا ف۱
أَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ
کہ بنا زرہیں کشادہ اور اندازے سے جوڑ کڑیاں اور کرو تم سب کام بھلا
إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا
میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں ف اور سلیمان کے آگے ہوا کو ۱۲ صبح کی منزل اسکی
شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَأَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ
ایک مہینہ کی اور شام کی منزل ایک مہینہ کی اور بہادیا ہم نے اسکے واسطے ۱۳ چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا
وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهٖ ۭ
اور جنوں میں کتنے لوگ تھے جو محنت کرتے اس کے سامنے اسکے رب کے حکم سے

اور جنت میں انھیں باعزت زندگی نصیب ہوگی والذین سعوا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ نہایت بیباکی سے ہماری آیتوں میں الحاد و زندقہ سے کام لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ خداوند تعالٰے کے ہاتھ نہیں آسکیں گے ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا ۵ ویری الذین الخ یہ علماء اہل کتاب سے دلیل نقلی ہے وہ علماء اہل کتاب مراد ہیں جو ایمان لاچکے ہیں۔ یعنی مؤمنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام واصحابہ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲۳۲) اور ویری یہاں بمعنی یعلم ہے ای ویعلم (روح، مدارک) ھو الحق میں ھو ضمیر فصل ہے یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ تورات و انجیل کے صحیح عالم تھے وہ بھی جانتے ہیں اور اس پر شاہد ہیں کہ آپ پر جو قرآن نازل کیا گیا ہے وہ سراسر حق ہے اور توحید و تقویٰ کی راہ دکھاتا ہے یھدی الی صراط العزیز الحمید یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی اس قرآن کی نہ صرف علمائے اہل کتاب تصدیق کرتے ہیں بلکہ خود قرآن کی اندرونی شہادتیں بھی اس کی سچائی کو واضح کرتی ہیں۔ کیونکہ قرآن کی تعلیمات توحید و تقویٰ پر مشتمل ہیں جو اس خدائے واحد کی سیدھی راہ ہے جو سب پر غالب ہے اور تمام صفات کمالی سے متصف ہے ۵ وقال الذین کفروا الخ یہ بھی شکوہ ہے۔ کفار تعجب و حیرت کے ساتھ ایک دوسرے سے کہتے ہیں آؤ ہم تمہیں ایک ایسا آدمی دکھائیں جو کہتا ہے جب تم مرنے کے بعد گل سڑ کر اور ذرہ ذرہ ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے تو اس کے بعد پھر دوبارہ تمہیں از سر نو پیدا کیا جائے گا افتری علی اللہ الخ کیا اس شخص نے خدا کے ذمہ جھوٹ لگا دیا ہے کہ وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے گا یا (عیاذاً باللہ) یہ دیوانہ ہے کہ دیوانوں کی سی باتیں کرتا ہے بل الذین لا یؤمنون الخ یہ جواب شکوہ ہے فرمایا کافروں کا خیال و زعم باطل ہے پیغمبر علیہ السلام نے نہ خدا پر افترا کیا ہے اور نہ انہیں جنون ہے بلکہ یہ کافر خود انتہائی حماقت اور گمراہی میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ سخت عذاب کی صورت میں ان کو حاصل ہوگا۔ ان سے بڑا کم عقل اور گمراہ کون ہوگا جنہوں نے اللہ کی قدرت و حکمت اور اس کے وعدے وعید کو جھٹلا دیا۔ لیس الامر کما زعموا بل ھم فی کمال اختلال العقل وغایۃ الضلال عن الفھم والادراک الذی ھو الجنون حقیقۃ وفیما یؤدی الیہ ذلک من العذاب حیث انکروا حکمۃ اللہ تعالٰے فی خلق العالم وکذبوہ عز وجل فی وعدہ ووعیدہ وتعرضوا السخطہ (روح ج ۲۲ ص ۱۱۱) فی العذاب وہ عذاب میں ہیں یعنی ایسی گمراہی میں مبتلا ہیں جو موجب عذاب ہے اس طرح والضلال البعید کا عطف ما قبل پر تفسیری ہوگا ۹ افلم یروا الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ لوگ کس قدر بیباک اور نڈر ہیں اور کیسی ڈھٹائی سے اللہ کی کتاب مسئلہ توحید، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے دن کی تکذیب کر رہے ہیں کیا انہوں نے آنکھیں کھول کر اپنے اوپر اور نیچے زمین و آسمان کو کبھی نہیں دیکھا جنہوں نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے؟ ان کا انکار و عناد تو اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ انھیں دنیا ہی میں ہولناک عذاب سے ہلاک کر دیا جائے۔ اگر ہم چاہیں تو اقوام گذشتہ کی طرح انکار اور تکذیب کے جرم میں ان کو زمین میں دھنسا کر یا آسمان سے پتھر برسا کر تباہ و برباد کر دیں استئناف مسوق لتھویل ما اجترؤا علیہ من تکذیب آیات اللہ تعالٰی و استعظام ما قالوا فی حقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وانہ من العظائم الموجبۃ لنزول اشد العقاب وحلول افظع العذاب من غیر ریث

موضح قرآن ف۱ حضرت داؤد جو تھے دن جنگل میں نکلتے۔ اپنے گناہ پر روتے اور زبور پڑھتے خوش آواز اس کے اثر سے پہاڑ بھی ساتھ پڑھتے اور روتے اور جانور پاس آبیٹھ کر اسی طرح آواز کرتے اس مجلس میں لوگوں کے بہت جنازے نکلتے اور کڑیوں کی زرہ پہلے انہی سے نکلی کہ کشادہ رہے ۱۲ منہ

وتأخیر (ابوالسعود جلد ۷ صـ۲) اِنَّ فِی ذٰلِكَ الخ اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور فرمانبردار بندوں کے لئے اللہ کی قدرت کاملہ پر واضح دلیل ہے اور اس سے عیاں ہے کہ اللہ تعالٰی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے اور یہ کام اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ای لدلالۃ واضحۃ علٰی کمال قدرۃ اللہ عزوجل وانہ لا یعجزہ البعث بعد الموت وتفرق الاجزاء والمحاطۃ بھا (روح ج ۲۲ صـ۱۱۲) ۱۰ ولقد اٰتینا داؤد الخ یہ پہلے شبہ کا جواب ہے داؤد علیہ السلام کو ہم نے بڑی بزرگی دی۔ پہاڑ اور پرندے ان کے ساتھ مل کر اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے اور لوہا ان کے ہاتھ میں موم کر دیا لیکن اتنی خوبیوں کے باوجود وہ شفیع غالب نہیں بن سکتے کیونکہ یہ

وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫

اور جو کوئی پھرے ان میں سے ہمارے حکم سے چکھائیں ہم اس کو آگ کا عذاب ف

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

بناتے اسکے واسطے ف۱ جو کچھ چاہتا قلعے اور تصویریں اور لگن

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ

جیسے تالاب اور دیگیں چولہوں پر جمی ہوئی کام کرو اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ⑬ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے پھر جب مقرر کیا ہم نے ف۱۵ اس پر

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ

موت کو نہ جتلایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے

تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا

کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر

يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ⑭

رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں ف

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ

تحقیق ف۱۶ قوم سبا کو تھی ان کی بستی میں نشانی دو باغ

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ

داہنے اور بائیں کھاؤ روزی اپنے رب کی اور

اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ⑮

اس کا شکر کرو شہر ہے پاکیزہ اور رب ہے گناہ بخشنے والا ف۳

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ

سو دھیان میں نہ لائے ف۱۲ پھر چھوڑ دیا ہم نے ان پر ایک نالا زور کا ف۱ اور

منزل ۵

تمام خوبیاں اور طاقتیں ان کے قبضہ میں نہ تھیں بلکہ یہ سب کچھ ہمارے قبضہ و تصرف میں تھا اور یہ خوبیاں ہم ہی نے ان کو عطا کی تھیں۔ یٰجبال اس سے پہلے قلنا مقدر ہے یعنی ہم نے فرمایا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ مل کر تسبیح کا ورد کرو جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی تسبیح کرتے تو اللہ کے حکم سے پہاڑ بھی زبان قال سے ان کے ساتھ بآواز بلند تسبیح کرتے۔ (روح، مدارک وغیرہ) والطیر ابوعمرو کے نزدیک یہ سخرنا مقدر کا مفعول ہے ای وسخرنا الطیر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک یہی راجح ہے لیکن سیبویہ کے نزدیک یہ مفعول معہ ہے (قرطبی ج ۱۴ صـ۲۶۶) پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے پرندوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی تسبیح اور تقدیس میں داؤد علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جائیں ف۱۱ والنالہ الحدید الخ اور ہم نے لوہے کو داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا حضرت ابن عباس حسن اور مقاتل رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں لوہا حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں موم اور گندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم تھا۔ وہ جو چیز چاہتے آگ اور ہتھوڑے کے بغیر ہی نہایت آسانی سے بنا لیتے۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان کو اس قدر قوت عطا فرما دی تھی کہ وہ لوہے کی سختی کے باوجود جس طرح چاہتے موڑ لیتے اور ہاتھ کی قوت ہی سے اس کی تاریں کھینچ لیتے۔ (خازن۔ ابن کثیر۔ قرطبی) سابغات پوری اور مکمل زرہیں۔ جو انسان کے سارے بدن کو ڈھانپ لیں۔ سابغات ای دروعًا سابغات ای کوامل تامات واسعات (قرطبی ج ۱۴ صـ۲۶۷) اور ان اعمل سے پہلے قلنا مقدر ہے وقدر فی السرد۔ السرد خرز ما یخشن و یغلظ (امام راغب) یعنی سخت اور درشت چیز کو جوڑنا مراد زرہ بننا اور اس کے حلقوں کو باہم جوڑنا ہے قدر فی السرد یعنی زرہوں کے حلقے بنانے میں ایک انداز کو قائم رکھو اور حلقوں

جواب شبہ ثانیہ ۱۲

تحقیق غیب دانی ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت سلیمان کا تخت تھا جس پر سب لشکر چلتا باؤ اس کو لے چلتی شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن میں پہنچتی اور پگھلے تانبہ کا چشمہ اللہ نے نکال دیا یمن کی طرف اس کو سانچوں میں ڈھال کر جن باسن بناتے بہت بڑے لشکر کے موافق کھانا پکتا اور بٹتا ۱۲ منہ ف۲ حضرت سلیمان جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس بنواتے تھے جب معلوم ہوا کہ میری موت پہنچی۔ جنوں کو عمارت کا نقشہ بتا کر آپ شیشے کے مکان میں در بند کر کر بندگی میں مشغول ہوئے بعد وفات کے برس دن تک جن بناتے رہے کہ پوری بن چکی جس عصا پر ٹیک کر کھڑے تھے گھن کے کھانے سے گرا تب سب پر وفات معلوم ہوئی اور جن جو آدمیوں پاس دعویٰ کرتے تھے علم غیب کا قائل ہوئے ۱۲ منہ ف۳ بلقیس جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن میں اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی پانی جھیلوں کا سب سمیٹ کر ایک جگہ روکا اور نیچے تین کھڑکیاں رکھیں اونچی اور نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس مینہ کا پانی موجود رہتا جتنا چاہتے خرچ کرتے خوب سر سبز و آباد ملک ہوا ۱۲ منہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باسیلی کہ برپشتہ ہا بند کردہ بودند ۱۲۔

کی مقداروں میں تناسب کو مدِ نظر رکھو حلقے چھوٹے بڑے نہ ہوں و المعنی اقتصد فی نسج الدروع بحیث تتناسب حلقہا (روح ج ۲۲ ص۱۱۵) واعملوا صالحا خطاب
حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کی آل سے ہے۔ کسبِ معاش کے لئے بے شک مذکورہ بالا کام کرو لیکن اعمالِ صالحہ بجا لانا اصل مقصدِ زندگی ہے اس سے غافل نہ ہونا۔ میں تمہارے تمام
اعمال سے باخبر ہوں اور ہر عمل کی جزا دوں گا۔ ای لستم مخلوقین الا للعمل الصالح فاعملوا ذلک واکثروا منہ والکسب قدر وافیہ (کبیر جلد ۷ ص۸۰۴) ۱۲ھ
ولسلیمٰن الخ یہ دوسرے شبہ کا جواب ہے حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عظیم المرتبت پیغمبر اور ایک کبیر الشان بادشاہ تھے۔ ہوا ان کے ماتحت تھی اور جن ان کے فرمانبردار تھے۔ ایسی
شان وعظمت کے باوجود وہ عند اللہ شفیع غالب نہیں بن سکتے کیونکہ یہ تمام چیزیں ان کے اپنے قبضہ واختیار میں نہ تھیں بلکہ ہم نے اپنے حکم سے ہوا کو ان کی مطیع کر دیا۔ وہ جہاں چاہتے ہوا ان کے
تخت کو اٹھا کر لے جاتی۔ غدوھا شھر الخ ہوا اس قدر تیز رفتاری سے چلتی کہ ایک مہینہ کی پیدل مسافت دن کے پہلے حصے میں اور ایک ماہ کی مسافت دن کے پچھلے حصے میں طے کر لیتی قال قتادۃ
کانت تقطع فی الغدو الی قرب الزوال مسیرۃ شھر وفی الرواح من بعد الزوال الی الغروب مسیرۃ شھر (بحر جلد ۷ ص۲۶۴) ۱۳ھ واسلنا الخ ہم
نے سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا۔ بغیر آگ کی حرارت کے تانبہ پانی کی طرح سیال تھا اور ان سے دیگیں۔ پیالے اور جو چاہتے آسانی سے بنوا لیتے اذاب اللہ لسلیمان النحاس
کما الان لداؤد الحدید (خازن ج ۵ ص۲۳۳) ومن الجن الخ ای وسخرنا من الجن من یعمل (مدارک) ہم نے جنوں کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا جو ہمارے حکم
سے اس کے سامنے اس کی مرضی کے مطابق مختلف خدمات انجام دیتے تھے۔ ومن یزغ الخ جنوں میں سے جو ہمارے حکم کے مطابق سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرتا بلکہ ان کی اطاعت
سے سرتابی کرتا تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے۔ ان جنوں پر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہوتا تھا۔ یہ فرشتہ جنوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ جو جن نافرمانی کرتا
فرشتہ اسے آگ کے کوڑے سے مارتا (خازن، روح) بہ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ، لیکن اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے آخرت کا عذاب مراد ہے ای عذاب النار فی
الآخرۃ کما قال اکثر المفسرین وروی ذلک عن ابن عباس (روح ج ۲۲ ص۱۱۸) ۱۴ھ یعملون لہ الخ محاریب، محراب کی جمع ہے۔ مراد عبادت خانے، امام
قتادۃ رح فرماتے ہیں محاریب سے عالیشان محلات اور مساجد مراد ہیں (بحر، روح)، تماثیل، تمثال کی جمع اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے جاندار تصاویر مراد ہیں اور حضرت سلیمان ع
کی شریعت میں تصویر سازی جائز تھی۔ لیکن ہماری شریعت میں حرام ہے وھذا یدل علی ان التصویر کان مباحا فی ذلک الزمان ونسخ ذلک بشرع محمد صلے
اللہ علیہ وسلم (قرطبی ج ۱۴ ص۲۷۲) بعض مفسرین کے نزدیک اس سے غیر جاندار اشیاء کی تصویریں یا پتھر، تانبے اور شیشے سے بنی ہوئی مختلف اشیاء مراد ہیں قیل کانت من
زجاج ونحاس ورخام تماثیل اشیا لیست بحیوان (ایضاً) امام رازی فرماتے ہیں محاریب سے عالیشان محلات اور تماثیل سے ان کی دیواروں پر بنائے گئے نقش ونگار
مراد ہیں المحاریب اشارۃ الی الابنیۃ الرفیعۃ ... والتماثیل مایکون فیہا من النقوش (کبیر ج ۷ ص۱۰۰) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ممکن ہے تماثیل سے چارپائیاں
مراد ہوں چونکہ چارپائی انسان کے قد وقامت کے برابر ہوتی ہے اس لئے اسے تمثال اور مثال کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نزلت عن المثال یعنی
میں چارپائی سے اتر آئی۔ اس کے بعد حضرت شیخ نے لکھا ہے مثال کے معنی چارپائی اہل لغت نے لکھے ہیں لیکن تمثال کے معنی چارپائی ہم نے نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
جفان، جفنۃ کی جمع ہے اور الجواب، جابیۃ کی جمع ہے یعنی حوض تو جفان سے ایسی بڑی بڑی صحنکیں مراد ہیں جن میں بیک وقت پوری جماعت کھانا کھا سکے قدور راسیٰت
ایسی بڑی اور بھاری دیگیں جو ایک جگہ قائم رہیں اور اٹھائی ہی نہ جا سکیں حضرت سلیمان علیہ السلام یہ تمام چیزیں جنوں سے بنواتے تھے۔ جو اللہ کے حکم سے ان کے ماتحت تھے اعملوا آل
داؤد شکرا الخ اس سے پہلے قلنا محذوف ہے یعنی ہم نے کہا آل داؤد سے حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے متعلقین مراد ہیں۔ اے آل داؤد! ان بے پایاں انعاماتِ خداوندی
کا شکر بجا لاؤ۔ یعنی نیک عمل کرو۔ میرے بندوں میں شکر گذار اور اعمالِ صالحہ بجا لانے والے بہت کم ہیں ۱۵ھ فلما قضینا الخ ای اوقعنا علی سلیمان الموت حاکمین بہ علیہ
روح ج ۲۲ ص۱۲۱) یعنی جب ہم نے اپنے فیصلے کے مطابق سلیمان علیہ السلام پر موت واقع کر دی ما دلھم ضمیر مفعول جنوں کی طرف عائد ہے جیسا کہ مشہور ہے فالضمیر فی دلھم
عائد علی الجن الذین یعملون لہ (بحر ج ۷ ص۲۶۶) یا اس سے جن اور آل داؤد اور دوسرے لوگ بھی مراد ہیں (ما دلھم) ای الجن وآل داؤد (مدارک) اور دابۃ
الارض سے دیمک مراد ہے جو ایک قسم کا کیڑا ہے اور لکڑی کو کھاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ لیکن اس کی تکمیل سے پہلے ہی ان کی وفات ہو
گئی۔ اور وفات سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی تکمیل کی وصیت فرما گئے۔ انھوں نے والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق بیت المقدس کی تکمیل کے کام پر جنوں کو مامور فرمایا اور خود
کام کی نگرانی فرماتے تھے ابھی تعمیر کا کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا کہ ان کی اجل قریب آپہنچی چنانچہ ایک روز وہ (حضرت سلیمان علیہ السلام) حسبِ دستور جنوں کو کام میں مصروف پا کر خود عبادتخانے
میں لاٹھی پر ٹیک لگا کر عبادت میں مصروف ہو گئے اور اسی حال میں روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ طویل مدت تک آپ اسی ہیئت میں رہے۔ جن اور دوسرے لوگ یہی سمجھتے رہے
کہ آپ زندہ ہیں۔ اور عبادت میں مصروف ہیں۔ اور جن بھی باقاعدہ اپنے کام میں مصروف رہے۔ ادھر جنوں نے تعمیر کا کام مکمل کر لیا ادھر اللہ کے حکم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاٹھی
کو دیمک نے یہاں تک کھا لیا کہ وہ ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے۔ اب جنوں کو اور دوسرے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان کی موت تو عرصہ سے واقع ہو چکی ہے اور اتنا عرصہ
ان کا جسم لاٹھی کے سہارے اپنی وضع پر قائم رہا ہے اب جنوں پر یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ وہ غیب نہیں جانتے۔ ان کا غیب دانی کا دعویٰ غلط ہے۔ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو
اتنا طویل عرصہ اس ذلت آمیز محنت ومشقت میں کیوں مبتلا رہتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کو اللہ تعالیٰ نے دو حکمتوں کے لئے پوشیدہ رکھا۔ اول اس لئے کہ بیت المقدس
کی تعمیر کا کام مکمل ہو جائے۔ اگر جنوں کو ان کی وفات کا علم ہو جاتا تو وہ کام کو وہیں چھوڑ دیتے۔ دوم۔ جنوں کو دعویٰ تھا کہ وہ غیب جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ
السلام کی موت کو ان سے پوشیدہ رکھ کر ان کے اس جھوٹے دعوے کا پول ظاہر فرما دیا قال قتادۃ وغیرہ کانت الجن تدعی علم الغیب، فلما مات سلیمان علیہ السلام و
خفی موتہ علیھم (تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون الغیب ما لبثوا فی العذاب المھین) (قرطبی) یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے مشرکین جنوں کو عالم الغیب اور شفیع غالب مانتے
ہیں حالانکہ یہ واقعہ ان کے دعوے کو رد کرتا ہے جن کو یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ ان کو زندہ سمجھ کر ان کے ڈر سے سال بھر ذلت آمیز محنت و
مشقت میں مبتلا رہے وہ کسی طرح بھی غیب دان اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں تبینت فعل لازم ہے اور ان لو کانوا الخ جملہ الجن سے بدل الاشتمال ہے اور

بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ

دیئے ہم نے ان کو بدلے میں ان دو باغوں کے دو اور باغ جن میں کچھ میوہ کسیلا تھا اور

اَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

جھاؤ اور کچھ بیر تھوڑے سے ف۱ یہ بدلہ دیا ہم نے انکو اسپر کہ

كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

ناشکری کی اور ہم یہ بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو اور رکھی تھیں ہم نے ان میں ف۲

وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

اور ان بستیوں میں جہاں ہم نے برکت رکھی ہے ایسی بستیاں جو راہ پر نظر آتی تھیں اور

قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

منزلیں مقرر کر دیں ان میں آنے جانے کی پھرو ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے ف۳

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

پھر کہنے لگے اے رب ہمارے دراز کر دے ہمارے سفروں کو اور آپ اپنا برا کیا

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ

پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے اس

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ

میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنیوالے شکر گذار کو ف۴ اور سچ کر دکھلائی

عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ

ان پر ف۵ ابلیس نے اپنی اٹکل پھر اسی کی راہ چلے مگر تھوڑے سے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

ایماندار ف۶ اور اس کا ف۷ ان پر کچھ زور نہ تھا

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ

مگر اتنے واسطے کہ معلوم کر لیں ہم اسکو جو یقین لاتا ہے آخرت پر جدا کر کے اس سے جو رہتا ہے آخرت کیطرف سے

مطلب یہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام گر پڑے تو جن ظاہر ہو گئے یعنی ان کے بارے میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اگر وہ غیب داں ہوتے تو اتنا عرصہ عذاب مہین میں گرفتار نہ رہتے ۱۶ لقد کان الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ملک سبا دہی علاقہ ہے جسے اب یمن کہا جاتا ہے یمن کا سب سے پہلا بادشاہ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تھا یہ ملک اسی کے نام سے موسوم ہوا۔ سبا کے دس بیٹے تھے جن سے اس کی نسل پھیلی۔ سبا سے یہاں سبا کی اولاد اور اس کا قبیلہ مراد ہے (مدارک، روح) شکر گذار بندوں کے ذکر کے بعد سرکش اور ناشکر گذار لوگوں کا ذکر کیا گیا تاکہ مشرکین قریش اس سے عبرت حاصل کریں جس طرح قوم سبا کو سرکشی اور ناشکری کی وجہ سے تمام نعمتوں سے محروم کر دیا گیا اسی طرح مشرکین قریش پر اللہ کا عتاب آسکتا ہے۔ آیۃ۔ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کی نشانی اور اس کی وحدانیت کی دلیل آیۃ دلالۃ علی وحدانیتنا وقدرتنا (معالم بر خازن ج ۵ ص ۲۳۵)، جنّٰتن کی خبر مقدم محذوف ہے۔ ای لھم جنتان یا یہ آیۃ سے بدل ہے۔ امام قتادہ فرماتے ہیں جنتان سے دو باغ مراد نہیں بلکہ باغوں کے دو سلسلے مراد ہیں۔ ایک شہر کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب پھیلا ہوا تھا۔ المراد بالجنتین علیٰ ما روی عن قتادۃ جماعتان من لبساتین جماعۃ عن یمین بلدھم وجماعۃ عن شمالہ (روح ج ۲۲ ص ۱۲۵) باغوں کے یہ دونوں سلسلے سینکڑوں میلوں میں پھیلے ہوئے تھے اور یہ باغات لذیذ میووں اور پھلوں اور خوشبودار درختوں پر مشتمل تھے ملک کی آب و ہوا بھی بہت عمدہ اور لطیف تھی کلوا من رزق ربکم الخ ای قلنا۔ کیونکہ جب گذشتہ زمانے کے صیغہ امر کی حکایت ہو تو اس سے پہلے قلنا محذوف ہوتا ہے اتنی گونا گوں نعمتیں رب مہربان نے ان کو عطا فرمائیں اور مطالبہ صرف یہ تھا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اللہ کے فرمانبردار بندے بن جاؤ۔ ایسی ایسی نعمتیں اللہ نے عطا کیں اور ایسا مہربان آقا کہ غلطیوں اور نافرمانیوں پر سچے دل سے معافی مانگو تو فوراً معاف فرما دے ایسے مہربان رب اور محسن مالک کی نافرمانی اور ناشکری وہی کر سکتا ہے جو پرلے درجے کا بدبخت اور سرکش ہو ۱۷ فاعرضوا الخ قوم سبا نے اللہ کے شکر سے اعراض کیا اور عیش و عشرت اور مال و دولت کے نشہ میں مخمور خدا کا احسان ہی بھول گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ناسپاسی اور کفران کی سزا یہ دی کہ ان پر ایک نہایت ہی زبردست سیلاب بھیجا جو ان کے باغوں، کھیتوں اور مکانوں کو تباہ و برباد کر کے بہا لے گیا۔ اور خوشبودار اور لذیذ میوہ دار درختوں کے طویل و عریض باغات کا نام و نشان مٹ گیا اور جنگلی خود رو جھاڑ، بدمزہ پھل جھاؤ کے درخت اور کچھ بیری کے درخت باقی رہ گئے۔ اس صورت میں یہ موصوف صفت ہوں گے امام ابو عبیدہ کے نزدیک خمط ہر بدمزہ اور خار دار جھاڑ کو کہتے ہیں۔ اس صورت میں خمطٍ "اکلٍ" سے بدل ہوگا۔ کذا فی الروح واختارہ الشیخ قدس سرہٗ۔

مـ اعادہ لقد کان لسبا الخ بوجہ بعد عہد ۱۲ سـ۳ اعادہ

فاعرضوا الخ بوجہ بعد عہد ۱۲ ـ/ـ۳

موضح قرآن ف۱ جب اللہ نے چاہا کہ عذاب بھیجے گھونس پیدا ہوئے اس پانی کے بند میں اس کی جڑ کرید ڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سرخ رنگ جس زمین پر پھر گیا، کام سے جاتی رہی پیچھے وہ قوم ویران ہو کر جدا جدا ہو گئی۔ اور کچھ جو رہے ان باغوں کے بدلے یہ چیزیں پانے لگے ف۲ برکت والی بستیاں یعنی ملک شام ان کے ملک سے شام تک راہ میں آبادبستیاں پاس پاس سفر تھا جیسے سیر ف۳ آرام میں مستی آئی، لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا آبادی نہیں ملتی ویسا ہم کو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی چیر کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یعنی متفرق ہو گئے کسی کسی ملک میں ف۴ پہلے دن ابلیس نے کہا لاحتنکن ذریتہ الا قلیلاً۔ ویسے ہی نکلے۔

العرم، مضبوط بند جو پانی کو روکنے کے لئے بنایا گیا ہو۔ اس سے مراد وہ بند ہے جو ملک سبا میں بارشوں کے پانی کا ذخیرہ کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ دو پہاڑوں کو آپس میں ملاتا تھا
اور اسے ملکہ سبا نے بنایا تھا۔ ان بلقیس کانت عمدت الی جبال بینہا شعب نسدت الشعب حتی کانت میاہ الامطار والعیون یجتمع فیہا وتصیر کالبحر
(کبیر ج ۷، ص ۱۲)۔ جب اللہ تعالٰی نے قوم سبا سے ناسپاسی کا انتقام لینا چاہا۔ اس بند کو توڑ کر ذخیرہ آب کو ایک قیامت خیز سیلاب کی صورت میں ان پر مسلط کر دیا اکل خمط
بدمزہ پھل اثل جھاؤ کا درخت سدر بیری کا درخت ۱۸ھ ذٰلک جزینٰھم الخ یہ ہم نے ان کو ناشکری اور کفرانِ نعمت کی سزا دی اور ہم ایسی سزا ناسپاس اور احسان
فراموش لوگوں ہی کو دیا کرتے ہیں ۱۹ھ وجعلنا الخ یہ
لقد کان لسبا فی مسکنھم الخ کا اعادہ ہے بوجہ
بعد عہد یعنی انعام دیگر کا ذکر ہے۔ یہ بھی اہل سبا پر اللہ تعالٰی
کا ایک انعام تھا۔ القری التی بٰرکنا فیہا سے ملک
شام کے شہر مراد ہیں۔ یہ سرزمین سرسبز و شاداب اور ہر قسم
کے پھلوں اور دیگر نعمتوں سے مالامال تھی۔ والمراد بالقری
التی بورك فیہا قری الشام وذٰلك بكثرۃ اشجارھا
واثمارھا والتوسعۃ علی اھلھا (روح ج ۲۲ ص ۱۲۹)
اور قری ظاھرۃ وہ بستیاں جو برلب سڑک واقع تھیں
قال قتادۃ معنی ظاھرۃ متصلۃ علی الطریق۔
(قرطبی ج ۱۴ ص ۲۸۹) قدرنا فیہا السیر راستے پر واقع
ان بستیوں کا باہمی فاصلہ ایسا مناسب کہ ایک بستی سے چل
کر جلدی ہی دوسری آبادی میں پہنچ جائیں اور ضروریاتِ سفر
حاصل کرنے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ اہل سبا اکثر تجارت
پیشہ لوگ تھے۔ اور ان کی زیادہ تر تجارت اہل شام سے تھی ان
کے تجارتی قافلے دن رات سفر کرتے تھے۔ اور سفر اس قدر
آسان تھا کہ کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ راستے میں بستیاں چونکہ
قریب قریب آباد تھیں اس لئے انھیں نہ تو کہیں جنگل میں رات
کاٹنے کی ضرورت پڑتی اور نہ دیگر ضروریات حاصل کرنے
میں کوئی دشواری پیش آتی۔ آبادیاں قریب قریب ہونے کی
وجہ سے ان کے قافلے چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی محفوظ رہتے
اور بے کھٹکے رات دن اپنا سفر جاری رکھ سکتے ۲۰ھ فقالوا
الخ یہ فاعرضوا فارسلنا علیھم الخ کا اعادہ ہے
بوجہ بعد عہد یعنی انعام ثانی کی ناشکری کی سزا کا ذکر ہے۔
انھیں چاہئے تھا کہ وہ اللہ کے ان انعامات و احسانات کا
شکر کرتے مگر انھوں نے اس کے بجائے ناشکری کی اور اللہ
کی ان نعمتوں کی قدر نہ پہچانی اور کہنے لگے اللہ! ہمارے پروردگار!
ہمارے سفر دراز کر دے یعنی بستیوں کے درمیان فاصلہ زیادہ
ہو تاکہ ایک بستی سے دوسری بستی تک دیر سے اور مشقت اٹھا کر
پہنچیں ایسے آرام و راحت کے سفر میں سیر کا کوئی مزہ نہیں آتا۔ نیز جس قدر مشقت و محنت اٹھا کر سامانِ تجارت لایا جائے گا اسی قدر اس کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ انھوں نے یہ مطالبہ کر کے اپنی

ع ۲ ۸

شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا
دھوکے میں اور تیرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے توکہہ پکارو ان
الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ
ان کو جن کو ۲۳ھ گمان کرتے ہو سوائے اللہ کے وہ مالک نہیں ایک ذرہ
ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا
بھر کے آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں
مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ
کچھ ساجھا اور نہ ان میں کوئی اس کا مددگار اور کام نہیں آتی
الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا
سفارش ۲۴ھ اس کے پاس مگر اس کو کہ جسکے واسطے حکم کر دے یہاں تک کہ جب ۲۵ھ
فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ
گھبراہٹ دور ہو جائے انکے دل سے کہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے
قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ
وہ کہیں فرمایا جو واجبی ہے ف۱ اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا تو کہہ کون
یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ
روزی دیتا ہے تم کو ۲۶ھ آسمان سے اور زمین سے بتلا دے کہ اللہ اور
اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾
یا ہم یا تم ۲۷ھ بے شک ہدایت پر ہیں یا پڑے ہیں گمراہی میں صریح ف۲
قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا
تو کہہ تم سے پوچھ نہ ہوگی ۲۸ھ اس کی جو ہم نے گناہ کیا اور ہم سے پوچھ نہ ہوگی اس کی جو
تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا
تم کرتے ہو تو کہہ جمع کرے گا ۲۹ھ ہم سب کو رب ہمارا پھر فیصلہ کرے گا ہم میں

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ تعالٰی کے یہاں سفارش عوام چاہتے ہیں اولیاء سے وہ انبیاء سے وہ فرشتوں سے۔ فرشتوں کا یہ حال ہے جو فرمایا جب اوپر سے اللہ کا حکم اترتا ہے آواز آتی ہے
جیسے پتھر پر زنجیر۔ فرشتے ڈر سے تھرتھراتے ہیں۔ جب تسکین آئی اور کلام اتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتا ہے کیا حکم ہوا اور پر والے بتاتے ہیں نیچے کھڑوں کو جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سے
قاعدہ معلوم ہے وہی حکم ہوا۔ ف۲ یعنی دونوں فرقے تو سچ نہیں کہتے ایک مقرر سچا ہے ایک جھوٹا ہے۔ تو لازم ہے کہ سوچو اور سچی بات پکڑو۔ اس میں ان کا جواب ہے جو اس زمانے میں بعضے لوگ کہتے ہیں
دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آتے ہیں کیا ضرورت ہے جھگڑنا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اذن شفاعت داد ۱۲

جانوں پر ظلم کیا اور اپنا بہت بڑا نقصان کیا ممکن ہے انھوں نے زبان قال سے یہ دعا مانگی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ زبان حال سے ہو۔ یعنی انھوں نے جب ان نعمتوں کی ناشکری کی تو گویا یہ مطالبہ کیا کہ بستیاں برباد کرکے ان کے سفروں کو دراز کر دیا جائے۔ بہ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ویمکن ان یقال قالوا ربنا بعد بلسان الحال ای لما کفروا فقد طلبوا ان یبعد بین اسفارھم ویخرب المعمور من دیارھم (کبیر ج ۷ ص ۱۳۵) اہل سبا نے ناشکری کی تو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا یعنی ان پر طوفان بھیج کر ان کے باغوں اور ان کی آبادیوں کو تباہ و ویران کر دیا اور ان کی جمعیت کو متفرق و منتشر کر دیا۔ اس طرح ان کا حال لوگوں کے لئے افسانہ بن گیا۔ ہر صابر اور شکر گذار بندے کے لئے ان کے حال میں عبرت ونصیحت کی نشانیاں ہیں۔

۲۱؎ ولقد صدق الخ ابلیس کا گمان ان کے بارے میں صحیح نکلا۔ ابلیس نے کہا تھا ولا تجد اکثرھم شاکرین (اعراف ع ۲) اے اللہ! تو اولادِ آدم میں سے بہتوں کو شکر گذار نہیں پائے گا۔ میں ان کو سبز باغ دکھا کر اپنے پیچھے لگا لوں گا۔ چنانچہ اہل سبا ابلیس کے ورغلانے میں آگئے اور اس کے پیچھے لگ گئے۔ البتہ مومنوں کی ایک جماعت نے ابلیس کی پیروی نہ کی اور حق پر ثابت قدم رہے۔ من المومنین میں من بیانیہ ہے ای الا فریقا منھم المومنون لم یتبعوہ علی ان "من" بیانیۃ (روح جلد ۲۲ ص ۱۳۴)

۲۲؎ وما کان الخ بنی آدم کو گمراہ کرنے پر شیطان کو مسلط کرنے کی تکوینی مصلحت امتحان وابتلا ہے تاکہ یہ حقیقت واضح اور آشکارا ہو جائے کہ مخلص مومن کون ہے اور منافق اور مذبذب کون ہے۔ یعنی مومن ومنافق متعین ہو جائیں اور ان میں امتیاز ہو جائے ویسے اللہ تعالیٰ تو سب کو جانتا ہی ہے اسے تو معلوم ہی ہے کہ مومن کون ہے یعنی لنری ونمیز المومن من الکافر وارادعلم الوقوع والظھور اذ کان معلوما عندہ لانہ عالم الغیب (خازن ومعالم ج ۵ ص ۲۳۵)

۲۳؎ قل ادعوا الخ امر برائے توبیخ ہے یہ چوتھے شبہ کا جواب ہے مشرکین فرشتوں کو بھی عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے اور اسی لئے ان کی عبادت وتعظیم بجا لاتے۔ تاکہ وہ خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کریں۔ ور ابعھا قول من قال انا نعبد الاصنام التی ھی صور الملائکۃ لیشفعوا لنا الخ (کبیر ج ۷ ص ۱۵) فرمایا جن کو تم اپنے کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو انہیں حاجات میں پکار تو دیکھو ان میں سے کوئی بھی تمہارے کام نہیں آئے گا اور وہ تمہارے کام آ بھی کس طرح سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود عاجز اور بے بس ہیں اور زمین وآسمان میں ایک ذرے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ نہ زمین وآسمان کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ اس کائنات کو پیدا کرنے میں اور سارے جہان کا نظم ونسق چلانے میں اللہ تعالیٰ کو ان میں سے کسی کے تعاون کی ضرورت ہی ہے ۲۴؎ ولا تنفع الشفاعۃ الخ اس میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے اور فرشتوں کے شفیع مستقل ہونے کا رد ہے باقی رہا سفارش کا معاملہ تو یہ مزعومہ سفارشی تمہاری سفارش بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ سفارش اللہ کی طرف سے اجازت پر موقوف ہے اور مشرک کے حق میں کسی نبی، ولی یا فرشتے کو سفارش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ قال تعالیٰ فی ابطال قولھم ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ فلا فائدۃ لعبادتکم غیر اللہ فان اللہ لا یاذن فی الشفاعۃ لمن یعبد غیرہ (کبیر) الا لمن اذن لہ اس سے مراد مشفوع لہ ہے یعنی صرف اس شخص کے حق میں سفارش نافع ہوگی جس کی سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی مراد مومن ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے الا من شھد بالحق (زخرف ع ۷) یعنی حق (توحید) کی شہادت دے اور ایک جگہ ارشاد ہے الا لمن ارتضیٰ (انبیاء ع ۲) یعنی جس کو اللہ پسند فرمائے۔ حاصل یہ ہے کہ مشرک کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی اس کی پوری تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو حاشیہ (۵۰۱) ص ۱۲۵

۲۵؎ حتیٰ اذا الخ یہ ماقبل سے ترقی ہے یعنی فرشتوں کا شفیع غالب ہونا تو ایک طرف رہا وہ تو اللہ کا حکم سن کر ہی ہیبت سے کانپ اٹھتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وجبروت اور فرشتوں کی عاجزی کا بیان ہے جب اللہ کی طرف سے فرشتوں کو کوئی حکم ملتا ہے تو گھبراہٹ اور ہیبت کی وجہ سے فرشتوں میں ہلچل پیدا ہو جاتی ہے اور جب گھبراہٹ اور ہیبت دور ہو جاتی ہے تو نیچے والے فرشتے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں ذاتِ باری تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے تو وہ جواب دیتے کہ حق ہی ارشاد ہوا ہے، خطرے کی کوئی بات نہیں: تب انھیں سکون وقرار حاصل ہوتا ہے جن فرشتوں کا یہ حال ہو کہ بارگاہِ ایزدی سے کوئی حکم سن کر ہی کانپ اٹھیں بھلا انھیں یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں ابتداءً سفارش کے لئے لب کشائی کر سکیں۔ دھو العلی الکبیر یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی وہ بہت بلند شان اور عظمت وکبریاء کا مالک ہے۔ اور کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ نہ اس کے ملک اور اختیار وتصرف میں کوئی دست اندازی کر سکتا ہے ۲۶؎ قل من یرزقکم الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے۔ (علی سبیل الاعتراف من الخصم) مشرکین سے پوچھیں کہ آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین پر نباتات اگا کر تمہاری روزی کا سامان کون کرتا ہے اس سوال کا جواب چونکہ ایک ہی ہے جس سے مشرکین کو بھی انکار نہیں اس لئے حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ہی جواب دیدیں کہ اللہ ہی سب کا رازق ہے اس لئے ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے اور وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے اور مشرکین کے مزعومہ آلہہ اور کارساز کائنات میں تصرف کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ امر صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول تبکیتا للمشرکین بحملھم علی الاقرار بان آلھتھم لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموٰت ولا فی الارض وان الرزاق ھو اللہ عز وجل فانھم لا ینکرونہ (روح جلد ۲۲ ص ۱۴۰)

۲۷؎ وانا او ایاکم الخ یہ پہلا طریق تبلیغ ہے یقیناً ہم یا تم مسئلہ توحید وشرک میں راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں تعریض وکنایہ کے ساتھ اہل توحید کا راہِ راست پر ہونا اور مشرکین کا کھلی گمراہی میں ہونا بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ سارے جہان کے خالق، قادر مطلق اور متصرف علی الاطلاق کو کارساز سمجھنے والے اور عاجز وبے بس مخلوق کو کارساز سمجھنے والے دونوں ہی حق پر ہوں اس لئے لامحالہ اہل توحید ہی حق پر ہیں۔ اور مشرکین باطل پر ہیں۔ اس طریق تبلیغ سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ تبلیغ میں نرم لب ولہجہ اور مؤثر ترین انداز اختیار کیا جائے۔

۲۸؎ لا تسئلون الخ یہ دوسرا طریق تبلیغ ہے ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا۔ تمہارے کفر وشرک کا مجھے کوئی نقصان نہیں میں جو تمہیں توحید کی دعوت دیتا ہوں تو اس سے صرف تمہاری بھلائی اور بہتری مقصود ہے ای انما اقصد بما ادعوکم الیہ الخیر لکم، لا انہ ینالنی ضرر کفرکم (قرطبی ج ۱۴ ص ۲۹۹)

۲۹؎ قل یجمع الخ یہ تیسرا طریق تبلیغ ہے۔ دنیا میں تو واضح اور کھلے دلائل کے باوجود تم حق کا انکار کرتے ہو اور دلائل کا فیصلہ نہیں مانتے ہو آخر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل حق کو جنت میں اور اہل شرک کو جہنم میں داخل کرکے اپنا فیصلہ ظاہر فرمائیگا تو اس فیصلے کے ماننے سے تمہارے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ عدل پر مبنی اور سراسر حق ہوگا۔

ت۳۰ قل ارونی الخ یہ دلائلِ سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سابقہ دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا خالق اور وہی ساری کائنات میں متصرف ومختار ہے اور مشرکین کے مزعومہ الٰہہ عاجز اور بے بس ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے کوئی دلیل تو بتاؤ کہ یہ معبودانِ باطلہ جنہیں تم نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے جو نہ تمہیں روزی دیتے ہیں۔ نہ تدبیرِ عالم میں انہیں کوئی اختیار ہے وہ خدائے ذوالجلال کے کس طرح شریک بن سکتے ہیں۔ کلّا ہرگز نہیں! یہ معبودانِ باطلہ ہرگز خدا کے شریک نہیں بن سکتے۔ بل ھو اللہ الخ بلکہ وہ اللہ جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک، ہر ایک پر غالب اور حکیم مطلق ہے۔ وہی اکیلا سب کا کارساز اور معبودِ برحق ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ای ارونی بالحجۃ والدلیل کیف وجہ الشرکۃ وھل یملکون مثقال ذرۃ او یرزقونکم (بحر ج ۷ ص ۲۸۰) ت۳۱ وما ارسلنٰک الخ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے ہمارا منہ مانگا معجزہ دکھا دو تو ہم تمہیں رسولِ صادق مان لیں گے۔ بقرینۃ ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صٰدقین۔ جواب میں ارشاد فرمایا ہم نے آپ کو کائنات میں متصرف ومختار بنا کر نہیں بھیجا کہ ہر شخص کا مطالبہ پورا فرما دیں بلکہ آپ کو تو ہم نے تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے کہ آپ اللہ کا پیغام اللہ کے بندوں کو پہنچائیں۔ ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور نہ ماننے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ اور وہ اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے بے جا اور غیر متعلق سوالات پوچھنے لگتے ہیں۔ ت۳۲ ویقولون الخ یہ شکوہ ہے۔ مشرکین از راہِ استہزاء و تمسخر کہتے ہیں وہ قیامت کب آئے گی جب محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کی آمد کا معین وقت بتاؤ۔ قل لکم الخ یہ جوابِ شکویٰ ہے۔ فرمایا اس وعدے یعنی قیامت کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان نادانوں کی عجلت پسندی کی وجہ سے اپنا فیصلہ تبدیل نہیں فرمائے گا۔ اس لئے قیامت اپنے مقررہ وقت سے نہ پہلے آئے گی۔ اور نہ اس سے ایک لمحہ متاخر ہوگی۔ ت۳۳ وقال الذین کفروا الخ شکوہ مع تخویفِ اخروی۔ یہ کفار دنیا میں تو بڑے طمطراق سے کہتے ہیں کہ ہم نہ قرآن کو مانیں گے نہ ان کتابوں کو مانیں گے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں یعنی تورات وانجیل وغیرہ جن میں مسئلہ توحید بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل وجہ نزاع یہی ہے ای ما نزل قبل القراٰن من کتب اللہ (مدارک) لیکن انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ ان کے اس عناد وانکار کا انجام کس قدر ہولناک ہونے والا ہے۔ ولو ترٰی ۔۔۔ تا ۔۔۔ ما کانوا یعملون۔ تخویفِ اخروی ہے۔ اور اس میں کفار ومشرکین کے انجامِ بد اور میدانِ حشر میں اپنے راہنماؤں سے ان کی گفتگو کا ذکر ہے۔ قیامت کے دن جب یہ ظالم مشرکین اپنے مولائے حقیقی کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان کے اور ان کے مشرک پیشواؤں کے درمیان حسبِ ذیل گفتگو ہوگی۔ اور دونوں ایک دوسرے کو ملامت کریں گے۔ یقول الذین استضعفوا الخ اتباع ومریدین اپنے بڑوں اور پیشواؤں سے جنہوں نے ان کو اپنے پیچھے لگا کر گمراہ کیا، کہیں گے اگر تم ہمیں راہِ راست پر چلنے اور حق وصداقت کو قبول کرنے سے نہ روکتے تو یقیناً ہم توحید ورسالت پر ایمان لے آتے اور راہِ ہدایت پر گامزن ہو جاتے۔ مگر تم نے ہمیں ہدایت کو قبول کرنے سے روکا اور گمراہ کر دیا۔ ت۳۴ قال الذین استکبروا الخ پیشوایانِ شرک اور صنادیدِ کفر اپنے اتباع واذناب کو جواب دیں گے۔ کیا جب تمہارے پاس ہدایت آ چکی تھی اور تم نے اسے قبول کرنے کا پختہ عزم کر لیا تھا تو کیا ہم نے تمہیں اس پر ایمان لانے اور اسے قبول کرنے سے روکا تھا؟ یہ استفہامِ انکاری

بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ
انصاف کا اور وہی ہے قصہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا تو کہہ مجھ کو دکھلاؤ تو سہی ت۳۰ جن کو
اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾
اس سے ملاتے ہو ساجھی قرار دے کر کوئی نہیں وہی اللہ ہے زبردست حکمتوں والا
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّ
اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا ت۳۱ سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو
لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے کہتے ہیں ت۳۲ کب ہے
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ
یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ تمہارے لئے وعدہ ہے
يَوْمٍ لَّا تَسْـتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾
ایک دن کا نہ دیر کروگے اس سے ایک گھڑی نہ جلدی
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا
اور کہنے لگے منکر ت۳۳ ہم ہرگز نہ مانیں گے اس قرآن کو اور نہ
بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ
اس سے اگلے کو کبھی تو دیکھے جب کہ گنہگار کھڑے کئے جائیں
عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِــعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِۨ الْقَوْلَ ۚ
اپنے رب کے پاس ایک دوسرے پر ڈالتا ہے بات کو
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ
کہتے ہیں وہ لوگ جو کمزور سمجھے جاتے تھے بڑائی کرنے والوں کو اگر تم نہ ہوتے
لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ
تو ہم ایماندار ہوتے کہنے لگے بڑائی کرنے والے ت۳۴ ان سے جو کہ

ع ۹ ۳

۱۲ ثمرہ دلائل گذشتہ ۱۲ جواب سوال ۱۲ شکوہ ۱۲ مقدر ۱۲ جواب شکوی ۱۲ شکوہ مع تخویف اخروی ۱۲

ہے یعنی تم غلط کہتے ہو ہم نے تمہیں ایمان لانے سے ہرگز نہیں روکا تھا بلکہ تم خود مجرم ہو۔ تم نے اپنی مرضی سے ایمان پر کفر کو اور توحید پر شرک کو ترجیح دی اور ہدایت کو ٹھکرا کر گمراہی قبول کی۔ ای لسنا نحن الذین حلنا بینکم وبین الایمان بعد اذ صممتم علی الدخول فیہ بل انتم منعتم انفسکم حظہا باجرامکم وایثارکم الکفر علی الایمان (روح ج۲۲ ص۱۴۵) ۳۵ وقال الذین استضعفوا الخ اَتباع و مریدین اپنے پیشواؤں کے جواب الجواب میں کہیں گے نہیں! نہیں! ہم خود گمراہ نہیں ہوئے۔ بلکہ تمہاری چالوں اور تدبیروں ہی نے گمراہ کیا جو تم رات اور دن میں سوچا کرتے تھے۔ مکر الیل۔ مکر کا مضاف الیہ حذف کر کے ظرف کو اس کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔

اِسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ
کمزور کئے گئے تھے کیا ہم نے روکا تم کو حق بات سے تمہارے پاس
اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
پہنچ چکنے کے بعد کوئی نہیں تم ہی تھے گنہگار اور کہنے لگے وہ لوگ جو
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ
کمزور کئے گئے تھے ۳۵ بڑائی کرنے والوں کو کوئی نہیں پر فریب سے رات
النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ
دن کے وا جب تم ہم کو حکم کیا کرتے کہ ہم نہ مانیں اللہ کو اور ٹھہرائیں اسکے ساتھ
اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَ
برابر کے ساجھی اور چھپے چھپے پچتانے لگے ۳۶ جب دیکھ لیا عذاب اور
جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ
ہم نے ڈالے ہیں طوق گردنوں میں منکروں کے وہی بدلہ پاتے ہیں
اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ
جو عمل کرتے تھے اور نہیں بھیجا ہم نے ۳۷ کسی بستی میں کوئی
نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ
ڈرانے والا مگر کہنے لگے ہیں وہاں کے آسودہ لوگ جو تمہارے ہاتھ بھیجا گیا
كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّ
ہم اس کو نہیں مانتے اور کہنے لگے ہم زیادہ ہیں مال اور اولاد میں اور
مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
ہم پر آفت نہیں آنے والی تو کہہ میرا رب ہے ۳۸ جو کشادہ کر دیتا ہے روزی
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾
جس کو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے لیکن بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے

ع ۴ / ۱۰

منزل ۵

مر۳۷ تخویف دنیوی ۱۲
مر۳۸ توحید پر تیسری عقلی دلیل اور کفار کے مذکورہ بالا زعم باطل کا جواب ۱۲

ای بل صدنا مکرکم بنا باللیل والنہار فحذف المضاف الیہ واقیم مقامہ الظرف اتساعًا (ابو السعود ج۷ ص۲۲) ۳۶ واسروا الخ مشرک اتباع و متبوعین چونکہ دونوں گروہ ہی مجرم ہیں اور دونوں کو اپنے اپنے مجرم ہونے کا احساس بھی ہوگا لیکن ذلت و رسوائی سے بچنے کے لئے وہ کئی بہانے اور باتیں بنائیں گے۔ آخر جب کوئی بہانہ کام نہ آئے گا اور وہ عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے جو ان کے لئے تیار ہے تو وہ اپنی رسوائی پر مزید پردہ ڈالنے کے لئے اپنی پشیمانی اور ندامت کو چھپائیں گے۔ اور پشیمانی کے قول و فعل سے اظہار کے بجائے دل ہی دل میں نادم و پشیمان ہوں گے۔ اب ان مجرموں کے گلوں میں لوہے کے طوق ڈال کر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جیسے برے ان کے اعمال تھے ویسی ہی ان کو سخت سزا ملیگی۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "اسرار" کے تین معنی ہیں۔ اظہار، اخفاء، اور دل میں پشیمان ہونا۔ یہاں تینوں معنی بن سکتے ہیں لیکن تیسرا معنی زیادہ مناسب ہے ۳۷ وما ارسلنا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ ہم نے جب کبھی کسی بستی میں کوئی پیغمبر بھیجا تو وہاں کے دولت مند اور غرور پسند طبقے نے متکبرانہ انداز میں ان سے کہا تم جو پیغام لے کر آئے ہو ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وقالوا نحن اکثر اموالا الخ ہم تم سے مال و دولت اور آل و اولاد میں زیادہ ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی قسم کا کوئی عذاب نہیں ہوگا اگر ہم اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور لائق سزا ہوتے تو وہ دفورِ دولت و کثرتِ اولاد سے کیوں ہمیں اعزاز و اکرام فرماتا۔ ارادوا انہم اکرم علی اللہ من ان یعذبہم نظرا الی احوالہم فی الدنیا وظنوا انہم لولم یکرموا علی اللہ لما رزقہم اللہ (مدارک) ۳۸ قل ان ربی الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے۔ اور کافروں کے مذکورۂ بالا زعمِ باطل کا جواب بھی ہے۔ رزق جو ہر جاندار کی بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور پھر رزق کی تنگی اور فراخی بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے وہی ساری کائنات کا الٰہ اور کارساز ہے۔ نیز رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کی تکوینی مصلحتوں پر مبنی ہے۔ اس لئے کثرتِ دولت عند اللہ معزز و محترم ہونے کی دلیل نہیں۔ نہ قلت مال عند اللہ مبغوض ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا مشرکین کا کثرتِ مال و اولاد پر اترانا اور فخر کرنا بے سود ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مکر شما کہ پیوستہ در سعی آں بودید ۱۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا
اور تمہارے مال ۳۹ اور تمہاری اولاد وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس
زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا٘ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ
تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بھلا کام کیا سو ان کے لئے ہے
جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِی الْغُرُفٰتِ
بدلہ دونا ان کے کئے کام کا اور وہ جھروکوں میں بیٹھے ہیں
اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ
دل جمعی سے اور جو لوگ دوڑتے ہیں ۴۰ ہماری آیتوں کے ہرانے کو وہ
فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ
عذاب میں پکڑے ہوئے آتے ہیں تو کہہ میرا رب ہے ۴۱ جو کشادہ کر دیتا ہے روزی
لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ
جس کو چاہے اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے اور جو خرچ کرتے ہو
مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَیَوْمَ
کچھ چیز وہ اس کا عوض دیتا ہے اور وہ بہتر ہے روزی دینے والا اور جس دن
یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ
جمع کرے گا ۴۲ ان سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تم کو
كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ
پوجا کرتے تھے وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف میں ہیں
دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ
نہ ان کی طرف میں نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو ۱ یہ اکثر انہی پر
مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا
اعتقاد رکھتے تھے آج ۴۳ تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے

۱ زجر ۱۲ ۲ بشارت اخروی ۱۲ ۳ تخویف اخروی ۱۲ ۴ تیسری عقلی دلیل کا اعادہ ۱۲ ۵ تخویف اخروی ۱۲

۳۹ وما اموالکم الخ یہ زجر ہے۔ زلفی۔ تقرب کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔ یہ خطاب کفار سے ہے یعنی مال و اولاد کی کثرت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب و کرامت کی دلیل نہیں ہے الا من اٰمن الخ استثناء منقطع ہے اور یہ مومنین کے لئے بشارتِ اخروی ہے فاولئك کی خبر محذوف ہے۔ ای مقربون اور لهم جزاء الضعف الخ جملہ ماقبل کا معلول ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالے یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ خدا کے یہاں مقرب ہیں اور اسی وجہ سے انہیں ان کے اعمال کی دگنی جزاء ملے گی۔ اور وہ جنت کے بالاخانوں میں امن و سکون سے رہیں گے۔ جزاء الضعف میں اضافت بیانیہ ہے۔ ۴۰ والذین یسعون الخ یہ کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے جو قرآنی دلائل کے باطل کرنے کے زعمِ باطل میں آیتوں پر محض عناداً طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے۔ ایسے معاندین کو عذاب جہنم میں مبتلا کیا جائے گا۔ معٰجزین ہرانے کی غرض سے مقابلہ کرنے والے ۴۱ قل ان ربی الخ یہ تیسری عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ وما انفقتم الخ رزق کی فراخی اور تنگی چونکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس لئے جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدل عطا فرمائے گا دنیا میں یا آخرت میں یا ہر دو سرا میں۔ ای یعطیکم خلفه وبدله وذلك البدل اما فی الدنیا واما فی الاخرة (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶) ۴۲ ویوم یحشرهم الخ یہ مشرکین کے لئے تخویفِ اخروی ہے جنہوں نے فرشتوں کو سفارشی اور کارساز سمجھ رکھا ہے۔ قیامت کے دن جب عابدین و معبودین کو جمع کیا جائے گا تو اللہ تعالے فرشتوں سے فرمائے گا "کیا یہ (فرشتوں کے پجاریوں کی طرف اشارہ ہے) دنیا میں تمہاری عبادت کیا کرتے تھے۔ اور حاجات میں تمہیں پکارا کرتے تھے؟" قالوا سبحٰنك الخ فرشتے جواب میں عرض کریں گے۔ بارے الہا! تو تو ہر قسم کے شریک سے پاک ہے۔ ہمارے اور ان کے درمیان ولایت و موالات کا کوئی تعلق نہیں تو ہی ہمارا ولی و ناصر ہے ای انت الذی نوالیه من دونهم لاموالاة بیننا وبینهم۔ (روح ج ۲۲ ص ۱۵۱) سبحٰنك ننزهك عن ان یکون غیرك معبودا وانت معبودنا ومعبود کل شیء (کبیر ج ۷ ص ۲۲) بل کانوا الخ حقیقت میں یہ لوگ جنات کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہیں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے جنوں کے کارساز ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنو ملیح جنات کی عبادت کرتے تھے۔ جنات کبھی ان کے سامنے ظاہر بھی ہو جاتے تو وہ سمجھتے یہ فرشتے ہیں اور یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ ان حیا یقال لهم بنو ملیح من خزاعة کانوا یعبدون الجن و یزعمون ان الجن تراءی لهم وانهم ملائکة وانهم بنات اللہ الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۹) ۴۳ فالیوم الخ آج تمہارے یہ مزعومہ معبود اور سفارشی تمہیں کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکیں گے اور نہ تمہیں عذاب ہی سے بچا سکیں گے۔ اس لئے آج جہنم کے اس ہولناک عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے ای لا یقع لکم نفع ممن کنتم ترجون نفعه الیوم من الانداد والاوثان التی ادخرتم عبادتها لشدائدکم وکربکم الیوم لا یملکون لکم نفعا ولا ضرا (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۴۲)

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی عبادتِ ملائکہ بجہتِ وسوسۂ شیاطین بود پس گویا عبادتِ شیاطین کردند ۱۲۔

۴۴ وَاِذَا تُتْلٰی الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین ضد و عناد میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ جب ان کے سامنے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہماری واضح اور روشن آیتیں پڑھتے ہیں تو ان میں غور فکر کرنے اور انہیں ماننے کے بجائے وہ کہتے ہیں کہ اصل میں یہ شخص چاہتا ہے کہ ہمیں اپنے باپ دادا کے معبودوں اور ان کے دین سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگا لے اور خود بڑا بن کر ہمیں اپنے ماتحت کر لے۔ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا الخ اور یہ جو قرآن پڑھتا ہے اور جو دین ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ سب کچھ خدا کی طرف سے بتاتا ہے یہ سب اس کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ اللہ کی طرف سے نہیں ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ الحق سے نبوت اور معجزات مراد ہیں۔ للحق ای لامر النبوۃ التی معھا من خوارق العادۃ ما معھا (روح ۲۲ ج صـ۱۵۲)

وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

نہ برے کی اور کہیں گے ہم ان گنہگاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی

الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے اور جب پڑھی جائیں ۴۴ انکے پاس ہماری

بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ

آیتیں کھلی کھلی کہیں اور کچھ نہیں مگر یہ ایک مرد ہے چاہتا ہے کہ روک دے تم کو

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ

ان سے جن کو پوجتے رہے تمہارے باپ دادے اور کہیں اور کچھ نہیں یہ جھوٹ ہے

مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ

باندھا ہوا اور کہتے ہیں منکر حق بات کو جب پہنچے ان تک اور کچھ

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ

نہیں یہ ایک جادو ہے صریح اور ہم نے نہیں دیں ان کو ۴۵ کچھ کتابیں کہ جن کو

يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ ۭ

پڑھتے ہوں اور بھیجا نہیں ان کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ

اور جھٹلایا ہے ۴۶ ان سے اگلوں نے اور یہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو اسکے جو ہم نے انکو دیا تھا

فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ۧ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ

پھر جھٹلایا انہوں نے میرے بھیجے ہوؤں کو تو کیسا ہوا انکار میرا تو کہہ میں تو ایک ہی نصیحت ۴۷

بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ

کرتا ہوں تم کو کہ اٹھ کھڑے ہو اللہ کے نام پر دو دو اور ایک ایک پھر

تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ

دھیان کرو کہ اس تمہارے رفیق کو کچھ سودا نہیں یہ تو ایک ڈرانے والا ہے ۴۸

ع ۵

ربط: یہ شکویٰ ہے ۱۲ سو۳ تخویف دنیوی ۱۲ سو۳ ترغیب الی التوحید اور چوتھا طریق تبلیغ ۱۲

مشرکین ضد و عناد میں آکر نبوت اور معجزات کو صریح جادو قرار دیتے ہیں ۴۵ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ الخ ان مشرکین مکہ کے پاس ہم نے کوئی آسمانی کتابیں بھی نہیں بھیجیں جنہیں وہ پڑھتے پڑھاتے رہے ہوں اور ان میں شرک کی تعلیم ہو، نہ آپ سے پہلے ہم نے ان میں کوئی رسول مبعوث کیا ہے جس نے انھیں شرک کی دعوت دی ہو اور ترکِ شرک پر انہیں عذاب کی دھمکی دی ہو۔ اس لئے وہ توحید کے انکار میں اور شرک پر قائم رہنے میں ہرگز معذور نہیں ہیں اور ان کا کوئی عذر اور شبہ انہیں تکذیب کی گنجائش نہیں دے سکتا۔ ای لم یقرءوا فی کتاب اوتوہ بطلان ما جئت به ولا سمعوه من رسول بعث الیهم ...... فلیس لتکذیبهم وجه یتشبث به (قرطبی ج ۱۴ صـ۳۱۰) وہ اپنے گمراہ اور مشرک باپ دادا کے عمل کو دلیل بنائے ہوئے ہیں جسے دلائلِ عقلیہ اور براہین نقلیہ کے مقابلے میں پیش کرنا جہالت و حماقت ہے فالآیات البینات لا تعارض الا بالبراھین العقلیة ولم یأتوا بھا او بالنقلیات و ما عندھم کتاب ولا رسول غیرك الخ (کبیر ج ۷ صـ۲۴) ۴۶ وَكَذَّبَ الخ یہ تخویف دنیوی ہے مَا بَلَغُوْا کی ضمیر فاعل سے مشرکین عرب مراد ہیں اور اٰتَيْنٰهُمْ کی ضمیر مفعول الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے کنایہ ہے۔ قال الشیخ قدس سرہٗ یعنی مشرکین مکہ سے پہلے جو قومیں گذر چکی ہیں انہیں ہم نے اس قدر دولت، قوت، شان و شوکت اور دنیوی ساز و سامان کی فراوانی عطا فرمائی تھی کہ مشرکین مکہ کے تمام وسائل و اسباب ان کے وسائل کا عشر عشیر بھی نہیں جب ان قوموں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بری طرح پکڑا اور ذلیل و رسوا کر کے انہیں تہس نہس کر دیا اور ان کی ساری دولت و شوکت اور شیخی دھری کی دھری رہ گئی۔ یہ مشرکین مکہ تو ان کے مقابلے میں کسی شمار میں بھی نہیں ہیں ۴۷ قُلْ اِنَّمَآ الخ یہ ترغیب الی التوحید اور چوتھا طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین از راہِ عناد و تعنت حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جنون کی پھبتی کستے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ دیانت و امانت سے اس معاملے کا فیصلہ کرنے کی مشرکین کو دعوت دیں اور اپنی سچائی جانچنے کا انھیں یہ طریقہ بتائیں۔ آؤ تم دیانت اور اخلاصِ نیت سے خدا کو حاضر و ناظر جان کر دو دو ہو کر یا تنہا تنہا ہو کر سوچو اور غور و فکر کرو کہ میں عرصہ دراز سے تم میں رہ رہا ہوں، میری امانت، راست گوئی، اصابت رائے اور میری فکری و ذہنی صلاحیتوں کا تم ذاتی تجربہ رکھتے ہو کیا میرا دماغ چکرا گیا ہے اور مجھے جنون ہو گیا ہے کہ میں نے رسالت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ توحید کو حق اور شرک کو باطل کہتا ہوں اور دوبارہ جی اٹھنے اور آخرت کے حساب کتاب کو حق قرار دیتا ہوں ثم تتفکروا فی انتفاء الجنة عن محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان اثبات ذلك لا یمکن ان یتصف به من کان ارجح قریش عقلا واثبتھم ذھنا واصدقھم قولا وانزھھم نفسا ومن ظھر علی یدیه ھذا القرآن المعجز فیعلمون بالفکرة ان نسبته للجنون لا یمکن (کبیر ج ۷ صـ۲۹۱) ۴۸ اِنْ هُوَ اِلَّا الخ اے جنون

موضح قرآن ف یعنی چاہئے غنیمت جانیں۔

نہیں وہ تو اللہ کا سچا پیغمبر ہے اور تمہارا مخلص خیر خواہ ہے جو تمہیں ہولناک عذاب کی آمد سے پہلے ہی تمہیں اس سے خبردار کر رہا ہے ف۴۹ قل ماسألتکم الخ یہ پانچواں طریق تبلیغ ہے آپ فرما دیں میں تبلیغ حق پر تم سے کوئی اجرت یا چندہ وغیرہ نہیں مانگتا۔ اگر میں کوئی چندہ یا اجرت مانگوں تو وہ تم ہی لے لینا۔ یہ سرے سے اجرت نہ لینے سے کنایہ ہے۔ والمراد نفی السؤال رأسا (روح ج ۲۲ ص۱۵۵) ان اجری الخ میری اجرت تو اللہ کے ذمہ ہے جو ہر چیز سے باخبر ہے اور میری سچائی اور خلوص نیت کو جانتا ہے ف۵۰ قل ان ربی الخ یہ چھٹا طریق تبلیغ ہے۔ میرا پروردگار جو ہر چھپی چیز کو جانتا ہے حق کو خوب کھول کر بیان کرتا ہے اور وحی کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام پر نازل فرماتا ہے تاکہ وہ اس کی تبلیغ واشاعت کریں۔ یقذف بالحق یلقیہ وینزلہ الی انبیائہ (مدارک) ای یبین الحجۃ ویظھرھا (قرطبی) ف۵۱ قل جاء الخ یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے۔ آپ فرما دیجئے اب حق کا مقابلہ کرنا موت کو دعوت دینا ہے۔ کیونکہ اب حق غالب آچکا ہے اور باطل بے جان ہوچکا ہے۔ باطل میں اب حق کا مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہیں رہی ای ذھب واضمحل بحیث لم یبق لہ اثر (روح ج ۲۲ ص۱۵۶) یا باطل سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں یعنی معبودِ باطل نہ ابتداءً کسی کو پیدا کر سکتا ہے نہ کسی مرے ہوئے کو زندہ کر سکتا ہے ف۵۲ قل ان ضللت الخ یہ آٹھواں طریق تبلیغ ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، غلط بات اور گمراہی کی دعوت نہیں دے رہا ہوں۔ اگر میں جھوٹ کہوں گا اور تمہیں گمراہی کی دعوت دوں گا تو اس کا وبال مجھ پر پڑے گا۔ اور اگر میں راہِ راست پر چل رہا ہوں تو وحی ربانی کی بدولت فبما یوحی الی ربی۔ باء سببیہ ہے اور یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ میں جس صراطِ مستقیم اور راہِ توحید کی طرف بلا رہا ہوں اس کی راہنمائی مجھے وحی الٰہی سے ہوئی ہے ف۵۳ ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ فلا فوت یعنی بھاگ نہ سکیں گے واخذوا الخ یہ بھی اسی سے کنایہ ہے قیامت کے دن جب وہ میدانِ حشر کی ہولناکی سے گھبرائیں گے تو اس وقت وہ کہیں بھاگ کر جان نہیں بچا سکیں گے۔ اور انہیں پکڑ لینا نہایت ہی آسان ہوگا۔ وحیثما کانوا فھم من اللہ قریب لا یفوتونہ ولا یعجزونہ (معالم و خازن ج ۵ ص۲۴۳) ف۵۴ وقالوا اٰمنا الخ التناوش پکڑنا۔ اور مکان بعید سے مراد دنیا ہے جو ایمان لانے کی جگہ تھی جو آخرت سے اب دور نکل چکی ہے۔ آخرت کا عذاب دیکھ کر مشرکین وکفار کہیں گے ہم اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبر کی رسالت پر ایمان لے آئے لیکن جو ایمان قابل اعتبار ہے وہ تو دنیا کا ایمان ہے اور دنیا اب بہت دور نکل چکی ہے اور اتنی دور سے اب وہ کسی طرح بھی ایمان حاصل نہیں کر سکتے! انی لھم تناول الایمان فی الاٰخرۃ وقد کفروا بہ فی الدنیا (قرطبی ج ۱۴ ص۳۱۶) ف۵۵ وقد کفروا بہ الخ ای یقال یعنی کہا جائے گا۔ آخرت سے پہلے وہ دنیا میں کفر کر چکے ہیں جو ایمان لانے کی جگہ تھی اس لئے اب ایمان لانا بے فائدہ ہے۔ ویقذفون الخ جب دنیا میں تھے تو حق سے بہت دور تھے اور اٹکل کے تیر چلاتے تھے یعنی آخرت جو ان دیکھی چیز تھی۔ کے بارے میں دنیا میں جو آخرت سے بہت دور تھی اٹکل سے باتیں کرتے تھے۔ اور حشر ونشر اور آخرت کا انکار کرتے تھے ف۵۶ وحیل الخ حیل اور فعل دونوں بمعنی مضارع ہیں مشرکین قیامت کے دن کئی آرزوئیں کریں گے۔ توبہ قبول ہو جائے۔ ایمان قبول ہو۔ دنیا میں واپس بھیج دیئے جائیں۔ عذاب سے نجات مل جائے وغیرہ وغیرہ لیکن ان کی کوئی آرزو

لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ

تم کو ایک بڑی آفت کے آنے سے تو کہہ جو میں نے تم سے مانگا ہو ف۴۹

مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ

کچھ بدلہ سو وہ تم ہی رکھو میرا بدلہ ہے اسی اللہ پر اور اس کے

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ

سامنے ہے ہر چیز تو کہہ میرا رب ف۵۰ پھینک رہا ہے سچا دین اور وہ جانتا

الْغُيُوبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا

ہے چھپی چیزیں ف۱ تو کہہ آیا دین سچا ف۵۱ اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ

يُعِيدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَ

پھیر کر لائے تو کہہ اگر میں بہکا ہوا ہوں ف۵۲ تو بہکوں گا اپنے ہی نقصان کو اور

إِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿۵۰﴾

اگر ہوں سیدھے رستہ پر تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو میرا رب۔ بیشک وہ سب کچھ سنتا ہے نزدیک

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ

اور کبھی تو دیکھے ف۵۳ جب یہ گھبرائیں پھر نہ بچیں بھاگ کر اور پکڑے ہوئے آئیں نزدیک

قَرِيبٍ ﴿۵۱﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ

جگہ سے ف۲ اور کہنے لگیں ہم نے اس کو یقین مان لیا ف۵۴ اور اب کہاں ان کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے

بَعِيدٍ ﴿۵۲﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ

بعید جگہ سے ف۳ اور اس سے منکر رہے ف۵۵ پہلے سے اور پھینکتے رہے بن دیکھے نشانہ پر

مَكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ

دور کی جگہ سے اور رکاوٹ پڑ گئی ف۵۶ ان میں اور ان کی آرزو میں جیسا کہ کیا گیا ہے

بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ﴿۵۴﴾

ان کے طریقہ والوں کے ساتھ اس سے پہلے وہ لوگ تھے ایسے تردد میں جو چین نہ لینے دے

ع ۶ ۱۲

ف۴۹ پانچواں طریق تبلیغ ۱۲ ف۵۰ چھٹا طریق تبلیغ ۱۲ ف۵۱ ساتواں طریق تبلیغ ۱۲ ف۵۲ آٹھواں طریق تبلیغ ۱۲ ف۵۳ توحید پر دلیل وحی ۱۲ ف۵۴ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اوپر سے اتارتا ہے ف۲ یعنی ایمان لانے کا وقت نہ رہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی گرفتہ شوند بآسانی ۱۲ ف۲ یعنی بظن می گویند ۱۲

پوری نہ ہونے دی جائے گی۔ ان کے اور ان کی آرزؤں کے درمیان آڑ حائل کردی جائے گی۔ جیسا کہ ان کے دوسرے ہم مشربوں سے بھی یہی سلوک کیا جائے گا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ لوگ دنیا میں بھی دین اسلام کی سچائی اور توحید کے بارے میں بڑے شک اور تذبذب میں تھے اور انھیں اطمینان قلب نصیب نہ ہوا۔ اس لئے آخرت میں بھی وہ حیران وسرگرداں رہیں گے اور انہیں سکون میسر نہ ہوگا۔ فی شك ای من امر الرسل والبعث والجنة والنار وقیل فی الدین والتوحید والمعنی واحد (قرطبی ج ۴ ص ۳۱۵) شك مریب ایسا شک جو نہایت قوی ہو اور انسان کو قلق اور اضطراب میں ڈال دے قال ابن عطیة الشك المریب اقوی ما یکون من الشك (روح ج ۲۲ ص ۱۶۰)

سورۂ سبا میں آیاتِ توحید
اور
اُس کی خصوصیات

۱۔ الحمد للہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض ۔ تا ۔ وھو الرحیم الغفور ہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم۔
۲۔ علم الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ ۔ تا ۔ الا فی کتاب مبین۔ (ع ۱) نفی شرک فی العلم۔
۳۔ قل ادعوا الذین زعمتم۔ تا۔ وما لہ منھم من ظھیر ہ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف (شرک اعتقادی)
۴۔ ولا تنفع الشفاعۃ ۔ تا ۔ وھو العلی الکبیر ہ (ع ۳) نفی شفاعت قہری۔
۵۔ قل من یرزقکم من السموات والارض ط قل اللہ ط (ع ۳) نفی شرک فی التصرف
۶۔ قل ارونی الذین الحقتم بہ شرکآء کلا ط بل ھو اللہ العزیز الحکیم (ع ۳) نفی شرک ہر قسم۔
۷۔ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشآء ویقدر ولکن اکثر الناس لا یعلمون ہ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔
۸۔ ویوم یحشرھم جمیعا۔ تا ۔ التی کنتم بھا تکذبون ہ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف ونفی شفاعت قہری۔

سورۂ فاطر [1]

ربط سورۂ فاطر کو سورۂ سبا کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مسئلہ ذکر کیا گیا اور شبہات کا جواب دیا گیا اور بتایا گیا کہ قوم سبا کو انکار و کفران کی دنیا ہی میں سزا دی گئی۔ اب سورۂ فاطر میں دلائل مذکور ہوں گے الحمد للہ فاطر السمٰوات الخ تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں جو زمین وآسمان کا فاطر (خالق) ہے جس کے نہ ماننے سے عذاب دیا گیا۔

معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مضمون ذکر کیا گیا اور انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور جنات کے بارے میں شبہات کا جواب دیا گیا کہ وہ ہرگز شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ اب سورۂ فاطر میں مذکور ہوگا کہ (جب اللہ تعالےٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں تو) ہر قسم کی عبادت اللہ ہی کے لئے بجا لاؤ۔ اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی ہی کو پکارو۔

خلاصہ اس سورت میں نفی شرک اعتقادی (شرک فی التصرف) کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ساری کائنات کا مالک اور خالق اور سارے عالم میں متصرف ومختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے حاجات ومشکلات میں صرف اسی ہی کو پکارو۔ اس دعوے پر بارہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں۔ گیارہ عقلی اور ایک دلیلِ وحی۔ دلائل کے ساتھ ساتھ تین جگہ دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے ایک جگہ اجمالاً اور دو جگہ تفصیلاً اور ساتھ ہی موقع بموقع تخویفیں، بشارتیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔

تفصیلی خلاصہ

پہلی عقلی دلیل الحمد للہ فاطر السمٰوات ۔ تا ۔ علیٰ کل شئ قدیرہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین وآسمان کا خالق بھی وہی ہے۔ فرشتوں کو بھی اسی نے پیدا فرمایا اور مختلف خدمات ان کے ذمے لگا دیں۔ تو فرشتے خدام ہوئے نہ کہ کارساز، کارساز وہی ہے جو تمام صفاتِ کارسازی کا مالک اور ساری کائنات اور فرشتوں کا خالق ہے جو خدام ہیں۔ دوسری عقلی دلیل ما یفتح اللہ للناس ۔ تا ۔ وھو العزیز الحکیمہ رحمت وبرکت کا دروازہ کھولنا اور بند کرنا اللہ ہی کے اختیار میں ہے اس لئے وہی کارساز ہے اور حاجات میں اسی کو پکارو۔ یا یھا الناس اذکروا الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ ساری نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اس کی نعمتوں کو یاد رکھو اور اللہ کا شکر ادا کرو اور اللہ کو وحدہٗ لاشریک مانو۔ تیسری عقلی دلیل ھل من خالق ۔ تا ۔ فانی تؤفکون ہ یہ پہلا اور مختصر ثمرہ بھی ہے جو پہلی دونوں دلیلوں پر مرتب ہے۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی رازق نہیں لہذا اس کے سوا کارساز اور حاجت روا بھی کوئی نہیں۔ پہلی اور دوسری دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق ہے اور رحمت وبرکت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس کا نتیجہ وثمرہ یہ ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی خالق ورازق نہیں۔ وان یکذبوك الخ تسلی برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا یھا الناس ان وعد اللہ حق ۔ تا ۔ لھم عذاب شدید ہ تخویفِ اخروی ہے والذین آمنوا الخ یہ مومنوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن زین لہ ۔ تا ۔ یصنعون (٢٦) زجر ہے جن لوگوں کو اپنی بداعمالیاں بھی اچھی معلوم ہوتی ہیں ان کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس لئے آپ ان کی وجہ سے اپنی جان کو دکھ میں نہ ڈالیں۔

چوتھی عقلی دلیل واللہ الذی ارسل ۔ تا ۔ کذالك النشورہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز اور شاداب بناتا ہے لہذا وہی کارساز ہے من کان یرید العزۃ الخ یہ ایک شبہ کا ازالہ ہے مشرکین اس خیال سے معبودانِ باطلہ کو پکارتے ہیں کہ انہیں عزت وشوکت حاصل ہو جائے۔ فرمایا جو لوگ عزت وعظمت چاہتے ہیں ان کو لازم ہے کہ وہ خالصۃً اللہ ہی کو حاجات میں پکارا کریں کیونکہ عزت وذلت اللہ کے اختیار میں ہے۔ والذین یمکرون السیّات الخ یہ منکرین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

پانچویں عقلی دلیل۔ واللہ خلقکم ۔ تا ۔ علی اللہ یسیرہ اللہ تعالےٰ نے کمال قدرت سے تمہارے جد اعلےٰ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر قطرۂ آب سے اس کی نسل کا سلسلہ جاری کیا۔ شکم مادر میں بچہ پر جو کچھ گذرتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور ہر ایک کی عمر کا اندازہ بھی اسے معلوم ہے۔ سب کا خالق بھی وہی اور عالم الغیب بھی وہی اس لئے کارساز بھی وہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارو۔

چھٹی عقلی دلیل۔ وما یستوی البحران ۔ تا ۔ ولعلکم تشکرون ہ شیریں اور کھاری پانی کے سمندر بھی اسی نے پیدا کئے۔ پھر ان میں تمہاری خوراک کے لئے مچھلیاں اور زینت وآرائش کے لئے قیمتی جواہرات پیدا کئے اور وہی سمندروں میں چلنے والی کشتیوں کو سہارا دیتا ہے تاکہ تم ان کے ذریعے تجارت سے نفع کماؤ۔ جس نے یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہی سب کا حاجت روا اور کارساز ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ یولج الیل فی النھار ۔ تا ۔ یجری لاجل مسمیٰ ط رات دن کی آمد ورفت، ان کا گھٹنا اور بڑھنا۔ سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام شمسی جو ساری کائنات سے عبارت ہے۔ اللہ کے اختیار وتصرف میں ہے۔ ذلکم اللہ ربکم ۔ تا ۔ ولا ینبئك مثل خبیر۔ یہ دلائل سابقہ کا دوسرا اور تفصیلی ثمرہ ہے مذکورہ دلائل میں جو اوصاف ذکر کئے گئے ہیں ان سے جو ذات متصف ہے حقیقت میں وہی تم سب کی مالک اور کارساز ہے۔ ساری کائنات میں اسی کا تصرف وسلطان ہے اور وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ اے مشرکین! اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہو۔ وہ تو ایک تنکے کے بھی مالک نہیں۔ اور پھر تمہاری دعا اور پکار کو سن بھی نہیں سکتے اور اگر بفرض محال سن بھی

لیں تو تمہاری مقصد برآری نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔ تمہاری دعا اور پکار سے ان کی بے خبری کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہمیں تو ان کے اس مشرکانہ فعل کی خبر تک نہ تھی۔ جن کے عجز اور بے خبری کا یہ حال ہو وہ کس طرح کارساز بن سکتے ہیں۔

آٹھویں عقلی دلیل یا یھا الناس انتم الفقراء ۔ تا ۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز ہ (ع ۳) جن و بشر اور فرشتے سب اللہ کے محتاج ہیں لیکن اللہ سب سے بے نیاز ہے۔ وہ چاہے تو سب انسانوں کو یکدم ختم کر کے ان کی جگہ اور انسان پیدا کر لے۔ یہ اس کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس لئے وہی متصرف و مختار اور سب کا کارساز ہے ولا تزر وازرۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ انما تنذر الذین یخشون ربھم الخ یہ بشارت اخروی ہے وما یستوی الاعمی والبصیر ۔ تا ۔ من فی القبور ہ یہ مومن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات ہیں۔ ان انت الا نذیر ۔ تا ۔ خلا فیھا نذیر تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وان یکذبوک ۔ تا ۔ فکیف کان نکیر ہ تسلیہ مع تخویف دنیوی ۔

نویں عقلی دلیل ۔ الم تر ان اللہ ۔ تا ۔ مختلف الوانہ کذلک (ع ۴) آسمان سے مینہ برسانا اور زمین سے مختلف الوان و اقسام کے پھل اور میوے پیدا کرنا پہاڑوں میں سفید، سرخ اور سیاہ وغیرہ مختلف رنگوں کے پتھر، انسانوں اور چوپاؤں میں رنگوں کا اختلاف۔ یہ سب اس کے کمال قدرت و صنعت کی نشانیاں ہیں۔ اس قادر و توانا کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ انما یخشی اللہ الخ یہ زجر ہے۔ ان الذین یتلون ۔ تا ۔ انہ غفور شکور ہ بشارت اخروی ہے۔

دلیل وحی ۔ والذی اوحینا ۔ تا ۔ لخبیر بصیر ہ قرآن کی صورت میں ہم نے آپ کے پاس جو وحی بھیجی ہے اس میں جو مسئلہ توحید بیان کیا ہے وہ سراپا حق ہے۔ ثم اورثنا الکتب ۔ تا ۔ ولا یمسنا فیھا لغوب ہ کتاب اللہ کی خدمت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی۔ والذین کفروا ۔ تا ۔ من نصیر ہ منکرین کے لئے تخویف اخروی۔

دسویں عقلی دلیل ۔ ان اللہ علم غیب السموات الخ (ع ۵) زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز کو اور دلوں میں چھپے ہوئے رازوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس لئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے ھو الذی جعلکم ۔ تا ۔ ولا یزید الکفرین کفرھم الا خسارا ہ ترغیب الی الشکر مع تخویف اخروی۔ قل ارءیتم شرکاءکم ۔ تا ۔ الا غرورا یہ دلائل سابقہ کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے گذشتہ دلائل سے واضح ہو گیا ہے کہ ساری کائنات کا خالق و مالک بلا شرکت غیرے اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا اس کے سوا کوئی کارساز اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ اب جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ کیا زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اور اگر خالق ہوئے بغیر ہی وہ کارساز اور دعا پکار کے مستحق ہو گئے ہیں۔ تو اس کی کیا دلیل ہے؟ مشرکین سے دلیل عقلی اور نقلی کا مطالبہ کیا گیا اور وحی کا چونکہ امکان ہی نہیں ہے اس لئے اس کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

گیارہویں عقلی دلیل ۔ ان اللہ یمسک السموات ۔ تا ۔ انہ کان حلیما غفورا ہ زمین کو اور آسمان کو اپنی اپنی جگہ اللہ ہی نے روک رکھا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔ اس لئے ساری کائنات کا سہارا اور کارساز بھی وہی ہے۔ پہلی دلیل میں فرمایا زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور آخری دلیل میں فرمایا زمین اور آسمان کا نگہبان اور ان کو قائم رکھنے والا بھی وہی ہے۔ واقسموا باللہ ۔ تا ۔ ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ہ زجر مع تخویف دنیوی اولم یسیروا فی الارض الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔

ف۲ الحمد للہ الخ اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ حاجات ومشکلات اور مصائب وبلیات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اس کے سوا کسی پیغمبر، فرشتے اور جن و بشر کو مت پکارو اس مضمون کو بارہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جن میں گیارہ دلائل عقلیہ ہیں اور ایک دلیل وحی۔ بعض دلائل میں بیان کیا گیا ہے کہ سب کچھ کرنے والا اور ہر چیز پر قادر اللہ تعالیٰ ہی ہے اور بعض میں مذکور ہے کہ سب کچھ جاننے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے لہذا مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جس کا پہلا جزو یعنی (الحمد للہ) تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ یعنی تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ہر چیز کو جاننے والا بھی لہذا کارساز اور پکارے جانے کے لائق بھی وہی ہے ف۳ فاطر السموات الخ سارے جہان کو اللہ ہی نے پیدا فرمایا۔ فرشتوں کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے بعض فرشتوں کو دو دو پر عطا فرمائے بعض کو تین تین اور بعض کو چار چار۔ فرشتوں کو اس نے مختلف خدمات میں لگا دیا۔ اسطرح فرشتے اس کے خدام اور اس کے حکم کے بندے ہیں لہذا وہ معبود اور کارساز نہیں ہو سکتے۔ یزید فی الخلق الخ وہ جس طرح چاہتا ہے پیدائش میں اضافہ کرتا ہے۔ وہ چار سے زیادہ بھی پر عطا فرما سکتا ہے۔ جیسا کہ جبریل علیہ السلام کو چھ سو پر عطا فرمائے قال ابن مسعود فی قولہ عزوجل (ولقد رأی من آیات ربہ الکبری) قال رأی جبریل فی صورتہ لہ ستمائۃ جناح (خازن جلد ۵ ص۲۹۶) ف۴ ان اللہ الخ یہ یزید فی الخلق الخ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت عامہ کا ذکر ہے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے لہذا حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔ فرشتے اس کے محکوم بندے ہیں وہ پکارے جانے کے لائق نہیں ہیں ف۵ مایفتح اللہ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ رحمت وبرکت اللہ کے قبضے میں ہے جس پر چاہے رحمت کے دروازے کھولدے اور جس پر چاہے بند کر دے۔ وہ جس پر رحمت کے دروازے کھولدے انہیں کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس پر بند کر دے انہیں کوئی کھول نہیں سکتا۔ وہ سب پر غالب ہے کوئی اس کے ارادے پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں جب رحمت وبرکت کے دروازے کھولنا اور بند کرنا اسی کے اختیار میں ہے تو کارساز بھی وہی ہے لہذا مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو ف۶ یا ایھا الناس الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ تمام انسانوں کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر ترغیب دی کہ اپنے خالق ومالک اور منعم حقیقی کو پہچانو، اس کی توحید پر ایمان لاؤ اسے ذات وصفات میں اور عبادت اور پکار میں وحدہ لاشریک مانو ف۷ ھل من خالق الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے اور پہلی دونوں دلیلوں کا ثمرہ بھی ہے یہ پہلا اور مختصر ثمرہ ہے یعنی دونوں دلیلوں سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور رحمت کے دروازے کھولنے والا۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کے سوا کوئی اور خالق ہے نہ رازق۔ لہذا لا الہ الا ھو اس کے سوا کوئی کارساز نہیں جسے حاجات میں دور و نزدیک سے پکارا جائے فانی تؤفکون۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی تو پھر تمہیں کہاں سے دھکا لگ رہا ہے اور تم کدھر بہکے جا رہے ہو کہ اپنے خالق ورازق کے علاوہ اس کی عاجز مخلوق کو کارساز سمجھ کر پکار رہے ہو۔ ای وجہ تصرفون من التوحید الی الاشراک مع اعترافکم بانہ الخالق والرازق لاغیر (مظہری ج ۸ ص۴۳) ف۸ وان یکذبوک الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اگر یہ مشرکین آپ کو جھٹلاتے ہیں اور ضد وعناد میں آکر نہیں

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ خَمْسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ
سورہ فاطر مکہ میں نازل ہوئی اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ
سب خوبی اللہ کو ہے ف۲ جس نے بنا نکالے آسمان اور زمین ف۳ جس نے ٹھہرایا فرشتوں کو
رُسُلًا اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی
پیغام لانیوالے جن کے پر ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار بڑھا دیتا ہے
الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱﴾ مَا یَفْتَحِ
پیدائش میں جو چاہے بے شک اللہ ف۴ ہر چیز کر سکتا ہے ف۵ جو کچھ کہ کھولدے
اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ فَلَا مُمْسِکَ لَھَا ۚ وَمَا یُمْسِکْ ۙ
اللہ ف۵ لوگوں پر رحمت میں سے تو کوئی نہیں اس کو روکنے والا اور جو کچھ روک رکھے
فَلَا مُرْسِلَ لَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۲﴾
تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے سوائے ف۱ اور وہی ہے زبردست حکمتوں والا
یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ؕ ھَلْ مِنْ
اے لوگو ف۶ یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کیا کوئی ہے
خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ
بنانے والا ف۷ اللہ کے سوائے روزی دیتا ہے تم کو آسمان سے اور زمین سے کوئی
اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ
حاکم نہیں مگر وہ پھر کہاں الٹے جاتے ہو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ف۸ تو
کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾
جھٹلائے گئے کتنے رسول تجھ سے پہلے اور اللہ تک پہنچتے ہیں سب کام

۱: پہلی عقلی دلیل ۲: دوسری عقلی دلیل ۳: تیسری عقلی دلیل ۱۲ ۴: دلائل مذکورہ کا ثمرہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ بڑھاتا ہے یعنی چار سے زیادہ پر ہیں بعضوں کے، جبریل کے چھ سو ہیں۔ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی غیر وی ۱۲

مانتے تو آپ اس سے دل گیر نہ ہوں۔ اس سے آپ کی سچائی میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اُس دور کے مشرکین نے بھی یہی سلوک کیا تھا۔ اس لئے آپ ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کریں۔ اور اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کئے جائیں۔ اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دیگا ۹ یایھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ الغرور بفتح غین دھوکہ دینے والا مراد شیطان ہے۔ اور بضم غین مصدر ہے یعنی دھوکہ دینا۔ وعد اللہ سے قیامت اور جزاء و سزا مراد ہے وعد اللہ بالبعث والجزاء (مدارک ج ۳ ص ۲۵۵) اللہ کی توحید کو مان لو ورنہ آخرت میں دردناک سزا ملیگی۔ قیامت کا آنا اور جزاء و سزا برحق ہے اس میں تخلف نہیں ہوگا۔ دنیا کی لذات اور عیش و نشاط

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

اے لوگو ۹ بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی

الدُّنْيَا وقفہ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

زندگانی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز تحقیق شیطان

لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ

تمہارا دشمن ہے سو تم بھی سمجھ رکھو اسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو

لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶ ؕ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ

اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں جو منکر ہوئے ۱۰ ان کو

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۵ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

سخت عذاب ہے اور جو یقین لائے اور کئے بھلے کام

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

ان کے لئے ہے معافی اور بڑا ثواب بھلا ایک شخص کہ بھلی سمجھائی گئی اسکو ۱۱ اسکے کام کی برائی

فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ

پھر دیکھا اس نے اسکو بھلا کیونکہ اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور سجھاتا ہے جس کو

يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

چاہے سو تیرا جی نہ جاتا رہے ۱۲ ان پر پچھتا پچھتا کر اللہ کو

عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ

معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں اور اللہ ہے جس نے ۱۳ چلائی ہیں ہوائیں

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر ہانک لے گئے ہم اسکو ایک مردہ دیس کی طرف پھر زندہ کر دیا ہم نے اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

اس کے مر جانے کے بعد اسی طرح ہوگا جی اٹھنا جس کو چاہیے ۱۴ عزت

ع ۱
۱۳

۱۰ تخویف اخروی ۱۲ ۱۱ بشارت اخروی ۱۲ ۱۲ زجر ۱۲ ۱۳ تیسری عقلی دلیل ۱۲ ۱۴ جواب ایک شبہ ازالہ ۱۲

سے دھوکا نہ کھاؤ کہ یہ ہمیشہ رہیں گی اور نہ شیطان کے بہکانے سے فریب کھاؤ ان الشیطن الخ شیطان کی انسان دشمنی اور اس کے فریب کا بیان ہے کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھنا کبھی اس کے فریب میں آکر اس کی بات نہ مان لینا کیونکہ وہ اپنے اتباع و اذناب کو جہنم کی طرف بلاتا ہے اور مکر و فریب سے ان کو راہِ توحید سے بہکاتا ہے ۱۰ الذین کفروا الخ یہ کفار و مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے والذین آمنوا الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے ۱۱ افمن زین الخ یہ زجر ہے۔ جب آدمی ضد و عناد میں آکر حق کا انکار کرتا ہے تو اس کا دل قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے اس کی فطرت ایسی مسخ ہو جاتی ہے کہ اسے اپنی تمام بداعمالیاں نیکیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور مشرکانہ اعمال کو برا سمجھنے کے بجائے اچھا سمجھنے لگتا ہے یہ اللہ تعالٰی کی صفت قہار کا اثر ہے اور اسی کو مہر جباریت سے تعبیر کیا جاتا ہے افمن زین کی جزاء محذوف ہے ای فمن یھدیہ یعنی جس شخص کو اللہ کے قہر و غضب سے اپنی برائیاں نیکیاں نظر آئیں اسے کون راہِ راست پر لا سکتا ہے؟ قال الشیخ رحمہ اللہ یا مقدر ہے کمن لم یزین لہ (مدارک) یا کمن ھداہ اللہ (مدارک خازن۔ معالم) فان اللہ یضل الخ جو لوگ ضد و عناد سے حق کا انکار کریں انکو توفیق ہدایت نصیب نہیں ہوتی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وما یضل بہ الا الفاسقین (بقرہ) اور جو لوگ انابت کرتے ہیں اور سچے دل سے حق کے طالب ہیں۔ ان کو اللہ تعالٰی ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے ۱۲ فلا تذھب الخ اس لئے جو ضدی اور معاند لوگ گمراہی پر قائم ہیں۔ اور راہِ راست پر نہیں آتے آپ ان کی وجہ سے اپنی جان کو غم و ایذا میں نہ ڈالیں۔ ذہاب کے تین معنی ہیں رفتن (جانا) گذشتن (گذرنا) بردن (لے جانا) اس کے تین معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل متعدی یعنی نہ لیجائے تیرا نفس ان کے پیچھے حسرتوں کو اس صورت میں حسرات مفعول لہ ہوگا۔ حسرات مفعول لہ یعنی فلا تھلک نفسک للحسرات (مدارک) سوم۔ لا تذھب بمعنی لا تغتم باعتبار تضمین یعنی نہ غمناک ہو جان تیری ان کے کفر کی وجہ سے درانحالیکہ تو افسوس کرنے والا ہو۔ والمعنی لا تغتم بکفرھم وھلاکھم ان لم یومنوا (خازن ج ۵ ص ۲۲۴) اس آیت کا مفہوم دوسری جگہ اس طرح مذکور ہے۔ لعلک باخع نفسک علٰی آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا (کہف ۱۶) ان اللہ علیم بما یصنعون یہ ماقبل کے لئے بمنزلہ علت ہے اور معاندین کے لئے تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۱۳ واللہ الذی الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ہواؤں کے دوش پر بادلوں کو اڑا کر ادھر سے اُدھر لے جانا اور پھر ان سے مینہ برسا کر خشک اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنانا اللہ تعالٰی ہی کا کام ہے اس لئے کارساز بھی وہی ہے کذلک النشور یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثبات حشر و نشر۔ اللہ تعالٰی جس طرح مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کر لیتا ہے اسی طرح وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرلے گا ۱۴ من کان یرید الخ یہ ایک شبہ کا جواب ہے یعنی اگر تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ ان معبودانِ باطلہ کی پرستش

اور پکارنے تمہیں عزت حاصل ہوگی۔ تو یہ خیال دل سے نکالدو، عزت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اور اس کی عبادت اور خدمت سے ملتی ہے۔ اس لئے تم حاجات و مصائب میں صرف اسی
کو پکارو۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے واتخذوا من دون اللّٰہ اٰلھۃ لیکونوا لھم عزا ؕ کلا سیکفرون بعبادتھم ویکونون علیھم ضدا (مریم)
ھ۱۵ الیہ یصعد الخ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کلمات طیبات کو قبول فرماتا ہے الکلم الطیب سے کلمۂ توحید اور صفات باری تعالیٰ مراد ہیں۔ التوحید والتحمید وذکر اللہ و
نحو ذلک وقال ابن عباس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللّٰہ (مجرج ۷ ص۳۰۳) یرفعہ کی ضمیر مرفوع اللہ کی طرف اور ضمیر منصوب العمل الصالح کی طرف راجع ہے۔ اور

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا ؕ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ
تو اللہ کے لئے ہے ساری عزت ۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے ھ۱۵ کلام ستھرا اور کام
الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ
نیک اس کو اٹھا لیتا ہے اور جو لوگ داؤ میں ہیں برائیوں کے ھ۱۶ ان کے لئے
عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَ اللّٰهُ
سخت عذاب ہے اور ان کا داؤ ہے ٹوٹے کا ف اور اللہ
خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ
نے تم کو بنایا ھ۱۷ مٹی سے پھر بوند پانی سے پھر بنایا تم کو جوڑے جوڑے
وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ
اور نہ پیٹ رہتا ہے کسی عورت کو اور نہ وہ جنتی ہے بن خبر اسکے اور نہ عمر پاتا ہے
مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ
کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں بیشک
ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ
یہ اللہ پر آسان ہے ف۲ اور برابر نہیں ھ۱۸ دو دریا یہ میٹھا ہے
فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ
پیاس بجھاتا ہے خوشگوار پینے میں اور یہ کھارا کڑوا اور دونوں میں سے
تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ
کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو
وَ تَرَى الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ
اور تو دیکھے جہازوں کو اس میں کہ چلتے ہیں پانی کو پھاڑتے تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم
تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی
حق مانو ف۳ رات گھساتا ہے ھ۱۹ دن میں اور دن گھساتا ہے

یہ کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو قبول فرماتا ہے ھ۱۶
والذین یمکرون الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ دین
اسلام کو مٹانے کے لئے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور
مومنوں کے خلاف بُرے منصوبے اور پروگرام بناتے
رہتے ہیں ان کے لئے سخت ترین سزا مقرر ہے اور ان کا
ہر مکرو فریب اور منصوبہ ناکام اور بیکار رہے وہ اپنے مکرو
فریب میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا
ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ہ ( )
یبور ای یفسد (روح) یعنی بیکار اور ناکام ہے ھ۱۷
واللّٰہ خلقکم الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے
کمال قدرت سے تمہارے جدِ اعلیٰ آدم علیہ السلام کو مٹی سے
پیدا کیا پھر قطرۂ آب سے سلسلۂ نسل جاری کیا اور تم میں نرو
مادہ کو پیدا فرمایا۔ یہ اس کی قدرت کا کمال ہے۔ اور اس کے
علم کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر مادہ کے پیٹ میں استقرار حمل سے لیکر
وضع حمل تک جنین کے تمام احوال و کوائف کو بخوبی جانتا ہے اور
پھر ہر جاندار کی عمر کی مقدار بھی اسے معلوم ہے غرضیکہ سب کچھ علم
الٰہی میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے
والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا کارساز و حاجت روا بھی وہی ہے
اور کوئی نہیں اس لئے ما فوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ عمر
میں کمی بیشی تقدیر معلق کے اعتبار سے ہے جیسا کہ بعض اعمال
صالحہ کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے
اعبدوا اللّٰہ واتقوہ ..... ویؤخرکم الیٰ اجل
مسمّی (نوح) اور حدیث میں ہے من احب ان
یبسط لہ فی رزقہ وینسأ لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ
(قرطبی ج ۱۴ ص ۳۳۳) یا یہ عمروں کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے
یعنی کسی کو زیادہ عمر عطا کرتے ہیں اور کسی کو کم ان ذلک علی
اللّٰہ یسیر یعنی اللہ کے لئے آسان ہے اور اس کے قبضہ
و اختیار میں ہے ھ۱۸ وما یستوی الخ چھٹی عقلی دلیل ہے
یہ بھی اس کے کمال قدرت کی دلیل ہے کہ ایک دریا کا پانی نہایت
میٹھا اور خوشگوار بنا دیا اور دوسرے کا نہایت بدمزہ اور کھاری اور دونوں میں مچھلیاں پرورش پاتی ہیں۔ لیکن ان کا گوشت یکساں طور پر لذیذ ہوتا ہے اور دونوں سے جواہرات نکلتے ہیں

موضح قرآن ف۱ یعنی عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہنچیں گے تب بدی پر غلبہ کریں گے اور کفر دفع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی ف۲ یعنی ہر کام
سہج سہج ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا ف۳ یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں۔ خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا۔ اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا مسلمانوں سے قوت دین اور کافروں سے جزیہ خراج گوشت
میٹھے اور کھارے دونوں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی اور گہنا یعنی موتی مونگا اور جواہر اکثر کھارے سے اور کبھی میٹھے سے یہ جو فرمایا گہنا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر نرا پہننا مردوں کو حرام نہیں۔

جو زینت و آرائش کے کام آتے ہیں۔ اور دونوں میں کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی سفر کرتی ہیں جن میں تم ایک جگہ سے دوسری جگہ مال تجارت کو منتقل کر کے نفع کماتے ہو یہ سب کچھ اللہ کی مہربانی اور اس کا فضل واحسان ہے تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ اس کی عبادت کرو اور اس کی توحید پر ایمان لاؤ۔ تعرفون حقوقه تعالى فتقومون بطاعته عز وجل و توحيده سبحانه (روح جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۱) **۹لہ** یولج الیل الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ رات دن کی آمدورفت اور سورج اور چاند دوسرے لفظوں میں سارا نظام کائنات اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اس میں تنہا وہی متصرف ومختار ہے لہذا وہی سب کا کارساز ہے ذلکم اللہ یہ گذشتہ تمام دلائل پر متفرع ہے یعنی جو ذات پاک مذکورہ بالا تمام صفات سے متصف ہے وہی اللہ تم سب کا مالک ہے اور ساری کائنات میں اسی کی حکومت اور اسی کا اختیار و تصرف ہے اس لئے کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے۔ اور وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے اور وہی دعا و پکار کے لائق ہے **۲۰لہ** والذین تدعون الخ یہ دلائل سابقہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ دلائل سابقہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے رحمت و برکت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ سب کا رازق بھی وہی ہے سارے جہان میں اسی کا تصرف و اختیار چلتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا ہے سارے جہاں کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ اور اللہ کے سوا یہ صفتیں کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ لہذا ہر قسم کی عبادت اسی کا حق ہے اور وہی سب کا کارساز ہے اور حاجات میں پکارے جانے کے لائق بھی وہی ہے۔ باقی رہے تمہارے خود ساختہ کارساز جن کو تم حاجات و بلیات میں غائبانہ پکارتے ہو۔ وہ تو ایک چھلکے کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ اختیار رکھنا تو درکنار اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار سن بھی نہیں سکتے۔ اور اگر بالفرض وہ تمہاری پکار سن بھی لیں تو تمہاری حاجت برآری نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم دنیا میں پکارتے ہو تمہارے اس شرک (غائبانہ پکار) کا انکار کریں گے یعنی صاف کہیں گے کہ ہمیں تو تمہاری آہ و فغاں اور پکار کا کوئی علم ہی نہیں جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے فکفی باللہ شهيدا بيننا وبينكم ان كنا عن عبادتكم لغفلين ٥ (یونس) ولا ینبئك الخ اللہ تعالیٰ جو تمام حالات سے باخبر ہے اور ظاہر و باطن کو جانتا ہے اس سے بہتر کوئی بھی حقیقت سے پردہ نہیں اٹھا سکتا۔ وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے خود ساختہ کارساز نہ تمہاری پکار سنتے ہیں نہ تمہاری حاجت روائی کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس آیت میں من دونه سے تمام معبودان باطلہ مراد ہیں۔ من دونه ای غيره وهم الاصنام وغيرها وكل شیء دونه (شربینی ج ۳ صفحہ ۳۰۱) **محتمل** ان يكون (الكلام مع عبدتها (الاصنام) وعبدة الملائكة وعيسى وغيرهم من المقربين (روح ۲۲ صفحہ ۱۸۲) ثم يجوز ان يرجع هذا الى المعبودين مما يعقل كالملائكة والجن والانبياء والشياطين (قرطبی) جلد ۱۴ صفحہ ۳۳۶) **۲۱لہ** یایها الناس الخ یہ آٹھویں عقلی دلیل ہے یعنی تم سب خدا کے محتاج ہو اور وہ کسی کا محتاج نہیں اور تمام صفات کمال سے متصف ہے لہذا اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں وہ اگر چاہے تو تم سب کو مار ڈالے اور دوسروں کو پیدا کر لے لیکن تمہارے مزعومہ معبودوں میں یہ قدرت نہیں جب انہیں اتنا بھی اختیار نہیں تو ان عاجزوں کو کیوں غائبانہ

الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

رات میں اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وعدہ تک

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو ۲۰ لہ اس

دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝۱۳ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا

کے سوائے وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے ف۱ اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں

دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝۱۴ يٰٓاَيُّهَا

منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے اور کوئی نہ بتلائے گا تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا ف۲ اے

النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۱۵

لوگو ۲۱لہ تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پرواہ سب تعریفوں والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۶ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى

اگر چاہے تم کو لے جائے اور لے آئے ایک نئی خلقت اور یہ بات

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۱۷ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ

اللہ پر مشکل نہیں اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا ۲۲لہ بوجھ دوسرے کا اور اگر

تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا

پکارے کوئی بوجھل اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھائے اس میں سے ذرا بھی اگرچہ ہو

قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ

قرابتی تو تو ڈر سنا دیتا ہے ان کو جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَ

قائم رکھتے ہیں نماز اور جو کوئی سنورے گا تو یہی ہے کہ سنورے گا اپنے فائدہ کو اور

ع ۲ ۱۴

ربط: دلائل سابقہ کا تفصیلی ثمرہ ۲۰ آٹھویں عقلی دلیل ۲۱ تخویف اخروی ۲۲ بشارت اخروی ۲۳

موضح قرآن ف۱ یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی دیر سویر نہیں ہوتی۔ پھر اسی میں سے اللہ کی واحدانیت نکلی قطمیر کہتے ہیں چھلکے کو جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتا ہے ف۲ یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں۔

فائدہ الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ولا ینبئك مثل خبیر بمنزلہ مثل است چوں سخن بلیغ گوید تحقیق بنہایت رسانند این کلمہ گویند واللہ اعلم ۱۲

جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ان اراد ان یھلك المسیح بن مریم و امہ ومن فی الارض جمیعًا (المائدہ) وہ ان سب کو ہلاک کرسکتا ہے تو وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں نیز فرمایا ان یشأ یذھبکم ویستخلف من بعدکم مایشآء (انعام) انسان جو اشرف المخلوقات ہے جب وہ خدا کا محتاج ہے تو فرشتے اور جن بطریق اولیٰ خدا کے محتاج ہوں گے۔ وماذلك علی اللہ بعزیز۔ عزیز۔ مشکل اور دشوار۔ یعنی یہ کام اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ۲۲ۓ ولا تزر وازرۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا جوابدہ ہوگا اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھا کر اس کا ہاتھ نہیں بٹائے گا اگرچہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ انما تنذر الخ یہ بشارت

إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (١٨) وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ (١٩) وَلَا

اللہ کی طرف ہے سب کو پھر جانا اور برابر نہیں ۲۳ۓ اندھا اور دیکھتا اور نہ

الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ (٢٠) وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ (٢١) وَمَا

اندھیرا اور نہ اجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور

يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ

برابر نہیں جیتے ۲۴ۓ اور نہ مردے اللہ سناتا ہے جس کو چاہے

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ (٢٢) إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ (٢٣)

اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو تو تو بس ۲۵ۓ ڈر کی خبر پہنچانیوالا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ

ہم نے بھیجا ہے تجھ کو سچا دین دے کر خوشی اور ڈر سنانے والا اور کوئی فرقہ نہیں

إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (٢٤) وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ

جس میں نہیں ہو چکا کوئی ڈر سنانیوالا ف۲ اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں تو آگے جھٹلا چکے ہیں جو لوگ کہ

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ

ان سے پہلے تھے پہنچے ان کے پاس رسول انکے لے کر کھلی باتیں اور صحیفے اور روشن

الْمُنِيرِ (٢٥) ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (٢٦)

کتاب پھر پکڑا میں نے ۲۶ۓ منکروں کو سو کیسا ہوا انکار میرا

ع ۳ ۱۴ ۱۵

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے ۲۷ۓ اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے

ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَ

میوے طرح طرح کے ان کے رنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور

حُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ (٢٧) وَمِنَ النَّاسِ

سرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بھجنگے کالے ف۳ اور آدمیوں میں

اخروی ہے۔ تبلیغ و انذار سے صرف انہی لوگوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے جو اللہ سے ڈرتے اور نماز قائم کرتے ہیں جو شخص تقویٰ اختیار کرتا اور اپنے نفس کو پاک کرتا ہے اس کا فائدہ بھی اسی کو پہنچے گا۔ ۲۳ۓ وما یستوی الخ یہ مومن و کافر اور توحید و شرک کی تمثیلات ہیں۔ جس طرح اندھا ظاہری روشنی سے محروم ہے اسی طرح کافر و مشرک نور ایمان و توحید سے محروم ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح سوانکھا ظاہری بینائی رکھتا ہے اسی طرح مومن کا دل نور توحید سے روشن ہوتا ہے۔ الاعمیٰ والبصیر مثلان للکافر والمومن کما قال قتادۃ والسدی وغیرھما (روح ج ۲۲ ص۱۸۶) الظلمات کفر و شرک کے اندھیرے۔ النور ایمان و توحید کی روشنی الظل سایہ اس سے ثواب یا جنت مراد ہے۔ الحرور شدتِ گرما لیکن بقرینہ تقابل یہاں دھوپ کے معنی میں ہے۔ اور اس سے مراد عذاب یا جہنم ہے (قرطبی، خازن، روح) وما یستوی الاحیاء الخ احیاء (زندے) سے مراد مومنین اور اموات (مردے) سے مراد کفار ہیں۔ دل کی زندگی اور موت ایمان اور کفر ہے اس لئے مومنوں کو زندوں سے اور کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ضد و عناد کی وجہ سے ان کافروں کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور ان کے دلوں سے قبولِ حق کی صلاحیت سلب کر لی گئی ہے۔ اس لئے تبلیغ و انذار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا ای کما لا تسمع من مات کذلك لا تسمع من مات قلبہ (قرطبی ج ۱۴ ص۳۴۰) ۲۵ۓ ان انت الخ آپ کو ہم نے دینِ حق اور پیغامِ توحید دے کر اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کا کام پیغامِ حق پہنچانا۔ ماننے والوں کو خوشخبری دینا اور منکرین کو عذاب سے ڈرانا ہے۔ منوانا آپ کا کام نہیں۔ اسی طرح ہر امت میں ڈرانے والے ہوئے ہیں۔ وان یکذبوك الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اگر مشرکین عرب ضد و عناد سے آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور دعوتِ توحید کو نہیں مانتے تو آپ غم نہ کریں۔ گذشتہ قوموں نے بھی اپنے پیغمبروں کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ ان کے پاس انبیاء علیہم السلام معجزات، صحیفے اور کتابیں لے کر آئے لیکن انہوں نے پھر بھی نہ مانا من الامم العاتیۃ فلا تحزن من تکذیب ھؤلاء ایاك (روح ج ۲۲ ص۱۸۸) ۲۶ۓ ثم اخذت الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی سب خلق برابر نہیں جن کو ایمان دینا ہے انہی کو ملیگا تو بہتیری آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا نہ اندھیرا نہ اجالا یعنی نہ اندھیرا برابر اجالے کے نہ اجالا برابر اندھیرے کے اور فرمایا تو نہیں سناتا قبریں پڑوں کو۔ حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا۔ ف۲ ڈرانے والا خواہ نبی ہو خواہ نبی کی راہ پر ہو ف۳ سفید بھی کئی درجے اور سرخ بھی کئی درجے۔ یہ سب بیان ہے قدرت رنگا رنگ کا۔ اسی طرح انسان ہیں ہر ایک کی طرح جدا ہے۔ اسی طرح مومن اور کافر ایک دوسرا سا ہو جائے کب ہو سکے۔ یہ تسلی ہے حضرت کو۔

یہ تخویف دنیوی ہے جب اقوام سابقہ نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں دردناک عذاب میں مبتلا کردیا۔ مشرکین مکہ اگر اسی طرح تکذیب وانکار پر قائم رہے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔ **۲۷** الم تر ان اللہ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت کی نشانیاں ہیں کہ وہ آسمان سے مینہ برسا کر زمین سے رنگا رنگ پھل اور میوے پیدا فرماتا ہے۔ ایک ہی پہاڑ میں مختلف رنگوں کے پتھر اس نے محض اپنی قدرت سے پیدا کئے کوئی سفید، کوئی سرخ اور کوئی نہایت ہی سیاہ۔ جدد، جُدّۃ کی جمع ہے یعنی ٹکڑا اور خطہ غرابیب، غربیب کی جمع ہے۔ سخت سیاہ یہ اکثر اسود کا تابع واقع ہوتا ہے اس لئے کلام میں تقدیم وتاخیر ہے اصل میں تھا۔ سود غرابیب (کالے سیاہ) فی الکلام... تقدیم وتاخیر والمعنی ومن الجبال سود غرابیب (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۴۳) ومن الناس الخ اسی طرح انسانوں چوپایوں اور مویشیوں کو بھی مختلف رنگوں میں پیدا کیا۔ یہ اس کے کمالِ قدرت وصنعت اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو غائبانہ پکارو تقریر توحد انیتہ تعالیٰ بادلۃ سماویۃ وارضیۃ الخ (روح ج ۲۲ ص ۱۸۸ ومجر جلد ۷ ص ۳۱۱)

وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا

اور کیڑوں میں اور چوپاؤں میں کتنے رنگ ہیں اسی طرح

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اللہ سے ڈرتے وہی ہیں ۲۸ اسکے بندوں میں سے جن کو سمجھ ہے تحقیق اللہ زبردست ہے بخشنے والا

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

جو لوگ ۲۹ پڑھتے ہیں کتاب اللہ کی اور سیدھی کرتے ہیں نماز اور خرچ کرتے ہیں

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

کچھ ہمارا دیا ہوا چھپے اور کھلے امیدوار ہیں ایک بیوپار کے جس میں ٹوٹا نہ ہو

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ

تاکہ پورا دے ان کو ثواب ان کا اور زیادہ دے اپنے فضل سے تحقیق وہ ہے بخشنے والا

شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ

قدردان اور جو ہم نے اتاری ۳۰ تجھ پر کتاب وہی ٹھیک ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾

تصدیق کرنے والی اپنے سے اگلی کتابوں کی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

پھر ہم نے وارث کئے ۳۱ کتاب کے وہ لوگ جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے پھر کوئی ان میں

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ

برا کرتا ہے اپنی جان کا اور کوئی ان میں ہے بیچ کی چال پر اور کوئی ان میں آگے بڑھ گیا ہے لیکر خوبیاں

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

اللہ کے حکم سے یہی ہے بڑی بزرگی ف۲ باغ ہیں بسنے کے ۳۲

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ

جن میں وہ جائینگے وہاں ان کو گہنا پہنایا جائے گا کنگن سونے کے اور موتی کے

مدار خوف ۱۲ سے بشارت اخروی ۱۲ مر

دلیل وحی ۱۲ مر بشارت اخروی بندے خدا اور کتاب اللہ ۱۲

۲۸ انما یخشی الخ یہ گزشتہ دلیل توحید کا حصہ نہیں بلکہ علیحدہ زجر ہے ایسے دلائل واضحہ کی موجودگی میں چاہیئے تو تھا کہ مشرکین راہ راست پر آجاتے اور صرف اللہ سے ڈرتے لیکن وہ خدا سے ڈرنے کے بجائے اپنے خود ساختہ معبودوں سے ڈرتے ہیں۔ صرف علماء جو اللہ کے دین اور اس کی توحید کو جانتے ہیں اور اس کے ساتھ شرک نہیں کرتے اور اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ وہی اللہ سے ڈرتے ہیں عن ابن عباس العالم بالرحمن من عبادہ من لم یشرک بہ شیئا واحل حلالہ وحرم حرامہ وحفظ وصیتہ وایقن انہ ملاقیہ ومحاسب بعملہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۵۳) ان اللہ عزیز غفور یہ وعدۂ غفران ہے۔ وہ گناہوں کی سزا بھی دے سکتا ہے لیکن اگر اس کے بندے اس سے معافی مانگیں تو معاف بھی فرما دیتا ہے۔ **۲۹** ان الذین الخ یہ قرآن پڑھنے والوں اور اس پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اسم موصول سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مومنین مراد ہیں قال السدی ھم اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنھم وقال عطاء ھم المومنون (بحر ج ۷ ص ۳۱۲) اور کتاب اللہ سے قرآن مراد ہے والمراد بکتاب اللہ القرآن (روح ج ۲۲ ص ۱۹۳) اور تلاوت سے مراد ہے کما حقہ تلاوت یعنی اس کے احکام کی پیروی کرنا جیساکہ دوسری جگہ ارشاد ہے یتلونہ حق تلاوتہ (البقرہ) اور تجارت سے مراد ثواب ہے۔ والمراد من التجارۃ ما وعد اللہ من الثواب (خازن ج ۵ ص ۲۴۸) حضرت شیخ فرماتے ہیں یرجون صورۃً خبر او معنیً انشاء ہے اسی لیرجوا یعنی جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے اور اس کے احکام کا اتباع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے اور اللہ کی دی ہوئی دولت سے جائز مصارف میں خرچ کرتے ہیں وہ اللہ سے ایسے

موضح قرآن ف۱ یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں ڈرنا اللہ سے سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کی معاملت بھی دو طرح ہے زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور غفور بھی ہے کہ گنہگار کو بخشے ف۲ یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے وارث کئے ایک اور چنے بندے یعنی یہ امت اُن میں تین درجے بتائے ایک میانہ ایک گنہگار ایک اعلیٰ سب کو گنا۔ چنے بندوں میں امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہوں رسول نے فرمایا ہمارا گنہگار معاف ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اس کے ہاں کمی نہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بامت محمدیہ رسید ۱۲

ثواب کی امید رکھیں جو ضائع نہیں ہوگا۔ کیونکہ انھوں نے تمام اعمال اخلاص کے ساتھ کئے ہیں۔ تاکہ اللہ انہیں انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور اپنے فضل سے زائد از استحقاق بھی عطا فرمائے انہ غفور شکور وہ بڑے بڑے گناہوں کو معاف کردیتا اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو قبول کر لیتا ہے ۳۰ والذی اوحینا الخ یہ توحید پر دلیل وحی ہے ہم نے آپ پر جو کتاب نازل کی ہے وہ سراپا حق ہے اس میں ہم نے مسئلہ توحید کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور ہم ہی نے آپ کو مسئلہ توحید بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ کتاب کتب سابقہ میں بیان شدہ عقائد اور اصول احکام کی تصدیق و تائید کرتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ توحید کتب سابقہ میں بھی مذکور تھا۔ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام ظاہری اور باطنی احوال کو جانتا ہے اس نے آپ کو مستحق اور لائق جان کر ہی آپ پر یہ سراپا حق کتاب نازل فرمائی ہے۔ جو کتب سابقہ کے لئے معیار اور کسوٹی ہے۔ فعلمك والبصر احوالك ورآك اهلا لان يوحى اليك مثل هذا الكتاب المعجز الذى هو عيار على سائر الكتب (مدارك) ۳۱ ثم اورثنا — تا — ولا يمسنا فيها لغوب۔ یہ وارثان کتاب اللہ (قرآن) کے لئے بشارت اخروی ہے الذین اصطفینا سے امت محمدیہ کے علماء مراد ہیں جو کتاب اللہ کو سمجھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں المراد بالمصطفين علماء الامة من الصحابة ومن بعدهم ممن يسير بسيرتهم (روح ج ۲۲ ص ۱۹۵) پھران میں تین گروہ ہوئے اول ظالم لنفسہ جنہوں نے کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کی خدمت کرنے میں بہت زیادہ کوتاہی اور سستی کی۔ دوم۔ مقتصد جن کے عمل بالکتاب اور مخالفت کے پلڑے برابر رہے سوم سابق بالخیرات جن کے عمل بالکتاب اور اعمال صالحہ کا پلڑا بھاری ہوا۔ قال الحسن الظالم من خفت حسناته والمقتصد من استوت والسابق من رجحت (روح) لیکن یہ تینوں جماعتیں، جنت میں جائیں گی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے بروایت ابو سعید خدری هؤلاء كلهم بمنزلة واحدة وكلهم فى الجنة اخرجه احمد والطيالسى وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن ابى حاتم وابن مردويه والبيهقى والترمذى وحسنه (روح ج ۲۲ ص ۱۹۷) نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور له (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۴۶) باذن اللہ اللہ کی توفیق و تیسیر سے ذلك هو الفضل الكبير وارثت قرآن کے لئے امت میں سے خاص بندوں کو چن لینا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور فضل ہے ۳۲ جنت عدن الخ یہ مبتدا ہے اور یدخلونها خبر اول یحلون الخ خبر ثانی و

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ

اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہے ف۱ اور کہیں گے شکر اللہ کا جس نے دور کیا

عَنَّا الْحَزَنَ ۖ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا

ہم سے غم بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر دان ہے ف۲ جس نے اتارا ہم کو ۳۳

دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا

آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو

فِيهَا لُغُوبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ

اس میں تھکنا ف۳ اور جو لوگ منکر ہیں ۳۴ ان کے لئے ہے آگ دوزخ کی نہ ان پر حکم

عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ

پہنچے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ہلکی ہو وہاں کی کچھ کلفت یہ

نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا

سزا دیتے ہیں ہم ہر ناشکر کو اور وہ چلائیں اس میں اے رب

أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ

ہم کو نکال کہ ہم کچھ بھلا کام کرلیں وہ نہیں جو کرتے رہے کیا

نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ

ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو اتنی کہ جس میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تمہارے پاس

النَّذِيرُ ۖ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ﴿۳۷﴾

ڈرانے والا اب چکھو کہ کوئی نہیں گنہگاروں کا مددگار ف۴

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ

اللہ ۳۵ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ

جو بات ہے دلوں میں وہی ہے جس نے کیا تم کو قائم مقام

لؤلؤا من اساور کے محل پر معطوف ہے یا لؤلؤا فعل مقدر کا مفعول ہے مثلاً یؤتون (روح وغیرہ) حضرت شیخ نے یلبسون محذوف مانا ہے یدخلون اور یحلون کی ضمیروں سے تینوں جماعتیں مراد ہیں یعنی وہ سب جنات عدن میں داخل ہوں گے۔ اور انہیں سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے۔ اور ان کا لباس ریشمی ہوگا۔ وقالوا الحمد للہ الخ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو اللہ کی حمد و ثنا کریں گے اور اس کی نعمتوں کا اعتراف کریں گے کہ جس طرح دنیا میں تو ہی منعم اور کارساز تھا اسی طرح آج آخرت میں بھی تو ہی کارساز اور مہربان ہے

موضح قرآن ف۱ سونا اور ریشم مسلمانوں کو وہاں ہے رسولؐ نے فرمایا جو کوئی ریشم پہنے دنیا میں نہ پہنے آخرت میں ف۲ غم دنیا کا دفع کیا بخشتا ہے گناہ قبول کرتا ہے طاعت ف۳ رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا۔ ہر جگہ چل چلاؤ اور روزی کا فکر و غم اور دشمنوں کا ڈر رنج اور مشقت وہاں پہنچ کر سب گئے ف۴ وہ نہیں جو کرتے تھے یعنی اسوقت تو اسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ نہ کریں گے۔

ہر قسم کی حمد وثنا کے لائق وہی ذات پاک ہے جس نے ہمیں ہر غم سے آزاد کیا۔ بیشک ہمارا پروردگار گناہ گاروں پر مہربان اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کو بھی قبول فرماتا ہے عن ابن عباس انہ قال فی ذلک غفرلنا العظیم من ذنوبنا وشکرلنا القلیل من اعمالنا (روح ج ۲۲ ص ۱۹۹) **۳۳ ۃ** الذی احلنا الخ دار المقامۃ بمصدر میمی ہے یعنی دار الاقامہ جس میں ہمیشہ رہیں گے مراد جنت ہے نصب تکلیف، رنج لغوب۔ تھکاوٹ۔ جس نے ہمیں محض اپنے فضل سے ایسے دار الاقامۃ (قیامگاہ۔ جنت) میں اتارا ہے جس میں ہمارا قیام دائمی ہوگا اور جس میں کسی قسم کی تکلیف اور مشقت نہیں **۳۴ ۃ** والذین کفروا الخ یہ کافروں کے لئے تخویف اخروی ہے کافروں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اور جہنم میں ان پر موت نہیں آئے گی تاکہ وہ

فِی الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

زمین میں پھر جو کوئی ناشکری کرے تو اس پر پڑے اسکی ناشکری اور منکروں کو نہ بڑھے گی

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

ان کے انکار سے ان کے رب کے سامنے مگر بیزاری اور منکروں کو نہ بڑھے گا

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ

ان کے انکار سے مگر نقصان ف ۲ تو کہہ بھلا دیکھو تو ف ۳۹ اپنے شریکوں کو جن کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

پکارتے ہو اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو کیا بنایا انہوں نے

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا

زمین میں یا کچھ ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں یا ہم نے دی ہے انکو ف ۳۸ کوئی کتاب

فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

سو یہ سند رکھتے ہیں اس کی کوئی نہیں پر جو وعدہ بتلاتے ہیں ف ۳۹ گنہگار ایکدوسرے کو

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ

سب فریب ہے تحقیق اللہ ف ۴۰ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور

الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا

زمین کو کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو

مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَ

اس کے سوائے ف ۱ وہ ہے تحمل والا بخشنے والا اور

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَاۗءَهُمْ نَذِيْرٌ

قسمیں کھاتے تھے اللہ کی ف ۴۱ تاکید کی قسمیں اپنی کہ اگر آئے گا ان کے پاس کوئی ڈر سنانیوالا

لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

البتہ بہتر راہ چلیں گے ہر ایک امت سے پھر جب آیا انکے پاس ف ۴۲

عذاب سے راحت پائیں۔ اور نہ عذاب میں کچھ تخفیف اور کمی ہی کی جائے گی۔ کفر وعناد میں انتہا کو پہنچنے والوں کو ہم ایسی سخت سزا دیتے ہیں وھم یصطرخون وہ دوزخ میں فریاد کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں ایک بار اس عذاب سے نکال کر دوبارہ دنیا میں بھیج ہم اپنے سابقہ اعمال کے برعکس اچھے کام کریں گے اولم نعمرکم الخ یہ اللہ کی طرف سے زجر وتوبیخ کے طور پر جواب دیا جائے گا۔ کیا پہلے ہم نے تمہیں اس قدر طویل زندگی نہیں دی تھی جس میں ہر وہ شخص جو عبرت حاصل کرنا اور راہِ راست پر آنا چاہتا عبرت حاصل کر سکتا تھا اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے پیغام سنانے والے بھی آئے لیکن اس کے باوجود تم نے ہدایت سے کوئی اثر نہ لیا۔ اور کفر پر قائم رہے اس لئے اب اپنے کئے کی سزا کا مزہ چکھو۔ تم ایسے بے انصافوں کا کوئی مددگار نہیں جو تمہیں عذاب الٰہی سے بچا سکے **۳۵ ۃ** ان اللہ الخ یہ دسویں عقلی دلیل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے غیب داں ہونے کا اثبات ہے زمین وآسمان کی ہر پوشیدہ چیز کو ہر جاندار کے دل کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا وہی سب کا فریادرس اور کارساز ہے اس لئے مصائب وحاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارا کرو **۳۶ ۃ** ھو الذی الخ یہ ترغیب الی الایمان مع تخویف اخروی ہے۔ تمہارے باپ دادے کی جگہ اللہ نے اب تمہیں زمین کا وارث بنایا اور ان کا جانشین بنایا ہے۔ اس لئے اگر تم نے بھی ناشکری کی اور شرک کیا تو اس کی سزا پاؤ گے۔ یاد رکھو جس قدر زیادہ کفر کرو گے اسی قدر زیادہ اللہ کے قہر وغضب کے مستحق بنو گے اور اسی قدر زیادہ خسارے اور نقصان میں رہو گے۔ اس لئے اگر اللہ کے عذاب سے، اس کے قہر وغضب سے اور خسارۂ آخرت سے بچنا چاہتے ہو تو اس کی توحید پر اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لے آؤ اور اس کے فرمانبردار بندے بن جاؤ **۳۷ ۃ** قل ارءیتم الخ یہ دلائل مذکورہ کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے۔

سابقہ دلائل کا دوسرا تفصیلی ثمرہ ہے ۱۲ مرتب

دلیل نقلی ... مع تخویف دنیوی

جب ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ اور حاجات میں غیر اللہ کو کیوں پکارتے ہو۔ بتاؤ تو سہی جن خود ساختہ معبودوں کو تم پکارتے ہو ان کے عبادت اور پکار کے لائق ہونے کی دلیل کیا ہے؟ اروني ماذا ۱۲ الخ یہ عقلی دلیل کا مطالبہ ہے یعنی مستحق عبادت تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو خالق ہو۔ تو کیا تمہارے ان معبودوں نے زمین کا کوئی خطہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کی تخلیق ہی میں ان کا کوئی حصہ ہے ذرا دکھاؤ تو اعبدتموھم لان لھم شرکۃ فی خلق السموات ام خلقوا من الارض شیئا (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶) **۳۸ ۃ** ام اتینٰھم الخ یہ نقلی دلیل کا مطالبہ ہے کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جس میں ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کی اجازت دی گئی ہے دونوں جگہوں میں استفہام انکاری ہے یعنی نہ زمین وآسمان کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی آسمانی کتاب میں غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دی گئی ہے۔ چونکہ وحی کا امکان نہ تھا اس لئے دلیل وحی کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

فلے الرحمٰن ف ۱ یعنی غیر خدا ۱۲۔ **موضح قرآن** ف ۱ قائم مقام کیا زمین میں یعنی رسولوں کے پیچھے ریاست دی یا اگلی امتوں کے پیچھے اب اس کا حق ادا کرو۔

والمعنى ان عبادة هؤلاء اما بالعقل ولاعقل يحكم بصحة عبادة من لايخلق جزءً اما من الارض ولا له شرك في السماء واما بالنقل ولم نؤت المشركين كتابا فيه الامر بعبادة هؤلاء (روح ج ۲۲ ص ۲۰۳) ۳۹ بل ان يعد الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی مشرکین کے پاس شرک کے حق میں کوئی عقلی یا نقلی دلیل تو موجود نہیں اور وہ کسی دلیل کی بنا پر شرک نہیں کرتے بلکہ شرک کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے اسلاف اور پیشواؤں نے ان کو جھوٹی آرزوئیں دلا کر گمراہ کر دیا ہے کہ یہ شرکاء خدا کے یہاں ان کے سفارشی ہیں۔ اور ان کی عبادت و تعظیم قرب خداوندی کا باعث ہے۔ لما نفى انواع الحجج في ذلك اضرب عنه بذكر ما حملهم عليه و

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ

ڈرسنانیوالا اور زیادہ ہوگیا ان کا بدکنا غرور کرنا ملک میں

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ

اور داؤ کرنا بُرے کام کا اور برائی کا داؤ الٹے گا انہی داؤں والوں پر

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ

پھر اب وہی راہ دیکھتے ہیں ۴۳ پہلوں کے دستور کی سو تو نہ پاوے گا اللہ کا

اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿۴۳﴾ أَوَلَمْ

دستور بدلتا اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا ف کیا

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پھرے نہیں ۴۴ ملک میں کہ دیکھ لیں کیسا ہوا انجام

الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَمَا كَانَ

ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے اور تھے ان سے بہت سخت زور میں اور

اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ

اللہ وہ نہیں جس کو تھکائے کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہی ہے

كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا

سب کچھ جانتا کر سکتا اور اگر پکڑ کرے اللہ ۴۵ لوگوں کی ان کی

كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن

کمائی پر نہ چھوڑے زمین کی پیٹھ پر ایک بھی ہلنے چلنے والا پر ان کو

يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ

ڈھیل دیتا ہے ایک مقررہ وعدہ تک پھر جب آئے ان کا وعدہ ۴۶

فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿۴۵﴾

تو اللہ کی نگاہ میں ہیں اس کے سب بندے

ع ۵
۱۷

هو تقرير الاسلاف للاخلاف واضلال الرؤساء للاتباع بانهم شفعاء عند الله يشفعون لهم بالتقرب اليه (ابو السعود ج ۷ ص ۵۳) ۴۰ ان الله الخ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ ہی نے تھام رکھا ہے اور وہ اپنی جگہ ادھر ادھر نہیں ہٹ سکتے۔ اگر بفرض محال وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو اللہ کے سوا کوئی انہیں تھامنے والا نہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور معبودان باطلہ کے عجز کا پتہ چلتا ہے اس لئے یہ عاجز معبود اور کارساز نہیں ہوسکتے۔ لما بين ان الهتهم لا تقدر على خلق شيء من السموات والارض بين ان خالقهما وممسكهما هو الله فلا يوجد حادث الا بايجاده ولا يبقى الا ببقائه (قرطبی ج ۱۴ ص ۳۰۶) انه كان حليما غفورا ہ وہ ایسا بردبار ہے کہ مشرکین کو فوراً نہیں پکڑتا اور ایسا مہربان ہے کہ توبہ کرنیوالوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے یہ دلیل پہلی دلیل سے متعلق ہے اس میں فرمایا تھا کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور اس دلیل میں فرمایا کہ زمین و آسمان کو تھامنے والا بھی وہی ہے۔ ۴۱ واقسموا الخ یہ زجر ہے مع تخویف دنیوی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قریش کو معلوم ہوا کہ یہود اور نصاریٰ میں پیغمبر آئے تو انھوں نے ان کو جھٹلا دیا اور ان کا اتباع نہ کیا اس پر قریش یہود و نصاریٰ کو ملامت کرتے تھے کہ خدا ان پر لعنت کرے انھوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلا دیا۔ خدا کی قسم اگر ہم میں اللہ کا رسول مبعوث ہو تو ہم ان جھٹلانیوالی تمام امتوں سے زیادہ ہدایت کو قبول کرنے والے اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ قریش کی آرزو تھی کہ ان میں اللہ کا رسول مبعوث ہو۔ اور وہ نہایت ہی پختہ قسمیں کھاتے کہ وہ رسول کی پیروی کریں گے۔ احدی الامم میں اضافت استغراقی ہے یعنی ہر امت سے اہدی ہوتے قال الشیخ رحمہ اللہ یا الف لام عہد کے لئے ہے اور مراد جھٹلانے والی امتیں ہیں (روح) ۴۲ فلما جاءهم الخ جب ان کی آرزو اور تمنا کے مطابق انہی میں سے ایک عظیم الشان اور اشرف الرسل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول اور داعی حق ہو کر آگئے تو وہ ان کے پاس سے بھاگ نکلے ایمان لانے سے غرور و استکبار نے ان کو روک دیا اور پیغمبر علیہ السلام کی حمایت کے بجائے وہ آپ کے خلاف نہایت ہی بُرے اور خطرناک منصوبے سوچنے لگے اور خود ایمان لانے کے بجائے دوسروں کو بھی ایمان لانے سے روکنے لگے۔ لیکن ایسے مکر و فریب کا وبال انہی لوگوں پر پڑتا ہے جو اس کے لائق اور اہل ہوں لہٰذا اس کا وبال خود انہی پر پڑے گا کیونکہ وہی اس کے اہل ہیں نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں پر کیونکہ وہ اس کے اہل نہیں۔ چنانچہ جنگ بدر میں یہ لوگ خود ہی اپنے مکر و فریب کا شکار ہوئے۔ وحاق مکرهؤلاء بهم يوم بدر (روح جلد ۲۲ ص ۲۰۶) ۴۳ فهل ينظرون الخ کیا یہ ہمارے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلے زمانے کے کافروں پر نازل

موضح قرآن ف یعنی یہ لوگ جو سنتے یہود کی بے حکمیاں اپنے نبی سے تو کہتے کبھی ہم میں ایک نبی آوے تو ہم ان سے بہتر رفاقت کریں سو منکروں نے اور عداوت کی۔

ہوا تو اگر یہ تکذیب و انکار پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر ضرور آئے گا۔ کیونکہ ہماری سنت جاریہ بدل نہیں سکتی۔ یعنی ان سنتہ التی ھی الانتقام من مکذبی الرسل سنۃ لا یبدلها ولا یحولها عن اوقاتها وان ذالك مفعول لا محالة (مدارك) ۴۴ اولم یسیروا الخ یہ تخویف دنیوی ہے یہ ماقبل کی تنویر و تفصیل ہے یعنی اگر وہ ہماری سنت جاریہ کا مشاہدہ کرنا چاہیں تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ سرکش قوموں کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھیں وہ لوگ قوت و شوکت میں ان سے بڑھ کر تھے لیکن جب انھوں نے ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو ہم نے ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ کیونکہ زمین و آسمان میں کوئی بھی اس پر غالب نہیں اور کوئی اس سے قوی تر نہیں۔ وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ وہ معاندوں اور سرکشوں کو جانتا بھی ہے اور ان کو پکڑنے کی قدرت بھی رکھتا ہے ۴۵ ولو یؤاخذ الخ اللہ تعالیٰ کے حلم کا بیان ہے کہ وہ نہ تو ہر گناہ پر گرفت کرتا ہے اور نہ گنہگار کو فوراً ہی پکڑ لیتا ہے بلکہ بہت سے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور قابل مؤاخذہ گناہوں کے بعد مہلت دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ بنی آدم پر ہر گناہ کی وجہ سے مؤاخذہ فرماتا تو زمین پر کوئی بھی انسان اب تک زندہ موجود نہ ہوتا بلکہ سب کسی نہ کسی گناہ کے بدلے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ دآبۃ سے خاص انسان مراد ہیں۔ قیل المراد بالدآبۃ الانس وحدھم واید بقولہ تعالیٰ ولکن یؤخرھم الخ (روح ج ۲۲ ص ۲۰۸) یا دآبۃ سے ہر ذی روح مراد ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ بنی آدم کے گناہوں کی شوم اور نحوست سے ہر جاندار ہلاک ہو جاتا۔ ای من حیوان یدب علی الارض لشؤم المعاصی (روح) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا ۴۶ فاذا جاء الخ اذا کی جزا محذوف ہے ای اخذھم یعنی جب ان کے مؤاخذے کا وقت آئے گا تو وہ ان کو پکڑ لے گا۔ فان اللہ کان بعبادہ بصیرا یہ ماقبل کے لیے بمنزلہ تعلیل ہے وہ اپنے بندوں کے احوال کو خوب جانتا ہے اسے معلوم ہے کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نہیں۔

سورۂ فاطر میں آیاتِ توحید

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ـــــ تا ـــــ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف
۲۔ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ ـــــ تا ـــــ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۳۔ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ـــــ تا ـــــ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم
۴۔ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ـــــ تا ـــــ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۵۔ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ـــــ تا ـــــ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (ع ۲) نفی شرک فی الدعاء
۶۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ـــــ تا ـــــ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف
۷۔ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ـــــ تا ـــــ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ (ع ۳) تمثیل مؤمن وکافر ومشرک وموحد
۸۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ـــــ تا ـــــ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف
۹۔ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (ع ۵) نفی شرک فی العلم۔
۱۰۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ ـــــ تا ـــــ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا (ع ۵) نفی شرک فی العبادۃ ونفی شرک فی التصرف

(بحمد اللہ تعالیٰ واحسانہ وانعامہ وحسن توفیقہ آج بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۹ اپریل ۱۹۶۹ء بروز سہ شنبہ بوقت دس بجے قبل دوپہر سورۂ فاطر کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسائر عبادہ الصالحین اجمعین)

سُورۂ یٰسٓ

ربط سورۂ سبا میں نفی شفاعتِ قہری کا مضمون مذکور ہوا۔ سورۂ یٰسین، الصافات، صٓ اور زمر کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر مرتب ہے یعنی مضمون (نفی شفاعت قہری) ان سورتوں میں بطریق ترقی ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ سبا میں اس دعوے کے بارے میں شبہات کا ازالہ کیا گیا اب سورۂ یٰسین میں فرمایا کہ یہ مزعومہ سفارشی جب مشرکین کو خدا کی گرفت سے نہیں بچا سکے تو وہ شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب درمیان میں دعویٰ سورت کا ذکر اور دعوے پر پانچ دلائل عقلیہ چار درمیان میں ایک آخر میں شکوے زجریں تخویفیں بشارتیں اور سب سے آخر میں سورت کا خلاصہ۔

تفصیل!

یٰسٓ ـــ تا ـــ فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ۰ تمہید مع ترغیب۔ قرآن حکیم الہی عظیم الشان کتاب آپ کی صداقت پر شاہد ہے لیکن اکثر لوگ بوجہ مہر جباریت ایمان نہیں لائیں گے۔ انا نحن نحی الموتٰی الخ تخویف اخروی ہے واضرب لھم ـــ تا ـــ فاذا ھم خامدون ۰ (٢٦) اصحاب القریہ کا قصہ کسقدر عبرت آموز ہے انھوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ایک مومن ناصح کو شہید کر ڈالا۔ ہم نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا۔ لیکن ان کے سفارشی ان کو ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکے۔ اس قصے کے ضمن میں دعویٰ سورت بھی آگیا۔ ء اتخذ من دونہٖ الھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں جو کسی کو اس کی گرفت سے بچا سکے۔ یحسرۃ علی العباد الخ یہ شکوہ ہے الم یروا ـــ تا ـــ محضرون ۰ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ ہم نے کتنی ہی سرکش اور مشرک قوموں کو ہلاک کیا۔ اور ان کے شفعاء نے ان کو ہلاکت سے نہ بچایا۔ واٰیۃ لھم الارض ـــ تا ـــ ومما لا یعلمون ۰ (٣٦) یہ دوسری عقلی دلیل ہے مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے غلہ پیدا کرنا کھجور اور انگور اور پھلوں کے باغات پیدا کرنا۔ زمین سے پانی کے چشمے جاری کرنا۔ یہ ہمارا کام ہے ان کے شفعاء اس میں شریک نہیں ہیں۔ تمہارے مزعومہ شفعاء اور معبود (فرشتے، جن، انبیاء علیہم السلام) ان کاموں میں سے ایک کام بھی نہیں کر سکتے۔ پھر وہ شفیع اور معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ واٰیۃ لھم الیل ـــ تا ـــ وکل فی فلک یسبحون ۰ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام شمسی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے چل رہا ہے۔ اس کائنات کے نظم ونسق میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا۔ اگر کوئی شفیع غالب ہے تو اس نظام میں ادنیٰ سے ادنیٰ تبدیلی کر کے دکھائے۔ واٰیۃ لھم انا حملنا ـــ تا ـــ ومتاعا الی حین ۰ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ہم ان کو کشتیوں اور بحری جہازوں میں صحیح سلامت پار اتارتے ہیں۔ اور جب چاہیں غرق کر دیں لیکن ان کے مزعومہ سفارشی اور کارساز انہیں غرق ہونے سے نہ بچا سکیں۔ واذا قیل لھم اتقوا ـــ تا ـــ فی ضلٰل مبین ۰ شکوہ ہے۔ ویقولون متی ھذا الوعد ـــ تا ـــ ما کنتم تعملون ۰ (٤٦) یہ تخویف اخروی ہے ان اصحٰب الجنۃ ـــ تا ـــ سلٰم قولا من رب رحیم یہ بشارت اخروی ہے۔ وامتازوا الیوم ـــ تا ـــ بما کانوا یکسبون۔ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ ولو نشاء لطمسنا ـــ تا ـــ افلا یعقلون ۰ یہ تخویف دنیوی ہے۔ وما علمنٰہ الشعر ـــ تا ـــ ویحق القول علی الکٰفرین ۰ (٥٦) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل ہے۔ مشرکین کہتے ہیں یہ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے اور یہ قرآن شعر ہے فرمایا قرآن شعر نہیں اور نہ ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو شاعری کی استعداد ہی عطا فرمائی ہے۔ کیوں کہ شاعری آپ کی شان کے لائق ہی نہیں۔ اولم یروا ـــ تا ـــ افلا یشکرون ۰ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ انواع واقسام کے چوپائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا وہ گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں۔ یہ سب ہم ہی نے پیدا کئے ہیں ان کے مزعومہ معبودوں کا ان کی تخلیق میں کوئی حصہ نہیں۔ اس لئے وہ معبود اور شفیع نہیں ہو سکتے۔ واتخذوا من دون اللہ الخ جن کو ان مشرکین نے اپنا کارساز بنا رکھا ہے تاکہ بوقت حاجت ان کے کام آئیں وہ سب مل کر بھی ان کی مدد نہیں کر سکتے۔ فلا یحزنک قولھم الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ اولم یر الانسان ـــ تا ـــ وھی رمیم ۰ یہ شکویٰ ہے۔ انسان کسقدر احسان فراموش ہے۔ ہم نے اس کو ایک ناچیز قطرۂ آب سے پیدا کیا۔ لیکن بڑا ہو کر وہ ہماری توحید اور قدرت میں جھگڑنے لگا۔ اور کہنے لگا بھلا ان بوسیدہ ہڈیوں کو بھی کوئی زندہ کر سکتا ہے اس موقع پر اس نے اپنی پیدائش بھلا دی۔ قل یحییھا الذی انشأھا اول مرۃ ـــ تا ـــ کن فیکون یہ جواب شکویٰ ہے اور قیامت کا ثبوت ہے۔ جس ذاتِ پاک نے پہلی بار ہر چیز کو نیست سے ہست کر لیا۔ مردہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ جس کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ سر سبز درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے پھر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرما لیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ حالانکہ اس کے لئے کوئی کام دشوار اور مشکل نہیں کسی کام کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے کے لئے صرف اس کا ارادہ ہی کافی ہے۔ فسبحٰن الذی بیدہ الخ یہ سورت کا لب لباب ہے۔ ساری کائنات کا مکمل نظم ونسق صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اس لئے اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور قیامت ضرور آئے گی جس میں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔

٥٢ والقراٰن ـــ تا ـــ واجر کریم ۰ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، قرآن کی عظمت اور مشرکین کے عناد وانکار کا ذکر کیا گیا ہے۔ انک لمن المرسلین۔ جواب قسم ہے اور علی صراط مستقیم خبر بعد خبر ہے تنزیل العزیز الرحیم یہ نزّل مقدر کا مفعول مطلق ہے (مظہری قرطبی) اور یہ جملہ القرآن سے حال واقع ہے یہ حکمت ودانش سے لبریز قرآن اس پر شاہد ہے کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور سیدھی راہ پر گامزن ہیں یہ قرآن خدائے عزیز ورحیم نے آپؐ

پرنازل فرمایاہے جومنکرین کوسزا دینے اور ماننے والوں پر رحمت کرنے والاہے اس لئے ایسی عظیم الشان کتاب پرضرور ایمان لانا چاہیئے۔
سے لتنذر الخ یہ المرسلین سے متعلق ہے آپ کو اس لئے بھیجا گیاہے تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو ڈرائیں جن کے باپ دادا کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور وہ تعلیمات الٰہیہ سے بے خبر ہیں مراد مشرکین عرب ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ جیساکہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا لتنذر قوما ما اتٰھم من نذیر من قبلک... حیث لم یبعث بمکۃ نبی بعد اسماعیل علیہ السلام فھم اشد احتیاجا الی الرسالۃ من غیرھم (مظہری جلد ۸ صـ۶)

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ یٰسین مکہ میں نازل ہوئی اس میں تراسی آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳

قسم ہے اس پکے قرآن کی ۲ تو تحقیق ہے بھیجے ہوؤں میں سے

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝۵

اوپر سیدھی راہ کے اتارا زبردست رحم والے نے ہے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ

تاکہ تو ڈرائے ۳ ایک قوم کو کہ ڈر نہیں سنا ان کے باپ دادوں نے سو ان کو خبر نہیں ۴ ثابت

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا

ہوچکی ہے بات ان میں بہتوں پر سو وہ نہ مانیں گے ہم نے

جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ

ڈالے ہیں ۵ ان کی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر ان کے

مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ

سر الل رہے ہیں اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور

خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ

پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا ۶ اور برابر ہے

عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا

ان کو تو ڈرائے یا نہ ڈرائے یقین نہیں کریں گے تو تو

تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

ڈر سنائے ۷ اسکو جو چلے سمجھائے پر اور ڈرے رحمٰن سے بن دیکھے

ربط: ۱ تنبیہ مع ترغیب ۱۲ ۲ زجر ۱۲ ۳ بیان جبر جباریت تمثیل اول ۱۲ تمثیل دوسری ۱۲ ۵ بشارت اخروی ۱۲

ہے لقد حق الخ یہ زجر ہے آپ کی خواہش تو یہ ہے کہ تمام کفار ایمان لے آئیں، لیکن یہ ایسے ضدی اور بدبخت ہیں کہ ایسی عظیم الشان کتاب کو بھی نہیں مانتے۔ ان میں سے اکثر کے حق میں تو فیصلہ ہوچکاہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ ضد تعنت اور عناد ومکابرہ کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے فھم لا یؤمنون جملہ القول کا بیان ہے۔
۵ انا جعلنا الخ یہ ان کے ایمان نہ لانے کی علت ہے یعنی مہر جباریت کا بیان ہے ثم بین سبب ترکھم الایمان فقال (انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا) (قرطبی جلد ۱۵ صـ۷) یہ مہر جباریت کی پہلی تمثیل ہے مشرکین جو ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جن کے گلوں میں ٹھوڑیوں تک طوق ڈالے گئے ہوں اور ان کے سر اوپر کو اٹھ جائیں اور وہ نیچے نگاہ کرکے راستہ نہ دیکھ سکیں اور نہ گردنوں کو ادھر ادھر موڑ سکیں یہی حال ان معاندین کا ہے کہ عناد ومکابرہ کی وجہ سے وہ حق کی طرف التفات نہیں کرتے نہ حق کے سامنے سر جھکاتے ہیں وجعلنا من بین ایدیھم سدا الخ یہ دوسری تمثیل ہے ان معاندین کی مثال ان لوگوں کی مانند ہے جو ایک طرف تو چار دیواری میں گھرے ہوئے ہوں اور علاوہ ازیں اندھے بھی ہوں جس طرح انہیں بھی کچھ نظر نہیں آتا اسی طرح معاندین ضد اور عناد کی چار دیواری میں گھرے ہوئے ہیں طغیان اور تعنت نے انہیں نور بصیرت سے محروم کردیا ہے اس لئے وہ راہ حق کو نہیں دیکھ سکتے۔ ھذا علی طریق التمثیل ولم یکن ھناک غل ولا سد اراد اللہ سبحانہ انا منعناھم عن الایمان بموانع فجعل الاغلال والسد مثلا لذلک فھو تقریر لتصمیمھم علی الکفر والطبع علی قلوبھم بحیث لا یغنی عنھم الایات والنذر الخ (مظہری ج ۸ صـ۷۳) ۶ وسواء الخ یہ ماقبل ہی کی توضیح وتنویر ہے۔ جب ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہوچکی ہے تو ان کے لئے آپکا وعظ وانذار بے سود ہے آپکا ان کو ڈرانا، اور نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ۷ انما تنذر الخ یہ بشارت اخروی ہے اور معاندین کے مقابلے میں مخلصین کی صفات کا ذکر ہے آپکے وعظ وتذکیر سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو نصیحت پر عمل کریں اور خلوت میں بھی خدا سے ڈریں ایسے لوگوں کو گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کی خوشخبری سنادیں۔ ای خاف فی السر والعلن (خازن ج ۶ صـ۳)

فائدہ الرحمٰن ۱ یعنی در بنی اسمٰعیل ہیچ پیغامبرے مبعوث نشدہ بود ۲ و ۳ ایں ہر دو آیت تمثیل وتصویر است پس ایشان را از شناختن حق ۱۲

۹۸ انانحن الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ہم مُردوں کو ضرور زندہ کریں گے۔اور ہر ایک کو اس کے اعمال و آثار کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔کیونکہ ہم سب کے اعمال خیر و شر لکھوا رہے ہیں۔ نیک اور بُرے کاموں کے جو نمونے قائم کر چکے ہیں ان کا بھی ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے ای ونکتب ماسنوا من سنة حسنة او سیئة (خازن و معالم ج ۶ ص۳) امام مبین سے نامہ اعمال یا لوح محفوظ مراد ہے۔ ای کتاب اعمالھم الشاھد علیھم بما عملوہ من خیر او شر (ابن کثیر جلد ۳ ص۵۶۶) یعنی اللوح المحفوظ (مدارک ج ۴ ص۳) حاصل یہ کہ ہم ان کے تمام اعمال و افعال کو نگاہ میں رکھتے اور ان کو ان کے اعمالناموں میں لکھوا رہے ہیں ۹۹ واضرب لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے اصحاب القریہ (بستی والوں)

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ⑪ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا
سو اسکو خوشخبری دے معافی کی اور عزت کے ثواب کی ۔ ہم ہیں جو زندہ کرتے ہیں مردوں کو ف اور لکھتے ہیں جو
قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ⑫ وَ
آگے بھیج چکے اور جو نشان انکے پیچھے رہے اور ہر چیز گن لی ہے ہم نے ایک کھلی اصل میں ف اور
اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ⑬ اِذْ اَرْسَلْنَآ
بیان کر انکے واسطے ایک مثل ان گاؤں کے لوگوں کی جب کہ آئے اس میں بھیجے ہوئے جب بھیجے ہم نے ان
اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ
کی طرف دو تو ان کو جھٹلایا پھر ہم نے قوت دی تیسرے سے تب کہا انہوں نے ہم تمہاری طرف
مُّرْسَلُوْنَ ⑭ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ
آئے ہیں بھیجے ہوئے ف وہ بولے تم تو یہی انسان ہو جیسے ہم اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا
مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ⑮ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ
اتارا تم سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمہاری طرف
لَمُرْسَلُوْنَ ⑯ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑰ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ
بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہمارا ذمہ یہی ہے پیغام پہنچا دینا کھول کر بولے ہم نے ف نامبارک دیکھا تم کو
لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑱ قَالُوْا
اگر تم باز نہ ہوگے تو ہم تم کو سنگسار کرینگے اور تم کو پہنچے گا ہمارے ہاتھ سے عذاب دردناک کہنے لگے
طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۚ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ⑲ وَ
تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے ف۲ کیا اتنی بات پر کہ تم کو سمجھایا کوئی نہیں پر تم لوگ ہو کہ حد پر نہیں رہتے ف اور
جَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا
آیا ف۳ شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا بولا اے قوم چلو راہ پر
الْمُرْسَلِيْنَ ⑳ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْــَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ㉑
بھیجے ہوؤں کی چلو راہ پر ایسے شخص کی جو تم سے بدلا نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راہ پر ہیں

ع ۱۸ / ۴ — وقف لازم — وقف غفران

تخویف اخروی ۹۸ — تخویف دنیوی ۹۹

کا قصہ بیان کر کے اہل مکہ کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ انھوں نے ہمارے رسول کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا لیکن ان کے مزعومہ سفارشیوں میں سے کسی نے بھی ان کو اللہ کی گرفت سے نہ چھڑایا۔ اذجاءھا المرسلون حصن حصین میں ہے کہ یہ اجابت دعا کا مقام ہے القریۃ سے اکثر مفسرین کے نزدیک شہر انطاکیہ مراد ہے اور المرسلون سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ مبلغ مراد ہیں یعنی یحییٰ۔ یونس اور شمعون (کما فی التفاسیر) لیکن بعض ائمہ تفسیر کو اس پر اشکال ہے کہ قریہ سے انطاکیہ اور مرسلین سے رسل عیسیٰ علیہ السلام مراد ہوں چنانچہ مفسر ابن کثیر نے اس پر نہایت محققانہ گفتگو کی ہے وقد استشکل بعض الائمۃ کونھا انطاکیۃ بما سنذکرہ بعد تمام القصۃ ان شاء اللہ تعالیٰ (ابن کثیر ج ۲ ص۵۶۷) ابن کثیر نے آگے چل کر اس پر چار اشکال وارد کئے ہیں۔ اول نظم قرآن کے الفاظ کا ظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ تینوں رسول اللہ کے رسول تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ نہ تھے۔ اگر وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری ہوتے تو نظم قرآن میں ان کے رسل عیسیٰ ع ہونے کی طرف کچھ اشارہ ہوتا۔ ان ظاھر القصۃ یدل علی ان ھؤلاء کانوا رسل اللہ عزوجل لا من جھۃ المسیح علیہ السلام کما قال تعالیٰ (اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالوا انا الیکم مرسلون) الی ان قالوا (ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون ۰ وما علینا الا البلغ المبین) ولو کان ھؤلاء من الحواریین لقالوا عبارۃ تناسب انھم من عند المسیح علیہ السلام (ابن کثیر ج ۳ ص۵۶۹) دوم اگر وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف سے ہوتے تو مشرکین ان پر یہ اعتراض نہ کرتے کہ تم ہماری طرح بشر ہو۔ کیونکہ بشریت کو وہ رسالت اور نبوت کے منافی سمجھتے تھے۔ ثم لو کانوا رسل المسیح لما قالوا لھم (ان انتم الا بشر مثلنا) (ایضاً) سوم۔ اہل انطاکیہ جن کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے وہ سب کے سب ایمان لے آئے تھے اور اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے لیکن جن اہل قریہ کا یہاں ذکر ہے انھوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور عذاب خداوندی سے ہلاک ہوئے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہ قصہ اہل انطاکیہ اور رسل مسیح علیہ السلام سے متعلق نہیں۔

ناذ انطاکیۃ اول مدینۃ آمنت فاھل ھذہ القریۃ ذکر اللہ تعالیٰ انھم کذبوا رسلہ وانہ اھلکھم بصیحۃ واحدۃ اخمدتھم واللہ اعلم

موضح قرآن ف جو آگے بھیج چکے اپنے اعمال اور پیچھے رہی نشانی اولاد او عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد ف۲ یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسیٰ کے دو یار وہاں پہنچے شہر والوں نے ٹال دیا پھر تیسرے یار بھی پہنچے یہ تیسرے بڑے یار تھے۔ ف۳ شاید کفر کی شامت سے قحط ہوا ہوگا اس کو نامبارکی سمجھی یا آپس میں اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو کہا ہر طرح شامت ان ہی کی ہے۔

چہارم اہل انطاکیہ اور رسل عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ لامحالہ نزول تورات کے بعد پیش آیا اور نزول تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی پوری کی پوری قوم کو ہلاک نہیں فرمایا بلکہ
مومنین کو مشرکین سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔ اس سے بھی واضح ہو گیا کہ یہ قصہ اہل انطاکیہ اور حوارین سے متعلق نہیں ان قصة انطاکیة من الحوارین اصحاب المسیح
لبعد نزول التوراة وقد ذکر ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ وغیر واحد من السلف ان اللہ تبارک وتعالیٰ بعد انزال التوراة لم
یھلك امة من الامم الی اخرھم بعذاب یبعثہ علیھم بل امر المؤمنین بعد ذلك بقتال المشرکین (ایضاً) ان وجوہات سے ثابت ہوا کہ جس قریہ (بستی)

وَمَالِيَ لَآ أَعۡبُدُ ٱلَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ ﴿٢٢﴾
اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے
ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدۡنِ ٱلرَّحۡمَٰنُ بِضُرّٖ
بھلا میں پکڑوں اس کے سوائے اوروں کو پوجنا کہ اگر مجھ پر چاہے رحمٰن تکلیف
لَّا تُغۡنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمۡ شَيۡـٔٗا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ إِذٗا
تو کچھ کام نہ آئے مجھ کو ان کی سفارش اور نہ وہ مجھ کو چھڑائیں تو تو میں لگا
لَّفِي ضَلَٰلٖ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمۡ فَٱسۡمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ
بھٹکتا رہوں صریح میں یقین لایا تمہارے رب پر مجھ سے سن لو ف۱ حکم ہوا
ٱدۡخُلِ ٱلۡجَنَّةَۖ قَالَ يَٰلَيۡتَ قَوۡمِي يَعۡلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ
چلا جا بہشت میں ف۲ بولا کسی طرح ف۳ میری قوم معلوم کر لیں کہ بخشا
لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ ٱلۡمُكۡرَمِينَ ﴿٢٧﴾ ۞وَمَآ أَنزَلۡنَا عَلَىٰ
مجھ کو میرے رب نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں ف۴ اور اتاری نہیں ہم نے ف۵
قَوۡمِهِۦ مِنۢ بَعۡدِهِۦ مِن جُندٖ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾
اس کی قوم پر اس کے پیچھے کوئی فوج آسمان سے اور ہم فوج نہیں اتارا کرتے
إِن كَانَتۡ إِلَّا صَيۡحَةٗ وَٰحِدَةٗ فَإِذَا هُمۡ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾ يَٰحَسۡرَةً
بس یہی تھی ایک چنگھاڑ پھر اسی دم سب بجھ گئے کیا افسوس
عَلَى ٱلۡعِبَادِۚ مَا يَأۡتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُواْ بِهِۦ
بندوں پر ف۱ کوئی رسول نہیں آیا ان کے پاس جس سے
يَسۡتَهۡزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمۡ يَرَوۡاْ كَمۡ أَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُم مِّنَ
ٹھٹھا نہیں کرتے کیا نہیں دیکھتے ف۲ کتنی غارت کر چکے ہم ان سے پہلے
ٱلۡقُرُونِ أَنَّهُمۡ إِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلّٞ لَّمَّا
جماعتیں کہ وہ ان کے پاس پھر کر نہیں آئیں گی اور ان سب میں کوئی نہیں ف۳

الجزء الثالث والعشرون ۲۳

ربع

م ذکر دعوائے نبوت
۱۲ دعوائے نبوت پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۳ اثبات رسالت
تخویف اخروی ۱۲

کا ان آیتوں میں ذکر ہے وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور بستی ہے
اور مرسلین سے رسل اللہ مراد ہیں نہ کہ رسل مسیح علیہ السلام
نعلی ھذا یتعین ان ھذہ القریة المذکورة فی
القرآن قریة اخری غیر انطاکیة کما حقق ذلك
غیر واحد من السلف ایضاً (ابن کثیر ج ۳ ص۵۷۰)
حضرت شیخ قدس سرہ کی تحقیق بھی بعینہ یہی ہے اور ان رسولوں
کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ صادق، صدوق اور شلوم علیہم السلام
جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ، کعب الاحبار اور وہب بن منبہ
سے منقول ہے امام طبری نے بھی یہی نام لکھے ہیں۔ (قرطبی، ابن
کثیر وغیرہ) قیل رسل من اللہ علی الابتداء (قرطبی
جلد ۵ ص۱۴) اگر مفسرین سلف کی عبارتوں میں کہیں اس قریہ
کا نام انطاکیہ وارد ہوا ہے تو بشرط صحت روایت ہو سکتا ہے
کہ اس قریہ کا نام بھی انطاکیہ ہی ہو لیکن لامحالہ یہ وہ انطاکیہ نہیں
جس میں مسیح علیہ السلام نے اپنے حواری بھیجے تھے کیونکہ اس
انطاکیہ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کبھی نہیں آیا۔ نہ حضرت مسیحؑ
کے زمانے میں نہ ان سے پہلے۔ او تکون انطاکیة ــــ
ان کان لفظھا محفوظا فی ھذہ القصة ــ مدینة
اخری غیر ھذہ المشھورة المعروفة فان ھذہ
لم یعرف انھا اھلکت لا فی الملة النصرانیة ولا
قبل ذلك واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ابن کثیر
جلد ۳ ص۵۷۰) ف۱ اذ ارسلنا الخ پہلے ہم نے ان کے
پاس دو پیغمبر بھیجے بستی والوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ تو ہم نے ان
کی تائید اور تقویت کے لئے مزید ایک پیغمبر بھیج دیا۔ تب تینوں
نے ان سے کہا ہم اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے
پاس بھیجا ہے قالوا ما انتم الخ بستی والوں نے جواب
میں کہا تم تو ہماری طرح بشر ہو اور بشر پیغمبر نہیں ہو سکتا اس
لئے تم نہ پیغمبر ہو نہ اللہ نے تم پر وحی نازل کی ہے اور تم دعویٰ
رسالت میں جھوٹے ہو۔ مشرکین ہمیشہ اس دھوکے میں رہے
ہیں کہ پیغمبر فرشتہ ہونا چاہیئے نہ کہ بشر وانما الرسول ملك

وھذہ اشبھة اکثر الکفرة ان الرسول لابد ان یکون ملکا (جامع ص۳۷۶) ف۲ قالوا ربنا الخ مشرکین کے انکار پر پیغمبروں نے نہایت زور دار مؤکد بالقسم
اسلوب کے ساتھ اپنا دعویٰ دہرایا کہ خدا شاہد ہے کہ ہم اللہ کے رسول ہیں اور ہمیں اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تم ہماری دعوت کو قبول نہیں کرو گے تو اس سے ہمارا کوئی بھی
نقصان نہیں کیونکہ ہمارا کام تو صرف دعوت توحید کو تم تک پہنچانا ہے اگر تم نہیں مانو گے تو اس کا وبال تم پر پڑے گا۔ ربنا یعلم کی تعبیر قسم کے قائم مقام ہے دربنا یعلم جار

موضح قرآن ف۱ آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو شہید کیا۔ اور بعضے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جیتا اٹھا لیا ف۲ قوم نے اس سے دشمنی کی کہ مار ڈالا اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیرخواہی
رہی کہ اگر معلوم کریں میرا حال تو سب ایمان لا دیں ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن اہل دیہ آنرا شہید ساختند ۱۲

مجاری القسم فی التوکید وکذٰلک قولھم شھد اللہ وعلم اللہ (مدارک ج ۴ ص ۶) ۱۲؎ قالوا انا الخ جب مشرکین سے کوئی معقول جواب نہ بن پڑا تو گھٹیا باتوں پر اتر آئے اور اللہ تعالیٰ نے بطور ابتلاء اور امتحان کچھ عرصہ کے لئے بارش روک دی تو کافر کہنے لگے یہ تمہاری نحوست کا اثر ہے (عیاذاً باللہ) کہ بارش نہیں ہوتی اس لئے تم اپنی تبلیغ بند کر دو۔ اگر تم اس سے باز نہ آؤ گے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور دردناک سزا دیں گے ۱۳؎ قالوا طائرکم الخ پیغمبروں نے جواب دیا شؤم ونحوست خود تمہارے اندر موجود ہے بارش کے بند ہونے کی وجہ تمہارا کفر و شرک اور طغیان وعصیان ہے۔ ائن ذکرتم۔ جزا محذوف ہے ای تطیرتم وجواب الشرط مضمر تقدیرہ تطیرتم (مدارک) کیا ہم نے تمہیں نصیحت کی ہے، اللہ کی توحید کی طرف بلایا ہے اور شرک سے روکا ہے اس لئے تم نے اس قسم کی لایعنی باتوں سے ہمارا مقابلہ شروع کر دیا ہے اور ہمیں دھمکیاں دینے لگے ہو اور اپنے اعمال بد کی شامت کو ہماری طرف منسوب کرنے لگے ہو۔ نہایت بے انصاف اور حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔ ای من اجل انا ذکرناکم وامرناکم بتوحید اللہ واخلاص العبادۃ لہ قابلتمونا بھذا الکلام وتوعدتمونا ونھددتمونا (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۷) ۱۴؎ وجاء رجل الخ رجل سے حبیب بن مری نجار مراد ہے جو اسی بستی کے ایک کنارے رہتا تھا یہ نہایت نیک، فیاض اور سلیم الفطرت انسان تھا۔ اور انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کر چکا تھا۔ (قرطبی) جب قوم کا انکار وعناد انتہا کو پہنچ گیا اور انھوں نے پیغمبروں کو شہید کر دینے کا ارادہ کر لیا تو یہ شخص اپنے گھر سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم کو نہایت ہی ناصحانہ انداز میں تبلیغ کرنے لگا۔ میری قوم! ان رسولوں کی بات مان لو جو اللہ کی طرف سے آئے ہیں۔ اور محض تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور تبلیغ حق پر تم سے کچھ اجرت بھی نہیں مانگتے وہ ہیں بھی راہ راست پر۔ اللہ کی توحید اور شرک کے بارے میں ان کا موقف بالکل درست ہے وھم مھتدون فیما یدعونکم الیہ من عبادۃ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) ۱۵؎ ومالی الخ حبیب نجار نے جب قوم کے سامنے تقریر کی تو انھوں نے کہا اچھا! تو بھی ان کا ساتھی ان کے عقیدے پر ہے۔ اور ہمارے دین کا مخالف ہے فلما قال ذٰلک قالوا لہ وانت مخالف لدیننا ومتابع دین ھؤلاء الرسل (مظہری ج ۸ ص ۸۷) اس پر اس نے کہا ومالی لا اعبد الخ آخر کیا وجہ ہے کہ میں اس ذات پاک کی بلا شرکت غیرے خالص عبادت نہ کروں جس نے مجھے زندگی عطا فرمائی ہے اور آخرکار جزاء وسزا کے لئے قیامت کے دن تم سب اس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے، اس لئے بہتر ہے کہ تم بھی اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اس کی توحید کو مان لو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ والیہ ترجعون بعد الموت فیجازیکم باعمالکم فاعبدوا انتم ایضا وحدہ وحدہ وصدقوا رسلہ (جامع ص ۳۷۵) ۱۶؎ ءاتخذ الخ اس آیت میں دعویٰ سورت مذکور ہے یعنی نفی شفاعت قہری جیسا کہ اس بستی والوں کو ہم نے پکڑا مگر ان کے مزعومہ شفعاء نے ان کو نہ بچایا۔ حبیب نجار نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کیا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ میں اپنے خالق ومنعم کے علاوہ ایسی عاجز اور بے بس مخلوق کو معبود اور کارساز بنا لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کسی مصیبت میں گرفتار کرنا چاہے تو اس کی بارگاہ میں نہ ان کی سفارش مجھے کام آسکے اور نہ وہ مجھے اس کی گرفت سے چھڑا ہی سکیں اب تم خود ہی بتاؤ کیا ایسے عاجز معبود، خدا کے یہاں شفیع غالب اور کارساز ہو سکتے ہیں؟ ۱۷؎ انی اذا الخ اگر میں اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور کارساز بنا لوں اور ان کو خدا کی بارگاہ میں شفیع غالب سمجھنے لگوں تو میں صریح گمراہی میں ہوں گا۔ اس کے بعد مشرکین نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیئے اس نے اسی حال میں اپنی قوم سے خطاب کر کے اپنا آخری اعلان کیا۔ میری قوم! سن لو، میں تمہارے خالق ومالک کی توحید پر ایمان لا چکا ہوں تمہیں بھی اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ یا یہ خطاب رسولوں سے ہے۔ جب مشرکین نے اسے قتل کرنا چاہا تو اس نے رسولوں سے مخاطب ہو کر کہا جس رب نے تمہیں بھیجا ہے میں اس پر ایمان لا چکا ہوں اس لئے میرا اقرار واعلان سن لو اور اس پر گواہ رہنا (قرطبی، ابن کثیر، ابن جریر) ۱۸؎ قیل ادخل الخ اس سے پہلے اندماج ہے ولما قتل قیل لہ ادخل الجنۃ (مدارک ج ۴ ص ۵) یعنی جب اسے قتل کر دیا گیا تو اس سے کہا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔ حبیب نجار چونکہ شہید تھا اس لئے دیگر شہداء کی طرح اس کی روح کو پرندے کے قالب میں جنت میں داخل کر دیا گیا۔ فادخلہ اللہ الجنۃ وھوحی فیھا یرزق یعنی حیوۃ الشھداء (مظہری ج ۸ ص ۸۷) ۱۹؎ قال یلیت الخ جب اس نے جنت میں اپنا بے پایاں اعزاز واکرام اور بے حد وحساب نعمتیں دیکھیں تو تمنا کرنے لگا کہ کاش! میری قوم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز کے سبب بخش دیا اور جنت میں داخل کیا ہے۔ اور اپنی بے حساب نوازشوں سے نوازا یعنی اللہ کی توحید پر ایمان اور اس کے پیغمبروں کی تصدیق۔ اس تمنا سے اس کا مقصود یہ تھا کہ اللہ نے اسے جس انعام واکرام سے نوازا ہے اگر انھیں اس کا علم ہو جائے تو وہ بھی ایمان لے آئیں بایمانی بربی وتصدیق المرسلین ومقصودہ انھم لو اطلعوا علی ماحصل لی من الثواب والجزاء والنعیم المقیم لقادھم ذٰلک الی اتباع الرسل فرحمہ اللہ ورضی عنہ فلقد کان حریصا علی ھدایۃ قومہ (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۸) ۲۰؎ وما انزلنا الخ یہ حبیب نجار کی قوم کے انجام بد کا بیان ہے کہ ہم نے اس کی شہادت کے بعد اس کی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہمیں اس کی ضرورت ہی تھی کیونکہ ان کو ہلاک کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا ان کانت الا صیحۃ واحدۃ الخ ان پر ہم نے جو عذاب نازل کیا وہ تو بس ایک خوفناک چیخ تھی جس سے ساری کی ساری قوم یکبارگی ہلاک ہو کر رہ گئی ساوی ان اللہ تعالیٰ بعث علیھم جبریل علیہ السلام حتی اخذ بعضادتی باب المدینۃ فصاح بھم صیحۃ واحدۃ فماتوا جمیعا (روح ج ۲۳ ص ۲) ۲۱؎ یحسرۃ الخ قصہ کے اختتام پر حسب عادت مستمرہ ارشاد فرمایا۔ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنے والے اور توحید کا انکار کرنے والے بندوں پر افسوس! ان کے پاس جو بھی رسول توحید کا پیغام لے کر آیا۔ ماننے کے بجائے یہ اس سے استہزاء کرنے لگے۔ یہ اظہار حسرت تینوں رسولوں کی طرف سے تھا یا فرشتوں کی طرف سے قال الضحاک انھا حسرۃ الملائکۃ علی الکفار حین کذبوا الرسل ...... وقیل ان الرسل الثلاثۃ ھم الذین قالوا لما قتل القوم ذٰلک الرجل الذی جاء من اقصی المدینۃ یسعی، وحل بالقوم العذاب یاحسرۃ علی ھؤلاء کانھم تمنوا ان یکونوا قد امنوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۳) مایاتیھم ماضی استمراری کے معنوں میں ہے یعنی ان کے پاس جو بھی رسول آتے رہے وہ ان سے استہزاء کرتے رہے اس سے حال یا استقبال مراد نہیں تاکہ اس سے اجراء نبوت پر استدلال کیا جا سکے۔ جیسا کہ مرزائیوں کا خیال ہے ۲۲؎ الم یروا الخ یہ دعوائے سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یہ مشرکین دیکھتے نہیں کہ ان سے پہلے ہم نے مشرکین کے قرنوں کے قرن تباہ وبرباد کر دیئے جو اپنے مزعومہ معبودوں کو کارساز اور شفیع غالب سمجھتے تھے اور ان کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ مصائب

و مشکلات میں وہ ان کے کام آئیں گے لیکن جب ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا تو ان کا کوئی کارساز اور سفارشی انھیں ہمارے عذاب سے چھڑا کر دنیا میں واپس نہ لا سکا ۔ انھم الیھم لا یرجعون ۔ جملہ ماقبل کے مضمون سے بدل ہے ۔ بدل من کم اھلکنا علی المعنی (مدارک ج ۴ ص) کذا افادہ الشیخ قدس سرہ ۔ یا اس سے ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو کہتے تھے ۔ ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا (مومنون ع ۳) یعنی کوئی قیامت اور جزا و سزا نہیں ۔ بس زندگی صرف یہی اس دنیا ہی میں ہے ۔ جو مرتا ہے وہ دوبارہ کسی دوسرے قالب میں زندہ ہو کر آ جاتا ہے ۔ اور یہ مرنے جینے کا سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا ۔ یہ عقیدہ ”تناسخ“ کے نام سے معروف ہے ۔ ھم القائلون

ع ۲ ۱

جَمِیعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰیَۃٌ لَّہُمُ الۡاَرۡضُ الۡمَیۡتَۃُ ۚۖ
جو اکٹھے ہو کر نہ آئیں ہمارے پاس پکڑے ہوئے اور ایک نشانی ہے انکے واسطے زمین مردہ ۲۴
اَحۡیَیۡنٰہَا وَاَخۡرَجۡنَا مِنۡہَا حَبًّا فَمِنۡہُ یَاۡکُلُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلۡنَا
اس کو ہم نے زندہ کر دیا اور نکالا اس میں سے اناج سو اسی میں سے کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے
فِیۡہَا جَنّٰتٍ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّاَعۡنَابٍ وَّفَجَّرۡنَا فِیۡہَا مِنَ
اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دئے اس میں بعضے
الۡعُیُوۡنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاۡکُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِہٖ ۙ وَمَا عَمِلَتۡہُ اَیۡدِیۡہِمۡ ؕ
چشمے کہ کھائیں اس کے میووں سے اور اس کو بنایا نہیں انکے ہاتھوں نے
اَفَلَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا
پھر کیوں شکر نہیں کرتے پاک ذات ہے جس نے ۲۵ بنائے جوڑے سب چیز کے
مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۶﴾
اس قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور خود ان میں سے اور ان چیزوں میں جنکی انکو خبر نہیں
وَاٰیَۃٌ لَّہُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّہَارَ فَاِذَا ہُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾
اور ایک نشانی ہے ان کے واسطے رات ۲۶ کھینچ لیتے ہیں ہم اس پر سے دن کو پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں
وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا ؕ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ
اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرے ہوئے رستہ پر یہ سادھا ہے اس زبردست
الۡعَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ
باخبر نے اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں ۲۷ منزلیں یہانتک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی
الۡقَدِیۡمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ
پرانی ف ۱ نہ سورج سے ہو کہ پکڑ لے چاند کو اور
لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ ؕ وَکُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰیَۃٌ
نہ رات آگے بڑھے دن سے ف ۲ اور ہر کوئی ایک چکر میں پھرتے ہیں ف اور ایک نشانی ہے

۲۴ دوسری عقلی دلیل ۱۲
۲۵ تیسری عقلی دلیل ۱۲
۲۶ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

بالدور من الدھریۃ وھم الذین یعتقدون جھلا منھم انھم یعودون الی الدنیا کما کانوا فیھا فرد اللہ تبارک وتعالیٰ علیھم باطلھم (ابن کثیر ج ۳ ص ۵۶۷) اس سے روافض کے عقیدۂ رجعت کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر ائمہ کی قیامت سے قبل دنیا میں رجعت کے قائل ہیں ۔ و ردبالآیۃ علی القائلین بالرجعۃ کما ذھب الیہ الشیعۃ (روح ج ۲۳ ص ۵) وفی الآیۃ رد علی من زعم ان من الخلق من یرجع قبل القیامۃ بعد الموت (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۴) ۲۳ وان کل الخ مرنے کے بعد دنیا میں تو کوئی واپس نہیں آئے گا ۔ البتہ ان سب کو قیامت کے دن ہم دوبارہ زندہ کرینگے اور یہ سب حساب کتاب کے لئے ہمارے سامنے پیش کئے جائینگے یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۔ ۲۴ وآیۃ لھم الارض الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے ۔ ہم نے مردہ زمین کو بارانِ رحمت سے زندہ کیا اور اس میں انسانوں کی غذا کے لئے انواع واقسام کے غلے ، انگوروں اور کھجوروں کے باغات پیدا کئے ۔ زمین سے پانی کے چشمے رواں کر دئے یہ سب کچھ ہم نے کیا ہے یہ انکے ہاتھوں کی کمائی نہیں اور نہ وہ ان امور پر قادر ہی ہیں لیکن وہ پھر بھی اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں انکار واستقباح لعدم شکرھم للمنعم بالنعم المعدودۃ بالتوحید والعبادۃ (روح ج ۲۳ ص ۹) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں ایدیھم میں ضمیر مجرور سے جنس مخلوق مراد ہے ۔ اور اس میں جن وانس اور فرشتے سب داخل ہیں ۔ جس طرح قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی الآیۃ (بنی اسرائیل ع ۱۱) میں انتم سے خطاب عام مراد ہے یعنی یہ تمام نعمتیں اور برکتیں اللہ نے عطا فرمائی ہیں ۔ جن کو تم اپنے معبود قرار دیتے ہو ان میں سے کسی کا بھی ان کاموں میں کوئی دخل نہیں ۔ جب تخلیق میں وہ خدا کے شریک نہیں ہیں تو عبادت اور پکار میں بھی وہ اس کے شریک نہیں ہو سکتے اور نہ اسکی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہی ہو سکتے ہیں ۲۵ سبحٰن الخ

موضح قرآن ف ۱ چاند اور سورج ملتے ہیں مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا ۔ جب آگے بڑھا تو نظر آیا ۔ پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تک پھر اسی طرح آ پہنچا ٹہنی سا نظر آیا ۔ پھر ٹہنی سا ہو کر چھپا بیچ میں بڑھ کر پورا ہوا اور گھٹا منزلیں ہیں اٹھائیس ۱۲ منہ رح ف ۲ سورج چاند ملتے ہیں تو چاند پکڑتا ہے سورج کو ۔ سورج نہیں پکڑتا چاند کو اور رات دن میں کوئی آگے بڑھے یہ کہ دن پر کوئی دوسرا دن آوے بن بیچ رات آوے ۔ اور ہر ستارہ ایک ایک گھیرا رکھتا ہے ۔ اسی راہ پر پھرتا ہے ۔ معلوم ہوا کہ ستارے آپ چلتے ہیں یہ نہیں کہ آسمان میں گڑے ہیں اور آسمان چلتا ہے نہیں کو پھر نا نہ فرماتے ۔ ۱۲ منہ رح ۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بیش از انقضاء روز نمی آید ۱۲

جن مزعومہ معبودوں کو مشرکین نے شرکا ءاور شفعاء بنا رکھا ہے! اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ زمین سے انواع و اقسام کی اشیاء، میوے، پھل پھول، غلے وغیرہ وہی پیدا کرتا ہے وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ
اور انسانوں کی اولادیں نر و مادہ کا خالق بھی وہی ہے۔ وہ ایسی بے شمار مخلوق کا بھی خالق ہے جس کا انکو علم بھی نہیں۔ یہ دلیلِ ثانی کا تتمہ ہے ۳۶ و اٰیۃ لهم الیل الخ یہ تیسری عقلی
دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ یہ نظامِ شمسی اسکے قبضہ و تصرف میں ہے۔ دن رات کی آمد و رفت اسی کے اختیار میں ہے۔ جب دن کی روشنی غائب ہو جاتی ہے
تو ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ والشمس تجری الخ اور سورج اپنی آخری حد اور منزل تک باقاعدگی کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ آخری منزل سے یا تو قیامت کا دن مراد ہے یا اس

لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا
انکے واسطے ۲۸ کہ ہم نے اٹھا لیا ان کی نسل کو اس بھری ہوئی کشتی میں ف۱ اور بنا دیا ہم نے
لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا
انکے واسطے کشتی جیسی چیزوں کو جس پہ سوار ہوتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ڈبا دیں پھر کوئی نہ
صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا
پہنچے ان کی فریاد کو اور نہ وہ چھڑائے جائیں مگر ہم اپنی مہربانی سے اور انکا کام چلانے کو
اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَ
ایک وقت تک اور جب کہتے ان کو ۲۹ بچو اس سے جو تمہارے سامنے آتا ہے اور
مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ
جو پیچھے چھوڑتے ہو شاید تم پر رحم ہو اور کوئی حکم نہیں پہنچتا انکو ۳۰ اپنے
مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا قِيْلَ
رب کے حکموں سے جس کو وہ ٹلاتے نہ ہوں ف۲ اور جب کہتے
لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
ان کو ۳۱ خرچ کرو کچھ اللہ کا دیا ہوا کہتے ہیں منکر
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ
ایمان والوں کو ہم کیوں کھلائیں ایسے کو کہ اللہ چاہتا تو اس کو کھلا دیتا
اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
تم لوگ تو بالکل بہک رہے ہو صریح ف۳ اور کہتے ہیں ۳۲ کب ہوگا یہ
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً
وعدہ اگر تم سچے ہو یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ
وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ
کی جو ان کو آپکڑیگی جب آپس میں جھگڑ رہے ہونگے ف۴ پھر نہ کر سکیں گے

ل یعنی شکستی ۱۲
ل یعنی سکتی ہیں ۱۲
ل تخویفا تحذیری ۱۲

کے سالانہ دورے کی آخری منزل مراد ہے جہاں پہنچ کر وہ دوبارہ اسی جگہ سے اپنا سفر شروع کرتا ہے جہاں سے ایک سال قبل شروع کیا تھا۔ قال قتادۃ ومقاتل تجری الی وقت لها لا تتعداه۔ قال الواحدی وعلی هذا مستقرها انتهاء سيرها عند انقضاء الدنیا (روح ج ۲۳ ص ۲۱) لحد لها موقت مقدر تنتهی الیه من فلكها فی اخر السنة ..... او لانتهاء امرها عند انقضاء الدنیا (مدارک ج ۴ ص ۷) دن رات کی مقدار اور سورج کی رفتار کا اندازہ اللہ تعالیٰ نے خود مقرر فرمایا جو ایسا غالب ہے کہ اس اندازے میں تبدیلی نہیں کی جا سکتی اور ایسا علیم و باخبر ہے کہ اس نے جو اندازے مقرر فرمائے ہیں وہ نہایت مناسب اور صحیح ہیں ۲۷ والقمر الخ اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں جن سے گذرتا ہوا وہ ایک ماہ میں اپنا دورہ پورا کر لیتا ہے اور جب وہ اپنی آخری منزل میں پہنچتا ہے تو خشک اور خمیدہ ٹہنی کی مانند باریک اور منحنی نظر آتا ہے۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں۔ اور وہ کم و بیش ایک دن رات ایک منزل میں سفر کرتا ہے لا الشمس ینبغی لها الخ سورج اور چاند کی حکومت کے اوقات مختلف ہیں۔ سورج کی حکومت دن کو اور چاند کی حکومت رات کو ہوتی ہے یہ دونوں اپنی حدود کے پابند ہیں کہ ایکدوسرے کے دائرۂ حکومت میں دخل نہیں دے سکتے اور دونوں اپنی اپنی راہ پر گامزن ہیں یہ سارا نظام اللہ کی تدبیر و تقدیر سے رواں دواں ہے۔ اگر مشرکین کے مزعومہ معبود واقعی کارساز اور شفیعِ غالب ہیں تو وہ اس نظام میں معمولی سی ترمیم کر کے دکھا دیں۔ ۲۸ و اٰیۃ لهم انا الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے۔ یہ بھی اللہ کی وحدانیت اور قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے کہ ہم ان کو آدمیوں سے بھر پور کشتیوں میں سوار کر کے دریاؤں اور سمندروں سے صحیح سلامت پار اتارتے ہیں اور کشتیوں کے مانند اور بھی کئی چیزیں ہم نے انکی سواری کیلئے پیدا کی ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں اسوقت انکے مزعومہ کارساز انکی فریادرسی نہ کر سکیں اور نہ انہیں غرق ہونے سے بچا سکیں مگر یہ کہ ہم خود ہی اپنی مہربانی سے انکو بچا لیں! اور ایک معین وقت (وقتِ موت)
تک انہیں دنیوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی مہلت دیدیں۔ من مثله ما یرکبون سے مراد اونٹ ہیں جو خشکی میں سواری کے لئے پیدا کئے۔ روی عن ابن عباس ان معنی من مثله للابل خلقها لهم للرکوب فی البر مثل لسفن المرکوبة فی البحر (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵) حضرت شیخ رح فرماتے ہیں سیاقِ آیت کی روشنی میں ممکن ہے کہ من مثله سے ٹلے (ٹلے) مراد ہوں یعنی سرکنڈوں کے گٹھے جنہیں رسیوں سے مضبوط باندھ لیا جاتا ہے اور انکے ذریعے سے تیر کر دریا کو عبور کر لیا جاتا ہے۔ ۲۹ و اذا قیل الخ چار دلیلوں کے بعد مشرکین پر شکوی ہے اور اذا کا جواب محذوف ہے ای اعرضوا (روح) مابین ایدیکم اقوامِ سابقہ پر نازل ہونے والا عذاب وما خلفکم آخرت کا عذاب (خازن، معالم) جب انہیں راہِ خیر خواہی

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت نوح ؑ کے وقت نہیں تو انسان کا تخم نہ رہتا ۱۲ منہ رح ف۲ سامنے آتا ہے جزا کا دن پیچھے چھوڑے اعمال ۱۲ منہ رح ف۳ یہی گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر کے حوالہ کرنا اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی قیامت ناگہاں آوے گی اور وہ اپنے معاملات میں غرق ہوں گے۔ ۱۲ منہ رح

ان سے کہا جائے کہ اقوامِ گذشتہ ایسے انجام سے ڈرو کہیں تم بھی عذاب الٰہی سے ہلاک نہ کر دیئے جاؤ اور آخرت کے عذاب سے ڈرو جو معاندین کے لئے تیار کیا گیا ہے یعنی ایمان لے آؤ تاکہ تم اللہ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ تو وہ ایسی پند و نصیحت سے اعراض کرتے ہیں۔ ۳۰ف وما تاتیھم الخ ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب بھی انھیں اللہ کی آیتیں، جو اس کی توحید اور کمالِ قدرت پر دلالت کرتی ہیں، سنائی جاتی ہیں تو وہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ اور ان میں غور و فکر کر کے انہیں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ای ماظھرت لھم اٰیۃ من الایات التی من جملتھا ما ذکر من شئونہ تعالیٰ الشاھدۃ بوحدانیتہ سبحانہ وتفردہ تعالیٰ بالالوھیۃ الا کانوا عنھا معرضین تارکین النظر الصحیح فیھا المؤدی الی الایمان بہ عزوجل (روح ج ۲۳ ص۲۹) ۳۱ف واذا قیل الخ یہ شکویٰ ہے۔ اس سے معاندین کے عناد و تعنت کی طرف اشارہ ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے! اللہ نے تمہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں غرباء و مساکین کو بھی دیا کرو۔ قال الذین کفروا الخ تو وہ ازراہِ عناد و تمسخر جواب دیتے ہیں کہ ہم اللہ کی مشیت اور اس کے معاملات میں دخل دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود خدا ہی نے محتاج بنایا ہے اگر وہ چاہتا تو ان کو دولتمند بنا دیتا جب اس نے خود ہی ان کو دولتمند نہیں بنایا تو اس کے کام میں دخل دے کر ہم ان مسکینوں کو کیوں دولتمند بنائیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنھما کان بمکۃ زنادقۃ فاذا امروا بالصدقۃ علی المساکین قالوا لا واللہ۔ ایفقرہ اللہ ونطعمہ نحن (مدارک ج ۴ ص۰) ۳۲ف ویقولون الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اور اس کے ضمن میں شکویٰ ہے۔ مشرکین کہتے ہیں یہ قیامت والا وعدہ کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو اس کے وقوع کا صحیح صحیح وقت بتاؤ؟ ماینظرون الخ یہ ان کے سوال کا جواب ہے، کہ قیامت قائم ہونے کا معین وقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور اللہ کی حکمت بالغہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کے معین وقت کو پوشیدہ رکھا جائے اور اس کا وقوع اچانک ہو۔ چنانچہ جس چیز کا وہ انتظار کر رہے ہیں وہ اچانک ایک ہولناک چیخ کی صورت میں ظاہر ہوگی جو اچانک سب کو پکڑ لے گی جبکہ وہ دنیا کے جھگڑوں میں مصروف ہونگے۔ فلا یستطیعون الخ اس ہولناک آواز کے بعد سب فوراً ہی مر جائیں گے اور انھیں اتنی بھی مہلت نہ مل سکیگی کہ وہ کوئی وصیت ہی کر سکیں یا اپنے گھروں ہی کو لوٹ سکیں صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے ہر جاندار موت کی نیند سو جائے گا وھی النفخۃ الاولیٰ التی یموت بھا اھل الارض (روح ج ۲۳ ص۳۱)

ع ۳ ۴۸ ۲

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٥٠ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ

کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے اور پھونکی جائے صور ۳۳ف

فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ قَالُوْا

پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑینگے کہیں گے

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ

اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا

الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٢ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

رحمٰن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے بس ایک ۳۴ف

صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝٥٣

چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

پھر آج کے دن ظلم نہ ہوگا کسی جی پر ذرا اور وہی بدلہ پاؤ گے جو

تَعْمَلُوْنَ ۝٥٤ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝٥٥

کرتے تھے ○ تحقیق بہشت کے لوگ ۳۵ف آج ایک مشغلہ میں ہیں باتیں کرتے

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَاۗىِٕكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝٥٦

وہ اور ان کی عورتیں سایوں میں تختوں پر بیٹھے ہیں تکیہ لگائے

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝٥٧ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا

ان کے لئے ہے وہاں میوہ اور ان کے لئے ہے جو کچھ مانگیں سلام بولنا ہے

مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝٥٨ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝٥٩

رب مہربان سے اور تم الگ ہو جاؤ آج ۳۶ف اے گناہگارو

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ

میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو

تخویف اخروی ۱۲ — بشارت اخروی

تخویف اخروی ۱۲

۳۳ف ونفخ فی الصور الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اجداث، جدث کی جمع ہے یعنی قبور ینسلون، یسرعون، دوڑ رہے ہوں گے۔ اس سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے جس سے تمام مردے جی اٹھیں گے۔ اور میدانِ محشر کیطرف دوڑ پڑینگے۔ قالوا من بعثنا الخ قیامت کا منظر ایسا ہولناک اور دہشت انگیز ہوگا کہ کفار قبروں کے عذاب کو بھول جائینگے! اور سمجھیں گے کہ ہم ابتک سوئے رہے ہیں۔ اسلئے جب قبروں سے اٹھیں گے تو ایکدوسرے سے پوچھیں گے ہمیں نیند سے کس نے جگایا ہے والقوم لاختلاط عقولھم ظنوا انھم کانوا نیامًا ولم یکن لھم ادراک لعذاب القبر لذلک فاستفھموا عن موقظھم (روح ج ۲۳ ص۳۲) ھذا ما وعد الرحمن الخ لیکن جب وہ دیکھیں گے کہ ہر طرف ٹڈی دل کی طرح انسانوں کا ایک سیلاب ہے۔ سب پریشان اور حواس باختہ ہیں۔ اور سب پر خوف و ہراس کی کیفیت طاری ہے تو سمجھ جائیں گے کہ یہ وہی قیامت کا منظر ہے جس سے دنیا میں ہمیں اللہ کے پیغمبر ڈراتے تھے۔ اس لئے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیں گے کہ یہ تو وہی قیامت ہے جس کی آمد کا وعدہ اللہ نے فرمایا تھا۔ بے شک اللہ کے رسول سچے تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق قیامت آ ہی گئی ہے

إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ
وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو

هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ
یہ راہ ہے سیدھی اور وہ بہکا لے گیا تم میں سے ۳۷ف

جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ
بہت خلقت کو پھر کیا تم کو سمجھ نہ تھی یہ

جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ
دوزخ ہے ۳۸ف جس کا تم کو وعدہ تھا جا پڑو اس میں آج کے دن

بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ
بدلا اپنے کفر کا آج ۳۹ف ہم مہر لگا دینگے

أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم
ان کے منہ پر اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور بتلائیں گے ان کے پاؤں

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا
جو کچھ وہ کماتے تھے اور اگر ہم چاہیں ۴۰ف مٹا دیں

عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّىٰ يُبْصِرُونَ ﴿٦٦﴾
ان کی آنکھیں پھر دوڑیں رستہ پانے کو پھر کہاں سے سوجھے

وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا
اور اگر ہم چاہیں صورت مسخ کر دیں انکی جہاں کی تہاں پھر نہ

اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَن
آگے چل سکیں گے اور نہ وہ الٹے پھر سکیں اور جس کو

نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۖ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾
ہم بوڑھا کریں ۴۱ف اوندھا کریں اس کی پیدائش میں پھر کیا ان کو سمجھ نہیں ف۱

وقف غفران

ع ۴ / ۱۷

۱/ زجر ۱۲

ف۳۴ ان کانت الخ یہ نفخہ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ نفخہ ایک ہولناک آواز ہوگی جس سے سب مردے زندہ ہو کر فوراً ہمارے سامنے حاضر ہو جائیں گے یعنی ان احیاءھم وبعثھم کان بصیحۃ واحدۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۴۳) فالیوم لا تظلم نفس الخ یہ خطاب صرف کافروں سے ہوگا۔ یا مومنوں اور کافروں دونوں سے ہوگا یعنی آج کسی فرد بشر سے نیک ہو یا بد ذرہ بھر بے انصافی نہیں ہوگی اور ہر ایک کو اس کے اپنے ہی اعمال کی جزاء و سزا ملے گی۔ اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی ف۳۵ ان اصحب الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ اہل جنت، جنت کی پُرسکون فضا میں عیش و طرب کی مصروفیتوں میں خوش و خرم ہوں گے۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤں میں عالیشان تختوں پر تکیہ لگائے آرام کریں گے۔ اور جنت میں انہیں نہ صرف ہر میوہ ملیگا بلکہ ہر وہ چیز جس کی وہ تمنا کریں گے اور جو چیز وہ طلب کریں گے، انہیں ملے گی۔ سلٰم قولا من رب رحیم۔ سلام خبر مقدم محذوف کا مبتدا ہے ای لھم اور قولا فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے اور یہ جملہ سلام کی صفت ہے۔ اہل جنت کا یہ سب سے بڑا اعزاز ہوگا کہ باری تعالیٰ خود انہیں سلام فرمائیگا ای سلام یقال لھم قولا من جھۃ رب رحیم ای یسلام علیھم من جھتہ تعالیٰ بلا واسطۃ تعظیما لھم (روح ج ۲۳ ص ۳۸) ف۳۶ وامتازوا الخ یہ اہل جنت کے مقابلے میں اہل جہنم کا ذکر ہے اور تخویف اخروی ہے۔ میدان حشر میں کفار و مشرکین کو علی رؤس الخلائق حکم ہوگا اے مجرمو! نیک لوگوں سے الگ ہو جاؤ اور ایک طرف اپنی صفیں بنا لو الم اعھد الخ کفار و مشرکین کی حسرت و ندامت میں اضافہ کرنے کے لئے ان سے کہا جائے گا۔ اے اولادِ آدم! کیا میں نے اپنے پیغمبروں کی وساطت سے تمہیں یہ پیغام نہیں دیا تھا کہ شیطان کی پیروی نہ کرنا اور اس کے فریب میں آکر میرے ساتھ شرک نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور صرف میری ہی عبادت کرنا اور میری عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ کرنا اور کسی کو میرے یہاں شفیع غالب نہ سمجھنا۔ اعبدونی وحدونی واطیعونی (مدارک ج ۴ ص ۹) ھذا صراط مستقیم یعنی شیطان کے اغوا میں آکر غیر اللہ کی عبادت نہ کرنا اور صرف اللہ کی عبادت کرنا یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام کو گامزن رہنے کا حکم دیا گیا۔ ای عبادتہ تعالیٰ اذا لم تنقص دعن عبادۃ... غیرہ سبحانہ لا تسمی صراطا مستقیما (روح جلد ۲۳ ص ۴۰) ف۳۷ ولقد اضل الخ اس شیطان نے بے شمار اولادِ آدم کو گمراہ کیا یہ اس کی انسان دشمنی کی ایک واضح دلیل ہے لیکن پھر بھی تم نے عقل سے کام نہ لیا اور نہ غور کیا کہ شیطان ہمارا دشمن ہے اور ہمیں جہنم میں دھکیلنا چاہتا ہے اس لئے اس کے فریب سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کی بات ماننے کے بجائے اپنے خالق حقیقی کی خالص عبادت کرنی چاہیئے۔ اور اس کے احکام کا اتباع کرنا چاہیئے ف۳۸ ھذا الخ توبیخ و تبکیت کے بعد ارشاد ہوگا لو اب دیکھو یہ وہی جہنم ہے جس کا پیغمبروں کی زبانی تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اصلوھا الیوم الخ آج اس میں داخل ہو جاؤ اور یہ تمہارے کفر و شرک اور تکذیب انبیاء کی سزا ہے ف۳۹ الیوم الخ یہ قیامت کے دن کفار و مشرکین کا حال ہوگا۔ قیامت کے دن وہ اپنے جرموں کا انکار کریں گے جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول نقل کیا گیا ہے واللّٰہ ربنا

ماکنا مشرکین (انعام ۳۶) تو اس وقت ان کی زبانیں بند کردی جائیں گی اور ان سے قوت گویائی سلب کر لی جائے گی اور اللہ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں بول اٹھیں گے اور جو جو کرتوت انھوں نے کئے ہوں گے وہ سب بیان کر دیں گے وفی الحدیث انھم یجحدون ویختصمون فیختم علی افواھھم وتتکلم ایدیھم وارجلھم (بیضاوی) ف۴۰ ولو نشآء الخ اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھیں محو کردیں اور ان کی آنکھوں کی جگہ چہرے کے ساتھ ہموار کردیں، پھر وہ راستے کی طرف بڑھیں تو کس طرح دیکھ سکیں گے یعنی جس طرح ان کے عناد واصرار کی وجہ سے ہم نے ان کے دل کی آنکھوں کو بصیرت سے محروم کر دیا ہے اور ان سے ایمان کی توفیق سلب کر لی ہے اگر ہم چاہیں تو انکی

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ

اور ہم نے نہیں سکھایا اس کو ف۴۲ شعر کہنا اور یہ اس کے لائق نہیں یہ تو

اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ

خالص نصیحت ہے اور قرآن ہے صاف تاکہ ڈر سنائے ف۴۳ اس کو جس میں

حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾ اَوَلَمْ

جان ہو ف۱ اور ثابت ہو الزام منکروں پر ف۱ کیا اور نہیں

يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ

دیکھتے وہ ف۴۴ کہ ہم نے بنا دیے انکے واسطے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں سے

اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

چوپائے پھر وہ ان کے مالک ہیں اور عاجز کر دیا ان کو انکے آگے

فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ

پھر ان میں کوئی ہے انکی سواری اور کسی کو کھاتے ہیں اور انکے واسطے

فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَ

چارپایوں میں فائدے ہیں اور پینے کے گھاٹ پھر کیوں شکر نہیں کرتے اور

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾

پکڑتے ہیں ف۴۵ اللہ کے سوائے اور حاکم کہ شاید ان کی مدد کریں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

نہ کر سکیں گے یہ ان کی مدد اور یہ ان کی فوج ہو کر

مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا

پکڑے آئیں گے اب تو غمگیں مت ہو ف۴۶ ان کی بات سے ہم

نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَمْ يَرَ

جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں کیا دیکھا نہیں

ظاہری آنکھوں کو بھی بصارت سے محروم کردیں ولو نشآء لمسخنٰھم الخ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں جہاں کہیں وہ ہیں سل پتھر بنادیں اور وہ نہ آگے جاسکیں اور نہ واپس لوٹ سکیں جس طرح ہم نے ان سے قوت عقلیہ سلب کرلی ہے اسی طرح اگر ہم چاہیں تو ان سے قوت جسمانیہ بھی سلب کرلیں اور وہ جماد محض ہو جائیں (کذا فی الکبیر) یہ لوگ طغیان وعصیان اور ضد وعناد میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اس کے مستحق ہو چکے تھے کہ ان کی ظاہری آنکھوں کی بینائی اور جسمانی قوت سلب کر لی جائے لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتِ شاملہ اور حکمت بالغہ کے پیش نظر ایسا نہیں کیا۔ ومعنی ھذہ الاٰیۃ والاٰیۃ السابقۃ علےٰ تأویل الحسن انھم لکفرھم ونقضھم العھد احقاء ان یفعل بھم ذلک لکنا لم نفعل لشمول الرحمۃ لھم فی الدنیا واقتضاء الحکمۃ امھالھم (مظہری ج ۸ صلا۹۶) ف۴۱ ومن نعمرہ الخ یہ زجر ہے۔ ہم نے تمہیں اس قدر عمر عطا کی کہ جو شخص صدقِ دل سے حق کو سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اتنے عرصہ میں حق کو سمجھ سکتا ہے، جب جوانی میں تم نے حق کو نہیں سمجھا جبکہ تمام قوائے جسمانیہ تندرست اور جوان ہوتے ہیں تو بڑھاپے میں کیا سمجھو گے جبکہ تمام قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جسے ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اسے روز بروز ضعف کی طرف لے جاتے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں یہاں کافروں کے عذر کو قطع کیا گیا ہے، قیامت کے دن کافر کہیں گے ہمیں تو دنیا میں مہلت ہی کم ملی اگر ہم لمبی عمر پاتے تو ضرور ایمان لے آتے تو فرمایا سمجھنے سوچنے کے لئے تو تمہیں کافی عمر دی گئی تھی اور مزید زیادہ میں تو قوتیں معطل ہو جاتی ہیں۔ اس وقت سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہتی شرع فی عذر اٰخر وھو ان الکافر یقول لم یکن لبثنا فی الدنیا الا یسیرا ولو عمرتنا لما وجدت منا تقصیرا فقال تعالی افلا تعقلون انکم کلما دخلتم فی السن ضعفتم وقد عمرناکم مقدار ماتتمکنون من البحث والادراک الخ (کبیر) ف۴۲ وما علمنٰہ الخ یہ مشرکین کے ایک شبہ کا جواب ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے مشرکین کہتے ہیں محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے۔ اور یہ قرآن اس کا شاعرانہ کلام ہے۔ فرمایا شاعری کا علم اور شاعری کی استعداد ہم نے اپنے پیغمبر کو عطا ہی نہیں کی اور نہ شاعری آپ کے شایانِ شان ہی ہے۔ یہ کلام اللہ کی طرف سے پند ونصیحت ہے اور واضح طور پر اللہ کی طرف سے نازل شدہ قرآن ہے اور ایسا معجزہ ہے کہ بشر کی طاقت ہی سے ماوراء ہے۔ شاعر نہ ہونے کے باوجود ایسا بے مثل اور معجز کلام پیش کرنا، جو بشر کے حیطۂ استطاعت سے باہر ہو۔ آنحضرت صلے اللہ

موضح قرآن ف جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدے کو اور منکروں پر الزام اتارنے کو ۱۲ منہ

فتح الرحمان ف یعنی صاحب فہم باشد ۱۲

علیہ وسلم کی نبوت کا ایک بہت بڑا نشان ہے وجعل اللہ جل وعز ذلک علما من اعلام نبیہ علیہ السلام لئلا تدخل الشبہۃ علی من ارسل الیہ فیظن انہ قوی
علی القرآن بما فی طبعہ من القوۃ علی الشعر (قرطبی ج ۱۵ صـ۵۵) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر پسند ہی نہیں تھا۔ نہ کبھی آپ نے شعر موزوں کرنے کی کوشش ہی فرمائی
نہ شعر آپ سے موزوں ہو ہی سکتا تھا۔ وما یصح لہ الشعر ولا یتأتی لہ ان اراد قرضہ علی ما اختبرتم طبعہ نحوا من اربعین سنۃ (بیضاوی) ای جعلناہ
بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ولم یتسہل کما جعلناہ امیا لا یھتدی الی الخط لتکون الحجۃ اثبت والشبہۃ ادحض (مدارک ج ۴ صـ۱۰) اس

الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ
انسان ۷۷ کہ ہم نے بنایا اس کو ایک قطرہ سے پھر تبھی وہ ہو گیا جھگڑنے
مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ
بولنے والا اور بٹھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ
کہنے لگا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئیں تو کہہ
يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ
ان کو زندہ کریگا ۴۸ جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ
بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ
سب بنانا جانتا ہے جس نے بنا دی ۴۹ تم کو
الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾
سبز درخت سے آگ پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو
اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کیا جس نے ۵۰ بنائے آسمان اور زمین
بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ
نہیں بنا سکتا ان جیسے کیوں نہیں اور وہی ہے
الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا
اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو
اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ
تو کہے اس کو ہو وہ اسی وقت ہو جائے سو پاک ہے وہ ذات جسکے ۵۱
بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾
ہاتھ ہے حکومت ہر چیز کی اور اسی کی طرف پھر کر چلے جاؤ گے

ع ۵ ۴

آیت نے اہل بدعت کے اس دعوے کی بھی قلعی کھول دی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو عطاء الٰہی سے ماکان ومایکون کا کلی علم غیب حاصل تھا۔ اس آیت نے بالکل کھلے اور واضح لفظوں میں اعلان کر دیا کہ شعر کا علم آپ کو اللہ تعالےٰ نے عطا نہیں فرمایا اس لئے کلی علم غیب کا دعوےٰ باطل ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو بعض موزوں اور مقفّٰی عبارتیں صادر ہوئیں مثلاً انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبد المطلب وغیرہ یہ شعر کے زمرے میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ عبارتیں بلا قصد وارادہ محض اتفاقی طور پر موزوں ہو گئی تھیں اور شعر قصد وارادے سے موزوں ومقفّٰی کیا جاتا ہے وھذا انما اتفق لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من غیر قصد لوزنہ ومثلہ یقع کثیرا فی الکلام المنثور ولا یسمی شعرا ولا قائلہ شاعرا (روح ج ۲۳ صـ۴۸) ۴۳ لینذر الخ یہ قرآن شعر نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے جو اس نے اپنے پیغمبر پر اتارا ہے تاکہ وہ سمجھنے والوں کو اس کا پیغام سنائے اور وہ اس پر عمل کریں اور کافروں پر اللہ تعالےٰ کی حجت قائم ہو جائے حی سے مومن مراد ہے ایمان کو حیات سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ایمان سے دل کی حیات ہے (من کان حیا) یعنی مؤمنا حی القلب لان الکافر کالمیت الذی لا یتدبر ولا یتفکر (معالم وخازن ج ۶ صـ۱۶) ۴۴ اولم یروا الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے ہم نے ان کے لئے مختلف انواع کے چوپائے پیدا کئے ہیں جو ان کے زیر تصرف ہیں اور ہمارے حکم تکوینی سے ان کے مطیع وفرمانبردار ہیں کچھ ان میں سے سواری اور باربرداری کے لئے ان کے کام آتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جن کا وہ دودھ پیتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں اور بھی گوناگوں فوائد ومنافع ہیں لیکن پھر بھی وہ اللہ کا شکر نہیں کرتے اور اس کی عبادت اور پکار میں اوروں کو شریک کرتے اور انہیں عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں، حالانکہ ان چوپایوں کی تخلیق میں اور

ان انعامات کے عطا کرنے میں ان کا کوئی حصہ نہیں اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب بھی نہیں ہو سکتے ۴۵ واتخذوا الخ یہ زجر ہے۔ اللہ کے ایسے انعامات کے باوجود مشرکین نے
اللہ کے سوا اوروں کو معبود اور شفعاء بنا رکھا تھا۔ تاکہ بوقت ضرورت وہ ان کی مدد کریں۔ لیکن بوقت ضرورت وہ ہرگز ان کی مدد نہ کر سکیں گے حالانکہ کفار اپنے زعم میں ان معبودوں
کو اپنے مددگار اور شفیع سمجھتے ہیں۔ قال الشیخ قدس سرہ وھم لھم جند محضرون ای معبودا نتھم لھم ای للکفار جند فی زعمھم حاضرون تشفع لھم (بلغۃ
صـ۲۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ ان کے مزعومہ معبود ان کی کیا مدد کریں گے جبکہ وہ خود اپنی مدد اور حفاظت نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے پجاری ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ (اعوان
وشیعۃ یخدمونھم ویذبون عنھم (مدارک ج ۴ صـ۱۱) ۴۶ فلا یحزنک الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے مشرکین

موضح قرآن ف یعنی پتھر سے نکالتے ہیں یا بعضے درخت سے سرسبز ٹہنیاں اس کی آپس میں رگڑتی ہیں تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس یا مرخ یا عفار ۱۲ منہ رح

کی تکذیب اور طعن و تشنیع سے آپ آزردہ خاطر نہ ہوں، ہم ان کی تمام شرارتوں اور خباثتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور انہیں ان کی شرارتوں کی پوری پوری سزا دیں گے ۴۷ اولم یرالانسان الخ یہ زجر و شکویٰ ہے انسان یہ نہیں سوچتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفے سے پیدا کیا ہے۔ لیکن سوچنے کے بجائے بڑا ہو کر ہمارا مدمقابل بن گیا۔ اور جھگڑنے لگا اور دوبارہ زندہ کرنے پر ہماری قدرت کے لئے عجیب و غریب مثالیں بیان کرنے لگا مثلاً کہتا ہے بھلا ان بوسیدہ اور خاک درخاک شدہ ہڈیوں کو وہ کس طرح زندہ کرے گا۔ گویا ہماری قدرت کو اپنی قدرت پر قیاس کرنے لگا لیکن اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہ وہ بالکل معدوم تھا اور اسے ہم نے پیدا کر لیا۔ (ضرب لنا مثلا) امرا عجیبا وھو نفی القدرۃ علی احیاء الموتی وتشبیھہ بخلقہ بوصفہ بالعجز عنہ (بیضاوی) ۴۸ قل یحییھا الخ یہ جواب شکویٰ ہے اور مسئلہ بعث ونشور (قیامت) پر عقلی دلیل بھی ہے فرما دیجئے، بوسیدہ ہڈیوں میں از سر نو وہی جان ڈالے گا جس نے ان کو پہلے نیست سے ہست کیا اور وہ ہر مخلوق کو جانتا ہے ہر مردے کے متفرق اور بکھرے ہوئے اجزا اسے معلوم ہیں اور بدن میں ہر جزء کا مقام بھی اسے معلوم ہے یعلم جل وعلا بجمیع الاجزاء المتفتتۃ المتبددۃ لکل شخص من الاشخاص اصولھا وفروعھا واوضاع بعضھا من بعض من الاتصال والانفصال والاجتماع والافتراق فیعید کلا من ذلک علی النمط السابق مع القوی التی کانت قبل (روح ج ۲۳ ص ۵۵) ۴۹ الذی جعل الخ اس کی قدرت کاملہ کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ سبز درخت سے آگ نکالتا ہے جسے تم روشن کرتے ہو۔ سبز درخت سے عفار بالنس اور مرخ مراد ہیں۔ ان دونوں درختوں کی تازہ لکڑیوں کو باہم رگڑ کر آگ حاصل کی جاتی تھی۔ وھی الزناد والتی توری بھا الاعراب واکثرھا من المرخ والعفار (مدارک ج ۴ ص ۱۳) ۵۰ اولیس الخ جس قادر و توانا اور قیوم و دانا نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر لیا۔ کیا وہ انسانوں کو دوبارہ اپنی پہلی شکلوں پر پیدا نہیں کر سکتا؟ کیوں نہیں! ضرور پیدا کر سکتا ہے جبکہ وہ ساری کائنات کا خالق اور سب کچھ جاننے والا ہے انما امرہ الخ اس کے لئے کسی چیز کا پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں، بلکہ نہایت ہی آسان ہے۔ وہ جب کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کے ارادہ کرتے ہی وہ چیز خلعتِ وجود پہن لیتی ہے اسی طرح انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کے لئے صرف اس کا ارادہ کافی ہے ۵۱ فسبحٰن الخ یہ آخر میں ساری سورت کا خلاصہ ہے اللہ تعالیٰ ان تمام شریکوں سے برتر اور پاک ہے جن کو مشرکین اللہ کے سوا معبود اور شفعاء بنائے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا مکمل قبضہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ساری کائنات میں وہی مختار کل اور متصرف مطلق ہے اور آخرت میں بھی سب اسی کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہے اس لئے حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب اسی کو پکارا کرو۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

سورۂ یٰسین میں آیاتِ توحید

۱۔ وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ ـــــ تا ـــــ لَا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ۝ (ع ۲) نفیِ شرکِ اعتقادی و نفی شفاعت قہری۔

۲۔ وَاٰیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ ـــــ تا ـــــ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ۝ (ع ۳) نفیِ شرک فی التصرف

۳۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ ـــــ تا ـــــ وَقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝ (ع ۵) نفیِ علمِ شعر از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و دلیلِ صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۔ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا ـــــ تا ـــــ اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ ۝ (ع ۵) نفیِ شرک فی التصرف

۵۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (ع ۵) نفیِ شرک ہر قسم و نفیِ شفاعتِ قہری۔

لے سورۃ الصّٰفّٰت

ربط | سورۃ یٰسٓ کے بعد الصافات بھی سورۃ سبا پر مرتب ہے اور اس سورت میں سورۃ یٰسٓ کی نسبت بطور ترقی شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے سورۃ یٰسٓ میں فرمایا ہم نے ان مشرکین کو پکڑا لیکن ان کے مزعومہ شفعاء ان کو ہماری گرفت سے نہ چھڑا سکے اور الصافات میں مذکور ہوگا چھڑانا تو درکنار وہ (ملائکہ۔ جن اور انبیاء علیہم السلام جن کو مشرکین عند اللہ شفیع غالب سمجھتے تھے) تو خدا کے سامنے نہایت ہی عاجز ہیں اور اپنی عاجزی اور بے بسی کا برملا اعتراف کر رہے ہیں اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ سبا میں تھا کہ جو لوگ ان معبودوں کو شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ قوم سبا کے عبرتناک انجام سے سبق سیکھیں اور الصافات میں فرمایا خود فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صف بستہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ تم سب کا معبود ایک ہے۔

خلاصہ | سورۃ الصافات میں ابتداء میں فرشتوں اور اس کے بعد جنوں کے عجز کا ذکر ہے اس کے بعد شکوے، زجریں، تخویفیں اور بشارتیں مذکور ہیں۔ پھر سات انبیاء علیہم السلام کا اس انداز میں ذکر ہے کہ وہ تو خود مصائب و آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیازمندی کا اقرار و اعتراف کر رہے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ فرشتوں کے ذکر کا اور ایک بار جنوں کے ذکر کا اعادہ ہے اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا ایک بار اجمالی اعادہ ہے اور آخر میں پوری سورت کا خلاصہ مذکور ہے۔

تفصیلی خلاصہ

والصّٰفّٰت صفا۔ تا۔ ورب المشارق ہ فرشتوں کا حال تو یہ ہے کہ وہ خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں خدام ہیں اور اعلان کر رہے ہیں کہ اے زمین والو! تم سب کا الٰہ ایک ہے بھلا وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے وہی سب کا کارساز ہے۔ انا زینا السماء۔ تا۔ فاتبعہ شہاب ثاقب ہ جنات کا حال یہ ہے کہ وہ چوری چھپے ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے جاتے ہیں تو آگ کے شعلے انکا پیچھا کر کے انکو واپس کر دیتے ہیں اور ان کیلئے عذاب لازم ہے بھلا وہ کس طرح شفیع بن سکتے ہیں۔ فاستفتہم اھم اشد۔ تا۔ او اٰباؤنا الاولون ہ یہ شکویٰ ہے بضمن تخویف اخروی۔ قل نعم۔ تا۔ انا کذٰلک نفعل بالمجرمین ہ (ع ۲) یہ محض تخویف اخروی ہے۔ انہم کانوا اذا قیل لہم۔ وصدق المرسلین ہ یہ شکویٰ ہے مع جواب شکویٰ۔ انکم لذائقوا العذاب۔ تا۔ الا عباد اللّٰہ المخلصین ہ تخویف اخروی اولٰئک لہم رزق معلوم۔ تا لمثل ھٰذا فلیعمل العٰملون ہ بشارت اخروی۔ اذلک خیر۔ تا۔ الا عباد اللّٰہ المخلصین ہ تخویف اخروی۔

ولقد نادٰنا نوح۔ تا۔ ثم اغرقنا الاٰخرین ہ (ع ۳) یہ نفی شفاعت قہری کیلئے پہلا قصہ ہے۔ نوح علیہ السلام تو بصد عجز و نیاز ہمیں پکار رہے ہیں اور ہم ہی نے انکو اور ان کے ماننے والوں کو غرق سے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے غرق کیا۔ پھر وہ کس طرح معبود اور شفیع غالب بن سکتے ہیں۔ و ان من شیعتہ لابراھیم ہ۔ تا۔ وظالم لنفسہ مبین ہ (ع ۴) یہ دوسرا قصہ ہے ابراہیم علیہ السلام کو بھی ہم ہی نے آگ سے بچایا۔ وہ اللہ کے ایسے فرمانبردار تھے کہ اللہ کے حکم سے اپنے پیارے فرزند کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اس لئے وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

ولقد مننا علٰی موسٰی وھٰرون ہ۔ تا۔ انہما من عبادنا المؤمنین ہ (ع ۴) یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے۔ موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہم ہی نے محض اپنے فضل و احسان سے سختیوں سے بچایا وہ تو خود محتاج و عاجز تھے، اس لئے کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

و ان الیاس لمن المرسلین ہ۔ تا۔ انہ من عبادنا المؤمنین ہ یہ پانچواں واقعہ ہے الیاس علیہ السلام کو قوم کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے ہم ہی نے بچایا۔ و ان لوطا لمن المرسلین ہ۔ تا۔ وبالیل افلا تعقلون ہ یہ چھٹا قصہ ہے۔ لوط علیہ السلام کو اور ان کے ماننے والوں کو ہم ہی نے بچایا اور ان کے دشمنوں کو ہم ہی نے ہلاک کیا۔ الیاس اور لوط علیہما السلام ہماری مدد کے محتاج تھے اس لئے شفیع غالب نہ تھے۔

و ان یونس لمن المرسلین ہ۔ تا۔ فمتعنٰہم الٰی حین ہ (ع ۵) یہ ساتواں قصہ ہے یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں ہمیں پکارا اور پھر ہم ہی نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے صحیح سلامت باہر نکالا، لہٰذا وہ بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں تھے۔

فاستفتہم الربک البنات الخ یہ پہلے فاستفتہم کا اعادہ ہے برائے تنویر و توضیح۔ ام خلقنا الملٰئکۃ اناثا۔ تا۔ الا من ھو صال الجحیم میں فرشتوں اور جنوں کے ذکر کا لف و نشر مرتب کے طور پر پہلی بار اعادہ ہے۔ اور وما منا الا لہ مقام معلوم۔ تا۔ وانا لنحن المسبحون ہ میں فرشتوں کے ذکر کا دوسری بار اعادہ ہے۔ و ان کانوا لیقولون۔ تا۔ فسوف یعلمون ہ یہ شکویٰ ہے اور ضمناً تخویف اخروی۔ ولقد سبقت کلمتنا۔ تا۔ و ان جندنا لہم الغٰلبون ہ یہ انبیاء علیہم السلام کے ذکر کا اعادہ ہے اور ان کے لئے بشارت دنیوی ہے۔ فتول عنہم حتٰی حین ہ۔ تا۔ وابصر فسوف یبصرون ہ یہ تخویف دنیوی ہے۔ سبحٰن ربک رب العزۃ عما یصفون الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک یا اسکی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو سلامتی کی عطا فرماتا ہے۔ اور وہ پروردگار عالم ہی تمام صفات کارسازی کا مالک ہے۔

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ صافات مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

قسم ہے صف باندھنے والوں کی قطار ہوکر! پھر ڈانٹنے والوں کی جھڑک کر ۲ پھر پڑھنے والوں کی

ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

یاد کر کر بے شک حاکم تم سب کا ایک ہے ۵۲ ف۱ رب آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور رب مشرقوں کا ف۲ ف۳

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾

ہم نے رونق دی ۵۳ ورلے آسمان کو ایک رونق جو تارے ہیں ف۴

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ

اور بچاؤ بنایا ۵۴ ہر شیطان سرکش سے ف۵ سن نہیں سکتے

اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

اوپر کی مجلس تک اور پھینکے جاتے ہیں ان پر ہر طرف

جَانِبٍ ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾

سے بھگانے کو اور ان پر مار ہے ہمیشہ کو

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ

مگر جو کوئی اچک لایا جھپ سے پھر پیچھے لگا اس کے انگارا

ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

چمکتا اب پوچھ ان سے کیا یہ ۵۵ بنانے مشکل ہیں

۵۲ والصّٰفّٰتِ الخ قسم ہے ان فرشتوں کی جو صفیں باندھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں۔ فالزّٰجرات زجرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو شیاطین کو ملاءِ اعلیٰ کے قریب آنے سے روکنے والے ہیں۔ فالتّٰلیٰتِ ذکرًا پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ کے ذکر اور اس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہیں۔ ان الٰھکم لواحد الخ یہ جواب قسم ہے۔ تینوں انواع کے فرشتے جن کی قسم کھائی گئی ہے ان کے یہ احوال اس پر شاہد اور اس کی واضح دلیل ہیں کہ سب کا معبود اور کارساز ایک ہے جو آسمانوں اور زمین کا اور ساری مخلوق کا اور مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ فرشتوں کے مذکورہ احوال سے معلوم ہوا کہ ان کی حیثیت بارگاہِ الٰہی میں خدام کی ہے اور وہ اللہ کے حکم سے مختلف فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب نہیں ہیں۔ ۵۳ اِنَّا زَیَّنَّا الخ یہ جنات کا حال ہے کہ جب وہ ملأ اعلیٰ کی طرف چوری چھپے کوئی بات سننے جاتے ہیں تو ہر طرف سے آگ کے شعلے ان کا پیچھا کرتے اور انہیں واپس دھکیل دیتے ہیں اور شیاطین جن کے لئے دنیا کے اس عذاب کے علاوہ آخرت میں بھی عذاب لازم ہوگا تو ایسے راندۂ بارگاہِ خداوندی کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ اِنَّا زَیَّنَّا السمآء الدنیا الخ ہم نے سب سے نچلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے آراستہ اور مزین کر دیا۔ اہلِ ہیئت کی تحقیق یہ ہے کہ سبعہ سیارہ کے علاوہ باقی تمام ستارے (ثوابت) ساتوں آسمان سے اوپر آٹھویں آسمان (کرسی) میں نصب ہیں۔ اگرچہ اس دعوی پر کوئی قطعی دلیل موجود نہیں، لیکن اگر اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو ستاروں کا پہلے آسمان کے لئے زینت و آرائش ہونا اپنی جگہ درست ہے، ستارے خواہ کہیں ہوں لیکن دیکھنے میں تو پہلا آسمان ہی ان سے آراستہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ تمام آسمان شیشے کی مانند شفاف ہیں وعلیٰ فرض صحته لایقدح فی الایة لانه یکفی لصحته کون السمآء الدنیا مزیّنة بالکواکب کونها کذلك فی رأی العین (روح ج ۲۳ ص۶۸) ۵۴ وحفظا الخ یہ فعلِ مقدر کا مفعول مطلق ہے ای وحفظناها حفظا (مظہری ج ۸ ص۱۰۶) ستاروں کو آسمانِ دنیا کے لئے زینت بھی بنایا۔ اور ان ستاروں کے ذریعے سے ہر سرکش شیطان سے اس کی حفاظت بھی کی لا یسّمّعون الی الملأ الاعلٰی الخ تاکہ شیاطین ملأ اعلیٰ تک پہنچ کر فرشتوں کی باہمی گفتگو نہ سن سکیں۔ ویقذفون الخ جب شیاطین اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں بھگانے کے لئے ہر طرف سے ان پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ دحورا یقذفون کا مفعول لہٗ ہے۔ اِلَّا من استرق السمع الخ لا یسّمّعون سے استثناء ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے شیاطین فرشتوں کی باتیں نہیں سن سکتے۔ البتہ اگر کوئی شیطان چالاکی سے کوئی ادھوری سی بات اچک لے تو فورًا ایک شہابِ ثاقب اس کا پیچھا کر کے اسے جلا دیتا ہے۔ تمام ستارے جو بظاہر آسمانِ دنیا کی زینت ہیں بقولِ فلاسفہ آٹھویں آسمان میں مرکوز ہیں تو پھر ان سے شیاطین کو بھگانے کا کام کس طرح لیا جا سکتا ہے۔؟ اوّل تو یہی مسلم نہیں کہ ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں۔ اور بصورتِ تسلیم ممکن ہے کہ ان ستاروں کی شعاعیں جب ہوا میں موجود خاص کیفیت کے حامل ذرات پر پڑیں تو اس سے شعلے

موضح قرآن ف۱ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار ہو کر سننے کو حکم اللہ کا۔ پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جا لگتے پھر جب اترچکا اس کو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو ۱۲ منہ رح ف۲ شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرقین ہے سورج کو ہر روز جدا اور ہر ستارے کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہیں مغربین۔ ۱۲ منہ رح ف۳ معلوم ہوتا ہے تارے سب ورلے آسمان میں ہیں اگرچہ پھیر ہر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو۔ ۱۲ منہ رح ف۴ انہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے۔ جیسے سورج اور آتشی شیشے سے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن :- ف۱ یعنی نزدیکِ پروردگار خود ۱۲ ف۲ یعنی شیاطین را ۱۲ ف۳ یعنی ومغربہا نیز ۱۲

پیدا ہوں اور شیاطین کے ناری اجسام کی مخصوص خاصیت کی بنا پر ان کا پیچھا کریں اور ان تک پہنچ کر ان کو جلادیں و لعل قرب لاحتمالات فی امرالشھب ان الکوکب یقذف بشعاع من نورہ فیصل اشرہ الی ھواء متکیف بکیفیۃ مخصوصۃ یقبل بھا الاشتعال بما یقع علیہ من شعاع الکوکب بالخاصیۃ فیشتعل فیحصل ما یشاھد من الشھب (روح ج ۲۳ ص۷۲) ۵؎ فاستفتھم الخ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے جو توحید کے ساتھ ساتھ حشر ونشر کا بھی انکار کرتے تھے۔ فرمایا ان سے پوچھو تو کہ ان کی پیدائش مشکل ہے یا ان کے علاوہ دوسری مخلوقات کی۔ مثلاً فرشتے، آسمان، زمین، ستارے وغیرہ۔ انا خلقنٰھم من طین لازب۔ ان کو تو ہم نے چپکنے والی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اور ان کی پیدائش فرشتوں اور زمین و آسمان کی پیدائش کے مقابلے میں بہت معمولی بات ہے۔ تو جو ذاتِ پاک ایسی اہم اور غیر معمولی مخلوقات کو پیدا کرنے پر قادر ہے، وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ ومن قدر علی خلق ھذہ الاشیاء قدر علی خلق مالا یعتد بہ بالاضافۃ الیھا (بیضاوی) ۶؎ بل عجبت الخ فاستفتھم سے اضراب ہے۔ یعنی چھوڑیئے ان سے اس سوال کا کیا فائدہ؟ وہ انتہار درجہ کے معاند ہیں۔ ایسے واضح اور پختہ دلائل کو بھی وہ کافی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان دلائل کے حسن اور ان کی قطعیت پر آپ تو متعجب اور خوش ہیں لیکن وہ ظالم ضد و عناد میں آکر ماننے کے بجائے آپ سے اور قرآن سے استہزا کر رہے ہیں۔ بل عجبت مما نزل علیک من القراٰن وھم یسخرون بہ (قرطبی ج ۱۵ ص۶۹) ۷؎ واذا ذکروا الخ اور ان کی عادت ہی یہی ہے کہ جب کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ واذا راٰوا اٰیۃ یستسخرون ۝ اور جب کوئی معجزہ دیکھ لیتے ہیں، تو ماننے کے بجائے ازراہ استہزار و تمسخر اسے جادو وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۸؎ وقالوا الخ یہ شکوٰی ہے اور ان معاندین کے استہزار کی تفسیر ہے وہ معجزات کو جادو قرار دیتے ہیں اور قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے کا محض ظن و تخمین سے انکار کرتے ہیں۔ قل نعم الخ یہ جواب شکوٰی ہے مع تخویفِ اخروی۔ ہاں۔ ہاں! تم ضرور دوبارہ زندہ کر کے خدا کے سامنے ذلت و رسوائی کے ساتھ پیش کئے جاؤ گے۔ فانما ھی زجرۃ واحدۃ۔ الخ۔ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا کونسا مشکل ہوگا۔ بس ایک ہولناک آواز ہوگی اور سب لوگ زندہ ہو کر کھڑے ہوں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ زجرۃ واحدۃ سے نفخۂ ثانیہ مراد ہے والمراد بھا النفخۃ الثانیۃ فی الصور (روح ج ۲۳ ص۷۹) ۹؎ وقالوا یٰویلنا الخ منکرین قیامت قیامت کا ہولناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بول اٹھیں گے مارے گئے! یہ تو وہی روز جزا ہے جس سے ہمیں دنیا میں ڈرایا گیا۔ مگر ہم نے اس کا انکار کیا ھٰذا یوم الفصل الخ یہ بھی منکرین قیامت ہی کا کلام ہے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یا یہ فرشتوں کا کلام ہے وہ کافروں سے مخاطب ہو کر توبیخ و تہدید کے طور پر یہ الفاظ کہیں گے (مدارک، روح) ۱۰؎ احشروا الذین ظلموا الخ ای یقال للملٰئکۃ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ یہ آیت مشرک پیشواؤں اور ان کے اتباع و اذناب کے بارے میں ہے الذین ظلموا سے مشرکین مراد ہیں۔ کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔ الذین ظلموا یعنی شرکوا

ر ۔ شکوٰی ۱۲

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ
یا جتنی خلقت کہ ہم نے بنائی ۵؎ ہم نے ہی ان کو بنایا ہے ایک چپکتے
لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا
گارے سے بلکہ تو ۶؎ کرتا ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ٹھٹھے ۷؎ اور جب
ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً
ان کو سمجھائیے نہیں سوچتے ۸؎ اور جب دیکھیں کوئی نشانی
يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو
مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ہے ۸؎ کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں
ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ ؕ
تو کیا ہم کو پھر اٹھائیں گے کیا اور ہمارے اگلے باپ دادوں کو بھی
ر ۲ جواب شکوٰی مع تخویف اخروی ۱۲
قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ
تو کہہ کہ ہاں اور تم ذلیل ہو گے سو وہ اٹھانا تو یہی ہے
زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ
ایک جھڑکی پھر اسی وقت یہ لگیں گے دیکھنے اور
قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا
کہیں گے اے خرابی ہماری یہ آگیا دن جزا کا ۹؎ یہ ہے
ع ۱ ۵
يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع
دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے
ر ۳ مشرکین معاندین اور ان کے اتباع کے بارے میں ہے ۱۲ اصنام و اوثان ۱۲
اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا
جمع کرو ۱۰؎ گنہگاروں کو اور ان کے جوڑوں کو ۲؎ اور جو کچھ

موضح قرآن ف یعنی تجھ کو ان سے تعجب آتا ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ۔ ف۱ یعنی ملائکہ و جن و سمٰوٰت وغیر آں ۱۲۔ ف۲ یعنی با شیاطین ۱۲

فان الشرك لظلم عظيم (مظهری ج ۸ ص۱۱۲) احشروا الذين ظلموا۔ احشروا المشركين (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وفی هذا العطف دلالة على ان الذين ظلموا المشركون
وهم الاحقاء بهذا الوصف فان الشرك لظلم عظيم (روح ج ۲۳ ص۸) اور اَزْوَاجَهُمْ سے ان مشرکین کے ہم عقیدہ، ہم مسلک اور ہم مشرب (پیر بھائی) لوگ مراد
ہیں جو مشرکانہ عقائد و اعمال میں ان کے ہمنوا تھے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (احشروا الذين ظلموا وازواجهم) قال اخوانهم (ابن کثیر ج ۴ ص۴) وازواجهم
ای اشیاعهم واتباعهم وامثالهم (معالم ج ۶ ص۲) وازواجهم ای اشیاعهم فی الشرك (قرطبی ج ۱۵ ص۷۳) وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الخ سے وہ اصنام و اوثان

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ
پوجتے تھے اللہ کے سوائے پھر چلاؤ ان کو
اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ
دوزخ کی راہ پر ف۱ اور کھڑا رکھو ان کو ۱۱ له ان سے
مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ
پوچھنا ہے ف۲ کیا ہوا تم کو ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے کوئی نہیں وہ
الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى
آج اپنے آپ کو پکڑ دانے ہیں اور منہ کیا بعضوں نے ۱۲ له
بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ
بعضوں کی طرف لگے پوچھنے بولے تم ہی تھے کہ
تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا
آتے تھے ہم پر داہنی طرف سے ف۳ وہ بولے کوئی نہیں ۱۳ له پر تم ہی نہ تھے
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ
یقین لانے والے اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا
بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ
پر تم ہی تھے لوگ حد سے نکل چلنے والے سو ثابت ہوگئی ۱۴ له ہم پر بات
رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا
ہمارے رب کی بے شک ہم کو مزہ چکھنا ہے ہم نے تم کو گمراہ کیا ۱۵ له جیسے ہم خود تھے
غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ
گمراہ سو وہ سب اس دن تکلیف میں
مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ
شریک ہیں ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۱۶ له

مراد ہیں جو انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ عظام کے ناموں پر بنائے گئے۔ نیز وہ شیاطین الانس والجن بھی اس میں شامل ہیں جو لوگوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے! اسی طرح وہ دین فروش علماء اور فریب کار پیر اور درویش بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے فوت شدہ بزرگوں کی قبروں اور خانقاہوں کو شرک و بدعت کے اڈے بنا دیا اور ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد ان کی قبروں سے بھی یہی سلوک کیا جائے و(ما) قيل عام فی كل معبود حتى الملائكة والمسيح وعزير عليهم السلام لكن خص منه البعض بقوله (ان الذين سبقت لهم منا الحسنى) الاية (روح ج ۲۳ ص۸) يعنی الاوثان والطواغيت وقال مقاتل يعنی ابليس (مظهری ج ۸ ص۱۱۲) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تمام صنادید و پیشوایان شرک کو اور ان کے تمام اتباع و اذناب کو اکٹھا کرو اور ان کو جہنم کی راہ دکھا دو اور انہیں جہنم میں داخل کر دو۔ دنیا میں انہیں صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی گئی لیکن انہوں نے اس پر چلنا پسند نہ کیا آج انہیں جہنم کی راہ دکھا دو۔ یہ حکم حساب کتاب کے آخر میں ہوگا ۱۱ له وقفوهم الخ جب فرشتے ان کو جہنم کی طرف لیکر چلیں گے اس وقت حکم صادر ہوگا، ان کو روکو، ان سے کچھ پوچھنا ہے۔ مشرکین (اتباع ومتبوعین) کی مزید تذلیل و اہانت کے لئے انہیں واپس کرکے ان سے سوال کیا جائے گا۔ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ کیا بات ہے؟ آج تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ آج ہی تو مدد کرنے اور مدد لینے کا موقع ہے۔ آج تمہارے مزعومہ سفارشی تمہیں اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں بچاتے۔ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ آج وہ کسی کی کیا مدد کریں گے۔ آج تو وہ مارے ندامت کے ذلت و رسوائی سے سرافگندہ ہیں اور سزا کھانے کے لئے منقاد ہیں۔ ای لا يقدر بعضهم على نصر بعض بل هم منقادون للعذاب او مخذلون (روح ج ۲۳ ص۸) ۱۲ له واقبل بعضهم الخ اب مشرکین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں سوال وجواب کا سلسلہ شروع کر دیں گے۔ قالوا انكم الخ اتباع

موضح قرآن ف۱ یہ حکم ہوگا فرشتوں کو ان کے جوڑے یا تو جوروؤں کو کہا یا ایک قسم کے گنہگار جو اکٹھے ہیں، ان کو کہا۔ ۱۲ منہ رح ف۲ حکم کے بعد ٹھہرا کر آپس میں لڑوا دیں گے۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تم چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رعب سے داہنا ہاتھ زور کا ہے ۱۲ منہ رح ف۴ بات رب کی وہی لاملئن جهنم منك ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وازجانب چپ نیز بجهتِ گمراہ کردن ۱۲۔

علٰه ای فی عطف قوله تعالیٰ (مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ) على قوله تعالیٰ (اَلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا) ۱۲۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔

متبوعین سے اور مریدین اپنے پیروں اور پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم دین کی راہ سے ہمارے پاس آتے تھے اور دین حق سے ہمیں متنفر کر کے ہمیں گمراہ کرتے تھے اور شرک و بدعت کو خوبصورت پیرائے میں ہمارے سامنے پیش کر کے ہمیں مطمئن کرتے تھے اور دعویٰ کیا کرتے تھے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ حق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل اور گمراہی ہے۔ تاتوننا من قِبَل الدّین فتھونون علینا امر الشریعۃ وتنفرونا عنھا ...... والیمین بمعنی الدین ای کنتم تزینون لنا الضلالۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۷۵) یعنی من قِبَل الدین فتضلونا وترونا ان الدین ما تضلوننا بہ قالہ الضحاک (معالم وخازن ج ۶ ص۲۱) قال السدی تاتوننا من قبل الحق وتزینون لنا الباطل و تصدوننا عن الحق (ابن کثیر ج ۴ ص۵) اتباع و مریدین اپنے پیشواؤں سے کہیں گے دنیا میں تو تم نے دیندار بنکر ہم کو راہِ حق سے بھٹکا دیا اور ہمیں شرک کی تعلیم دی۔ آج ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو کرو۔ ۱۳ قالوا بل الخ متبوعین و پیشوایانِ سوء اپنے اتباع و مریدین کو جواب دینگے کہ یہ بات قطعاً غلط ہے کہ ہم نے تم کو گمراہ کیا بلکہ تم خود ہی گمراہ اور ایمان سے عاری تھے۔ اگر تم مومن تھے اور ہدایت پر گامزن تھے تو ہمارے کہنے سے تم کیوں گمراہ ہوئے؟ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ ہمیں تم پر کسی قسم کا غلبہ و تسلط تو حاصل نہ تھا نہ ہم نے تمہیں اپنی بات ماننے پر مجبور کیا۔ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ بلکہ تم خود ہی عصیان و عناد میں حد سے تجاوز کر چکے تھے۔ حق بتلانے والوں نے تمہیں ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی مگر تم عصیان و طغیان پر مصر رہے اور ان ناصحین کی ایک نہ سنی اور حق کے مقابلے میں باطل کو قبول کیا اور اسی کی طرفداری کی۔ ای بل کان فیکم طغیان ومجاوزۃ للحق فلھذا استجبتم لنا وترکتم الحق الذی جاءتکم بہ الانبیاء واقاموا لکم الحجج علی صحۃ ما جاءوکم بہ فخالفتموہ (ابن کثیر ج ۴ ص۵) ۱۴ فحق علینا الخ تم اور ہم چونکہ سب ہی مومن نہیں تھے اس لئے ہم سب کے لئے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ آج ہم لامحالہ اللہ کے عذاب کا مزہ چکھیں گے۔ ہمارے اور تمہارے لئے آج عذابِ خداوندی کا فیصلہ قطعی ہے اس لئے آج ہم کسی طرح بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ ہم خود مستحق عذاب ہیں۔ نیز تم ہمیں ملامت نہ کرو کیونکہ تم بھی ہمارے ساتھ برابر کے مجرم ہو۔ انا لذائقون یہ قول ربنا کا بیان ہے۔ ۱۵ فاغوینکم الخ ہم نے تمہیں زبردستی گمراہ نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو گمراہ تھے ہی، اس لئے ہم نے تمہیں بھی گمراہی کی دعوت دی تو تم نے اپنی مرضی سے بلا جبر و اکراہ گمراہی کو قبول کر لیا۔ اس لئے ہمیں ملامت نہ کرو۔ انا کنا غٰوین۔ جملہ ما قبل کے لئے تعلیل ہے۔ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ الخ چونکہ دونوں فریق مجرم ہیں اس لئے دونوں عذاب میں شریک ہوں گے۔ چونکہ گمراہی میں سب شریک تھے۔ رؤسائے شرک، علمائے سوء، پیرانِ سیہ کار عوام کو شرک و بدعت کی تعلیم دیتے اور انہیں گمراہ کرتے تھے اور عوام نے ان کے اغواء و اضلال سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اس لئے دونوں فریق (متبوعین و اتباع) مجرم ہیں۔ لہٰذا دونوں جہنم کا ایندھن ہوں گے۔ ۱۶ انا کذلک الخ مشرکین (خواہ شرک کے

بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ

گنہگاروں کے حق میں وہ تھے کہ ۱۱ ان سے جب کوئی کہتا کسی کی بندگی نہیں سوائے

اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا

اللہ کے تو غرور کرتے اور کہتے کیا ہم

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ

چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو کہنے سے ایک شاعر دیوانے کے کوئی نہیں وہ لیکر آیا

بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ

ہے سچا دین ۱۸ اور سچا مانتا ہے سب رسولوں کو بے شک تم کو

لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ

چکھنا ہے عذاب دردناک ۱۹ اور وہ ہی بدلہ پاؤ گے

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

جو کچھ تم کرتے تھے مگر جو بندے اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾

ہیں چنے ہوئے ۲۰ ف۱ وہ لوگ جو ہیں ان کے واسطے روزی ہے مقرر ۲۱

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ

میوے اور ان کی عزت ہے نعمت کے

النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ

باغوں میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے لوگ لئے پھرتے ہیں

عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

ان کے پاس ۲۲ پیالہ شراب صاف کا سفید رنگ مزہ دینے والی

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا

پینے والوں کو نہ اس میں سر پھرتا ہے ۲۳ اور نہ وہ اس کو پی کر

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کے گناہوں کا بدلا نہیں معاف ہوئے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنانکہ پاک ساختہ شدہ اند از شرک و معاصی۔ ۱۲

امام اور پیشوا ہوں، خواہ مشرک پیشواؤں کے پیرو ہوں) سے ہم یہی سلوک کیا کرتے ہیں، ان کے لئے عذابِ جہنم کا فیصلہ اٹل ہے اور ان کے لئے معافی کی کوئی صورت نہیں مجرمین سے مشرکین مراد ہیں قال ابن عباس الذین جعلوا للہ شرکاء (خازن ومعالم ج ۶ ص۲) ۱۷ه انهم كانوا الخ یہ زجر ہے مع شکوی۔ ان مجرمین کا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا؟ ان کا جرم یہ ہے کہ دنیا میں جب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی اور ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی کارساز، حاجت روا، مشکل کشا اور متصرف و مختار نہیں۔ ہر قسم کی عبادت اور دعا پکار کے لائق بھی اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ اس دعوت کو نہیں مانتے تھے اور اس کے قبول کرنے سے استکبار کرتے تھے۔

يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾

بہکیں اور ان کے پاس ہیں ۲۳ه عورتیں نیچی نگاہ رکھنے والیاں بڑی آنکھوں والیاں ۲۴ه

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى

گویا وہ انڈے ہیں ۲۵ه چھپے دھرے پھر منہ کیا ۲۶ه ایک نے دوسرے کی طرف

بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ

لگے پوچھنے بولا ایک بولنے والا ان میں میرا تھا

لِىْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ع ءَاِذَا

ایک ساتھی کہا کرتا کیا تو یقین کرتا ہے ف۱ کیا جب

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ

ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو جزا ملے گی کہنے لگا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾

بھلا تم جھانک کر دیکھو گے ف۲ ف۳ پھر جھانکا ۲۷ه تو اس کو دیکھا بیچوں بیچ دوزخ کے

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ

بولا قسم اللہ کی تو تو مجھ کو ڈالنے لگا تھا گڑھے میں اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا

تو میں بھی ہوتا انہی میں جو پکڑے ہوئے آئے کیا اب ہم کو مرنا نہیں ۲۸ه مگر جو

مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

پہلی بار مر چکے اور ہم کو تکلیف نہیں پہنچے گی ف۳ بے شک یہی ہے

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ اَذٰلِكَ

بڑی مراد ملنی ایسی چیزوں کے واسطے چاہیے محنت کریں محنت کرنے والے کیا یہ

خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

بہتر ہے ۲۹ه مہمانی یا درخت سینہنڈ کا ہم نے اس کو رکھا ہے ایک بلا

ويقولون ائنا لتاركوا الهتنا الخ نیز یہ مجرمین کہا کرتے تھے کیا ہم اس دیوانے شاعر کے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ مشرکین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شاعر مجنون کہنا سراسر ہذیان تھا۔ اس سے ان کا مقصود رسالت کا انکار تھا۔ اگلی آیت میں مشرکین کے اس ہذیان کا جواب ہے ۱۸ه بل جاء بالحق الخ یہ مشرکین کے ہذیان کا جواب ہے ہمارا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعر ہے نہ دیوانہ بلکہ وہ تو توحید کا پیغام حق لے کر آیا ہے جس کی سچائی اور حقانیت پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے اور جس پر عقل و نقل و رالنفس و آفاق کے دلائل قائم ہیں۔ اس طرح آپ نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوتِ توحید میں تصدیق کی ہے۔ اس لئے آپ شاعر ہیں نہ مجنون۔ کیونکہ شعراء کا کلام حق و باطل اور رطب و یابس پر مشتمل ہوتا ہے اور دیوانوں کی باتیں بے تکی اور لایعنی ہوتی ہیں لیکن پیغمبر علیہ السلام کی دعوت اور آپ کا لایا ہوا قرآن شعر و جنون کی خامیوں اور کمزوریوں سے بالکل پاک و مبرا ہے ردّ عليهم وتكذيب لهم ببيان ان ما جاء به عليه الصلوٰة والسّلام من التوحيد هو الحق الثابت الذي قام عليه البرهان واجمع عليه كافة المرسلين فاين الجنون والشعر من ساحته صلى الله عليه وسلم الرفيعة الشان (روح ج ۲۳ ص ۸۴) ۱۹ه انكم لذائقوا الخ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ اے مشرکین! (اتباع و متبوعین) تم دردناک عذاب ضرور چکھو گے تم پر زیادتی نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ تمہارے اپنے اعمال ہی کی سزا ہوگی۔ الا عباد اللہ الخ یہ بشارتِ اخروی ہے اور استثناء منقطع ہے۔ لیکن جو اللہ کے خاص بندے ہیں جو شرک و عصیان سے دور ہیں ان کا حال ان مشرکین سے جداگانہ ہے اگلی آیتوں میں ان مخلصین کے احوال و مراتب کی تفصیل ہے ۲۰ه اولٰئک الخ اللہ کے ان مقبول بندوں کے لئے ایسی روزی ہوگی جس کی صفتیں معروف ہیں۔ یعنی وہ منقطع نہیں ہوگی۔ خوش ذائقہ اور خوش رائحہ ہوگی۔ ایسی خوبیوں والی روزی نہ کسی آنکھ نے کبھی دیکھی نہ کسی کان نے کبھی سنی۔ فواکہ یہ رزق سے بدل ہے۔ جنت کی خوراک میووں اور پھلوں کی صورت میں ہوگی۔ وهم مکرمون الخ اور وہ خدا کے یہاں معزز و مکرم ہوں گے۔ گوناگوں نعمتوں کے باغات ان کے مسکن ہوں گے۔ جنت جو مومنوں کا مسکن ہوگا وہ نعمتوں کا گھر ہوگا۔ اس میں ہر نعمت ایک سے ایک بڑھ کر ہوگی۔ وہ لعل و جواہر سے مرصع تختوں پر فروکش ہوں گے اور آمنے سامنے بیٹھ کر خوش و خرم ہوں گے ۲۱ه يطاف عليهم الخ غلمانِ جنت تازہ بتازہ، سفید شفاف، لذت و

موضح قرآن ف بعضے کہتے ہیں مراد ہیں شترمرغ کے انڈے کہ بہت خوش رنگ ہوتے ہیں ف۲ یعنی وہ ساتھی پڑا ہے دوزخ میں اسکو جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے ف۳ یہ کہنے لگا اپنی خوشی سے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حشر را ۱۲ ف۲ یعنی دوزخیاں را۔ ۱۲۔

سرور سے بھرپور شراب کے لبریز ساغروں سے اہلِ جنت کی تواضع کریں گے۔ معین، جاری۔ یہ شراب، شراب کی ان نہروں میں سے ہوگی جو جنت میں رواں ہوں گی۔ بیضآء سفید شفاف۔ جنت کی شراب بالکل سفید ہوگی۔ جن آبگینوں میں شراب پیش کی جائے گی وہ بھی سفید شفاف ہوں گے۔ اس طرح شراب جنت کے لبریز ساغر بھی بالکل سفید اور شفاف نظر آئیں گے ۲۲؎ لا فیہا غول الخ یہ جنت کی شراب کے امتیازی اوصاف ہیں۔ دنیا کی شراب میں بظاہر لذت و سرور ہے لیکن اس میں ایک خطرناک پوشیدہ ضرر بھی ہے۔ شراب دماغی اور دیگر بدنی اعصاب کے لئے سخت مضر ہے اور یہ ضرر اکثر ہلاکت کا سبب بنتا ہے لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے ضرر اور مفاسد سے پاک ہوگی۔ قال الراغب الغول اھلاک الشیءِ من حیث لا یحس بہ (روح ج ۲۳ ص ۸۵) اسی طرح دنیا کی شراب نشہ لاکر عقل کو مختل اور ذہن کو پریشان کردیتی ہے لیکن جنت کی شراب ہر قسم کے نشے سے مبرا ہوگی۔ ای لا تذھب عقولھم بشربھا (قرطبی ج ۱۵ ص ۷۸) عن ابن عباس فی الخمر اربع خصال السکر والصداع والقیئ والبول" فذکر اللہ خمر الجنۃ فنزھھا عن ھذہ الخصال (ابن کثیر ج ۴ ص ۷) ۲۳؎ وعندھم الخ سامانِ خورد و نوش کے علاوہ جنت میں جنسی جذبات کی تسکین کا بھی سامان موجود ہوگا۔ قٰصِرٰتُ الطرف موصوفِ مقدر کی صفت ہے ای ازواج (مظہری) اہلِ جنت کو جنت میں جو بیویاں (حوریں) ملیں گی وہ اپنی نگاہیں اپنے خاوندوں ہی پر مرکوز رکھیں گی۔ ان خاوندوں کو ایسا حسن و جمال عطا ہوگا کہ حوریں ان میں محو ہوں گی۔ اور ان کے سوا کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں گی۔ یہ ان کی عفت اور پاکدامنی کی علامت ہے۔ نساء عفیفات قصرن ابصارھن علیٰ ازواجھن لا ینظرن الی غیرھم (جامع البیان ص ۳۸۴) حابسات الاعین علی ازواجھن لا ینظرن الی غیرھم لحسنھم عندھن (جلالین) ۲۴؎ عین یہ عیناء کی جمع ہے اور مبتدا مقدر کی خبر ہے ای ھن عین (مظہری) یعنی موٹی آنکھوں والی۔ موٹی آنکھیں حسن و جمال کی علامت ہیں۔ اس لئے بعض مفسرین نے اس کا معنی ہی خوبصورت آنکھوں والی کیا ہے۔ عظام العیون الواحدۃ عیناء وقالہ السدی و مجاھد (عین حسان العیون (قرطبی ج ۱۵ ص ۸۰) ۲۵؎ کانھن الخ اس میں حورِ جنت کے رنگ روپ کا ذکر ہے۔ بیض، بیضۃ کی جمع ہے۔ اور اس سے شتر مرغ کا انڈا مراد ہے، جس کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ مادہ شتر مرغ اپنے انڈوں کو بال و پر سے ڈھانک کر رکھتی ہے تاکہ وہ گرد و غبار سے محفوظ رہیں۔ حورانِ جنت کا رنگ بیض نعام (شتر مرغ) کی مانند سفید زردی مائل ہوگا۔ اور ان کے چہروں کا رنگ نکھرا ہوا صاف شفاف ہوگا۔ عورتوں کا یہی رنگ مرغوب و محمود شمار ہوتا ہے۔ شبھھن ببیض النعام المصئون عن الغبار ونحوہ فی الصفاء والبیاض المخلوط بادنی

لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾

ظالموں کے واسطے ف۱ وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ

اس کا خوشہ جیسے سر شیطان کے ف۲ سو وہ کھائیں گے ف۳

مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا

اس میں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس کے اوپر

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِ۟لَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

ملونی ہے جلتے پانی کی پھر ان کو لے جانا آگ کے ڈھیر میں ف۳

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

انہوں نے پایا اپنے باپ دادوں کو بہکے ہوئے ۳۱؎ سو وہ انہی کے قدموں پر

يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾

دوڑتے ہیں اور بہک چکے ہیں ۳۲؎ ان سے پہلے بہت لوگ اگلے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور ہم نے بھیجے ہیں ان میں ڈر سنانے والے اب دیکھ کیسا ہوا

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾

انجام ڈرائے ہوؤں کا مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے ۳۳؎

ع ۲ ۵ ۶

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

اور ہم کو پکارا تھا نوح نے ۳۴؎ سو کیا خوب پہنچنے والے ہیں ہم پکار پر اور بچا دیا اس کو

وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ

اور اس کے گھر کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور رکھا اس کی اولاد کو

هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِی الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ

وہی باقی رہنے والے ف۵ اور باقی رکھا ۳۵؎ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی آخرت میں اس کو کھاویں گے اور گلے میں پھنسے گا۔ ایک عذاب یہ بھی ہوگا یا خراب کر لینا میں یہ کہ سنکر گمراہ ہوتے ہیں کہ سبز درخت دوزخ میں کیونکر اگا۔ وہ ایک درخت ہے جو نکلتا ہے دوزخ کی جڑ میں۔ ف۲ یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپوں کو۔ ف۳ یعنی بہت بھوکے ہوں گے تو آگے سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر آگ میں ڈالیں گے ف۴ ڈر سبھی کو سناتے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں ف۵ کشتی میں اسی یا اسی آدمی بچے تھے۔ ان کی اولاد نہیں چلی۔ انہی کے تینوں بیٹوں سے چلی۔ سام بسا بیچ زمین کے عرب والے ایران اور توران پیدا ہوئے۔ یافث بسا شمال کو ترک اور خلیج یاجوج ماجوج پیدا ہوئے۔ حام بسا جنوب کو ہندا اور حبش پیدا ہوئے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعد خوردن و نوشیدنِ ایشاں را بدوزخ باز برند ۱۲

صفرۃ فانہ احسن الوان الابدان (بیضاوی) والبیاض المشوب بقلیل صفرۃ فی النساء مرغوب فیہ جدا (روح ج ۲۳ ص۸۹) ۲۶ ه فاقبل الخ اہل جنت
جب کھانے پینے میں مصروف ہوں گے تو ان کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوگی۔ دنیا کے احوال پر بھی تبصرہ ہوگا۔ چنانچہ ان میں سے ایک دیگر شرکاءِ محفل سے کہیگا دنیا میں
ایک منکر قیامت میرا ساتھی اور ہمنشین تھا جو مجھے ایمان بالآخرۃ کے عقیدے پر ڈانٹا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کیا تو مانتا ہے کہ قیامت آئے گی؟ اور جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہماری
ہڈیاں تک گل سڑ جائیں گی کیا اس کے باوجود بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور جزا و سزا کا معاملہ ہوگا۔؟ کیا تو ان باتوں پر یقین رکھتا ہے؟ قال ھل انتم مطلعون۔ آؤ ذرا
دوزخ میں جھانک کر دیکھیں تو سہی کہ اس کا کیا حال ہے؟ والمراد من الاستفہام العرض الخ (روح) ۲۷ ه فاطلع الخ چنانچہ جب وہ دوزخ میں جھانک کر دیکھے گا تو وہ ساتھی
اسے جہنم کے عین وسط میں نظر آئے گا۔ اور اسے خطاب کر کے کہیگا۔ خدا کی قسم! تو تو مجھے بھی گمراہ کر کے اس ہلاکت کے گڑھے میں ڈالنے ہی والا تھا لیکن توفیق الٰہی نے میری دستگیری کی۔ اگر
اللہ کا فضل و احسان اور اس کی توفیق میرے شامل حال نہ ہوتی تو آج میں بھی تیرے ساتھ اس دردناک عذاب میں شریک ہوتا۔ ۲۸ ه افما نحن الخ یہ بھی اسی جنتی ہی کا قول ہے۔ خطاب
بدستور قرین سے ہے یا دیگر یارانِ محفل سے۔ وہ شدتِ مسرت کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے فضلِ عظیم و احسانِ عمیم کا ذکر کرتے ہوئے کہیگا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اب ہم پر موت نہیں
آئے گی۔ جو موت ہمارے لئے مقدر تھی وہ دنیا میں آچکی اور ہم کفار و مشرکین کی طرح اب عذاب میں بھی مبتلا نہیں ہوں گے۔ سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ آدمی عذاب سے بچ جائے اور
جنت میں داخل کر دیا جائے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز (آل عمران ع ۱۹) ایسی سعادتِ عظمیٰ اور فلاحِ کامل کی تحصیل کے لئے
عاملوں کو عمل کرنا چاہیئے۔ نہ کہ حظوظ و لذاتِ دنیا کی تحصیل کے لئے۔ ۲۹ ه اذلک خیر الخ یہ بشارت و تخویف اخروی ہے۔ اذلک خیر نزلا بشارت و ام شجرۃ الزقوم
تا۔ ثم ان مرجعہم لا الی الجحیم تخویف اخروی ہے۔ ذلک سے نعیم جنت کی طرف اشارہ ہے جو اس سے قبل اولئک لہم رزق معلوم (الآیات) میں مذکور ہیں۔ و
ھو متعلق بقولہ تعالیٰ (اولئک لہم رزق معلوم) (روح ج ۲۳ ص۹۴) المعنی نعیم الجنۃ خیر نزلا (قرطبی ج ۱۵ ص۸۵) شجرۃ الزقوم۔ یہ نہایت ہی خبیث اور
زہر قاتل درخت جہنم میں دوزخیوں کی خوراک ہوگا۔ یہ درخت دنیا کے درخت تھوہر کے مشابہ ہوگا۔ فتنۃ۔ عذاب۔ آتشِ دوزخ کے علاوہ اس درخت کے کھانے سے بھی
دوزخی سخت اذیت اور عذاب محسوس کریں گے۔ یہ درخت جہنم کی تہ میں پیدا ہوگا۔ اس درخت کے شگوفے شیطانوں کے سروں کی طرح نہایت قبیح اور کریہ المنظر ہوں گے۔
شیاطین کی شناعت و کراہیت منظر دلوں میں مرکوز ہے۔ اس لئے ان سے تشبیہ دی گئی۔ وانما شبہھا برؤس الشیاطین وان لم تکن معروفۃ عند
المخاطبین لانہ قد استقر فی النفوس ان الشیاطین قبیحۃ المنظر (ابن کثیر ج ۴ ص۱۰) ۳۰ ه فانہم لاکلون الخ دوزخی بھوک مٹانے کے لئے اس شجرۂ
خبیثہ سے پیٹ بھر کھائیں گے۔ لیکن اس سے ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ بلکہ اس سے انہیں سخت پیاس لگے گی۔ اس پر انہیں کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے دیا جائے گا جو ان کی
انتڑیوں کو بھی کاٹ ڈالے گا۔ اس پانی میں غلیظ و متعفن مواد مخلوط ہوگا۔ لشربا من غساق او صدید بماء حمیم یقطع امعاءھم (بیضاوی) اس کے بعد ان کو جہنم
میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں پہنچا دیا جائے گا۔ گرم پانی پلانے کے لئے جہنم میں ایک علیحدہ طبقہ ہوگا۔ فالقوم یخرجون من محل قرارھم حیث تاجج النار ویساقون الی
موضع آخر مما دارت علیہ جہنم فیہ ذلک الشراب لیردوہ ویسقوا منہ ثم یردون الی محلہم الخ (روح ج ۲۳ ص۹۶) ۳۱ ه انہم الفوا الخ یہ ماقبل کے
لئے تعلیل ہے۔ اس میں ان کے استحقاق عذاب کا سبب بیان کیا گیا۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ اور ان کی گمراہی ان پر واضح ہوگئی۔ کیونکہ وقتاً فوقتاً
ہمارے پیغمبر اور ان کے جانشین ان کو ہدایت کی راہ بتاتے رہے۔ اور حق و باطل کو کھلی دلیلوں سے ان پر واضح کرتے رہے مگر یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات
کو ماننے کے بجائے آنکھیں بند کر کے اپنے گمراہ باپ دادا کے نقش قدم پر تیزی سے چلتے رہے ۳۲ ه ولقد اضل الخ ان سے پہلی قوموں کے اکثر لوگ بھی اپنے گمراہ
باپ دادا کی راہ و رسم سے چمٹ کر گمراہ ہوئے۔ حالانکہ ان کی رہنمائی کے لئے بھی ہم نے پیغمبر بھیجے۔ آخر انھوں نے پیغمبران علیہم السلام کی تعلیم سے سرتابی
کی۔ تو انہیں دنیا ہی میں عبرتناک سزاؤں سے ہلاک کر دیا گیا۔ عذاب الٰہی سے صرف وہی لوگ بچے جو معاند اور ضدی نہ تھے بلکہ منیب و منصف تھے۔ ان کو
اللہ نے اپنی توفیق سے ان کو ایمان و عمل صالح کے لئے چن لیا۔ ۳۳ ه ولقد نادٰنا الخ زجر و شکویٰ اور تبشیر و تخویف کے بعد سات انبیاء علیہم السلام
کے قصے ذکر کئے گئے جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عاجزی
اور نیازمندی کا اعتراف کر رہے ہیں۔ اور مصائب و بلیات میں اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے۔
دیکھو! نوح (علیہ السلام) نے اپنی قوم کی ھلاکت اور اپنی نجات کے لئے ہمیں پکارا۔ ہم کیسے ہی اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کو اور
اس کے متبعین کو بہت بڑی مصیبت (غرق) سے بچا لیا۔ اور تمام مشرکین کو طوفان میں غرق کر دیا۔ اور صرف نوح (علی نبینا و علیہ السلام) کی اولاد
ہی سے آئندہ کے لئے سلسلۂ نسل باقی رکھا۔ کشتی میں جو دوسرے مومنین سوار تھے ان کی اولاد کا سلسلہ آگے نہیں بڑھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے
جو تین بیٹے (حام، سام اور یافث) ساتھ تھے۔ انہی کی نسل سے دنیا پھر سے آباد ہوئی۔ والاکثرون علی ان الناس کلہم فی مشارق
الارض ومغاربہا من ذریۃ نوح علیہ السلام۔ ولذا قیل لہ آدم الثانی (روح ج ۲۳ ص۹۹) ۳۴ ه وترکنا الخ ہم نے آئندہ
نسلوں میں قیامت تک نوح (علیہ السلام) کی یادگار قائم کر دی۔ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ ماقبل کی تفصیل ہے۔ یعنی ہم نے
آئندہ نسلوں میں نوح (علیہ السلام) کے لئے یہ کلام جاری کر دیا کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ طوفان سے سلامت رکھا
آئندہ بھی جہاں یہ آیت آئے گی وہاں بھی اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ جملہ دعائیہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ
ہم نے نوح (علیہ السلام) کے لئے جن و انس اور فرشتوں میں یہ دعا تا قیامت جاری کر دی۔ ای ثبت ھذہ التحیۃ فیہم جمیعا ولا یخلو احد
منہم منہا کانہ قیل ثبت اللہ التسلیم علی نوح و ادامہ فی الملائکۃ والثقلین یسلمون علیہ عن آخرھم (مدارک ج ۴ ص۱۰)

ف۳۵ اناکذلك الخ ہم نیکو کاروں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں ۔ بیشک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں سے تھے ۔ ان کو اور ان کے متبعین کو ہم نے غرق ہونے سے بچالیا ۔
اور دوسروں یعنی کفار کو غرق کر کے ہلاک کر دیا ۔ ف۳۶ وان من الخ یہ دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نہایت ہی مطیع اور فرمانبردار بندے
تھے ۔ ان پر زندگی میں ایک نہایت ہی کٹھن وقت آیا ۔ جب وقت کے بادشاہ نے انہیں آگ میں ڈال دیا ۔ اس نازک وقت میں انھوں نے اللہ ہی کے سامنے عاجزی کی ۔ اور
اللہ ہی سے اس مصیبت سے نجات کی دعا کی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا ۔ اور آگ کو ان پر سرد کر دیا ۔ اس لئے وہ بھی خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہو سکتے ۔ من

عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ (۷۹) اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ (۸۰)
نوح پر سارے جہان والوں میں ف۱ ہم یوں بدلہ دیتے ہیں نیکی والوں کو ف۳۵
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ (۸۱) ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ (۸۲)
وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں پھر ڈبو دیا ہم نے دوسروں کو
وقف لازم
وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ (۸۳) اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ
اور اسی کی راہ والوں میں ہے ابراہیم ف۳۶ جب آیا اپنے رب کے پاس لیکر دل
سَلِيْمٍ (۸۴) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ (۸۵)
نردگا ف۲ جب کہا اپنے باپ کو ف۳۷ اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو
اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ (۸۶) فَمَا ظَنُّكُمْ
کیا جھوٹ بنائے ہوئے حاکموں کو اللہ کے سوائے چاہتے ہو پھر کیا خیال کیا ہے تم نے
بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۸۷) فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُوْمِ (۸۸) فَقَالَ
پروردگار عالم کو پھر نگاہ کی ایک بار تاروں میں ف۳۸ ف۳ پھر کہا
اِنِّىْ سَقِيْمٌ (۸۹) فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ (۹۰) فَرَاغَ اِلٰٓى
میں بیمار ہونے والا ہوں پھر پھر گئے وہ اس سے پیٹھ دے کر ف۳۹ پھر جا گھسا ان کے
اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ (۹۱) مَا لَكُمْ لَا
بتوں میں پھر بولا تم کیوں نہیں کھاتے ف۴ تم کو کیا ہے کہ نہیں
تَنْطِقُوْنَ (۹۲) فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ (۹۳)
بولتے پھر گھسا ان پر ف۴۰ مارتا ہوا داہنے ہاتھ سے ف۵
فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ (۹۴) قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا
پھر لوگ آئے اس پر دوڑ کر گھبراتے ہوئے ف۴۱ ف۶ بولا کیوں پوجتے ہو ف۴۲ جو آپ
تَنْحِتُوْنَ (۹۵) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (۹۶) قَالُوْا
تراشتے ہو اور اللہ نے بنایا تم کو اور جو تم بناتے ہو بولے

شیعتہ ۔ یعنی وہ اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے ہمنوا اور تابع تھے ۔ قال ابن عباس ای من اھل دینہ (قرطبی ج ۱۵ ص۹۱) ای ممن شایع نوحا و تابعہ فی اصول الدین (روح ج ۲۳ ص۹۹) درمیان میں ان کی فرمانبرداری کا قصہ بیان کیا کہ وہ اس قدر اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے کہ اس کی راہ میں بیٹے کو ذبح کرنے پر تیار ہو گئے ۔ قلب سلیم ۔ جو دل کے عقیدے اور اخلاق کی خرابی سے محفوظ ہو ۔ اور اس کا اصل رشتہ دنیا کے بجائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو ، وہ قلب سلیم ہے ۔ سلیم ای مخلص من الشرك والشك (قرطبی) ای سالم من جمیع الآفات کفساد العقائد والنیات السیئۃ والصفات القبیحۃ کالحسد والغل وغیر ذلك (روح ج ۲۳ ص۱۰۰) سلیم من الاشتغال بغیر اللہ تعالیٰ خالیا عن الغیر وحبہ کمایدل علیہ قصۃ ذبح ابنہ لامتثال امر ربہ (مظہری ج ۸ ص۱۲۱) ف۳۷ اذ قال الخ یہ پہلے اِذْ سے بدل ہے ۔ اور یہ ان کے دل کی سلامتی کا بیان ہے کہ جب انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو شرک کرتے دیکھا تو فوراً اس پر انکار کیا ۔ اور فرمایا سوچو تو سہی تم اللہ کے سوا کس کی عبادت کرتے اور کس کو پکارتے ہو ؟ کیا وہ عبادت اور پکارے جانے کے لائق ہیں ؟ افك بدترین جھوٹ والافك اسوأ الکذب (جلالین) اٰلھۃ ۔ افکا سے بدل الکل ہے ۔ کیا تم باطل یعنی معبودان غیر اللہ کے خواہشمند اور طلبگار ہو ؟ پھر اس رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو حقیقت میں عبادت کا مستحق ہے ؟ کیا اس کی قدرت و عظمت میں اور اس کی ربوبیت عامہ میں تم کسی شک و شبہ میں پڑ گئے ہو کہ اس کے سوا اس کی عاجز مخلوق کو بھی کارساز متصرف و مختار اور مستحق عبادت سمجھ بیٹھے ہو ؟ یا مطلب یہ ہے کہ جب تم اللہ کے سوا اوروں کی بھی عبادت کرتے ہو ، تو پھر جب تم اللہ کے سامنے حاضر ہو گے تو تمہارا
اس کے بارے میں کیا خیال ہے ۔ کیا وہ تمہیں اس کی سزا نہیں دے گا ؟ اس صورت میں یہ تخویف ہو گی ۔ ای شیٔ ظنکم بمن ھو حقیق بالعبادۃ لکونہ ربا للعلمین ۔ أشککتم
فیہ حتی ترکتم عبادتہ الخ (روح ج ۲۳ ص۱۰۱) ای ماظنکم بہ اذا لقیتموہ وقد عبدتم غیرہ ، فھو تحذیر (قرطبی ج ۱۵ ص۹۲) ف۳۸ فنظر نظرۃ الخ حضرت

موضح قرآن ف۱ یعنی ہمیشہ خلق ان پر سلام بھیجتے ہیں سارا جہان ف۲ یعنی گمراہی اور عیب سے پاک ۔ ف۳ وہ لوگ نجومی تھے ۔ ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا ۔ یا نجوم کی کتاب میں دیکھ کر کہا ، میں بیمار ہوں یعنی ہوا چاہتا ہوں ۔ وہ شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بت پوجنے کو ۔ ان کو چھوڑ کر چلے گئے ۔ یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے ۔ ف۴ ان کے آگے کھانے رکھ گئے تھے ۔ ف۵ یعنی زور سے مار مار کر توڑا ۔ ف۶ یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہو چکا ۔

ابراہیم علیہ السلام اس انتظار میں تھے کہ انھیں کبھی ایسا موقع ہاتھ آئے جس پر وہ معبودانِ باطلہ کی بے بسی اور بیچارگی کو مشرکین پر واضح کر سکیں۔ چنانچہ مشرکین کی عید کا دن آگیا جس میں وہ سب شہر سے باہر چلے جاتے۔ اور ایک مخصوص جگہ میں عید مناتے۔ مشرکین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی عید کی خوشی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ وہ تو ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ یہ مشرکین سب باہر چلے جائیں اور وہ اکیلے شہر میں رہ جائیں تاکہ ان کے ٹھاکروں کو توڑ پھوڑ سکیں۔ چنانچہ انھوں نے غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ انہیں کسی بہانے سے ٹال کر خود شہر ہی میں رہنا چاہیئے پھر شاید یہ موقع ہاتھ آئے۔ اس لئے آپ نے ان سے فرمادیا۔ انی سقیم۔ بھیا میں تو سقیم ہوں اس لئے تمہارے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہونے سے معذور رہوں۔ لفظ سقیم دو معنوں کا حامل ہے اول سقیم النفس یعنی بیزار۔ اراد انی سقیم النفس لکفرکم۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۹) دوم مریض، بیمار۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس لفظ سے دوسرا معنی مراد لیا یعنی میں تمہارے کفر و شرک کی وجہ سے تم سے بیزار ہوں اور تمہاری عید میں شریک نہیں ہو سکتا لیکن مشرکین اس سے پہلا معنی سمجھے! اس اسلوب کلام کو تعریض یا توریہ کہا جاتا ہے جو حقیقت میں صحیح اور مطابق واقعہ ہوتا ہے۔ لیکن بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے نظر نظرۃ فی النجوم یہ محاورہ ہے جس کے معنی غور و فکر کرنے کے ہیں۔ قال الحسن المعنی انہم لما کلفوہ الخروج معہم تفکر فیما یعمل ...... الخلیل والمبرد، یقال للرجل اذا فکر فی الشیٔ یدبرہ، نظر فی النجوم۔ (قرطبی ج ۱۵ ص ۹۲) یا اس سے حقیقۃً ستاروں میں غور و فکر کرنا مراد ہے۔ یہ قوم چونکہ ستارہ پرست تھی اور ستاروں کے مختلف احوال و اوضاع کو نظامِ عالم میں مؤثر سمجھتی تھی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور ایہام ستاروں میں دیکھ کر جواب دیا تاکہ انھیں یہ گمان ہو کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کا حساب لگا کر جواب دیا ہے! ور انہیں جواب کی صحت کا یقین ہو جائے کان قومہ نجامین اوھم بھا استدلالہ علی مرضہ بعلم النجوم (جامع البیان ص ۳۸۵) ۳۹ فتولوا عنہ الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جواب سنکر مشرکین نے ان پر مزید اصرار نہ کیا۔ اور صبح اپنی عید میں شرکت کے لئے سب شہر سے باہر چلے گئے۔ ابراہیم علیہ السلام جو ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے ان کے بتکدے میں جا گھسے۔ دیکھا ٹھاکروں کے آگے مختلف کھانے رکھے ہیں جو ان کے پجاریوں نے رکھے تھے تاکہ وہ بابرکت ہو جائیں اور عید سے واپسی پر انہیں کھائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور استہزاء ٹھاکروں سے خطاب کر کے فرمایا: یہ کھانے جو رکھے ہیں کھاتے کیوں نہیں ہو؟ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو بطور استہزاء دوسرا سوال کر دیا

ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا

بناؤ اس کے واسطے ایک عمارت ف۳۱ پھر ڈالو اس کو آگ کے ڈھیر میں پھر چاہنے لگے اس پر بُرا داؤ

فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ

کرنا پھر ڈالا ہم نے انہی کو نیچے اور بولا میں ف۳۲ جاتا ہوں اپنے رب کی طرف

سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ

وہ مجھ کو راہ دے گا ف اے رب بخش مجھ کو ف۳۳ کوئی نیک بیٹا پھر خوشخبری دی ہم نے اسکو

بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ

ایک لڑکے کی جو ہوگا تحمل والا ف پھر جب پہنچا ف۳۴ اس کے ساتھ دوڑنے کو کہا اے بیٹے میں

اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰاَبَتِ

دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو تو کیا دیکھتا ہے بولا اے باپ ف۳۵

افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

کر ڈال جو کچھ تجھ کو حکم ہوتا ہے تو مجھ کو پائے گا اگر اللہ نے چاہا سہارنے والا ف

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل ف اور ہم نے اس کو پکارا یوں کہ اے ابراہیم

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

تو نے سچ کر دکھایا خواب ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾

بے شک یہی ہے ف۳۸ صریح جانچنا اور اس کا بدلہ دیا ہم نے ایک جانور ذبح کر بڑا ف

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾

اور باقی رکھا ہم نے ف۳۹ اس پر پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے ابراہیم پر

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

ہم یوں دیتے ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو ف وہ ہے ہمارے ایماندار بندوں میں

موضح قرآن ف۱ یعنی جب باپ نے گھر سے نکالا بادشاہ کی خاطر سے ف۲ اس سے بڑا تحمل کیا کہ آپ کو ذبح کروایا ف۳ کہتے ہیں آٹھویں شب ذی الحجہ کی خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کرتا ہوں کل کو فکر میں رہے کہ اس کی تعبیر کیا۔ پھر نویں شب دیکھا ذبح کرتے تو پہچانا کہ ذبح ہی کرنا ہے پھر رہے تدبیر میں۔ پھر دسویں شب دیکھا وہی خواب۔ تب بیٹے پاس گئے، کہا انھوں نے بھی شتاب قبول کر لیا۔ ہزار رحمت اس باپ پر اور بیٹے پر ف۴ تا بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ آوے کہ محبت جوش کرے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا گذرا یعنی کہنے میں نہیں آتا جو حال گذرا اس کے دل پر اور فرشتوں پر ف۵ یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر ان کو قائم رکھتے ہیں۔ تب درجے بلند دیتے ہیں۔ ف۶ یعنی بڑے درجے کا بہشت سے آیا۔ ایک دنبہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے۔ اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا۔ حضرت جبریلؑ نے بیٹے کو سرکا دیا۔ ایک دنبہ رکھ دیا۔ آنکھیں کھولیں تو ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آنجا آتش بسیار جمع نمایند ۱۲ ف۲ یعنی بجائے کہ رضائے پروردگار ما باشد ۱۲۔

مالکم لاتنطقون تمہیں کیا ہے۔ تم بولتے کیوں نہیں۔ اور میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ ف۴۰ فراغ علیہم الخ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کی پوری قوت سے کلہاڑے کے ساتھ ان پر چوٹیں لگانا اور انہیں توڑنا پھوڑنا شروع کر دیا۔ الیمین قوت سے کنایہ ہے۔ بالیمین ای بالقوۃ علی ان الیمین مجاز عنہا روی انہ علیہ السلام کان یجمع یدیہ فی الآلۃ التی یضرب بہا وھی الفأس فیضربہا بکمال قوتہ۔ (روح ج ۲۳ ص۱۲۳) ف۴۱ فاقبلوا الخ اس سے پہلے اندماج ہے۔ جب مشرکین عید منا کر واپس ٹھاکر دوارے میں آئے تو ٹھاکروں کو پاش پاش دیکھ کر آپس میں کہنے لگے یہ ناشائستہ حرکت کس نے کی ہے۔ انہی میں سے بعض نے شبہ ظاہر کیا کہ یہ کام ابراہیم ہی کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان معبودوں کو ہمیشہ برائی سے یاد کرتا ہے؟ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابراہیم! ہم تو ان ٹھاکروں کی پوجا پاٹ کرتے تھے تم نے یہ کیا حرکت کی کہ ان کو توڑ پھوڑ دیا۔ ثم قالوا بأجمعہم نحن نعبدھا وانت تکسرھا (مدارک ج ۴ ص۱۹) ف۴۲ قال اتعبدون الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے، جن ٹھاکروں کو اپنے ہاتھوں سے تراش کر بناتے ہو۔ اور جن کی شکل وصورت تمہاری تراش خراش اور تمہارے اوزاروں کی محتاج ہے پھر انہی کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ عبادت تو اپنے خالق کی کرنی چاہیئے۔ اور خالق سب کا (تمہارا اور تمہارے ٹھاکروں کا) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے ہر قسم کی عبادت کا مستحق بھی وہی ہے۔ ٹھاکروں کو تراشنے والے اگرچہ مشرکین ہیں، لیکن ان کے مادے کا خالق اللہ ہی ہے۔ اور ان کی اشکال واوضاع جو مشرکین کے فعل وقوت سے حاصل ہوئی ہیں۔ اس فعل و قوت کا خالق بھی اللہ ہی ہے فان جوھرھا بخلقہ وشکلھا وان کان بفعلہم ولذلک جعل من اعمالہم فباقدارہ ایاھم علیہ وخلقہ ما یتوقف فعلہم من الدواعی والعدد (بیضاوی) ف۴۳ قالوا ابنوا لہ الخ جب مشرکین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو سے لاجواب ہو گئے تو انہوں نے انتقام لینے اور عوام پر اثر ڈالنے کے لئے انہیں آگ میں جلانے کا فیصلہ کیا۔ لما قھرھم بالحجۃ قصدوا تعذیبہ بذلک لئلا یظھر للعامۃ عجزھم (روح ج ۲۳ ص۱۲۶) چنانچہ انہوں نے ایک سو بیس گز (ذراع) مربع چار دیواری بنائی جس کی بلندی تیس گز تھی (مدارک) اور اسے ایندھن سے بھر کر آگ لگا دی۔ جب آگ سلگ کر خوب انگارے بن گئے۔ اور آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بھڑکتی آگ میں پھینک دیا۔ وارادوا بہ کیداً الخ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس تدبیر سے ہلاک کرنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو ان کے لئے سرد کر کے اور ان کو آگ سے صحیح سلامت بچا کر مشرکین کو اس مقصد میں ناکام، خائب وخاسر اور عوام کے سامنے ذلیل ورسوا کر دیا۔ بلکہ یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سچائی پر ایک دلیل واضح اور برہان قاطع بن گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا اس وقت حسب ذیل کلمات ان کے ورد زبان تھے۔ حسبی اللہ ونعم الوکیل (قرطبی) اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود ایک مصیبت میں گرفتار ہوئے۔ اور اس میں اللہ کو پکارا اور اس کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کیا۔ اس لئے وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ ف۴۴ وقال انی الخ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی طرف سے انتہائی ضد وعناد کا مشاہدہ کر لیا اور ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اللہ نے آپ کو ملک شام اور بیت المقدس کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس ہجرت میں آپ کے ہمراہ صرف حضرت لوط اور حضرت بی بی سارہ تھے۔ الی ربی الی حیث امرنی (روح) ف۴۵ رب ھب لی الخ ملک شام میں پہنچنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ فبشرنٰہ الخ فرمایا ہم نے اسے ایک بلند حوصلہ فرزند کی خوشخبری دی۔ اس سے مراد حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام ہیں لیکن یہودی غلط بیانی اور تحریف سے کام لیتے ہوئے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔ علماء اسلام میں بھی دونوں قول موجود ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہی ذبیح ہیں۔ کیونکہ ہجرت کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ اور واقعہ ذبح ذکر کرنے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ہوئی تو اس سے معلوم ہوا حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ والاظھر ان المخاطب اسمٰعیل علیہ السلام لانہ الذی وھب لہ اثر الھجرۃ ولان البشارۃ باسحاق بعد معطوفۃ علی البشارۃ بھذا الغلام (بیضاوی) ف۴۶ فلما بلغ الخ جب بیٹا ذرا بڑا ہو کر کاموں میں والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اور سات آٹھ برس کا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ متواتر تین دن انہوں نے یہ خواب دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ چنانچہ بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے، کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ذبح کرنے کا حکم ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں۔ ف۴۷ قال یا ابت الخ چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے جواب میں عرض کیا: ابا جان! اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اس کی تعمیل فرمائیں۔ میری طرف سے کسی پس وپیش یا جزع فزع کا اظہار نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے۔ فلما اسلما الخ جب دونوں باپ بیٹا اللہ کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے اور حلیم باپ نے اپنے حلیم فرزند کو ذبح کرنے کی غرض سے پہلو کے بل زمین پر لٹا دیا تو اللہ کی طرف سے آواز آئی یا ابراھیم الخ اے ابراہیم! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہمارا مقصد اسمٰعیل کی جان لینا نہیں، بلکہ تیرے جذبۂ اطاعت وتسلیم کا امتحان مقصود ہے جسے تو نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ ای حصل المقصود من تلک الرؤیا حیث ظھر منہ کمال الطاعۃ والانقیاد لامر اللہ تعالیٰ۔ وکذلک الولد (خازن ج ۶ ص۲۹) یہ ندا حلق پر چھری چلانے سے پہلے ہی آئی۔ اخرج الامام احمد عن ابن عباس انہ علیہ السلام لما اخذ الشفرۃ واراد ان یذبحہ نودی من خلفہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا (روح ج ۲۳ ص۱۳۱) ذبح کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو پہلو کے بل لٹایا جس طرح عام طور پر جانور کو ذبح کرتے وقت لٹایا جاتا ہے۔ اس طرح لٹانے سے چونکہ جبین بھی زمین پر گر جاتی ہے۔ اس لئے تلہ للجبین فرمایا۔ یعنی اس کو جبین کے بل پچھاڑ دیا۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض (روح) جبین پیشانی کے اس حصے کو کہا جاتا ہے جو دائیں اور بائیں جانبوں میں واقع ہے۔ اور سامنے والے حصے کو جبھۃ کہا جاتا ہے۔ صرعہ علی شقہ فوقع جبینہ علی الارض وھو احد جانبی الجبھۃ (بیضاوی) تلہ للجبین۔ صرعہ علیہ ولکل انسان جبینان بینھما الجبھۃ (جلالین)۔

واقعہ ذبح کے سلسلہ میں بہت سی تفصیلات ذکر کی جاتی ہیں جو روایت ودرایت کے اعتبار سے ضعیف ہیں۔ مثلاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کا والد گرامی سے کہنا کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں۔ اور میرے ہاتھ پیر بھی رسی سے باندھ دیں اور مجھے پیشانی کے بل لٹا کر گردن کی طرف سے ذبح کریں۔ اسی طرح چھری کا بار بار تیز کرنا اور

بار بار حلق پر چلانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تفصیلات صحیح روایتوں سے ثابت نہیں ہیں۔ انا کذلک نجزی المحسنین ہم اپنے مخلص اور فرمانبردار بندوں کو ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو شدائد و بلیات سے نجات دیتے ہیں۔ ای نجزیھم بالخلاص من الشدائد فی الدنیا والاخرۃ (قرطبی ج ۱۵ ص۱۰۲) ۴۸ ان ھذا الخ یہ ایک ایسا ابتلاء و امتحان تھا کہ اس سے مخلص و غیر مخلص کا واضح طور سے امتیاز ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اخلاص و انقیاد ظاہر ہوا۔ وفدینٰہ الخ اسمٰعیل (علیہ السلام) کی جگہ ہم نے ایک عظیم الشان جانور بطور فدیہ دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ ندا سنی یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا تو سر اوپر اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السلام مینڈھا لیکر آرہے تھے۔ بیٹے کی جگہ اس کی قربانی دی۔ روی انہ لما سمع ابراھیم النداء نظر الی السماء فاذا ھو بجبریل ومعہ کبش املح اقرن وقال ھذا فداء لابنک فاذبحہ دونہ (مظہری ج ۸ ص۱۳۲) ۴۹ وترکنا علیہ الخ اس کی تفسیر گذر چکی ہے۔ ۵۰ وبشرنٰہ الخ سیاق و سباقِ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کرکے شام میں سکونت پذیر ہوئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے فرزند عطا کرنے کی دعا کی۔ اس دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ایک غلام حلیم کی ولادت کی خوشخبری دی۔ جب یہ غلامِ حلیم بڑا ہوا تو اس کو ذبح کرنے کا حکم آگیا۔ پھر جب واقعۂ ذبح گذر گیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے فرزند حضرت اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ قرآن کا یہ سیاق واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہی اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ بٰرکنا علیہ الخ ابراہیم و اسحاق پر ہم نے دین و دنیا کی برکتیں نازل کیں۔ ان کی نسل کو دنیا میں پھیلایا۔ انکی اولاد میں انبیاء اور سلاطین پیدا کئے۔ ومن ذریتہما الخ۔ لیکن ان کی ساری نسل ان کے دین پر قائم نہ رہی۔ کچھ تو ان کے مسلکِ ایمان و احسان پر رہے۔ اور کچھ ظلم و اسراف کی راہ پر گامزن ہوئے۔ بہرحال اخلاف کی بے راہ روی سے اسلاف پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ اور نہ نسب کو ہدایت و ضلالت میں کوئی دخل ہے۔ وفی ذلک تنبیہ علے ان النسب لا اثر لہ فی الھدی والضلال و ان الظلم فی اعقابھما لا یضرھما (مظہری ج ۸ ص۱۳۳) ۵۱ ولقد مننّا الخ یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی قوم کو فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی قوم کو فرعون کی غلامی سے نجات دی۔ اور پھر فرعون کے لشکر سے دریا میں معجزانہ راستے بنا کر ان کو بچایا۔ وہ تو خود مصائب میں خداوند تعالیٰ کے محتاج ہیں اس لئے شفیع غالب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ مَنَنّا میں احسان سے دینی اور دنیوی احسانات مراد ہیں انعمنا علیھما بالنبوۃ وغیرھا من المنافع الدینیۃ والدنیویۃ (روح ج ۲۳ ص۱۳۵) ۵۲ ونجینٰھما الخ یہ

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (۱۱۲) وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ
اور خوشخبری دی ۵۰ ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا نیک بختوں میں ف۱ اور برکت دی ہم نے اس پر
وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ
اور اسحٰق پر اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے ہیں اور بدکار بھی ہیں اپنے حق میں
مُبِیْنٌ (۱۱۳) وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۱۱۴) وَنَجَّیْنٰهُمَا
صریح ف۲ اور ہم نے احسان کیا ۵۱ موسٰی اور ہارون پر اور بچا دیا ہم نے ۵۲ ان کو
وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ (۱۱۵) وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا
اور ان کی قوم کو اس بڑی گھبراہٹ سے اور ان کی ہم نے مدد کی تو رہے
هُمُ الْغٰلِبِیْنَ (۱۱۶) وَاٰتَیْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِیْنَ (۱۱۷) وَ
وہی غالب اور ہم نے دی ان کو کتاب واضح اور
هَدَیْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۱۱۸) وَتَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی
سجھائی ان کو سیدھی راہ اور باقی رکھا ان پر
الْاٰخِرِیْنَ (۱۱۹) سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ (۱۲۰) اِنَّا كَذٰلِكَ
پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے موسٰی اور ہارون پر ہم یوں دیتے
نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (۱۲۱) اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۲۲) وَ
ہیں بدلہ نیکی کرنے والوں کو تحقیق وہ دونوں ہیں ہمارے ایمان دار بندوں میں
اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (۱۲۳) اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا
اور تحقیق الیاس ہے رسولوں میں ۵۳ جب اس نے کہا اپنی قوم کو کیا
تَتَّقُوْنَ (۱۲۴) اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ (۱۲۵)
تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ (۱۲۶) فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ
جو اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا ف۳ پھر اس کو جھٹلایا ۵۴ سو وہ

ع ۳

یہ تیسرا اور چوتھا قصہ ہے

۵ پانچواں قصہ ہے نفی شفاعت قہری کا

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوا کہ وہ پہلے خوشخبری اسمٰعیلؑ کی اور سارا قصہ ذبح کا انھیں پر تھا۔ یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے۔ اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ خبر تھی یعقوب کی بھی۔ سورۂ ہود میں ہو چکا۔ اور خبر ہے نبی ہونے کی۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں۔ ذبح کیونکر ہوگا۔ ف۲ یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو۔ دونوں سے بہت اولاد پھیلی۔ اسحاق کی اولاد میں نبی گذرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جن میں ہمارے پیغمبر ہوئے۔ ف۳ حضرت الیاس اولاد میں حضرت ہارون کے ہیں شہر بعلبک کی طرف ان کو اللہ نے بھیجا۔ وہ پوجتے تھے بت۔ اس کا نام بعل تھا۔ ۱۲

اور اس کا مابعد عطفِ خاص علی العام کے قبیل سے ہے کیونکہ ان آیتوں میں خاص انعامات کا ذکر ہے۔ یہ ایک دنیوی انعام تھا کہ اللہ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور ان کی قوم کو فرعون اور اس کی قوم کے مظالم سے نجات دی۔ ونصرنٰھم الخ یہ بھی اللہ کا ایک انعام ہے ہم نے ان کی مدد کی اور قومِ فرعون پر ان کو غلبہ عطا فرمایا۔ وآتینٰھما الکتاب المستبین الخ یہ دینی انعامات کا ذکر ہے۔ ہم نے ان کو ایک واضح اور مفصل کتاب (تورات) عطا فرمائی۔ اور اس کتاب کے ذریعے سے صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔ وترکنا علیھما الخ تا۔ من عبادنا المومنین۔ اس کی تفسیر گذر چکی۔ ۵۳ وان الیاس الخ یہ پانچواں قصہ ہے جو نفی شفاعتِ قہری پر دلالت کرتا ہے۔ قوم نے حضرت الیاس علیہ السلام کی تبلیغ توحید سے چڑ کر انہیں شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار کے ہاتھوں قتل اور رسوائی سے بچا لیا۔ اس لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ اتدعون بعلا الخ بعل قومِ الیاس ع کے معبود کا نام ہے جس کا انہوں نے بت بنا رکھا تھا اور اس کی عبادت کرتے اور اس سے حاجات مانگتے تھے۔ ھو علم لصنم لھم قالہ الضحاک والحسن وابن زید (بحر ج ۷ ص ۳۷۳) اتعبدونه وتطلبون الخیر (ابو السعود ج ۷ ص ۱۶۱) یہ بت سونے کا تھا جس کی لمبائی چوبیس گز تھی۔ چار سو خدام اس پر مقرر تھے شیطان اس بت کے اندر داخل ہو کر باتیں کرتا اور گمراہی کی تعلیم دیتا تھا اور اس کے مجاور اس گمراہی کی لوگوں کو تعلیم دیتے۔ فکان الشیطن یدخل فی جوف بعل ویتکلم بشریعۃ الضلالۃ والسدنۃ یحفظونھا ویعلمونھا الناس (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۱۵) حضرت الیاس علیہ السلام ان کو اس کی عبادت اور پکار سے روکتے اور فرماتے: کچھ عقل و ہوش سے کام لو یہ کیا بے عقلی ہے کہ بے بس اور عاجز بعل کو پکارتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ جو احسن الخالقین ہے اور تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا رب اور منعم ہے اس کی عبادت اور پکار سے اعراض کرتے ہو ۵۴ فکذبوہ الخ لیکن مشرکین نے حضرت الیاس علیہ السلام کو جھٹلایا اور ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل سے بچا لیا۔ اور جھٹلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ الا عباد اللہ المخلصین۔ یہ کذبوہ کی ضمیرِ فاعل سے استثناءِ متصل ہے۔ یعنی ان کی قوم کے مخلصین نے ان کو نہیں جھٹلایا۔ یا یہ محضرون سے استثناءِ منقطع ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ قومِ الیاس علیہ السلام جنہوں نے ان کو جھٹلایا، عذابِ جہنم میں حاضر کی جائے گی لیکن جو اللہ کے مخلص اور برگزیدہ بندے ہوتے ہیں وہ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ ۵۵ وان لوطا الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر چھٹا واقعہ ہے۔ لوط علیہ السلام اور ان کے متبعین کو ہم نے عذاب سے بچا لیا۔ البتہ ان کی بیوی کو معذبین میں شامل کر دیا۔ اور اس بدکردار قوم کا تختہ الٹ کر اسے نیست و نابود کر دیا۔ لوط علیہ السلام کو عذاب سے ہم نے بچایا اور وہ عذاب سے نجات میں ہمارے محتاج تھے۔ اس لئے وہ شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ وانکم لتمرون الخ یہ مشرکینِ عرب سے خطاب ہے کہ تم صبح و شام قومِ لوط کی تباہ شدہ بستی سے گذرتے ہو لیکن پھر بھی تمہیں عبرت نہیں

لَمُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ
آنے والے ہیں پکڑے ہوئے ۵۴ مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے اور باقی رکھا ہم نے اس پر
فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلۡ يَاسِيۡنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى
پچھلے لوگوں میں کہ سلام ہے الیاس پر ۱ ہم یوں دیتے ہیں بدلہ
الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ
نیکی کرنے والوں کو وہ ہے ہمارے ایمان دار بندوں میں اور تحقیق
لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذۡ نَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۳۴﴾
لوط ہے رسولوں میں سے ۵۵ جب بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے سارے گھر والوں کو
اِلَّا عَجُوۡزًا فِى الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ
مگر ایک بڑھیا کہ رہ گئی رہ جانے والوں میں پھر جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہم نے دوسروں کو اور
اِنَّكُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيۡلِؕ اَفَلَا
تم گزرتے ہو ان پر صبح کے وقت اور رات کو بھی پھر کیا نہیں
تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ يُوۡنُسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذۡ اَبَقَ
سمجھتے ۲ اور تحقیق یونس ہے رسولوں میں سے ۵۶ جب بھاگ کر
اِلَى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ ﴿۱۴۱﴾
پہنچا اس بھری کشتی پر پھر قرعہ ڈلوایا تو نکلا خطاوار ۳
فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ وَهُوَ مُلِيۡمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
پھر لقمہ کیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا پھر اگر نہ ہوتی یہ بات کہ وہ ۵۷
الۡمُسَبِّحِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۱۴۴﴾ النصف
یاد کرتا تھا پاک ذات کو تو رہتا اسی کے پیٹ میں جس دن تک کہ مُردے زندہ ہوں
فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ
پھر ڈال دیا ہم نے اس کو چٹیل میدان میں ۵۸ اور وہ بیمار تھا اور اگایا ہم نے اس پر

ع ۵ / ۳

النصف

۱ چھٹا قصہ ۳

۱۲ ساتواں قصہ ۱۲

مُوضِحِ قرآن ف ۱ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ جیسے طور سینا اور طور سینین۔ اور آلِ یاسین بھی پڑھا ہے تو کہا یاسین ان کے باپ کا نام ہے ف ۲ قومِ لوط کی بستیاں الٹی ہوئی نظر آتی تھیں شام کی راہ میں۔ ف ۳ کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے مالک سے بھاگا ہوا۔ ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا۔ ان کا نام نکلا۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی در دوزخ ۱۲

ہوتی اور تم سمجھتے نہیں ہو کہ بدکردار اور سرکش قوموں کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔ ۵۶ وان یونس الخ یہ نفئ شفاعتِ قہری کے لئے ساتواں قصہ ہے۔ یونس (علیہ السلام) کو مچھلی نے ہمارے حکم سے نگل لیا۔ یہ ایک تنبیہ تھا۔ انھوں نے ہمیں پکارا تو ہم نے ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اس لئے جو خود اس قدر محتاج و عاجز ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں ہوسکتا۔ اذ ابق الخ حضرت یونس علیہ السلام نے جب قوم پر تبلیغ حق سے حجت قائم کردی۔ اور قوم تکذیب و انکار پر اڑی رہی تو انہوں نے اللہ کے حکم سے اعلان فرمادیا کہ اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو تین دن تک تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا حضرت یونس علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس تھے اور تیسرے دن نزولِ عذاب کا بھی انھیں یقین تھا۔ اس لئے تیسرے دن اللہ کی طرف سے اجازت کے بغیر ہی بستی سے نکل کھڑے ہوئے انھیں یقین تھا کہ یہ قوم آج عذاب سے ہلاک ہوجائے گی لیکن قوم نے جب عذاب کے آثار دیکھے تو گڑگڑا کر توبہ کی اور ایمان لے آئے۔ تو اللہ نے ان سے عذاب ہٹا لیا۔ ادھر یونس علیہ السلام دوران سفر میں دریا عبور کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی ایک جگہ پہنچ کر رک گئی۔ ملاح نے کہا، مسافروں میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلا ہے۔ فساھم فکان من المدحضین۔ چنانچہ تمام مسافروں میں قرعہ اندازی کی گئی تو تین بار حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا۔ اس پر انھوں نے خود ہی دریا میں چھلانگ لگادی۔ تو اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نمودار ہوئی جس نے پانی میں گرنے سے پہلے ہی ان کو نگل لیا۔ اخرجہ احمد و غیرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (روح ج ۲۳ ص۱۴۳) وھو ملیم۔ اب حضرت یونس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ بلا اذن قوم کو چھوڑ آنے پر عتاب ہے۔ اس لئے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ ھو ملیم نفسہ (ابو السعود، روح) ۵۷ فلولا انہ الخ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اللہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوگئے۔ اور اپنی لغزش کا اعتراف کیا تو اللہ تعالے نے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔ جیسا کہ سورۂ انبیاء (ع ۶) میں ہے۔ فنادی فی الظلمٰت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ اگر یونس علیہ السلام اللہ کو نہ پکارتے اور اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف نہ ہوتے تو وہ قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے۔ ۵۸ فنبذناہ الخ ہم نے اس کو ایک میدان میں ڈال دیا جہاں کوئی سایہ دار درخت نہ تھا۔ اس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے نحیف اور مضمحل تھے تو ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت پیدا کردیا۔ جس میں وہ اپنے بدن کو لپیٹ کر مکھیوں سے محفوظ رہیں۔ یقطین ہر اس درخت کو کہتے ہیں جو بے ساق اور بیلدار ہو۔ کل شجرۃ لاتقوم علی ساق کالدباء والبطیخ والحنظل ونحو ذلک فھی عند العرب یقطین (ابن جریر) بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس سے مراد لوکی ہے۔ الجمھور علی انہ القرع وفائدتہ ان الذباب لایجتمع عندہ (مدارک) ۵۹ وارسلنٰہ الخ حضرت یونس علیہ السلام کو جس قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی۔ او بمعنی بل ہے۔ قال الفراء او بمعنی بل (قرطبی۔ مدارک) فاٰمنوا الخ قوم یونس علیہ السلام نے آثارِ عذاب دیکھ کر توبہ کرلی تھی۔ اور وہ حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے اللہ نے ان کو عذاب سے بچالیا۔ اور حین حیات میں انھیں دنیوی منافع سے متمتع ہونے کا موقع دیا۔ ۶۰ فاستفتھم الخ یہ فاستفتھم اھم اشد خلقًا والے زجر کا اعادہ ہے برائے تنویر اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے۔ یہاں سے لے کر الا من ھو صال الجحیم تک فرشتوں اور جنوں کے حال کا اعادہ ہے بطور لف و نشر مرتب۔

شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ

ایک درخت بیل والا اور بھیجا اسکو ۵۹ لاکھ آدمیوں پر یا

يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ

اس سے زیادہ پھر وہ یقین لائے پھر ہم نے فائدہ اٹھانے دیا ان کو ایک وقت تک اب ان سے

اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا

پوچھ ۶۰ کیا تیرے رب کے یہاں بیٹیاں ہیں اور ان کے یہاں بیٹے یا ہم نے بنایا ۶۱

الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ

فرشتوں کو عورت اور وہ دیکھتے تھے سنتا ہے وہ اپنا

اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

جھوٹ بنایا کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی اور وہ بے شک جھوٹے ہیں

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے کیا ہو گیا ہے تم کو کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

انصاف کرتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو یا تمہارے پاس کوئی سند ہے

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ

کھلی تو لاؤ اپنی کتاب اگر ہو تم سچے اور

جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

ٹھہرایا ہے انہوں نے ۶۲ خدا میں اور جنوں میں ناتا اور جنوں کو تو معلوم ہے ۶۳ کہ

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

تحقیق وہ پکڑے ہوئے آئیں گے وہ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

مگر جو بندے ہیں اللہ کے چنے ہوئے ۶۴ سو تم اور جن کو تم پوجتے ہو ۶۵

ف ا اعادہ زجر فاستفتہم اھم اشد خلقا الخ برائے تنویر و اعادہ حال ملائکہ وجنات بطریق لف ونشر مرتب

ف ا اعادہ وحال جنات

فائدہ الرحمٰن ف ا یعنی برائے حساب و عذاب ۱۲ ف ۲ یعنی بیان مخلصان موافق واقعہ است ۱۲

مشرکین فرشتوں کو تو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور ان کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے لیکن اپنے لئے بیٹے پسند کرتے تھے۔ یہاں بطور زجر اس دعویٰ باطلہ پر ان سے دلیل طلب کی گئی۔ یہ دعویٰ چونکہ خلاف عقل اور سراسر باطل ہے اس لئے اس پر کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ فاستخبر هؤلاء الكفرة عن وجه كون البنات وهن اوضع الجنسين له تعالىٰ بزعمهم والبنين الذين هم ارفعهما لهم فانهم لا يستطيعون ان يثبتوا له وجها لانه في غاية البطلان لا يقوله من له ادنى شيء من العقل (روح ج ۲۳ ص ۱۴۹) ۶۱؎ ام خلقنا الخ کیا فرشتوں کو ہم نے ان کے سامنے مؤنث پیدا کیا ہے کہ وہ ان کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں؟ الا انهم الخ اصل بات یہ ہے کہ اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اللہ کی طرف ولد کی نسبت کر کے اس کی ذاتِ پاک پر محض افترار کرتے ہیں۔ اور وہ اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں۔ اصطفى البنات الخ کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹوں کے بجائے بیٹیوں کو منتخب کیا ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیسا بیہودہ حکم لگا رہے ہو؟ کیا تم سوچ سے ذرا کام نہیں لیتے؟ ام لكم سلطن الخ یا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل بھی موجود ہے۔ تو لاؤ اگر تم سچے ہو تو وہ دلیل ہی پیش کرو۔ ۶۲؎ وجعلوا الخ یہ جنوں کے حال کا اعادہ ہے۔ بعض مشرکین نے اللہ تعالیٰ اور جنات کے درمیان بھی (عیاذاً باللہ) رشتہ قائم کر رکھا تھا ان کے خیال میں فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور ان کی مائیں شاہانِ جنات کی شہزادیاں ہیں۔ قال مجاهد والسدي ومقاتل ايضا القائل بذلك كنانة وخزاعة قالوا ان الله خطب الى سادات الجن فزوجوه من سروات بناتهم فالملائكة بنات الله من سروات بنات الجن (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۵) یا نسب سے مراد مناسبت ہے یعنی انہوں نے شیاطین کو اللہ کی عبادت میں شریک کر لیا۔ اور ان کو شفیعِ غالب سمجھنے لگے۔ او اريد جعلوا بينه سبحانه وبينهم مناسبة حيث اشركوهم به تعالىٰ في استحقاق العبادة (روح ج ۲۳ ص ۱۵۱) ۶۳؎ ولقد علمت الخ حالانکہ شیاطین کو یقین ہے کہ وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں تو بتائیے پھر ان شیاطین کا اللہ تعالیٰ سے کیا رشتہ ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح شفیعِ غالب ہو سکتے ہیں سبحٰن الله عما يصفون مشرکین جو کچھ کہتے ہیں یعنی فرشتوں اور جنوں کا خدا سے نسبی تعلق ہونا اور فرشتوں اور جنوں کا خدا کے یہاں شفیعِ غالب ہونا اللہ تعالیٰ ان افترارات سے پاک ہے۔ لہٰذا اللہ کو پکارنے میں ان شرکیوں سے پاک سمجھو۔ الا عباد الله المخلصين۔ یہ محضرون سے استثنارِ منقطع ہے۔ کما مر تفسیرہ فی (ص ۵۳) ۶۴؎ فانكم الخ خطاب مشرکین سے ہے۔ اے مشرکین! تم اور تمہارے معبود از جنسِ جنات و شیاطین اپنے مکر و فریب سے اللہ کے مقابلے میں کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ البتہ جس کا علمِ الٰہی میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے وہی تمہارے دامِ فریب میں آئے گا۔ لعلمه تعالىٰ بانه يصبر على الكفر بسوء اختياره ويصير من اهل النار لا محالة (ابو السعود ج ۷ ص ۱۶۷) ۶۵؎ ومامنا الخ یہاں سے لنحن المسبحون

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿١٦٢﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ
کسی کو اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے مگر اسی کو جو پہنچنے والا ہے
الْجَحِيْمِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿١٦٤﴾ وَّ
دوزخ میں ف۱ اور ہم میں جو ہے ۶۵؎ ہے اس کا ایک ٹھکانا ہے مقرر ف۲ اور
اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿١٦٥﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿١٦٦﴾
ہم ہیں صف باندھنے والے ف۳ اور ہم ہی ہیں پاکی بیان کرنے والے
وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ
اور یہ تو کہا کرتے تھے ۶۶؎ اگر ہمارے پاس ہوتا کچھ احوال ہوتا
الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوْا
پہلے لوگوں کا تو ہم ہوتے بندے اللہ کے چنے ہوئے ف۴ سو اس سے منکر
بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا
ہو گئے اب آگے جان لیں گے اور پہلے ہو چکا ۶۷؎ ہمارا حکم
لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾
اپنے بندوں کے حق میں جو کہ رسول ہیں بے شک انہی کو مدد دی جاتی ہے
وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى
اور ہمارا لشکر جو ہے بے شک وہی غالب ہے سو تو ان سے پھر آ ایک
حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا
وقت تک اور ان کو دیکھتا رہ کہ وہ آگے دیکھ لیں گے کیا ہماری آفت کو
يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ
جلد مانگتے ہیں ۶۸؎ پھر جب اترے گی ان کے میدان میں تو بری صبح ہوگی
الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّاَبْصِرْ
ڈرائے ہوؤں کی ف۶ پھر آ ان سے ایک وقت تک اور دیکھتا رہ

۱۔ اعادہ حال ملائکہ دوسری بار ۲
۲۔ شکویٰ مع تخویف ۳
۳۔ بشارت دنیوی ۴
۴۔ زجر مع تخویف دنیوی و تسلیہ ۵

موضح قرآن ف۱ یعنی تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کر سکتے۔ گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھ دیا ۱۲ منہ ف۲ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائی ہیں آدمیوں کی زبان سے۔ ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد ہے اس سے آگے بڑھنا نہیں۔ یہ اس پر فرمایا کہ کافر کہتے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی بیٹیوں سے پیدا ہوئیں۔ سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں ۱۲ منہ ف۳ یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ۱۲ منہ ف۴ یہاں تک ہو چکا فرشتوں کا کلام ۱۲ منہ ف۵ عرب لوگ بنیاد کا نام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے۔ اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے ۱۲ منہ ف۶ یہ ہوا فتحِ مکہ کے دن۔ ۱۲ منہ رح

تک فرشتوں کے حال کا دوسری بار اعادہ ہے۔ فرشتے خود اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا اللہ کی بارگاہ میں ایک معین مقام ہے جس سے وہ ذرا آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ ہم سب اللہ کے سامنے صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اس کی عبادت میں مصروف یا اس کے احکام کے منتظر۔ اور ہم اللہ کی تنزیہہ و تقدیس کرتے اور مشرکین کے شرک سے اللہ تعالیٰ کی برتری اور اس کی تنزیہہ کا اعلان کرتے ہیں۔ فرشتے خود اعلان کر رہے ہیں کہ وہ نہ معبود ہیں، نہ خدا کی بیٹیاں اور نہ اس کی بارگاہ میں شفیع غالب والمراد انھم یخبرون انھم یعبدون اللہ بالتسبیح والصلوٰۃ ولیسو معبودین ولا بنات اللہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۳۸) ۶۶ وان کانوا الخ یہ شکوی مع تخویف دنیوی ہے۔ نزول قرآن سے پہلے مشرکین قریش کہا کرتے تھے کہ جس طرح پہلے لوگوں (یہود و نصاری) پر کتابیں اتریں۔ اگر اس طرح کی کوئی کتاب ہم پر نازل ہوتی تو ہم اللہ کے برگزیدہ بندے ہوتے۔ اور خالص اس کی عبادت کرتے۔ جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آخری کتاب (قرآن) آگئی تو فوراً اس کا انکار کر دیا۔ اس کفر و انکار کا انجام عنقریب ہی دیکھ لیں گے۔ ۶۷ ولقد سبقت الخ یہ بشارت دنیوی ہے۔ ہمارا فیصلہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں صادر ہو چکا ہے کہ آخر الامر وہ اور ان کے متبعین غالب و منصور اور ان کے دشمن مغلوب و مقہور رہیں گے۔ فتول عنھم الخ یہ مشرکین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ کچھ دیر تک آپ ان سے تعرض نہ فرمائیں اور دیکھیں ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ اس وقت وہ خود بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے حین سے جنگ بدر تک کا وقفہ اور انجام سے جنگ بدر میں ان کا قتل اور قید ہونا مراد ہے۔ الی حین۔ المراد الی یوم بدر (کبیر) فسوف یبصرونھا ومایحل بھم من العذاب والاسر والقتل (بحر ج ۷ ص ۳۸۰) ۶۸ افبعذابنا الخ یہ کیسے نادان ہیں کہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ جس دن ہمارا عذاب ان پر آنازل ہوگا وہ دن ان کے لئے بہت برا دن ہوگا۔ وتول عنھم الخ اچھا آپ فی الحال ان سے تعرض نہ فرمائیں اور انتظار فرمائیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اپنا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ ۶۹ سبحٰن ربك الخ یہ سورت کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جو آپ کا مربی ہے۔ اور جس کے ہاتھ میں عزت و غلبہ ہے، مشرکین کے شرک و افترار سے پاک ہے۔ وسلام علی المرسلین انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالے کے نہایت برگزیدہ اور عاجز بندے ہیں۔ وہ خدائی اختیارات میں اس کے بالکل شریک نہیں۔ بلکہ مصائب و بلیات میں وہی ان کو نجات اور سلامتی عطا فرماتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ صفات کارسازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔ ان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت اسی کی بجا لاؤ۔ اور مصائب و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
اب آگے دیکھ لیں گے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ پروردگار عزت والا پاک
يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ ع
رب ہے سارے جہان کا ۶۹

۵ ع ۹

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ
۱ سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ
قسم ہے اس قرآن سمجھانے والے کی ۱ بلکہ جو لوگ منکر ہیں
عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ
غرور میں ہیں اور مقابلہ میں بہت غارت کر دیں ہم نے ان سے پہلے جماعتیں ۲
فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْا اَنْ جَآءَهُمْ
پھر لگے پکارنے اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا ۳ اور تعجب کرنے لگے اس بات پر کہ آیا
مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾
ان کے پاس ایک ڈر سنانے والا انہی میں سے اور کہنے لگے منکر یہ ۴ جادوگر ہے جھوٹا
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ
کیا اس نے کر دی اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی ۵ یہ بھی ہے ایک بڑے
عُجَابٌ ﴿۵﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا
تعجب کی بات اور چل کھڑے ہوئے کئی پنچ ان میں سے کہ چلو اور

۱- سورت کا خلاصہ ۱۲
۲- صفات کارسازی ۱۲
۳- تمہید مع ترغیب ۱۲
۴- تخویف دنیوی ۱۲
۵- شکوی ۱۲

موضح قرآن ف ۱ شاید پہلا وعدہ دنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا۔ ۱۲ منہ رح

سورۂ صٰفّٰت میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱- وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ــــ تا ــــ وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ○ (ع ۱) نفیِ شفاعتِ قہری از ملائکہ
۲- وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ○ ــــ تا ــــ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ○ (ع ۱) نفیِ شفاعت از شیاطین
۳- اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ــــ تا ــــ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ○ (ع ۱) نفیِ شفاعت از رہنمایانِ سوء وذکرِ انجام بدِ تابعان ومتبوعان
۴- سات پیغمبروں کے قصے برائے نفیِ شفاعتِ قہری۔
۵- سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ــــ تا ــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (ع ۵) نفیِ شرک ہمہ اقسام

(بحمد اللہ تعالیٰ آج بتاریخ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۹ھ، مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء، بروز اتوار صبح ۱۱ بجے مسجد بڑا ناقلعہ، راولپنڈی میں سورۃ الصافّات کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ ربّ العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الرّسل وخاتم النّبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وعلیٰ سائر عباد اللہ الصّالحین۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ صٓ

ربط سورۂ صافات میں بتایا گیا کہ جن کو مشرکین کارساز اور خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں وہ تو خود عاجز ہیں اور اپنے عجز کا خدا کے سامنے اظہار کر رہے ہیں اور حاجات میں خدا کو پکار رہے ہیں، بھلا وہ خود کس طرح کارساز اور شفیع غالب ہو سکتے ہیں۔ اب سورۂ صٓ میں بطور ترقی مذکور ہوگا کہ مشرکین جن بندگانِ خدا کو شفیعِ غالب سمجھتے ہیں وہ اپنی عاجزی اور بیچارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، اس لئے وہ کسی طرح بھی کارساز اور شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تخویف، زجر، شکوٰی۔ دعوٰی پر پانچ نقلی دلیلیں۔ ایک عقلی دلیل اور ایک دلیل وحی۔ آخر میں فرشتوں اور جنات کے عجز کا بیان۔

تفصیلی خلاصہ

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ۔ تا ۔ فِیْ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ تمہید مع ترغیب۔ یہ قرآن سراپا نصیحت ہے اسے مانو۔ عناد و استکبار کی وجہ سے اس سے اعراض نہ کرو۔ کم اھلکنا الخ تخویفِ دنیوی۔ ان سے پہلے منکرین کو ہم نے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ و عجبوا ان جآءھم الخ یہ شکوٰی ہے۔ مشرکین کو تعجب ہے کہ ایک بشر کو نبی بنایا گیا، اس لئے وہ نبی نہیں بلکہ جادوگر ہے۔ اور مسئلہ توحید کا ایک نیا ڈھونگ رچائے ہوئے ہے۔ ام عندھم خزآئن ربک الخ یہ زجر ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام خزانوں کا مالک اور زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اسے معلوم ہے کون نبوت کا مستحق ہے۔ کذبت قبلھم الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ ان سے پہلے بڑی بڑی طاقتور قومیں انکارِ حق کے جرم میں تہس نہس کر دی گئیں۔ یہ مشرکین بھی اسی طرح کے انجام کے منتظر ہیں۔ وقالوا ربنا عجل لنا الخ (ع ۲) یہ شکوٰی ہے۔ یہ معاندین کس قدر بے باک ہیں کہ آخرت کا عذاب دنیا ہی میں مانگتے ہیں۔ اصبر علی مایقولون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔

واذکر عبدنا داؤد الخ یہ پہلی نقلی دلیل ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کیسے عظیم المرتبت پیغمبر تھے۔ دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ مگر اس کے باوجود ایک لغزش پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی۔ جس پر انھوں نے انتہائی عاجزی اور زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔ اس لئے وہ کارساز اور شفیع غالب ہرگز نہیں ہو سکتے۔

وماخلقنا السمآء الخ (ع ۳) یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور یہ ساری کائنات یونہی بیکار نہیں پیدا کی گئی۔ بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرتِ کاملہ کی دلیل ہے۔ فویلٌ للذین کفروا من النار۔ تخویفِ اخروی۔ ام نجعل الذین اٰمنوا الخ یہ زجر ہے۔

کتٰب انزلنٰہ الیک الخ یہ دلیلِ وحی ہے۔ یہ سراپا برکت کتاب (قرآن) جس میں مسئلہ توحید اور دوسرے احکام کھول کر بیان کئے گئے ہیں، ہم نے اس لئے نازل کی ہے کہ سمجھنے والے اس میں غور کر سکیں۔ اور اسے سمجھیں۔

ووھبنا لداؤد سلیمٰن ۔ تا ۔ لزلفٰی وحسن مٰاٰب (ع ۳) دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے مرتبے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ وہ بھی ایک ابتلاء میں گرفتار ہو گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ و زاری کی تو اس ابتلاء سے نجات پائی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

واذکر عبدنا ایوب الخ (ع ۴) تیسری نقلی دلیل۔ حضرت ایوب علیہ السلام سخت جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ آخر اپنے مولائے مہربان کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کی تو اس نے محض اپنی رحمت سے انہیں شفائے کامل عطا فرمائی۔ جو خود ایسی تکلیفوں میں مبتلا ہوں اور مصائب سے اپنی حفاظت نہ کر سکیں۔ بھلا وہ کس طرح شفیعِ غالب و کارساز ہو سکتے ہیں

واذکر عبادنا ابراھیم الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہمارے مخلص اور برگزیدہ بندے تھے اور ہمیشہ آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تھے اس لئے وہ نہ کارساز ہو سکتے ہیں، نہ شفیعِ غالب۔

واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ حضرت اسمٰعیل، الیسع اور ذوالکفل علیہم السلام سب نیکوکار اور ہمارے فرمانبردار بندے تھے، وہ کارساز اور شفیع غالب نہ تھے۔

وان للمتقین لحسن مٰاٰب ۔ تا ۔ مالہ من نفاد۔ بشارتِ اخروی ہے۔ وان للطٰغین لشر مٰاٰب ۔ تا ۔ ان ذٰلک لحق تخاصم اھل النار ۔ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ قل انما انا منذر ۔ تا ۔ انتم عنہ معرضون (ع ۵) دلائل عقلیہ و نقلیہ کے بعد دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا تو یہ حال ہے کہ بطورِ امتحان و ابتلاء خود مصائب و بلیات میں ماخوذ ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی کر رہے ہیں اس لئے خدائے واحد و قہار اور مولائے عزیز و غفار کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں۔

ما کان لی من علم ۔ تا ۔ انما انا نذیر مبین۔ یہ سوالِ مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے تھے اگر تم سچے پیغمبر ہو تو ہمیں آئندہ حوادث کی قبل از وقوع اطلاع دو۔ نیز بتاؤ جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ کب آئے گا۔ فرمایا جواب دو کہ مجھے کچھ علم نہیں کہ ملأ اعلیٰ میں آئندہ حوادث کے بارے میں کیا طے ہو رہا ہے۔ مجھے تو جو چیز بتائی جاتی ہے وہ وحی کے ذریعے سے بتائی جاتی ہے۔ اور وحی کا تعلق بھی اکثر انہی امور سے ہوتا ہے جن کی دین و شریعت میں ضرورت ہو۔

اذ قال ربک للملٰئکۃ ۔ تا ۔ فسجد الملٰئکۃ کلھم اجمعون۔ ان آیتوں میں فرشتوں کا حال مذکور ہے کہ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فرمانبردار بندے ہیں اور اس کے سامنے دم نہیں مار سکتے۔ اس لئے وہ بھی کسی طرح شفیعِ غالب نہیں ہو سکتے۔ الا ابلیس ط استکبر وکان من الکٰفرین ۔ تا ۔ وممن تبعک منھم اجمعین۔

جنات کا یہ حال ہے کہ ان کے جد اعلیٰ کو حکم خداوندی سے بغاوت کی بنا پر ملعون و مردود کر دیا گیا اور اس کو اور اس کی ذریت کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔ اس لئے ایسی ملعون ذُطرو د جماعت بھی عند اللہ شفیع غالب نہیں ہو سکتی۔ قل ما اسئلکم — تا۔ آخر سورت، میں اس ناصحانہ تبلیغ اور ان واضح بیانات کا تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف سے اپنے دل سے باتیں بناتا ہوں۔ بلکہ اللہ کی وحی تم کو سناتا ہوں۔ اب تم نہیں مانتے قیامت کے دن غیر اللہ کو کارساز اور شفیع غالب سمجھنے کا انجام بدخود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۲ ص والقران — تا۔ وشقاق یہ تمہید مع ترغیب ہے والقرآن الخ قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای ما بقی موضع شبہۃ یعنی یہ پند و نصیحت سے لبریز قرآن اس پر شاہد ہے کہ مسئلہ توحید میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کفار کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں کہ مسئلہ میں کوئی شبہ باقی ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ کفار و مشرکین کبر و غرور اور عناد و عداوت میں پڑے ہیں۔ اس لئے انکار و جحود پر کمربستہ ہیں اور ان کے غرور و استکبار کا سبب دنیوی سامان عیش کی فراوانی ہے۔ بل متعت هٰؤلاء وآباءهم حتی نسوا الذکر وکانوا قوم بورا (الفرقان ۲۶) جب سورۂ صافات میں بیان ہو چکا کہ تمام انبیاء علیہم السلام فرشتے اور جن سب اللہ کی بارگاہ میں عاجز ہیں اور سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ خدا کے یہاں شفیع غالب نہیں ہیں اور اس توضیح و تفصیل سے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ لیکن اس کے باوجود کفار غرور و عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔ بعض مفسرین نے انک لمن المرسلین (بیشک تو البتہ رسولوں میں سے ہے) بعض نے ما الامر کما قال کفار مکۃ من تعدد الآلهۃ (بات یوں نہیں جس طرح کفار مکہ کہتے ہیں کہ معبود ایک سے زیادہ ہیں) بعض نے ما الامر کما یقولون انک ساحر کذاب (بات یوں نہیں جس طرح مشرکین کہتے ہیں کہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے) وغیرہ جواب قسم مقدر مانا ہے (روح۔ قرطبی۔ جلالین) اس ذکر و نصیحت والے قرآن کو تو ماننا چاہیئے تھا لیکن کفار ضد میں آ کر اس کا انکار کر بیٹھے ۳ ص کم اهلکنا الخ یہ تخویف دنیوی ہے لات یہ لا مشبہ بلیس ہے۔ تائے تانیث تاکید کیلئے زیادہ کی گئی ہے حین مناص اس کی خبر ہے مناص۔ خلاص هی لا المشبهۃ بلیس عند سیبویہ زیدت علیها تاء التانیث للتاکید معناها وهو النفی (روح ج ۲۳ ص ۱۶۳) ای لیس الحین حین مناص (بیضاوی) ان سے پہلے ہم نے کئی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ جب ہمارا عذاب آ پہنچا تو پکارنے لگے۔ حالانکہ یہ وقت عذاب سے بچنے اور خلاصی پانے کا نہیں ہوتا مشرکین مکہ بھی ایسے عذاب کے لئے تیار ہیں یعنی انهم یهلکون کما هلك من قبلهم (مظہری ج ۸ ص ۱۵۴) ۴ ص وعجبوا الخ یہ زجر ہے یہاں سے بل هم فی شك من ذکری تک کفار مکہ کے استکبار و عناد کا ذکر ہے منہ رح

اصْبِرُوا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا

جمے رہو اپنے معبودوں پر بے شک اس بات میں کوئی غرض ہے یہ نہیں سنا ہم

بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ﴿۷﴾

نے اس ف۱ پچھلے دین میں ف۲ اور کچھ نہیں یہ بات بنائی ہوئی ہے ف۱

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ

کیا اسی پر ف۲ اتری نصیحت ہم سب میں سے کوئی ف۲ نہیں ان کو دھوکا ہے

مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿۸﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ

میری نصیحت میں کوئی نہیں ابھی انہوں نے چکھی نہیں میری مار کیا ان کے پاس ہیں ف۳

خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ﴿۹﴾ اَمْ لَهُمْ

خزانے تیرے رب کی مہربانی کے جو کہ زبردست ہے بخشنے والا ف۳ یا ان کی

مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا

حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے تو ان کو چاہیئے کہ چڑھ

فِی الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ

جائیں رسیاں تان کر ف۴ ایک لشکر یہ بھی وہاں تباہ ہوا ان سب ف۴

الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ

لشکروں میں ف۵ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم ف۵ اور عاد اور فرعون

ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ

میخوں والا ف۶ اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ کے لوگ

اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

وہ بڑی بڑی فوجیں یہ جتنے تھے سب نے یہی کیا کہ جھٹلایا رسولوں کو پھر ثابت

عِقَابِ ﴿۱۴﴾ ع ۱ ۱۰ وَ مَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا

ہوئی میری طرف سے سزا اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کی جو بیچ میں

۱ زجر برائے مشرکین ۱۲

۲ تخویف دنیوی ۱۲

موضح قرآن ف۱ پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنتے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے۔ ف۲ وہ جو کہتے تھے کہ ہم پر کیوں نہ اترا ف۳ یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو ان میں ایک یہ بھی برباد ہوں ف۴ وہ ظالم آدمی جو میخا کر کر مارتا تھا اس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ لشکر کے گھوڑوں کی میخیں رکھتا تھا سونے اور روپے کی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی قرآن کہ آخر ما آمد او را یافتیم ۱۲ ف۲ یعنی بریسماں ہم آویختہ ہم نمی توانند کہ بآسمان روند فکیف پادشاہی ۱۲ ف۳ یعنی از جنس گروہہا کہ بانبیاء مخالفت کردند ۱۲ ف۴ یعنی بچہار میخ بستہ تعذیب می کردند ۱۲

منھم انہیں اس پر بھی حیرت اور تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر کو رسول بنا کر ان کی طرف بھیج دیا گیا ہے۔ (منہم) منھم) رسول لبشر من انفسھم (جامع البیان ص۳۸۹) ۵ وقال الکفرون الخ یہ شکوی ہے کفار کے عناد کا۔ کافروں نے کہا یہ تو کوئی جادوگر ہے۔ اس کے ہاتھ پر جادوگروں کی طرح شعبدے ظاہر ہوتے ہیں اور وحی و نبوت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔ خدا پر جھوٹ باندھتا ہے۔ (العیاذ باللہ) معجزات کو جادو کے شعبدات قرار دینا اور ایک ایسے راست گو انسان کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا جس نے ساری زندگی میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ سراسر ضد وعناد پر مبنی ہے ۶ اجعل الخ تمام معبودوں کی الوہیت کی یکسر نفی کر کے اس نے الوہیت کو صرف ایک ذات پاک کے ساتھ مختص قرار دے دیا ہے اور کہتا ہے کہ ایک خدا کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں اور نہ ہی کوئی کارساز ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔ یہ بات تو نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب افزا ہے۔ عجاب صیغہ مبالغہ ہے۔ والعجاب الذی قد تجاوز حد العجب (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۰) جن لوگوں نے خدا کے علاوہ سینکڑوں ہزاروں معبود اور کارساز بنا رکھے ہوں ان کے لئے مسئلہ توحید واقعی نہایت ہی تعجب انگیز ہے ۷ وانطلق الخ ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط۔ عاص بن وائل وغیرہ صنادید قریش کا ایک وفد ابوطالب کے پاس آیا تاکہ وہ اپنے بھتیجے کو ان کے معبودانِ باطلہ کی توہین سے روکیں یعنی وہ ہمارے معبودوں کے بارے میں یہ نہ کہا کرے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ابوطالب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر کہا کہ میرے بھتیجے یہ اشراف قریش اس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ان سے صرف ایک بات مان لینے کا مطالبہ کرتا ہوں، اگر یہ اس کو مان لیں تو سارا عرب ان کا مطیع ہو جائے ابوجہل فوراً بول اٹھا ایسی تو ہم دس باتیں بھی ماننے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ ایک بات یہ ہے لا الہ الا اللہ یہ سن کر بول اٹھے اجعل الالھۃ الھا واحدا! اور اٹھ کر چلدیئے اور آپس میں کہنے لگے چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر قائم رہو۔ ان آیتوں میں اسی طرف اشارہ ہے (روح، قرطبی، خازن، معالم) ۸ ان ھذا الخ یہ بھی کافروں ہی کا مقولہ ہے۔ اسے چھوڑ دو یہ تمہاری کوئی بات نہیں مانے گا۔ یہ ریاست اور بڑائی چیز ہی ایسی ہے جس کی ہر شخص کو تمنا ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بھی اسی آرزو کی تکمیل کے لئے توحید وغیرہ کا نعرہ بلند کر رہا ہے ان ھذا الذی یدعیہ محمد من التوحید او الذی یقصد من الریاسۃ والترفع علی العرب والعجم لشیئ یتمنی او یریدہ کل احد (مظہری ج ۸ ص۱۵۶) ۹ ماسمعنا الخ ھذا سے مسئلہ توحید کی طرف اشارہ ہے اور الملۃ الآخرۃ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین یا آباء واجداد کا دین مراد ہے۔ ہم نے آج تک یہ مسئلہ توحید نہ تو دین عیسوی کے عالموں سے سنا ہے بلکہ اس کے برعکس تمام پوپ اور پادری تثلیث کے قائل ہیں اور نہ اپنے باپ دادا ہی سے ہم نے مسئلہ توحید سنا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ مسئلہ توحید خدا کی طرف سے نہیں بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے۔ فی ملۃ عیسٰی التی ھی آخر الملل لان النصاری مثلثۃ غیر موحدۃ او فی ملۃ قریش التی ادرکنا علیھا اباءنا (مدارک ج ۴ ص۲۷) ۱۰ ءانزل الخ یہ بھی ان کے بغض وحسد اور عناد پر مبنی ہے۔ کیا ہم سب میں سے یہی اس لائق تھا کہ اس کو نبوت دی جاتی اور اس پر قرآن نازل کیا جاتا۔ ہم ایسے اشراف اور عظماء میں سے کوئی بھی اس مرتبے کے لائق نہ تھا؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا انکار محض حسد اور عناد کی وجہ سے تھا۔ وامثال ھذہ المقالات الباطلۃ دلیل علی ان مناط تکذیبھم لیس الا الحسد و قصر النظر علی حطام الدنیا (روح ج ۲۳ ص۱۶۸) ۱۱ بل ھم الخ یہ ماقبل مذکورہ امور سے اضراب ہے یعنی ان کی تکذیب کے اصل وجوہ وہ نہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ وہ تو محض تکذیب کے لئے جھوٹے بہانے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ وہ اس قرآن ہی کے بارے میں شک میں سرگرداں ہیں جو دلائل توحید سے لبریز ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی اسے جادو کہتے ہیں اور کبھی شعر سے تعبیر کرتے ہیں۔ (روح) بل لما یذوقوا عذاب یہ دونوں سے اضراب ہے یعنی ان کو نہ حسد مانع ہے نہ شک، بلکہ ابھی تک انھوں نے میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ جب عذاب کا مزہ چکھ لیں گے تو نہ حسد رہے گا نہ شک بلکہ پورا پورا یقین آجائے گا۔ لیکن بے سود ای لم یذوقوا عذابی بعد فاذا ذاقوہ زال عنھم ما بھم من الحسد والشک حینئذ (روح) ۱۲ ام عندھم الخ یہ مشرکین کے قول ءانزل علیہ الذکر الخ کا جواب ہے یہ لوگ ایسے بلند بانگ دعوے کرتے اور اپنے سے بڑا کسی کو نہیں سمجھتے کیا اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے قبضہ میں ہیں اور کیا اللہ کی رحمت کی تقسیم ان کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے مستحق سمجھیں اسے نبوت عطا کریں۔ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے ۱۳ ام لھم الخ یا زمین وآسمان کی حکومت ان کے قبضہ میں ہے جس کی وجہ سے وہ خدا کے کاموں میں دخل دیتے ہیں۔ تو پھر تمام ممکنہ اسباب کو بروئے کار لا کر ساری کائنات کا نظم ونسق چلائیں اور جسے چاہیں نبوت کے مقام پر فائز کر کے اس پر وحی نازل کریں یہ مشرکین کی خرافات پر تہکم واستہزاء ہے۔ نہ تو اللہ کی رحمت کے خزانے ان کے ہاتھ میں ہیں۔ نہ زمین وآسمان کی حکومت ان کے قبضے میں لیکن باتیں ایسی تعلی سے کرتے ہیں گویا سب کچھ ان کے اختیار میں ہے وایا ماکان فقی امرھم بذلک تھکم بھم لا یخفی (روح جلد ۲۳ ص۱۶۹) یا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کا کوئی اختیار چل سکتا ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جائیں اور وحی کو روک لیں ای فلیصعدوا الی السموات ولیمنعوا الملائکۃ من انزال الوحی علی محمد (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۳) ۱۴ جند ما الخ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور مشرکین مکہ کے منہزم ومغلوب ہونے کی پیشگوئی ہے یہ مشرکین کا ایک نہایت ہی حقیر سا لشکر ہے جو عنقریب مغلوب ومقہور ہونے والا ہے۔ یہ بھی ان جماعتوں میں سے ایک ہے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے خلاف نبرد آزمائی کی اور آخر ذلیل ورسوا ہوئے یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا اور ھنالک سے مشرکین کے قتل ہو کر گرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی ان قریشا من جملۃ الاجناد الذین تجمعوا وتحزبوا علی الانبیاء بالتکذیب فقھروا واھلکوا۔ اخبر اللہ سبحانہ وتعالی نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم وھو بمکۃ انہ سیھزم جند المشرکین فجاء تاویلھا یوم بدر وھنالک اشارۃ الی مصارعھم ببدر (خازن ج ۶ ص۴۲) ۱۵ کذبت الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قوم نوح، عاد، فرعون ثمود، قوم لوط اور اصحاب الایکہ یہ وہ احزاب ہیں جنھوں نے انبیاء علیہم السلام سے ٹکر لی اور ان کی تکذیب کی تو ان سب پر ہمارا عذاب نازل ہوا۔ اور ہم نے ان کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان پر اپنے پیغمبروں کو غلبہ عطا فرمایا۔ فرعون کو ذوالاوتاد اس لئے کہا کہ اس کا ملک نہایت مضبوط اور مستحکم تھا گویا اس کی حکومت کو اس گھر سے تشبیہ دی گئی جس کے ستون نہایت مضبوط ہوں۔ ذوالاوتاد ذو الملک الثابت (جامع البیان ص۳۹) شبہ ھنا فرعون فی ثبات ملکہ ورسوخ سلطنتہ ببیت ثابت اقیم عمادہ وثبتت اوتادہ (روح ج ۲۳ ص۱۷۱) اور اصحاب الایکہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے ۱۶ وما ینظر الخ فواق۔ اونٹنی کو ایک بار دوہنے کے بعد کچھ دیر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ مزید دودھ اپنے تھنوں میں اتار دے اس درمیانی وقفے کو فواق کہا جاتا ہے۔

والفَواق والفُواق ما بین الحلبتین من الوقت - لانہا تحلب ثم تترک سویعۃ یرضعہا الفصیل لتدر ثم تحلب (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۶) یہ کفار مکہ قیامت کے انتظار میں ہیں - جب قیامت بپا ہوگی یہ اس وقت ایمان لائیں گے صیحۃ واحدۃ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جو خاصا طویل و مسلسل ہوگا اور اس کے درمیان معمولی سا وقفہ بھی نہیں ہوگا - ۱۱ وقالوا الخ یہ شکوی ہے اور ابتدائے سورت سے متعلق ہے - بل الذین کفروا الخ کفار و مشرکین غرور و استکبار میں مست ہیں - اور از راہِ تعنت و استہزاء کہتے ہیں قیامت کے دن ہمارے لئے جو عذاب تیار ہے وہ ہمیں دنیا ہی میں دیدو - قطنا ای قسطنا من العذاب الذی توعدنا بہ (بیضاوی) ۱۲ اصبر الخ یہ آنحضرت

مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ

دم نہ لے گی ادر کہتے ہیں اے رب جلد دے ہم کو ۱ چٹھی ہماری پہلے حساب

الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا

دن سے تو تحمل کرتا رہ اس پر جو وہ کہتے ہیں ۳ اور یاد کر ہمارے بندے

دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

داؤد قوت والے کو ۴ وہ تھا رجوع رہنے والا ہم نے تابع کئے پہاڑ ۵

مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ

اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام کو اور صبح کو اور اڑتے جانور

مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ

جمع ہو کر ۶ سب تھے اس کے آگے رجوع رہتے اور قوت دی ہم نے اس کی سلطنت کو ۷ اور دی اس کو

وقف لازم

الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ

تدبیر اور فیصلہ کرنا بات کا اور پہنچی ہے تجھ کو خبر دعوے والوں کی ۸

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

جب دیوار کود کر آئے عبادت خانہ میں جب گھس آئے داؤد کے پاس تو ان سے گھبرایا ۹

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ

وہ بولے مت گھبرا ہم دو جھگڑتے ہیں زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو فیصلہ

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

کر دے ہم میں انصاف کا اور دور نہ ڈال بات کو اور بتلا دے ہم کو سیدھی راہ

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

یہ جو ہے بھائی ہے میرا اس کے یہاں ہیں ننانوے دنبیاں اور میرے یہاں ایک

وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ

دنبی پھر کہتا ہے حوالے کر دے میرے وہ بھی اور زبردستی کرتا ہے مجھ سے بات میں بولا

صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے - اور نفیٔ شفاعت قہری پر پہلی نقلی دلیل ہے - آپ صبر و تحمل سے کام لیں - ہم ان کو ان کی گستاخانہ روش کی سخت سزا دینگے - اور ان کو داؤد علیہ السلام کا قصہ سنائیں کہ اس قدر جلالت شان کے باوجود ایک خلافِ اولیٰ فعل پر ان کو بھی تنبیہ کی گئی - بھلا یہ سرکش اور گستاخ کس طرح چھوڑے جاسکتے ہیں (واذکر عبدنا داؤد) وکرامتہ علی اللہ کیف زل تلک الزلۃ الیسیرۃ فلقی من عتاب اللہ ما لقی (مدارک ج ۴ ص۲۹) ساتھ ہی نفیِ شفاعت قہری پر یہ دلیل نقلی بھی ہے یعنی داؤد علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر جو نہایت ہی عابد و زاہد اور ساتھ ہی ایک عظیم بادشاہ بھی تھے لیکن بایں ہمہ ان سے ایک لغزش ہوگئی جس کی بنا پر انہیں تنبیہ کی گئی - اس لئے وہ کسی طرح بھی خدا کی بارگاہ میں شفیعِ غالب نہیں ہوسکتے -

دلیلِ نقلی از انبیاء دو قسم کی ہوتی ہے - اول یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے اقوال اور ان کی تعلیمات کو نقل کیا جائے - دوم یہ کہ ان کے احوال نقل کئے جائیں اور ان سے استشہاد کیا جائے - اس سورت میں دلیلِ نقلی کی قسم ثانی مراد ہے ۱۳ ذا الاید الخ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صفت ہے اید بمعنی قوت و طاقت - حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی عبادت میں نہایت مضبوط اور چاق و چوبند رہتے تھے - ہر

۱ شکوی ۱۷ ۲ تسلی ۱۲ ۳ پہلی نقلی دلیل برائے نفی شفاعت قہری

موضحِ قرآن ف۱ یعنی صور کی آواز - ف۲ جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دے - یہ ٹھٹھے تھے ان کے - ف۳ اس جگہ ان کو یاد دلوایا، کہ انھوں نے بھی طالوت کی حکومت میں بہت صبر کیا - آخر حکومت ان کو ملی اور مخالفوں کو جہاد سے زیر کیا - یہی نقشہ ہوا ہمارے پیغمبر کا ہاتھ کے بل والا یعنی قوت سلطنت یا لوہا نرم کرنے والا یا ہاتھ کا بل یہ کہ سلطنت کا مال نہ کھاتے تھے، اپنے ہاتھ کا کسب کھاتے - ف۴ حضرت داؤد نے باری رکھی تھی تین دن کی - ایک دن دربار کا - ایک دن اپنی عورتوں پاس - ایک دن خلوت کا - اس دن خلوت میں رہتے تھے - دربان کسی کو آنے نہ دیتے - کئی شخص دیوار کود کر ان کے پاس آئے -

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بسوئے خدا ۱۲ ف۲ مترجم گوید که داؤد علیه السلام نود و نه زن داشت - معهذا زنِ دیگر که در خطبهٔ شخصے یا در نکاحِ او بود، درخواست کرد - خدائے تعالیٰ فرشتگان را بجهتِ تنبیه داؤد بشکلِ خصوم متمثل ساخت اشارت بایں قصه است دریں آیات - واللہ اعلم - ۱۲

رات نصف شب اللہ کی عبادت میں گذارتے اور ہر دوسرے دن روزہ رکھتے تھے۔ یہ ان کی ساری زندگی کا معمول تھا۔ اوّاب اللہ کی طرف بہت زیادہ رجوع رکھنے والا اور اس کی عبادت وطاعت میں لگا رہنے والا (روح) ۲۰ انا سخرنا الخ پہاڑوں کو ہم نے اپنے حکم سے اس کے مطیع بنا دیا کہ جب وہ صبح وشام اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑ بھی زبانِ قال سے ان کے ساتھ اللہ کی تسبیح وتقدیس میں شامل ہوجاتے۔ پہاڑوں کی تسبیح زبان قال سے مراد ہے نہ کہ زبانِ حال سے۔ کیونکہ تسبیح حالی ان دو وقتوں سے مخصوص نہیں۔ وتسبیحھن تقدیس بلسان قال لائق بھن الخ (روح ج ۲۳ ص۱۷۲) وان ذلک تسبیح مقال علی الصحیح من الاقوال (قرطبی ج ۱۵ ص۱۵۹) ۲۱ والطیر الخ یہ الجبال پر معطوف ہے۔ یہ آیت قرینہ ہے کہ سورۂ سبا میں الطیر سے پہلے سخرنا مقدر ہے۔ محشورۃ، الطیر سے حال ہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح وتقدیس میں مصروف ہوتے تو پہاڑوں کی شمولیت کے علاوہ پرندے بھی ان کے گرد جمع ہوجاتے اور اللہ کی تسبیح کرتے۔ ای مجتمعۃ الیہ من کل جانب تسبح معہ (مظہری ج ۸ ص۱۶۰) کل لہ اواب۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کی وجہ سے سب اللہ کی تسبیح کرتے۔ اللام تعلیلیۃ والضمیر لداؤد ای کل واحد من الجبال والطیر لاجل تسبیحہ رجاع الی التسبیح (روح ج ۲۳ ص۱۷۶) ۲۲ وشددنا الخ ہم نے اس کے ملک کو ذاتی ہیبت ووجاہت، غیبی مدد ونصرت، کثرت عساکر اور گوناگوں نعمتوں کی فراوانی سے مضبوط ومستحکم کردیا۔ اور اس کو نبوت اور کمالِ علم وعمل سے سرفراز فرمایا۔ اور اسے فیصلہ کن اندازِ گفتگو کا ملکہ عطا کیا (خازن، روح وغیرہما) ۲۳ وھل اتٰک الخ تسوروا دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ ولا تشطط حق سے تجاوز نہ کرنا۔ نعجۃ، ولد الضأن۔ دنبے کا بچہ، اکفلنیہا۔ وہ مجھے دیدے۔ عزّنی۔ مجھ پر غالب آگیا۔ یہاں سے لے کر وقلیل ماھم تک ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن عبادتخانے میں محوِ عبادت تھے۔ اور عبادت خانے کے دروازے اندر سے بند تھے کہ اچانک دو آدمی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ان کے بلا اجازت اور پھر اس انداز سے داخل ہونے سے گھبرا گئے کہ شاید قتل کے ارادے سے آئے ہیں۔ آنے والوں نے کہا، گھبراؤ نہیں! ہم ایک جھگڑے کا فیصلہ لینے آئے ہیں۔ آپ صحیح فیصلہ صادر فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ بات یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ اور یہ میرا بھائی وہ ایک دنبی بھی مجھ سے زبردستی لینا چاہتا ہے۔ اور گفتگو میں مجھ پر غالب آچکا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک فریق کی بات سنکر فرمایا بیشک اس شخص نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اور لوگوں کا دستور ہی یہ ہے کہ اکثر لوگ اپنے ساتھیوں پر ظلم وزیادتی کرتے ہی رہتے ہیں البتہ مؤمنین صالحین ایسا نہیں کرتے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے وظن داؤد الخ داؤد علیہ السلام کو خیال آیا کہ یہ تو میرا امتحان تھا لیکن مجھ سے لغزش ہوگئی۔ اس لئے فوراً سجدے میں گر پڑے۔ اور اللہ سے معافی مانگی۔

اس واقعہ میں چونکہ دیوار پھاندنے والوں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کا بالتعیین ذکر نہیں اس لئے ان دونوں کی تعیین میں مفسرین کے درمیان خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں دشمنانِ اسلام یہودیوں نے بھی اپنی خود ساختہ خرافات کو مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض مفسرین نے یہودیوں کی ان خرافات کو اپنی تفسیروں میں بلانکیر ذکر کردیا ہے لیکن اکثر محقق مفسرین نے اس اسرائیلی قصے کو بالکلیہ ذکر دیا ہے۔ اس اسرائیلی جھوٹے قصے کی رُو سے حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور ایک دن اپنے ایک امتی کی بیوی پر اتفاقاً نظر پڑگئی۔ اور اس کے حسن وجمال کی بنا پر وہ اسے چاہنے لگے۔ چنانچہ اس کے خاوند کو جہاد میں بھیج کر مروادیا۔ اور اس کی بیوی سے شادی کرلی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج کر انہیں اس پر متنبہ فرمایا۔ یہ قصہ سراسر جھوٹا اور حضرت داؤد علیہ السلام پر افترا اور ان کی شانِ بلند کے قطعاً منافی ہے۔ یہ حرکت تو ایک کامل مومن سے بھی سرزد نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ ایک جلیل القدر پیغمبر اس کا ارتکاب کرے۔ چونکہ یہ واقعہ عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے خلاف ہے۔ اس لئے تمام محققین نے اسے باطل ومردود قرار دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں یہ واقعہ بیان کرے گا میں اس کو ایک سو ساٹھ درے ماروں گا جو انبیاء علیہم السلام پر بہتان باندھنے کی سزا ہے۔ قال علی رضی اللہ عنہ من حدثکم بحدیث داؤد علیہ السلام علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین وھو حد الفریۃ علی الانبیاء (مدارک ج ۴ ص۲۹، خازن ج ۶ ص۴۹، بیضاوی ج ۲ ص۲۴۵، روح ج ۲۳ ص۱۸۵، قرطبی ج ۱۵ ص۱۸۱، جامع البیان ص۳۹۱) مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ قد ذکر المفسرون ھھنا قصۃ اکثرھا ماخوذ من الاسرائیلیات ولم یثبت فیھا عن المعصوم حدیث یجب اتباعہ (ابن کثیر ج ۴ ص۳۱) امام قاضی عیاض رح فرماتے ہیں۔ لا یجوز ان یلتفت الی ما سطرہ الاخباریون من اھل الکتاب الذین بدلوا وغیروا ونقلہ بعض المفسرین ولم ینص اللہ تعالیٰ علی شیء من ذلک ولا ورد فی حدیث صحیح والذی نص علیہ اللہ فی قصۃ داؤد وظن داؤد انما فتناہ ولیس فی قصۃ داؤد واوریا خبر ثابت (خازن ج ۶ ص۴۹) علامہ معین الدین بن صفی رقمطراز ہیں۔ وما یذکرہ القصاص لیس لہ اصل یعتمد علیہ (جامع البیان ص۳۹) امام بیضاوی تحریر فرماتے ہیں وما قیل انہ ارسل اوریا الی الجہاد مراراً وامر ان یقدم حتی قتل فتزوجھا، ھراء وافتراء (بیضاوی) امام ابوحیان فرماتے ہیں۔ ونعلم قطعاً ان الانبیاء علیہم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعھم فی شیء منہا، ضرورۃ اذ لو جوزنا علیھم شیئاً من ذلک بطلت الشرائع ولم نثق بشیء مما یذکرون انہ اوحی اللہ بہ الیھم۔ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابہ یمر علی ما ارادہ تعالیٰ۔ وما حکی القصاص مما فیہ غض من منصب النبوۃ طرحناہ (بحر ج ۷ ص۳۹۳)

اب سوال یہ ہے کہ اصل لغزش کیا تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصل لغزش جو بھی ہو، وہ ترکِ اولیٰ کے قبیل سے ہوسکتی ہے، از قبیلِ گناہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ باجماعِ اہلِ سنت حضرات انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ البتہ اپنے منصبِ جلیل کے پیشِ نظر وہ ترکِ اولیٰ کو بھی اپنے حق میں گناہ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اس طرح الحاح وتضرع سے اس کی معافی مانگتے ہیں جس طرح ہمیں کبیرہ گناہوں پر مانگنی چاہیے۔ ولابد من القول بانہ لم یکن منہ علیہ السلام الا ترک ما ھو الاولیٰ بعلی شانہ والاستغفار منہ وھو لا یخل بالعصمۃ (روح ج ۲۳ ص۱۸۶) اصل لغزش کی تعیین میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک لغزش یہ تھی کہ ان کے پڑوس میں ایک عورت عریاں نہا رہی تھی وہ کھڑکی کی طرف بڑھے تو اچانک بلاقصد وارادہ ان کی نگاہ اس پر پڑ گئی۔ لیکن انہوں نے فوراً نگاہ پھیر لی (قرطبی) یہ فعل اگرچہ گناہ نہیں۔ لیکن یہاں یہ مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ اس صورت میں دنبیوں کے ذکر کا

کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک مسلمان سے کہا تھا کہ تم اپنی بیوی کو میری خاطر طلاق دے دو۔ اور ایسا کرنا ان کے یہاں جائز اور مروج تھا لیکن حضرت داؤد علیہ السّلام کی شانِ رفیع کے خلاف تھا اس لئے تنبیہ کی گئی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام نے ایک مسلمان کے خطبہ پر خطبہ کیا تھا وغیرہ (روح)
لیکن سب سے زیادہ موزوں اور مناسب توجیہ وہ ہے جو بعض مفسرین نے لکھی ہے۔ اور رئیس المفسرین حضرت الشیخ قدس سرہٗ نے جسے ترجیح دی ہے! اس توجیہ میں نہ اسرائیلیات کا سہارا لینے کی ضرورت ہے۔ نہ ظواہر نظم کو ظاہر سے پھیرنے کی حاجت اور لغزش بھی خود سیاق نظم ہی سے متعین ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوار پھاند کر اندر داخل ہونے والے انسان نہیں تھے بلکہ فرشتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السّلام کے امتحان کے لئے بھیجا تھا۔ روی ان اللہ تعالیٰ بعث الیہ ملکین فی صورۃ انسانین فطلبا ان یدخلا علیہ فوجداہ فی یوم عبادتہ فمنعھما الحرس فتسوروا المحراب (مدارک ج ۴ ص ۲۹) اور پھر انہوں نے جو صورتِ قضیہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے سامنے پیش کی، وہ نفس الامر میں واقع نہیں تھی، بلکہ ایک مفروضہ صورت تھی۔ گویا وہ یوں کہتے ہیں کہ اگر ہمارے درمیان یہ صورت پیش آجائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ جس طرح اہل نحو فاعل و مفعول کی تمثیل میں کہتے ہیں۔ ضرب زید عمرا۔ حالانکہ فی الواقعہ وہاں ضرب نہیں ہوتی۔ قال الحسین بن الفضل: ھذا من الملکین تعریض وتنبیہ کقولھم ضرب زید عمرا۔ وما کان ضرب ولا نعاج علی التحقیق۔ کانہ قال نحن خصمان ھذہ حالنا۔ قال ابو جعفر النحاس واحسن ما قیل فی ھذا ان المعنی یقول خصمان بغی بعضنا علی بعض علی جھۃ المسئلۃ۔ کما تقول: رجل یقول لامرأتہ کذا ما یجب علیہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۳) اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام نے مدعیٰ علیہ کو صفائی کا موقع دیئے بغیر ہی اپنا فیصلہ صادر فرما دیا۔ یہی لغزش تھی قال النحاس: فیقال ان ھذہ کانت خطیئۃ داؤد علیہ السّلام، لانہ قال، لقد ظلمک من غیر تثبت ببینۃ ولا اقرار من الخصم (قرطبی ج ۱۵ ص ۱۷۵) وقیل ان ذنب داؤد الذی استغفر منہ لیس ھو بسبب وریا والمرأۃ وانما ھو بسبب الخصمین وکونہ قضی لاحدھما قبل سماع کلام الاخر (خازن ج ۶ ص ۵۵) حضرت داؤد علیہ السلام پہلے تو یہی سمجھے تھے کہ فریقین انسان ہیں۔ اور قضیۂ واقعیہ کے بارے میں فیصلہ لینے آئے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ فیصلہ سننے کے بعد دونوں سائل ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور پھر ان کے سامنے ہی آسمان کی طرف چڑھ گئے تو سمجھے کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ابتلا تھا جس میں مجھ سے لغزش سرزد ہوگئی اس لئے فوراً سربسجود ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی وقیل لما قضی بینھما نظر احدھما الی صاحبہ فضحک ثم صعدا الی السماء حیال وجھہ فعلم بذلک ان اللہ تعالیٰ ابتلاہ (روح ج ۲۳ ص ۱۸۲) ۲۴ فغفرنا الخ ہم نے ان کی لغزش معاف کردی وہ ہمارے نہایت ہی مقرب اور برگزیدہ بندے ہیں اور آخرت میں ہمارے یہاں ان کا انجام بہت عمدہ اور ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ۲۵ یٰداؤد الخ حضرت داؤد علیہ السلام کو دنیا میں جو شان و منزلت عطا کی گئی اس کا ذکر ہے اور ساتھ ہی ہدایات بھی ہیں۔ ہم نے آپ کو زمین میں حکومت عطا کی اور آپ کو لوگوں کے معاملات کا متولی بنایا ہے۔ اس لئے لوگوں کے باہمی تنازعات کا تصفیہ پوری چھان بین اور تحقیق سے کیا کریں اور عدل و انصاف کو اپنا شعار بنائیں۔ محاکمات میں اور

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهٖ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ
وہ بے انصافی کرتا ہے تجھ پر کہ مانگتا ہے تیری دنبی ملانے کو اپنی دنبیوں میں اور اکثر
الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ
شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر مگر جو یقین لائے ہیں اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ أَنَّمَا فَتَنّٰهُ
کام کئے نیک اور تھوڑے لوگ ہیں ایسے اور خیال میں آیا داؤد کے کہ ہم نے اس کو جانچا
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ
پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے پھر گر پڑا جھک کر اور رجوع ہوا پھر ہم نے معاف کر دیا اس کو
ذٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ
وہ کام ۲۴ اور اس کے لئے ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا اے داؤد ۲۵
إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ
ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں
بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ
انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہش پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے
إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
مقرر جو لوگ بچلتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے
بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ
اس بات پر کہ بھلا دیا انہوں نے دن حساب کا اور ہم نے نہیں بنایا آسمان اور زمین ۲۶
وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ
اور جو ان کے بیچ میں ہے نکما یہ خیال ہے ان کا جو منکر ہیں سو خرابی ہے
لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ
منکروں کے لئے آگ سے ۲۷ کیا ہم کر دیں گے ۲۸ ایمان والوں کو جو

سجدہ
ع ۲/۱۱

موضح قرآن داؤد کے لشکر میں اوریا نام ایک شخص تھا ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا قریب تھا کہ نکاح ہوجائے اس عورت کے وارثوں کو اوریا سے کچھ خلش تھی۔ اسواسطے اس عورت کو اسکے نکاح میں نہ دیا تب حضرت داؤد نے اس عورت کے نکاح کا پیغام دیا۔ اور ان کے ننانوے بی بی موجود تھیں اگرچہ اس میں کچھ خلافِ شرع نہ ہوا مگر اتنا بھی پیغمبروں کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی شبہ کرے اس پر یہ جانچ ہوئی یہ تفسیر

کریں گے۔ جو لوگ خواہشِ نفس کے تابع ہو کر راہِ حق سے بھٹک جائیں گے، ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔ کیونکہ انھوں نے قیامت کے دن کو بھلا دیا ہے
ف۲ وما خلقنا الخ یہ عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان کو اور ساری کائنات کو ہم نے یوں ہی بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ یہ ساری کائنات اللہ تعالے
کی وحدانیت اور اس کے تفرد بالالوہیت پر دلالت کرتی ہے۔ کائنات کے نظم ونسق کو برقرار رکھنا اور نہایت ہی حکیمانہ تدبیر سے نظامِ کائنات کو
چلانا معبودِ برحق کے سوا کسی اور کا کام نہیں۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادے سے کرتا ہے۔ اس لئے کوئی ایسا شفیعِ غالب نہیں جو اس کے کاموں میں دخل

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ
کرتے ہیں نیکیاں برابر ان کے جو خرابی ڈالیں ملک میں کیا ہم کر دیں گے
الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۲۸ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ
ڈرنے والوں کو برابر ڈھیٹھ لوگوں کے ایک کتاب ہے ف۲ جو اتاری ہم نے تیری طرف برکت کی
لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۲۹ وَوَهَبْنَا
تا دھیان کریں لوگ اس کی باتیں اور تا سمجھیں عقل والے اور دیا ہم نے
لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۳۰ اِذْ عُرِضَ
داؤد کو سلیمان ف۳ بہت خوب بندہ وہ ہے رجوع رہنے والا جب دکھانے کو لائے
عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۳۱ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ
اس کے سامنے ف۵ شام کو گھوڑے بہت خاصے تو بولا میں نے دوست رکھا
حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۳۲
مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں ف۱
رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۳۳ وَ
پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر لگا جھاڑنے ان کی پنڈلیاں اور گردنیں ف۲ اور
لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۳۴
ہم نے جانچا سلیمان کو ف۳ اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ پھر وہ رجوع ہوا
قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ
بولا اے رب میرے معاف کر ف۳۲ مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ مناسب نہ ہو کسی کو میرے
بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۳۵ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ
پیچھے بے شک تو ہے سب کچھ بخشنے والا ف۳ پھر ہم نے تابع کر دیا اس کے ہوا کو ف۳۳
تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ۳۶ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ
چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا اور تابع کر دیے شیطان سارے

دے سکے۔ کافروں کا یہ گمان کہ یہ کارخانۂ کائنات محض بے مقصد ہے۔ یا یہ کہ ان کے معبودانِ باطلہ خدا کے کاموں میں دخل دے سکتے ہیں اور اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہیں، سراسر باطل ہے۔ فویل للذین کفروا الخ یہ ایسے کافروں کے لئے تخویفِ اخروی ہے۔ ف۳ ام نجعل الخ یہ زجر ہے۔ قیامت کا انکار در اصل جزار و سزا کا انکار ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایمان والے جن کی زندگی صلاح وتقویٰ میں بسر ہو وہ ان فساق و فجار کے برابر ہو جائیں جن کی زندگیوں کا مشن ہی شر وفساد بپا کرنا ہے اگر جزار وسزا نہیں تو متقین جزار اعمال سے محروم اور مفسدین بدعملی کی سزا سے محفوظ رہیں گے حالانکہ یہ سراسر بے انصافی اور خلافِ عقل ہے۔ و المراد انہ لو بطل الجزاء کما یقول الکفار لاستوت احوال من اصلح وافسد واتقی وفجر ومن سوّی بینھم کان سفیھا ولم یکن حکیما (مدارک)

موضح قرآن ف حضرت سلیمانؑ نے سنا کہ سمندر کے کنارے پر دریائی گھوڑے نکلتے ہیں۔ خاصی گھوڑیاں وہاں باندھ رکھیں وہ ان سے جفت ہوئے بچے ہوئے تحفہ ان کے قدم جیسے پیرنا وہ تیار ہو کر آئے دیکھنے میں بے خبر ہو گئے۔ وظیفے کا وقت جاتا رہا عصر کا سورج اوٹ میں آ گیا پھر غصہ ہوئے۔ ان گھوڑوں کو منگا کر کاٹ ڈالا یہ اللہ کی محبت کا جوش تھا ان کی تعریف فرمائی۔ ف۲ حضرت سلیمانؑ استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کرتے۔ اس میں لکھا تھا اسمِ اعظم، ایک جن تھا صخر نام۔ اس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت بنائی سلیمانؑ کی سی۔ تخت پر بیٹھ کر لگا حکم کرنے حضرت سلیمان یہ معلوم کر کر نکل گئے کہ مجھ کو مروانہ ڈالے ایک گاؤں میں چھپ کر رہے چھ مہینے کے بعد صخر تھا شراب کی مستی میں انگشتری دریا میں گر پڑی۔ ایک مچھلی نگل گئی۔ وہ شکار ہوئی حضرت سلیمان کے ہاتھ۔ پیٹ میں سے انگشتری نکلی لیکر پھر آئے اپنے تختِ سلطنت پر۔ یہ جانچ ہوئی اس پر کہ ان کے گھر میں ایک عورت تھی اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی۔ اس کو بنا دی جنوں نے تصویر اس کے باپ کی کہ چین پکڑے وہ لگی پوجنے انھوں نے خبر نہ لی۔ یا خبر پا کر تغافل کیا۔ بعضے کہتے ہیں جانچ یہ کہ اپنے امیروں سے خفا ہوئے کہ جہاد میں کمی کرتے تھے۔ چاہا ایک رات جاویں اپنی ستر عورتوں پاس۔ ہر ایک سے ایک بیٹا ہو۔ وہ خاطر خواہ جہاد کریں۔ فرشتہ نے دل میں ڈالا ان شاء اللہ کہنے سے انھوں نے تغافل کیا۔ ستر عورتوں میں ایک کو حمل ہوا۔ وقت پر ہوا آدھا آدمی وہ لا کر رکھ دیا انکے تخت پر یہ نادم ہوئے ان شاء اللہ نہ کہنے پر ف۳ یعنی کسی کا حوصلہ نہ ہوگا کہ وہ ایسے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نمازِ عصر فوت شد ۱۲ ف۲ یعنی ذبح کرد و ساق آنہا را بریداز جہت غیرت بر ذکر خدا ابتغائی ۱۲ ف۳ سلیمانؑ از امرائے خود منغض شد و بخاطر آورد کہ منتسب باصد زن صحبت دارم و ہر زنی پسری زاید۔ و ہر یکے شہسوارے باشد جہاد کنندہ۔ و مراد احتیاج بتملق امرا نماند۔ فرشتہ گفت ان شاء اللہ تعالیٰ بگو۔ سلیمانؑ سہو کرد۔ پس ہیچ زن حاملہ نہ شد۔ الا یک زن طفل ناقص الخلقت را زاد۔ و آں طفل را بر تخت سلیمان انداختند۔ سلیمانؑ متنبہ شد و رجوع برب العزت کرد ۱۲

۲۸؎ کتٰب الخ یہ دلیل وحی ہے۔ یہ کتاب جو دین و دنیا کی برکات کی حامل ہے۔ ہم نے اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور عقل سلیم اور فہم مستقیم رکھنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور سمجھیں کہ اللہ کے سوا کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس وحی الٰہی نے پوری صراحت سے شفاعت قہری کی نفی کی ہے ۲۹؎ ووھبنا الخ یہ دوسری نقلی دلیل ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے پائے کے پیغمبر اور بادشاہ تھے۔ ان پر بھی اللہ کی طرف سے ابتلاء آ گیا آخر انھوں نے اللہ تعالٰے سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ وہ تو خود اللہ کے سامنے ایسے عاجز تھے اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہوسکتے داؤد (علیہ السلام) کو ہم نے سلیمان (علیہ السلام) ایسا نیک اور لائق فرزند عطا کیا جو اللہ تعالٰی کا نہایت فرمانبردار بندہ تھا ۳۰؎ اذ عرض الخ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جہاد کی ضرورت پیش آئی تو پچھلے پہر کے وقت اصطبل سے گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی چنانچہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے۔ چونکہ وہ گھوڑوں کے اوصاف سے بخوبی واقف تھے جب انھوں نے دیکھا کہ تمام گھوڑے عمدہ نسل کے، اصیل اور سبک رفتار ہیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ یہ مال (گھوڑوں) کی محبت بھی یاد الٰہی کی وجہ سے ہے یہ دنیوی محبت نہیں۔ اسی دوران میں گھوڑے آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے۔ اس لئے دوبارہ حکم دیا کہ ان کو دوبارہ واپس لاؤ جب وہ واپس لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے تھپکی دینے لگے۔ (ابن جریر، کبیر، خازن) الصافنات صافن کی جمع ہے۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو ایک پاؤں کو اوپر اٹھا کر اس کے کھر پر کھڑا ہوا۔ یہ گھوڑوں کی عمدہ صفات میں شمار ہوتی ہے۔ الجیاد، جواد کی جمع ہے جواد تیز اور سبک رفتار کو کہتے ہیں۔ الخیر سے مال مراد ہے۔ عن ذکر ربی میں عن بمعنی من ہے عن ذکر ربی من ذکر ربی (صحیح بخاری ج ا ص۴۸۶) توارت کی ضمیر الصافنات الجیاد کی طرف راجع ہے آیت کا مذکورہ بالا مفہوم امام ابن جریر طبری، امام رازی، خطیب شربینی اور خازن نے ذکر کیا ہے اور یہ مفہوم حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بسند متصل امام طبری نے روایت کیا ہے، رازی اور طبری نے اسی مفہوم کو ترجیح دی ہے امام رازی نے اس کو امام زہری اور ابن کیسان کی طرف بھی منسوب کیا ہے والذی[1] ذھبنا الیہ قول الزھری و ابن کیسان (السراج المنیر للخطیب الشربینی ج ۳ ص۳۹) لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر مفسرین کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی نماز عصر جاتی رہی جو ان پر فرض تھی۔ نماز عصر قضا ہونے کا سبب گھوڑے تھے اس لئے گھوڑوں کو واپس منگا کر ذبح کر دیا (بحر، روح، معالم، مدارک، ابن جریر، ابن کثیر) اس صورت میں توارت کی ضمیر الشمس (سورج) کی طرف راجع ہوگی جو العشی سے مفہوم ہے اور عن اپنے اصلی معنی پر ہی ہوگا۔ لیکن امام رازی نے اس پر کئی اعتراضات وارد کئے ہیں۔ اول یہ کہ الصافنات کا ذکر آیت میں صریح ہے اور الشمس کا کوئی ذکر نہیں اس لئے الصافنات کی طرف ضمیر لوٹانا بہتر ہے دوم مسح بالسوق کو ذبح پر محمول کرنا صحیح نہیں ورنہ فامسحو برؤسکم کے معنے بھی قطع کرنے کے ہوتے البتہ مسح بالسیف قطع کے معنوں میں آتا ہے لو کان مسح السوق والاعناق قطعھا لکان معنی قولہ وامسحوا برؤسکم وارجلکم قطعھا وھذا مما لا یقولہ عاقل بل لو قیل مسح راسہ بالسیف فربما فھم منہ ضرب العنق (کبیر ج ۷ ص۲۰۶) سوم سینکڑوں گھوڑوں کو بے مقصد ذبح کر دینا جبکہ وہ ہوں بھی بے قصور ایک پیغمبر کی شان سے بعید ہے ۳۱؎ ولقد فتنا الخ سلیمان علیہ السلام کو ہم نے آزمائش میں ڈالا اور ان کے تخت پر ایک جسد ڈال دیا اس آیت میں جسد اور آزمائش کی تعیین نہیں کی گئی اس لئے اس کی تعیین میں بھی اختلاف ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے مقاربت کروں گا تو ہر ایک کے بچہ پیدا ہوگا۔ اور ہر بچہ مجاہد ہوگا۔ لیکن انشاء اللہ نہ کہا چنانچہ ایک بیوی کے سوا کسی کے بچہ پیدا نہ ہوا اور وہ بھی ناقص الخلقت۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہہ لیتے تو تمام بیویوں کے بچے پیدا ہوتے اور سب مجاہد و شہسوار ہوتے۔ حدیث کے الفاظ صرف یہاں تک ہیں۔ اس حدیث کو نقل کر کے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ دایہ نے اس کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے تخت پر ڈال دیا اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام متنبہ ہوئے کہ یہ انشاء اللہ نہ کہنے کا نتیجہ ہے چنانچہ فوراً توبہ و استغفار کیا یہ حدیث صحیح ہے جو صحیح بخاری (ج ا ص۳۹۵ ج ۲ ص۹۹۴) کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن اس حدیث کے کسی بھی طریق میں بھی ادنیٰ سا اشارہ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن وہ واقعہ اس آیت کی تفسیر نہیں۔ البتہ مفسرین نے اس کو اس آیت کی تفسیر میں ذکر کر دیا ہے بعض مفسرین نے جسد سے خود حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسد مراد لیا ہے وہ بیماری سے اس قدر بے ہوش اور لاغر ہوگئے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جسد بلا روح ہیں وقال قوم مرض سلیمان مرضا کالاغماء حتی صار علی کرسیہ جسدا کانہ بلا روح (بحر ج ۷ ص۳۹۷) ولقد فتنا سلیمان بسبب مرض شدید القاہ اللہ علیہ والقینا علی کرسیہ منہ جسدا وذلک لشدۃ المرض والعرب تقول فی الضعیف انہ لحم علی وضم وجسم بلا روح ثم اناب ای رجع الی حال الصحۃ (کبیر ج ۷ ص۲۰۳) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جہاد کے گھوڑوں کی دیکھ بھال میں اس قدر محو ہوگئے کہ نماز عصر اپنے اصل وقت سے مؤخر ہوگئی (اگرچہ سورج غروب نہیں ہوا تھا) اللہ تعالٰی نے اس ادنیٰ تغافل پر بطور تنبیہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے حکومت لے کر ان کی جگہ ایک بیکار شخص کو تخت نشین کر دیا۔ جب انھوں نے استغفار کیا تو انھیں ان کا ملک واپس کر دیا اور گھوڑوں کے عوض ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ جسد سے وہی بیکار شخص مراد ہے۔

اس کے علاوہ بعض مفسرین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو ایک جن (شیطان) کے قبضے میں لے لینے اور ان کی حکومت پر مسلط ہونے کا قصہ ذکر کیا ہے وہ سراسر جھوٹا اور یہود و زنادقہ کا افتراء ہے۔ اس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔ قال ابوحیان وغیرہ ان ھذہ المقالۃ من اوضاع وزنادقۃ السوفسطائیۃ ولا ینبغی لعاقل ان یعتقد صحۃ ما فیھا (روح ج ۲۳ ص۱۹۹) قال القاضی عیاض وغیرہ من المحققین لا یصح ما نقلہ الاخباریون من تشبہ الشیطان بہ وتسلیطہ علی ملکہ وتصرفہ فی امتہ بالجور فی حکمہ وان الشیاطین لا یسلطون علی مثلہ وقد عصم اللہ تعالٰی الانبیاء من مثل ھذا (خازن جلد ۶ ص۴۹)

---

[1] یہ عبارت علامہ خطیب شربینی المتوفی ۹۷۷ھ نے امام رازی سے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے لیکن تفسیر کبیر کے مطبوعہ نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں۔ یہ نسخوں کا اختلاف ہے یا طباعت کی غلطی ہے واللہ اعلم ۱۲ سجاد بخاری عفا اللہ تعالٰے عنہ۔

واما مایروی من حدیث الخاتم والشیطان وعبادۃ الوثن فی بیت سلیمان علیہ السلام فمن اباطیل الیھود (مدارک) **۳۲** قال رب الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالٰے سے بخشش کی دعا کی۔ انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ سے استغفار کرتے رہتے ہیں جس سے درجات کی بلندی اور گناہوں سے حفاظت کی طلب مقصود ہوتی ہے اس لئے استغفار کیلئے تقدم ذنب ضروری نہیں وھب لی ملکا الخ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی کہ مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے سوا کسی اور کو نہ ملے۔ والصحیح انہ سائل من اللہ تعالی ملکا لایکون لاحد من بعدہ من البشر مثلہ وھذا ھو ظاھر السیاق من الاٰیۃ (ابن کثیر) **۳۳** فسخرنا الخ چنانچہ ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی دعا قبول کرلی اور ہوا کو اور جنات کو ان کے تابع کردیا۔ اصاب ای اراد (روح) حضرت سلیمان علیہ السلام جہاں چاہتے ہوا سبک رفتاری سے ان کا تخت اٹھا کرلے جاتی۔ اور جنات کو بھی ان کا مطیع بنا دیا ان میں سے کچھ تو تعمیرات کے کام پر لگا دیئے اور کچھ غوطہ زن تھے جو سمندر کی تہ سے جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء نکال کردیتے۔ اور جو شیاطین زیادہ سرکش اور طاغی تھے ان کو زنجیروں میں جکڑ کر قید میں ڈال رکھا تھا **۳۴** ھذا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام سے خطاب ہے، یہ ملک عظیم اور انعامات بے پایاں ہم نے تجھے دیئے ہیں اب تجھے اختیار ہے کہ اس میں سے اوروں کو بھی دے یا نہ دے قال ابن عباس رضی اللہ عنہما اعط من شئت وامنع من شئت بغیر حساب ای لیس علیک حرج فیما اعطیت وفیما امسکت (کبیر ج ۷ ص ۲۰۵) وان لہ عندنا الخ اس دنیوی سلطنت تسخیر ریح وشیاطین کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کا ہمارے یہاں مرتبہ بہت بلند ہے اور ان کی عاقبت بھی محمودہ ہے اور وہ ہمارے مقبول اور برگزیدہ بندے ہیں **۳۵** واذکر الخ تیسری نقلی دلیل ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی قوم مسئلہ توحید کی وجہ سے ان کی مخالف ہوگئی اور اللہ کی طرف سے ایک شدید بیماری کی شکل میں ان پر ابتلا آیا جس کی وجہ سے شہر والوں نے ان کو شہر سے نکال دیا آخر انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ نے ان کو اس بیماری سے شفا عطا فرمائی جس کا اپنا یہ حال ہو وہ کسی طرح شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ انی مسنی الشیطن الخ نصب، شدت تکلیف حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری طول پکڑ گئی اور وہ اٹھارہ سال اس میں مبتلا رہے اس بیماری کی وجہ سے انھوں نے سخت تکلیف اٹھائی۔ ایک دن ان کی بیوی کسی کام سے جارہی تھیں۔ راستے میں ایک طبیب دیکھا جو حقیقت میں شیطان تھا اور انسانی شکل میں متمثل ہوکر سامنے آیا۔ اس سے اپنے خاوند کی بیماری کا ذکر کیا تو شیطان (بصورت طبیب) نے کہا کہ میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ جب تمہارا خاوند

بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

عمارت کرنے والے اور غوطے لگانے والے اور بہت سے اور جو باہم جکڑے ہوئے ہیں بیڑیوں میں **ف**

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ

یہ ہے بخشش **۳۴** ہماری اب تو احسان کر یا رکھ چھوڑ کچھ حساب نہ ہوگا اور اس

لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَیُّوْبَ م

کا ہمارے یہاں مرتبہ ہے اور اچھا ٹھکانا **ف** اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو **۳۵**

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾

جب اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو لگادی شیطان نے ایذا اور تکلیف

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

لات مار اپنے پاؤں سے **۳۶** یہ چشمہ نکلا نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو اور

وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰی

بخشے ہم نے اس کو اس کے گھر والے اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف کی مہربانی سے اور یاد رکھنے

لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا

کو عقل والوں کے **ف** اور پکڑ اپنے ہاتھ میں **۳۷** سینکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لے **ف** اور

تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

قسم میں جھوٹا نہ ہو ہم نے اس کو پایا جھیلنے والا بہت خوب بندہ تحقیق وہ ہے رجوع رہنے والا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ

اور یاد کر ہمارے بندوں کو **۳۸** ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں والے **ف**

وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَی الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ

اور آنکھوں والے **ف** ہم نے امتیاز دیا ان کو ایک چنی ہوئی بات کا وہ یاد اس گھر کی اور وہ سب

عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ

ہمارے نزدیک ہیں چنے ہوئے نیک لوگوں میں اور یاد کر اسمٰعیل کو **۳۹** اور

منزل ۶

ع ۳ — تیسری نقلی دلیل ۱۲ — چوتھی نقلی دلیل — پانچویں نقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن سنتا ہے آدمیوں کو اس کو قید کرلیتے یا دریا میں بند کر کر ڈال دیا اور یا زمین میں گاڑ دیا بعضے اب تک بند ہیں **ف۲** یہ اور مہربانی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کردیا حساب معاف کرکر لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ ہی کی محنت ٹوکری بنا کر **ف۳** جب اللہ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے۔ وہی ان کی شفا ہوئی۔ اور ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب مرے تھے ان کو جلایا اور اتنی ہی اولاد اور دی **ف۴** مرض میں خفا ہوکر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں اگر چنگے ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اس طرح سچی کروادی **ف۵** یعنی ہاتھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین لاتے۔ **فتح الرحمٰن** **ف۱** یعنی زن خود را ۱۲ **ف۲** یعنی ایوب سوگند خوردہ بود کہ زن خود را صد حزبہ بزند خدا ینعالی بروی سہل ساخت ۱۲ **ف۳** یعنی علم وعمل ہر دو بکمال داشتند ۱۲

میرے علاج سے تندرست ہوجائے تو تم غیر اللہ کے نام کی قربانی دو گی۔ بیوی صاحبہ چونکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی وجہ سے نہایت غمزدہ اور دلگیر تھیں اس لئے ان کے
دل میں شیطان کے قول کی طرف کچھ میلان ہوگیا انھوں نے یہ واقعہ حضرت ایوب علیہ السلام سے ذکر کیا تو وہ فوراً سمجھ گئے کہ وہ شیطان ہے اور اس سے انھیں نہایت ہی شدید روحانی
تکلیف پہنچی اور نہایت عاجزی اور زاری سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی بارے الہا! میری طویل مصیبت کی وجہ سے اب تو شیطان کو بھی یہ توقع ہو چلی ہے کہ ہم شرک کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے
میرے پروردگار! شیطان نے اپنے اس بول سے مجھے سخت اذیت دی ہے اب مجھ پر مہربانی فرما اور اس مصیبت سے نجات عطا کر۔ ان الشیطان تعرض لامرأته بصورة

الْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ ﴿٤٨﴾ هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَ
الیسع کو اور ذا الکفل کو اور ہر ایک تھا خوبی والا یہ ایک مذکور ہوچکا اور
إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٩﴾ جَنَّاتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً
تحقیق ڈر والوں کے لئے ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں سدا بسنے کے کھولے رکھے ہیں ان
لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ﴿٥٠﴾ مُتَّكِئِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ وَ
کے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں منگواتے ہیں میوے بہت اور
شَرَابٍ ﴿٥١﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾
شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی
هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ الثلثة إِنَّ هَٰذَا
یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا گیا حساب کے دن پر یہ ہے
لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ صلے هَٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ
روزی ہماری دی ہوئی اس کو نہیں نبڑنا یہ سُن چکے اور تحقیق شریروں کے واسطے ہے بُرا
لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾
بُرا ٹھکانا دوزخ ہے جس میں ان کو ڈالیں گے سو کیا بُری آرام کرنے کی جگہ ہے
هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن
یہ ہے اب اس کو چکھیں گرم پانی اور پیپ اور کچھ اور اسی
شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا
شکل کی طرح طرح کی چیزیں یہ ایک فوج ہے دھنستی آرہی ہے تمہارے ساتھ انکو جگہ نہ
مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ
ملیو ان کو یہ ہیں گھسنے والے آگ میں وہ بولے بلکہ تم ہی ہو
لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾
کہ نہ جگہ ملیو تم کو تم ہی پیش لائے ہمارے یہ بلا سو کیا بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے

بشارت اخروی ۱۲

طبیب، فقالت له ان ههنا مبتلی فهل لك ان تداويه ..... ان الشيطان طلب منها ان تذبح لغير الله تعالى اذا عالجه وبرأ فمالت لذلك، فعظم عليه - عليه السلام - الامر فنادى الخ (روح ج ۲۳ ص۲۱۰) اشار بقوله مسني الشيطن الى تعرضه لامرأته وطلبه ان تشرك بالله وكانه تيشكى هذا الامر. كان عليه اشد من مرضه (بحر ج ۷ ص۴۰۰)

ﻟﮯ ۳۶ ارکض الخ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مارو۔ فوراً ٹھنڈے پانی کا چشمہ نمودار ہوگا۔ اس سے غسل کرو اور اس سے پیو۔ چنانچہ انھوں نے زمین پر پاؤں مارا اس ٹھنڈے پانی کا چشمہ ابل پڑا اس میں غسل کیا اور اس میں سے پیا تو فوراً تندرست ہو گئے گویا بیمار تھے ہی نہیں۔ ووھبنا له اھله الخ ابتلا میں ان کی جو اولاد فوت ہوگئی تھی اس کو دوبارہ زندہ کردیا اور اس کے علاوہ بھی اولاد عطا فرمائی یہ سب اللہ کی مہربانی تھی۔ نیز اس میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے کہ مصائب و شدائد میں صبر کرنے کا یہ ثمرہ ہے

تخویف اخروی ۱۲

ﻟﮯ ۳۷ وخذ الخ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے جب طبیب (شیطان) والا قصہ ان سے بیان کیا اور اپنی طبیعت کا رجحان ظاہر کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ناراض ہو کر قسم کھائی کہ اللہ نے اگر مجھے صحت عطا فرمائی تو میں تجھے ایک سو چھڑی ماروں گا لیکن انکی بیوی کا جذبۂ ایثار و خدمت، اس کی وفاداری اور مصیبت میں پیغمبر علیہ السلام کی مخلصانہ خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھی اس لئے اللہ نے محض اپنی مہربانی سے قسم کو پورا کرنے کا یہ حیلہ بتایا کہ پتلی پتلی سو شاخوں کا ایک مٹھا اٹھا کر اس کے مار دو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی اور تم حانث نہیں ہو گے تمثل الشيطان لها في صورة ناصح او مداو وعرض لها شفاء ايوب على يديه على شرط لا يمكن وقوعه من مؤمن فذكرت ذلك له فعلم ان الذي عرض لها هو الشيطان وغضب لعرضها ذلك عليه فحلف ...... فحلل الله يمينه باهون شئ عليه وعليها لحسن خدمتها اياه ورضاه عنها (بحر جلد ۷ ص۴۰۱) یہ حیلہ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھ مختص تھا۔ اس پر قیاس کر کے حیلۂ اسقاط وغیرہ کو جائز کہنا درست نہیں۔ ہر وہ حیلہ جس سے حکمت

موضح قرآن ف ۱ الیسع خلیفہ تھے حضرت الیاس کے نبی ہوئے (ف ۲) جب بہشت میں داخل ہو چکے ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر میں چلا جائے گا۔

فتح الرحمن ف ۱ چوں تابعان خواہند کہ بدوزخ درآیند متبوعان را گفتہ شود ۱۲

ﻟﮯ مروجہ حیلہ اسقاط کئی وجوہ سے ناجائز ہے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتب فقہ نیز رسالہ توثیق الکلام فی رد حیلۃ الاسقاط المروجۃ فیما بین الانام شائع کردہ کتبخانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

تشریع باطل ہوجائے ناجائز اور حرام ہے۔ مروجہ حیلۂ اسقاط سے بھی حکمت تشریع باطل ہوجاتی ہے اس لئے وہ بھی جائز نہیں۔ کل حیلۃ اوجبت ابطال حکمۃ شرعیۃ لاتقبل الخ (روح جلد ۲۳ صفحہ ۲۰۹) انا وجدنٰہ صابرًا الخ یہ اللہ کی طرف سے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف وتحسین ہے بیشک ہم نے ایوب (علیہ السلام) کو صابر پایا۔ اتنی طویل مصیبت میں وہ ایک بار بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے۔ وہ ہمارے بہت ہی اچھے بندے اور ہماری طرف رجوع دانابت کرنے والے تھے۔ اپنی تکلیف ومصیبت میں انھوں نے ہمارے سوا کسی کو نہیں پکارا ۳۸ واذکر عبٰدنا الخ یہ چوتھی نقلی دلیل ہے ہمارے بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا ذکر کرو جو ظاہری اعمال طاعت اور باطنی علوم اور دینی بصیرت میں کامل تھے۔ (اولی الایدی والابصار) اولی القوۃ فی الطاعۃ والبصیرۃ فی الدین او اولی الاعمال الجلیلۃ والعلوم الشریفۃ (ابوالسعود جلد ۷ صفحہ ۲۰۹) ہم نے ان کو یاد آخرت کے لئے خاص کردیا اور ان کی تمام تر توجہ اللہ کی طاعت اور عبادت اور اس کی رضا جوئی پر مرکوز تھی گویا وہ ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہتے تو جن کا اپنا یہ حال ہو بھلا وہ شفیع غالب کس طرح ہوسکتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے مقبول برگزیدہ اور نیک بندے تھے لیکن شفیع غالب نہ تھے ۳۹ واذکر اسمٰعیل الخ یہ پانچویں نقلی دلیل ہے۔ ہمارے بندوں اسمٰعیل، الیسع، اور ذوالکفل کا ذکر بھی کرو یہ سب نیک اور برگزیدہ بندے تھے ھٰذا ذکر انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر سراپا عبرت ونصیحت ہے دنیا میں اگر ان پر کوئی تکلیف آتی ہے تو محض آزمائش کے لئے ورنہ آخرت میں تو ان کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾
وہ بولے اے رب ہمارے جو کوئی لایا ہمارے پیش یہ سو بڑھا دے اس کو دونا عذاب آگ میں
وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿٦٢﴾
اور کہیں گے کیا ہوا کہ ہم نہیں دیکھتے ان مردوں کو کہ ہم ان کو شمار کرتے تھے برے لوگوں میں ف۱
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ
کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے میں پکڑا تھا یا چوک گئیں ان سے ہماری آنکھیں ف۲ یہ بات ٹھیک
لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا
ٹھیک ہونی ہے جھگڑا کرنا آپس میں دوزخیوں کا تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا اور کوئی
مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ
حاکم نہیں مگر اللہ اکیلا دباؤ والا رب آسمانوں کا اور
الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا
زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست گناہ بخشنے والا تو کہہ یہ ایک بڑی
عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ
خبر ہے ف۳ کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے مجھ کو کچھ خبر نہ تھی
بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ
اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں تکرار کرتے ہیں مجھ کو تو یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں
اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ
میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناتا ہوں
بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ
ایک انسان مٹی کا پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک
رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ
اپنی جان سو تم گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے

ل ذکر دعویٰ سورت ۱۲
رکوع ۱۳
۲ جواب سوال مقدر ۱۲
۳ بیان حال ملائکہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ دوزخ کے کنارے پر یہ دوزخیوں کو فرشتے لا لا کر جمع کرتے ہیں اس تنگی اور بے قراری میں اگلے پیچھے پچھلوں کو کوسنے لگے اور اگلے وہ تھے جو دنیا میں سردار تھے پچھلے وہ جو ادنیٰ تھے۔ آپس میں پھٹکار بولیں گے ف۲ وہاں دیکھیں گے سب پہچانے لوگ ادنیٰ اعلیٰ دوزخ کے واسطے جمع ہوتے ہیں اور جن مسلمانوں کو پہچانتے تھے اور سب سے برا جانتے تھے۔ وہ نظر نہیں آتے تو حیران ہو کر کہیں گے کہ ہم نے ان کو غلط پکڑا تھا ٹھٹھے میں وہ اس قابل نہ تھے کہ آج دوزخ کے نزدیک نہیں یا اسی جگہ کہیں ہیں پر ہماری آنکھیں چوک گئیں ہمارے دیکھنے میں نہیں آتے ف۳ یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فقراء مسلمین ۱۲

وان للمتقین - تا - مثلہ من نفاد - یہ بشارتِ اخروی ہے عام متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے۔ اس سے انبیاء علیہم السلام کی شان کا اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ ان کو تو اس سے بھی زیادہ نعمتیں میسر ہونگی - اللہ کے احکام کی اطاعت کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کا انجام اچھا ہوگا۔ آخرت میں ان کو دائمی نعمتوں کے باغات (جنات عدن) عطا ہونگے جن کے دروازے ان کی آمد سے پہلے ہی کھول دیئے جائیں گے۔ وہ ان میں کوچوں پر تکیہ لگائے آرام کرینگے۔ اور قسم قسم کے میوے اور مشروبات سے ان کی تواضع ہوگی۔ وہاں انہیں پاکدامن، عفیف اور ہم عمر بیویاں ملیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا، یہ تمام نعمتیں وہی ہیں جن کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ف٤٠ وان للطغین - تا - تخاصم

أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

اکٹھے ہوکر مگر ابلیس نے ف٤٨ غرور کیا اور تھا وہ منکروں میں ف

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

فرمایا اے ابلیس ف٤٩ کس چیز نے روک دیا تجھ کو کہ سجدہ کرے اس کو جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں

أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ

ہاتھوں سے یہ تونے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں ف بولا میں بہتر ہوں اس سے

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ

مجھ کو بنایا تونے آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے ف فرمایا تو تو نکل

مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ

یہاں سے کہ تو مردود ہوا اور تجھ پر میری پھٹکار ہے اس جزا کے

الدِّينِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿٧٩﴾

دن تک ف بولا اے رب مجھ کو ڈھیل دے جس دن تک کہ مُردے جی اٹھیں

قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٨٠﴾ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا تو تجھ کو ڈھیل ہے اسی وقت کے دن تک جو

الْمَعْلُومِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾

معلوم ہے بولا تو قسم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان سب کو

إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ﴿٨٤﴾

مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چُنے ہوئے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٥﴾

ہی کہتا ہوں مجھ کو بھرنا ہے دوزخ تجھ سے اور جو ان میں تیری راہ چلے ان سب سے

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے ف٥٠ اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ کو بنانے والا

ھل الناس - یہ تخویفِ اخروی ہے۔ فرمانبردار مومنین کے مقابلے میں سرکشوں کا انجام نہایت برا ہوگا۔ "طاغین" سے سرکش کفار و مشرکین کے سردار و رؤسا مراد ہیں جو ان کو شرک کی دعوت دیتے تھے۔ وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا۔ یہ دنیا میں تمہاری سرکشی کی سزا ہے۔ اب اس کا مزہ چکھو۔ کھولتا ہوا پانی اور دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی پیپ انہیں پینے کے لئے دی جائے گی۔ اور ان کے لئے اس سے ملتے جلتے عذاب اور مشروبات کی اور بھی کئی قسمیں تیار ہوں گی۔ الغساق ما یغسق من صدید اھل النار (مدارک) ولھم مذوقات او انواع عذاب اُخر (روح ج ٢٣ ص٢١٥) ف٤١ ھٰذا فوج الخ جب رؤسائے مشرکین اور داعیانِ شرک جہنم میں داخل ہوجائیں گے تو ان کے بعد ان کے اتباع واذناب کی فوج جہنم میں داخل کیجائیگی اور ان کے متبوعین سے کہا جائے گا یہ فوج بھی تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوگی تو وہ کہیں گے ان پر خدا کی مار وہ بھی دوزخ میں داخل ہو رہے ہیں۔ قالوا بل انتم الخ اس کے جواب میں اتباع اپنے سرداروں سے کہیں گے بلکہ تم پر خدا کی مار ہو تم ہی نے ہمیں گمراہ کیا اور تمہاری وجہ ہی سے ہم اس بُرے انجام کو پہنچے ہیں۔ "ھٰذا فوج مقتحم" کلام الخزنۃ لرؤساء الکفرۃ فی اتباعھم و "لا مرحبا بھم انھم صالوا النار" کلام الرؤساء (مدارک) انتم قدمتموہ لنا یعنی و تقول الاتباع للقادۃ انتم بدأتم بالکفر قبلنا و شرعتموہ لنا وقیل معناہ انتم قدمتم لنا ھذا العذاب بدعائکم ایانا الی الکفر (خازن ومعالم ج ٦ ص٥٢) ف٤٢ قالوا ربنا الخ رؤسائے شرک کے پیرو کہیں گے اے ہمارے پروردگار، جن کی وجہ سے ہم اس انجام کو پہنچے ہیں یعنی کفر و شرک کی تعلیم دینے والوں کو جہنم کی آگ میں ہم سے دوگنا عذاب دے۔ وقالوا مالنا الخ دنیا میں مشرکین اہلِ توحید کو بُرا سمجھتے ہیں اور توحید بیان کرنیوالوں کو شر و فساد بپا کرنے والے تصور کرتے ہیں۔ قیامت کے دن مشرکین جہنم میں اور اہل توحید جنت میں ہوں گے۔ اس وقت مشرکین اہلِ توحید کے بارے میں آپس میں گفتگو کریں گے اور کہیں گے کیا بات ہے آج جہنم میں ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آرہے جن کو ہم دنیا میں شرارتی اور فسادی کہا کرتے تھے۔ اتخذنٰھم سخریا الخ کیا دنیا میں ہم نے غلطی سے انکو شرارتی

موضح القرآن ف۱ یہ جن تھا۔ وہ اکثر خدا کے حکم کے منکر تھے لیکن رہنے لگا فرشتوں میں۔ ف۲ دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے۔ اللہ غیب کی چیزیں بناتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے۔ اس انسان میں دونوں طرح کی قدرت خرچ کی۔ ف۳ آگ گرم ہے پُرجوش اور مٹی سرد اور خاموش۔ اس نے اُس کو خوب سمجھا۔ اور اللہ نے اُس کو پسند رکھا۔ ف۴ یعنی تب تک پھٹکار پڑتی جاوے گی تیرے اعمال سے۔ یہاں سے نکل یعنی بہشت سے فرشتوں کی صحبت میں جاتا تھا۔ اب نکالا گیا۔

سمجھ کران کا مذاق اڑایا لیکن حقیقت میں نیک لوگ تھے۔ اور آج وہ جنت میں ہیں۔ یا وہ ہیں تو کہیں دوزخ ہی میں لیکن ہمیں نظر نہیں آ رہے۔ والمعنی مالنا لا نراہم فی النار الیسوا فیہا فلذلک لا نراھم۔ بل ازاغت عنہم ابصارنا فلا نراہم۔ وھم فیہا (روح ج ۲۳ ص۲۱۴) ۴۳ ان ذلک الخ اہل جہنم کی یہ گفتگو، راہنمایانِ شرک اور ان کے پیروؤں کا باہمی جھگڑا اور دوزخیوں کا موحدین اور مبلغینِ توحید کے بارے میں سوال و جواب یہ سب برحق ہے اور ضرور ہوگا۔ ف۴۴ قل انما۔ تا۔ العزیز الغفار۔ دلائل عقلی و نقلی اور وحی کے بعد دعویٰ سورت کا بصراحت ذکر ہے۔ دلائل سابقہ سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام تو بوقتِ مصائب خود اللہ کو پکارتے اور اس کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق، کارساز، اپنی صفات میں یگانہ اور سب پر غالب ہے۔ ساری کائنات کا مالک اور سارے جہان میں متصرف و مختار وہی ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ۴۵ قل ھو الخ ضمیر ہو آیاتِ سابقہ کے مضمون یعنی دعوتِ توحید سے کنایہ ہے یعنی مسئلہ توحید ایک نہایت اہم اور عظیم الشان امر ہے جس کی میں تمہیں بامرِ الٰہی خبر دے رہا ہوں اور وہ اس لائق ہے کہ اسے دل و جان سے قبول کیا جائے۔ اور اس سے تغافل نہ کیا جائے لیکن تم اپنی کم عقلی اور بدبختی سے اس کو پسِ پشت ڈال رہے ہو (ھو) ای ھٰذا الذی انبأتکم بہ من کونی رسولا منذرا وان اللہ واحد لا شریک لہ (روح، مدارک) ۴۶ ما کان لی الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین کہتے اگر تو واقعی خدا کا پیغمبر ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ جس عذاب سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کب آئے گا۔ جواب دیا گیا کہ بے شک میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے لیکن ملاءِ اعلیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ اس لئے میں نہیں بتا سکتا کہ عذاب کب آئے گا۔ اور اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی اسی لئے نازل ہوتی ہے کہ میں اس کا پیغمبر اور بشیر و نذیر ہوں ۴۷ اذ قال الخ یہاں سے فرشتوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ بھی اللہ کے حکم کے بندے ہیں۔ اس لئے وہ شفیع غالب نہیں ہو سکتے۔ فقعوا۔ قعوا، وقع یقع (فتح) سے جمع مذکر امر حاضر کا صیغہ ہے۔ ای فاسقطوا لہ (روح) اللہ نے تخلیق آدم علیہ السلام سے قبل فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے بشر کو پیدا کرنے والا ہوں اور خلافت ارضی کو اس کے سپرد کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جب میں اس کی شکل و صورت کو مکمل کر کے اس میں روح پھونک دوں اور وہ ایک کامل انسان کی صورت میں ظاہر ہو جائے تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ سجود لغیر اللہ کی پوری تحقیق سورۂ یوسف کی تفسیر حاشیہ نمبر (۸۳) میں گذر چکی ہے۔ فسجد الملئکۃ الخ چنانچہ جب آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل ہوگئی تو تمام فرشتے یکبارگی سربسجود ہوگئے۔ ۴۸ الا ابلیس الخ یہ جنات کا حال ہے کہ ابلیس جو بہت بڑے اور اونچے رتبے کا مالک تھا۔ بڑا عبادت گذار اور مقرب تھا۔ صدہزاراں سال ابلیس لعین۔ بود از ابدال میر المؤمنین۔ لیکن اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ملعون و مطرود ہوا۔ اس لئے وہ بھی شفیع غالب نہیں بن سکتا۔ یا اس کا ربط یہ ہے کہ

ع ۵ / ۱۴

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۸۷ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ۝۸۸ ع

یہ تو ایک فہمائش ہے سارے جہان والوں کو اور معلوم کر لوگے اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے ف۸

سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانِيَةُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ زمر مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

اتارنا ہے کتاب کا ف۱ اللہ سے جو زبردست ہے حکمتوں والا ہم نے اتاری ہے ف۲

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝۲

تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک سو بندگی کر اللہ کی خالص کر کر اس کے واسطے بندگی ف۳

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

سنتا ہے اللہ ہی کے لئے ہے بندگی خالص ف۴ ف۵ اور جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس کے سوا ف۶

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

حمایتی کہ ہم تو ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ اِنَّ

قریب کے درجے میں بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ف۷ ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں البتہ

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ

اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو جھوٹا حق نہ ماننے والا اگر اللہ چاہتا ف۸

اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

کہ اولاد کر لے تو چن لیتا اپنی خلقت میں سے جو کچھ چاہتا

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ پاک ہے وہی ہے اکیلا دباؤ والا ف۹ بنائے آسمان ف۹

موضح قرآن ف۱ بیٹیاں کیوں لیتا چنی چیز لیتا بیٹے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مقبول نزدیک دوست ۱۲ ف۲ یعنی بغیر شرک ۱۲

دیکھو شیطان کی پیروی نہ کرو اور دعویٰ توحید کو مان لو۔ استکبر۔ ابلیس نے تکبر کیا۔ اور آدم خاکی کو اپنے مرتبے سے کم جان کر حقیر سمجھا۔ وکان۔ ای وصار منہ باستکبارہ وتعاظمہ علی امر اللہ تعالیٰ (روح ج ۲۳ ص ۲۲۵) اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں غرور و استکبار کی وجہ سے کافر ہو گیا یا کانَ اپنے اصل ہی پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابلیس علم الٰہی میں تھا ہی کافر۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس سے استکبار کا صدور ہوگا۔ ویجوز ان یکون المعنی وکان من الکافرین فی علم اللہ تعالیٰ لعلمہ عزوجل انہ سیعصیہ و یصدر عنہ مایصدر باختیارہ وخبث طویتہ و استعدادہ (روح) ۷۹ قال یا ابلیس الخ فرمایا۔ اے ابلیس! جس آدم کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے تو نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ کیا تو نے اس سے بڑا بننے کی کوشش کی ہے۔ یا تو واقعی اس سے فائق ہے اس لئے اس کو سجدہ نہیں کیا؟ تکبرت من غیر استحقاق او کنت ممن علا واستحق التفوق (بیضاوی) قال انا خیر منہ الخ ابلیس نے جواب دیا کہ میں واقعی آدم سے افضل ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ اور ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل ہے۔ قال فاخرج الخ فرمایا۔ یہاں (جنت یا آسمان) سے نکل جا۔ تو رحمت و کرامت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اور قیامت تک کیلئے لعنت و ملامت کا مورد قرار دیدیا گیا ہے۔ قال رب الخ ابلیس نے عرض کی۔ بارے الہا! قیامت تک مجھے مہلت دیدے اور مجھے طویل زندگی عطا فرمادے۔ فرمایا، قیامت تک نہیں بلکہ فنائے عالم یعنی نفخہ اولیٰ تک تجھے مہلت ہے۔ کہنے لگا مجھے تیرے غلبہ و سلطان کی قسم میں بھی اس آدم کی اولاد کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا، البتہ تیرے مخلص بندے میری دسترس سے باہر ہوں گے۔ قال فالحق الخ فالحق مبتدا ہے اور یمینی اس کی خبر مقدر ہے۔ فرمایا میری قسم بھی سراپا حق ہے۔ اور میں حق ہی کہتا ہوں۔ لاملئن جھنم الخ یہ قسم مقدر کا جواب ہے۔ ای واللہ لاملئن۔ فالحق قسمی قسم ہے اور لاملئن اس کا جواب ہے۔ اور والحق اقول جملہ معترضہ ہے (روح، بیضاوی، قرطبی، جلالین) منک، من جنسک وھم الشیاطین (وممن تبعک منھم) من ذریۃ آدم (مدارک ج ۴ ص ۳۵) مجھے اپنی ذات کی قسم میں بھی جہنم تیری ذریت اور اولادِ آدم میں سے تیری پیروی کرنے والوں ہی سے بھروں گا۔ ۸۰ قل ما اسئلکم الخ اس ناصحانہ وعظ و تبلیغ پر میں تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ تکلف اپنے پاس سے باتیں بنا کر تمہیں سناتا ہوں۔ بلکہ یہ تو اللہ کی طرف سے تمام انسانوں کے لئے ایک نصیحت نامہ ہے۔ جیسا کہ ابتداءِ سورت میں فرمایا۔ والقرآن ذی الذکر۔ سورت کی انتہاء، ابتداء سے متعلق ہے۔ ۸۱ ولتعلمن الخ حین سے موت یا قیامت مراد ہے۔ یعنی اب دنیا میں تو نہیں مانتے ہو لیکن ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم اپنے کفر و انکار کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ اور قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کی سچائی کا بچشم خود مشاہدہ کر لوگے۔ لیکن اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ ص میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا (ع ۱) نفیٔ شرک فی التصرف۔
۲۔ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ـــــ تا ـــــ فَلْيَرْتَقُوْا فِى الْاَسْبَابِ ○ نفیٔ شرک فی التصرف
۳۔ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ ـــــ تا ـــــ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ (ع ۵) نفیٔ شرک فی التصرف ونفیٔ شفاعتِ قہری۔

سورۃ زمر

ربط | سورۂ زمر کا سورۂ صٓ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ صٓ میں واضح کیا گیا کہ جن کو تم شفعاء سمجھتے ہو وہ تو خود بطور امتحان و ابتلاء بعض جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں اسلئے اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اب سورۂ زمر میں بیان کیا جائے گا کہ اہلِ توحید اور اہلِ شرک (غیر اللہ کو شفیع غالب ماننے والے وغیرہ) مختلف گروہوں (زُمر) میں بٹ جائیں گے۔ اہلِ توحید جنت میں اور اہلِ شرک جہنم میں جائیں گے۔ سورۂ زمر کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سبا میں نفیِ شفاعتِ قہری کا مضمون مذکور تھا اور سورۂ فاطر میں بطور تفریع مذکور تھا کہ کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اس کے بعد سورۂ یٰسین، صافات اور صٓ سورۂ سبا پر مرتب ہیں۔ کیونکہ ان تینوں سورتوں میں علی سبیل الترقی نفی شفاعتِ قہری کا ذکر ہے۔ اور سورۂ زمر سورۂ فاطر پر مرتب ہے۔ اور اس کا کچھ حصہ سورۂ سبا پر بھی مرتب ہے۔ یعنی والذین اتخذوا من دونہٖ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (ع۱) اور ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء (ع۵) جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے تو ہر قسم کی عبادت صرف اسی کی بجالاؤ اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

خلاصہ | تمہید مع ترغیب، ذکر دعویٰ تین بار، تفریع بر دعویٰ۔ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی سات۔ بیان ثمرہ دلائل چار بار۔ چھ دلائل وحی۔ ایک دلیل نقلی ضمناً۔ بیان زجر چار بار تقابل مومنین و کافرین تین بار۔ ترغیب الی الہجرت۔

تفصیل

تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب۔ یہ بہت بڑے غالب و حکیم کا حکمنامہ ہے اسے مانو۔ اس سورت کو مضمون کے اعتبار سے چھ سلسلہائے مضامین میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (۱) سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ (۲) سلسلہ دلائلِ عقلیہ (۳) سلسلہ دلائل وحی (۴) سلسلہ بیان ثمرات (۵) سلسلہ ذکر زجرات اور (۶) سلسلہ تقابل بین المومنین و المشرکین۔

۱۔ سلسلہ مضمون ذکر دعویٰ

دعویٰ سورت کو تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اول فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (ع۱) یہ دعویٰ سورِ سابقہ پر متفرع ہے۔ جب اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و کارساز نہیں۔ اور کوئی اس کی بارگاہ میں شفیع قاہر نہیں تو صرف اسی کی عبادت کرو۔ الا للہ الدین الخالص۔ یہ تنبیہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ھو اللہ الواحد القہار۔ یہ دعویٰ پر تفریع ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور سب پر غالب ہے۔ ذکر دعویٰ دوسری بار۔ قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی (ع۲) میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرونگا۔ ذکر دعویٰ تیسری بار۔ قل افغیر اللہ تامرونّی اعبد ایھا الجاھلون (ع۷) یہ اعادۂ دعویٰ بطور زجر ہے۔ اے نادانو! اتنے واضح دلائل کے باوجود تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی عبادت کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

۲۔ سلسلہ دلائل عقلیہ علی سبیل الترقی۔

پہلی عقلی دلیل۔ خلق السمٰوٰت والارض۔ تا۔ الا ھو العزیز الغفار (ع۱) زمین و آسمان کو اللہ نے پیدا فرمایا۔ یہ دن رات کی آمد و رفت اور سورج اور چاند کا میعادِ معین تک چلنا یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کائنات میں غور و فکر کرو۔ یہ سب اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے دلائل ہیں۔

دوسری عقلی دلیل۔ خلقکم من نفس واحدۃ۔ تا۔ فی ظلمٰت ثلٰث (ع۱) یہ دلیل اول سے بطور ترقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف نظامِ شمسی کو پیدا فرمایا بلکہ خود تمہیں بھی اسی نے پیدا فرمایا۔ رحم مادر میں مختلف حالات سے گذار کر تمہاری پیدائش کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تیسری عقلی دلیل۔ الم تران اللہ انزل۔ تا۔ لذکریٰ لاولی الالباب (ع۲) یہ دوسری دلیل سے بطور ترقی ہے۔ اللہ نے تمہیں پیدا کر کے ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ تمہاری زندگی کی تمام ضروریات خصوصاً خوراک بھی مہیا فرما دی۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت بجالاؤ۔ ضرب اللہ مثلا رجلا الخ (ع۳) تمثیل برائے مؤمن و مشرک۔

چوتھی عقلی دلیل۔ ولئن سالتھم۔ تا۔ لیقولن اللہ ط (ع۴) یہ دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ جب تم مانتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو لامحالہ اس کے سوا کوئی معبود اور پکار کے لائق بھی نہیں ہوگا۔

پانچویں عقلی دلیل۔ اللہ یتوفی الانفس۔ تا۔ یتفکرون ۰ (ع۵) پہلی اور دوسری دلیل میں ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ اب اس دلیل میں انسان کی انتہائی حالت کا ذکر ہے حاصل یہ کہ انسان کی ابتدا و انتہا اللہ تعالیٰ کے تصرف و اختیار میں ہے اس لئے وہی معبود برحق ہے۔

چھٹی عقلی دلیل۔ اولم یعلموا۔ تا۔ یؤمنون ۰ (ع۵) انسان کے ابتدائی اور انتہائی حالات کے بعد اس دلیل میں اس کے درمیانی حالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ زندگی میں انسان کو روزی دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور جو خالق و رازق ہو وہی معبود ہو سکتا ہے۔

ساتویں عقلی دلیل۔ اللہ خالق کل شیٔ۔ تا۔ لہ مقالید السمٰوٰت والارض ط (ع۶) ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے اور ہر چیز کا محافظ و نگران بھی وہی ہے۔ لہذا

سب کا معبود بھی وہی ہے۔

۳۔ سلسلۂ دلائلِ وحی

پہلی دلیلِ وحی۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق الخ (ع ۱) ہم نے آپ پر ایک عظیم الشان کتاب نازل فرمائی جس کا سب سے اہم اور اولین پیغام یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ یہ مسئلہ کسی کا خودساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔

دوسری دلیلِ وحی۔ قل انی امرت ان اعبد اللہ۔ تا۔ اول المسلمین ٥ (ع ۲) مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصتہً خدائے واحد کی عبادت کروں اس سے معلوم ہوا کہ تخصیصِ عبادت کا مسئلہ میرا من گھڑت نہیں، بلکہ من عند اللہ ہے۔

تیسری دلیلِ وحی۔ اللہ نزل احسن الحدیث۔ تا۔ فمالہ من ھاد ٥ (ع ۳) یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ ایمان والے اس کی آیتیں سنکر کانپ اٹھتے ہیں۔ یہ کتاب میں نے اپنے پاس سے نہیں بنائی۔

چوتھی دلیلِ وحی۔ انا انزلنا الیک الکتٰب للناس بالحق (ع ۴) ہم نے آپ پر پیغام حق کے ساتھ یہ عمدہ اور پر تاثیر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ تو ہمارا پیغام سناتے ہیں اپنی طرف سے کوئی دعویٰ نہیں کرتے۔

پانچویں دلیل وحی علی سبیل الترقی۔ واتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم (ع ۶) یہ ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ ہے۔ پہلے فرمایا اعلان کرو کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن و اعلیٰ کتاب کی دل وجان سے پیروی کرو۔

چھٹی دلیلِ وحی۔ ولقد اوحی الیک۔ تا۔ وکن من الشاکرین ٥ (ع ۷) اللہ کی جانب سے میری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ شرک سے تمام اعمالِ صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح توحید کی طرف اللہ کے حکم سے دعوت دیتا ہوں۔ اسی طرح شرک کا رد بھی اسی کے حکم ہی سے کرتا ہوں۔ اس دلیل وحی کے ضمن میں دلیلِ نقلی بھی آگئی والی الذین من قبلک انبیاء سابقین علیہم السلام پر بھی یہ وحی نازل کی گئی کہ شرک سے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ سلسلہ بیانِ ثمراتِ دلائل

ثمرات چار ہیں۔ پہلے دو چھوٹے اور آخری دو بڑے۔

پہلا چھوٹا ثمرہ لا الہ الا ھو (ع ۱) یہ پہلی دو عقلی دلیلوں کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہوگیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

دوسرا چھوٹا ثمرہ۔ الحمد للہ (ع ۳) تیسری عقلی دلیل اور تمثیل مومن وکافر کے بعد دلیل اور تمثیل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ ان سے معلوم ہوگیا کہ تمام صفاتِ کارسازی اللہ کے ساتھ خاص ہیں۔

پہلا بڑا ثمرہ قل افرأیتم ما تدعون۔ تا۔ یتوکل المتوکلون ٥ (ع ۴) گذشتہ دلائل سے واضح اور روشن ہوگیا کہ ساری کائنات میں متصرف ومختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اللہ کے سوا مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ تکلیف کو دور کرنے اور نفع پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے۔

دوسرا بڑا ثمرہ قل اللّٰھم فاطر السمٰوٰت والارض۔ تا۔ یختلفون ٥ (ع ۵) یہ لوگ ایسے روشن اور واضح دلائل سے بھی نہیں مانتے اور انکار وجحود پر مصر ہیں۔ اس لئے آپ اللہ سے عرض کریں کہ اے اللہ! ہمارے اور ان کے درمیان آخری فیصلہ قیامت کے دن تو ہی فرمائے گا۔

۵۔ سلسلہ بیانِ زجرات

زجر اول وَالذین اتخذوا من دونہ اولیآء۔ تا۔ من ھو کاذب کفار ٥ (ع ۱) مشرکین جو خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ ان معبودوں کو بالاستقلال مستحقِ عبادت نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کی عبادت وتعظیم کو قربِ خداوندی کا ذریعہ ووسیلہ اور ان کو عند اللہ شفیع سمجھتے ہیں۔ فرمایا دنیا میں دلائل سے انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔ آخرت میں ان کو جہنم میں ڈال کر اس اختلاف کا قطعی فیصلہ کروں گا۔

زجر دوم واذا مس الانسان ضر۔ تا۔ عن سبیلہٖ (ع ۱) جب مشرک آدمی پر مصیبت آتی ہے تو وہ خود ساختہ شفعاء سے مایوس ہوکر معبودِ حق کو پکارتا ہے لیکن اللہ اس کو اپنی مہربانی سے مصیبتوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور خدا کے انعامات کو معبودانِ باطل کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔

زجر سوم ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء۔ تا۔ اذا ھم یستبشرون ٥ (ع ۵) یہ زجر اول کی تشریح ہے۔ مشرکین اپنے معبودانِ خود ساختہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ سراپا عاجز ہیں اور کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے۔

زجر چہارم فاذا مس الانسان ضر۔ تا۔ ولکن اکثرھم لا یعلمون ٥ (ع ۵) یہ زجر بطور شکوٰی ہے۔ مشرک انسان جب معبودانِ باطلہ سے مایوس ہوکر اپنی مصیبت میں اللہ کو پکارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرما کر اس کو مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے تو وہ اس کامیابی کو اپنے علم وفہم کا کمال قرار دیتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ اور فلاں بزرگ کو سفارشی بنایا جس کی وجہ سے مصیبت ٹل گئی۔

٦۔ سلسلۂ تقابل بین المؤمن و الکافر

اول۔ امن ھو قانت۔ تا۔ انما یتذکر اولوا الالباب ٥ (ع ١) دلیل کے بعد مؤمن و کافر کی صفات میں تقابل کا ذکر کیا گیا۔ ایک وہ (مؤمن) ہے جو راتوں کو اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتا اور عبادت کرتا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور رحمتِ خداوندی کی امید رکھتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کافر ہے جو ان صفات سے عاری ہے۔

دوم۔ افمن شرح اللہ صدرہ۔ تا۔ ضلٰل مبین ٥ (ع ٣) ایک وہ مؤمن ہے جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے۔ اور اس کا سینہ نورِ اسلام سے منور ہو چکا ہے۔ اور ایک وہ کافر ہے جس کا دل پتھر کی مانند سخت ہے۔ اور اس میں قبولِ اسلام کی صلاحیت ہی موجود نہیں۔ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سوم۔ افمن یتقی بوجھہ سوٓء العذاب یوم القیٰمۃ (ع ٣) ایک وہ کافر ہے جس کے دونوں ہاتھ قیامت کے دن اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہونگے اور جہنم کی آگ سے وہ اپنے چہرے کی اوٹ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس کے مقابلے میں مؤمن ہے جو عذابِ جہنم سے مامون و محفوظ رہے گا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔؟

ابتدائے سورت میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا اور سورت کے آخر میں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ بیان کیا گیا۔ سبحٰنہ و تعالیٰ عما یشرکون ٥ (ع ٧) تاکہ معلوم ہو جائے کہ تمام دلائل دعویٰ کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ اس سورت میں وارض اللہ واسعۃ (ع ٢) ہجرت کی ترغیب کی طرف اشارہ ہے۔ سورت میں جا بجا تخویف و تبشیر کا بھی ذکر ہے

۲؎ تنزیل الخ تنزیل الکتٰب مبتدا۔ من اللہ خبر ہے۔ یا تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ اور من اللہ الخ تنزیل کے متعلق ہے۔ قال الفراء والزجاج ھو مبتدأ و قولہ تعالیٰ (من اللہ العزیز الحکیم) خبرہ۔ او خبر مبتدأ محذوف۔ ای ھذا المذکور تنزل، و (من اللہ) متعلق بتنزیل والوجہ الاول اوجہ (روح ج ٢٣ ص ٢٣٣) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس بادشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب و رسب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اس نے اب تک اگر معاندین کو نہیں پکڑا تو اس میں حکمت ہے کہ منکرین کو مزید غور و فکر کا موقع مل جائے اور وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اس لئے اس غالب و رحکیم بادشاہ کے حکمنامے کو مان لو۔

۳؎ انا انزلنا الخ یہ پہلی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو سراپا حق ہے اور عقائد اور احکامِ حقہ پر مشتمل ہے، ہم نے نازل فرمائی ہے۔ آپ جو کچھ بیان فرماتے ہیں ہمارے حکم سے بیان فرماتے ہیں اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتے۔ فاعبد اللہ مخلصًا لہ الدین۔ یہ دعوائے سورت ہے۔ سورت کا یہ دعویٰ پہلی سورتوں پر عمومًا اور سورۂ فاطر پر خصوصًا متفرع ہے۔ سورۂ سبا، یٰسٓ، صافات اور صٓ میں ثابت کیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ قاہر نہیں۔ اور سورۂ فاطر میں بیان کیا گیا، لہٰذا اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب و رکارساز نہیں جب ثابت ہو گیا کہ اس کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی اس کی بارگاہ میں شفیعِ غالب ہے تو خالصتہً صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور لوگوں کو بھی اسی خالص توحید کی دعوت دو۔ ای فاعبد اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وادع الخلق الی ذلک واعلمھم انہ لا تصلح العبادۃ الا لہ وحدہ وانہ لیس لہٗ شریک ولا عدیل ولا ندید (ابن کثیر ج ٤ ص ٤٥)

۴؎ الا للہ الخ یہ تنبیہ ہے کہ عبادت خالصتہً اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔

۵؎ والذین اتخذوا الخ یہ زجر اول ہے اور اس کے آخر میں تخویفِ اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ اسمِ موصول سے مشرکین اور اولیاء سے مشرکین کے مزعومہ کارساز مراد ہیں۔ خواہ فرشتے ہوں یا پیغمبر یا اولیاء کرام۔ فالموصول عبارۃ عنھم (ثلثۃ احیاء من المشرکین، عامر وکنانۃ وبنی سلمۃ) او عبارۃ عما یعمھم واضرابھم من عبدۃ غیر اللہ سبحانہ وھو الظاھر فیکون الاولیاء عبارۃ عن کل معبود باطل کالملئکۃ وعیسی علیھما السلام والاصنام (روح ج ٢٣ ص ٢٣٥) امام قتادہ رح فرماتے ہیں۔ جب مشرکین سے پوچھا جاتا کہ تمہارا خالق و مالک کون ہے؟ اور زمین و آسمان کو کس نے پیدا کیا۔ اور آسمان سے مینہ کون برساتا ہے؟ تو کہتے ! اللہ! پھر ان سے کہا جاتا کہ پھر غیر اللہ کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو جواب دیتے، لیقربونا الی اللہ زلفٰی ویشفعوا لنا عندہٗ (قرطبی ج ١٥ ص ٢٣٣) ہم ان خود ساختہ معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ وہ سفارش کر کے ہمیں بارگاہِ خداوندی میں مقرب بنا دیں اور ہمارے دنیوی کام اس سے کرا دیں۔ کیونکہ آخرت کے وہ قائل ہی نہ تھے۔ ای انما یحملھم علی عبادتھم لھم انھم عمدوا الی اصنام اتخذوھا علی صور الملائکۃ المقربین فی زعمھم فعبدوا تلک الصور تنزیلا لذلک منزلۃ عبادتھم الملئکۃ لیشفعوا لھم عند اللہ تعالیٰ فی نصرھم ورزقھم وما ینوبھم من امور الدنیا فاما المعاد فکانوا جاحدین لہ کافرین بہ (ابن کثیر ج ٤ ص ٤٥) زلفٰی، لیقربونا کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ۔

۶؎ ان اللہ الخ یہ تخویفِ اخروی ہے۔ دنیا میں مشرکین دلائل سے تو مانتے نہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیعِ غالب نہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اس لئے محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ قیامت کے دن ہوگا جب اہلِ حق کو جنت میں اور اہلِ باطل کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان اللہ یحکم بینھم وبین المسلمین فی ما ھم یختلفون فی امر الدین بادخال المحق الجنۃ والمبطل النار (مظہری۔ بیضاوی) ان اللہ لا یھدی الخ جو لوگ ازراہِ ضد و عناد کفر و افتراء (اللہ کے لئے نائب یا شفیع غالب ثابت کرنا) پر اڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ ہدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

۷؎ لو اراد اللہ الخ اس میں مشرکین کے گذشتہ دعوے کا ابطال و امتناع کیا گیا ہے کہ اگر بفرضِ محال اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ کسی کو اپنا نائب بنائے تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اپنی نیابت کے لئے منتخب فرما لیتا۔ آخر تمہارے خود ساختہ معبود ہی کیوں اس کے نائب بن گئے۔ سبحٰنہ الخ یہ مذکورہ دعوے پر تفریع ہے یعنی اللہ تعالیٰ شریک اور نائب سے پاک ہے۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اور قہار و بے نیاز ہے۔ اس کو نائب کی ضرورت ہی نہیں۔

۸؎ خلق السمٰوٰت الخ یہ پہلی عقلی دلیل ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے بلا شرکتِ غیرے استحقاقِ عبادت پر دلالت کرتی ہے۔ البتہ اس میں غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین و آسمان کو اس نے عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس ساری کائنات کو اس نے ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لوگ کائنات کے

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ
اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو
عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
رات پر اور کام میں لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری
مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝٥ خَلَقَكُمْ مِّنْ
ہوئی مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست گناہ بخشنے والا ف بنایا تم کو ۹
نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ
ایک جی سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور اتارے تمہارے واسطے
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ
چوپاؤں سے آٹھ نر و مادہ ف۲ بناتا ہے تم کو ماں کے
اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ
پیٹ میں ایک طرح پر دوسری طرح کے پیچھے تین اندھیروں کے بیچ ف۲
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
وہ اللہ ہے رب تمہارا اسی کا راج ہے ۱۰ کسی کی بندگی نہیں اس کے سوائے پھر
تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ
کہاں سے پھرے جاتے ہو ۱۱ اگر تم منکر ہوگئے ۱۱ تو اللہ پروا نہیں رکھتا تمہاری
وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ
اور پسند نہیں کرتا اپنے بندوں کا منکر ہونا اور اگر اس کا حق مانو گے تو اس کو تمہارے
لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ
لئے پسند کرے گا اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا ۱۲ پھر اپنے رب کی طرف تم کو
مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ
پھر جانا ہے تو وہ جتلائے گا تم کو جو تم کرتے تھے مقرر اس کو

ذرے ذرے سے صانع عالم کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ بالحق ای متلبسا بالحق غیر عابث بل لیکون دلیلا علی الصانع (مظہری ج ۸ ص ۱۹۷) وہ دن کو رات میں اور رات کو دن میں چھپا دیتا ہے۔ سورج اور چاند بھی اس کے مطیع امر ہیں۔ اور اس کے حکم سے دونوں اپنے اپنے دورے کی تکمیل میں رواں دواں ہیں۔ یہ کارخانۂ عالم جس عزیز و غفار نے پیدا کیا ہے۔ اور جو اس میں متصرف و مختار ہے وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے۔ ۹ خلقکم الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے اول سے علی سبیل الترقی یعنی اس نے نہ صرف زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ بلکہ تمہارا خالق بھی وہی ہے۔ اپنی پیدائش میں غور و فکر کرو کس کمالِ قدرت اور حسنِ تدبیر سے اس نے تمہاری ابتداء ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے فرمائی۔ اور پھر بشری سلسلۂ نسل کو زوجین کے ذریعے سے آگے بڑھایا۔ پھر رحمِ مادر میں نطفہ سے لے کر کمالِ تخلیق تک جو مختلف احوال پیش آتے ہیں ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے۔ پھر اس نے تمہارے فائدے کی خاطر مختلف انواع و اقسام کے چوپائے پیدا فرمائے۔ جن کا تم گوشت کھاتے، دودھ پیتے اور بعض سے اس کے علاوہ سواری اور باربرداری کا کام بھی لیتے ہو۔ وہ اللہ جس نے محض اپنی مہربانی سے اور اپنی قدرت کاملہ سے یہ سب کچھ کیا ہے وہی ساری کائنات کا مالک اور وہی تمہارا معبودِ برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ من نفسٍ واحدۃ حضرت آدم علیہ السلام منہا ضمیر نفس واحدۃ کی طرف راجع ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے۔ ای من جنسہا یعنی جنسِ آدم و بشر ہی سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا۔ وانزل قال سعید بن جبیر خلق (قرطبی) ثمٰنیۃ ازواج چوپایوں کی یہ آٹھ انواع سورۂ انعام ع میں مفصل گذر چکی ہیں۔ یعنی اِبل (اونٹ، اونٹنی) بَقَر (گائے بیل، بھینس، بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں) ضأن (دنبی دنبہ اور بھیڑ مینڈھا) معز (بکری بکرا) خلقا من بعد خلق۔ نطفہ سے عَلَقہ (خون منجمد) عَلَقہ سے مُضغہ (بوٹی) مُضغہ سے عِظَام (ہڈیاں) اور پھر اس ڈھانچے سے انسان تام الخلقہ اس کی تفصیل سورۂ مؤمنون ع ۱ میں مذکور ہے فی ظلمٰت ثلٰث۔ تینوں اندھیروں سے پیٹ، رحم اور مشیمہ (وہ پردہ جس میں جنین محفوظ ہوتا ہے) کے اندھیرے مراد ہیں (روح، جامع وغیرہما) ۱۰ ذلکم اللہ الخ یہ تنبیہ ہے۔ اور دلائلِ مذکورہ کا اجمالاً استحضار ہے تاکہ اس پر آئندہ حکم اور ثمرہ مرتب ہوسکے۔ صفاتِ بالا سے متصف ذاتِ بابرکات ہی تمہارا رب اور مالک ہے اور اس کائنات میں اور خود تمہارے اندر وہی متصرف ہے، لا الٰہ الا ھو۔ یہ دلائل سابقہ کا ثمرہ ہے۔ جب سب کا خالق و مالک اور سارے عالم میں متصرف و مختار وہی ہے اور کوئی نہیں تو عبادت کے لائق بھی اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ فانّٰی تؤفکون۔ پھر اس بیانِ شافی کے بعد کس دلیل سے اللہ کی خالص عبادت سے پھرے جاتے ہو۔ اور غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو؟ یعنی دلائلِ عقلیہ تو اللہ کی وحدانیت پر قائم ہیں۔ اس لئے تمہارا شرک کرنا محض بے دلیل ہے۔ ۱۱ ان تکفروا الخ یہ

ے دوسری عقلی دلیل

ے ثمرہ دلائل سابقہ

ے تخویف اخروی

موضح قرآن ف لپیٹتا ہے یعنی ایک پر دوسرا چلا آتا ہے۔ توڑا نہیں پڑتا۔ ف۲ ایک پیٹ ایک رحم ایک جھلی۔ وہ جھلی ساتھ نکلتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نر و مادہ از شتر و گاؤ و گوسفند و بز ۱۲۔ ف۲ یعنی مشیمہ و رحم و بطن ۱۲

تخویفِ اخروی ہے۔ ایسے دلائل واضحہ کے باوجود بھی اگر تم کفر پر قائم رہو تو سن لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان و شکر سے بے نیاز ہے۔ تمہارے کفر سے اس کا کچھ بگڑتا نہیں اور تمہارے ایمان و شکر سے اس کا کچھ سنورتا نہیں۔ ولا یرضیٰ الخ البتہ محض بندوں کی خیرخواہی کے لئے وہ سامانِ ہدایت فراہم فرماتا ہے۔ اور کفر و ناشکرگذاری کو اپنے بندوں کے لئے پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں بندوں کا سراسر دنیوی اور اخروی نقصان ہے۔ وان تشکروا الخ اور اگر تم اس کا شکر کرو اس کی توحید پر ایمان لاؤ اور پیغمبر علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق اعمال صالحہ بجالاؤ تو اس کو تمہارے لئے پسند فرماتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمہارا دنیا اور آخرت

عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑦ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ
خبر ہے دلوں کی بات کی اور جب آ لگے انسان کو سختی

دَعَا رَبَّهُۥ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُۥ نِعْمَةً مِّنْهُ
پکارے اپنے رب کو رجوع ہو کر اسی کی طرف پھر جب بخشے اس کو نعمت اپنی طرف سے

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا۟ إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ
بھول جائے اس کو کہ جس کے لئے پکار رہا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کی

أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِۦ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ
برابر اوروں کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے تو کہہ برت لے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں

إِنَّكَ مِنْ أَصْحَـٰبِ النَّارِ ⑧ أَمَّنْ هُوَ قَـٰنِتٌ ءَانَآءَ الَّيْلِ
تو ہے دوزخ والوں میں بھلا ایک جو بندگی میں لگا ہوا ہے رات کی

سَاجِدًا وَقَآئِمًا يَحْذَرُ الْـَٔاخِرَةَ وَيَرْجُوا۟ رَحْمَةَ رَبِّهِۦ ۗ
گھڑیوں میں سجدے کرتا ہوا اور کھڑا ہوا خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی

قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا
مہربانی کی تو کہہ کوئی برابر ہوتے ہیں سمجھ والے اور

يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُو۟لُوا۟ الْأَلْبَـٰبِ ⑨ قُلْ يَـٰعِبَادِ
بے سمجھ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہے تو کہہ اے بندو میرے

الَّذِينَ ءَامَنُوا۟ اتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ فِى هَـٰذِهِ
جو یقین لائے ہو ڈرو اپنے رب سے جنہوں نے نیکی کی اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَٰسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى
دنیا میں ان کے لئے ہے بھلائی اور زمین اللہ کی کشادہ ہے صبر کرنے والوں

الصَّـٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ إِنِّىٓ أُمِرْتُ
ہی کو ملتا ہے ان کا ثواب بے شمار تو کہہ مجھ کو حکم ہے

کا فائدہ ہے (ولا یرضی لعبادہ الکفر) لما فیہ من الضرر علیہم (وان تشکروا یرضہ لکم) لما فیہ من نفعکم (روح ج ۲۳ ص ۲۴۲) ۱۲؎ ولا تزر الخ تمہارے کفر و انکار اور ناشکرگذاری کا نقصان صرف تمہیں ہی ہے اور قیامت کے دن اس کی سزا بھی تم ہی پاؤ گے دنیا میں تمہیں اپنی بداعمالیوں کا انجام بد سمجھ میں نہیں آتا نہ نظر ہی آتا ہے۔ قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے اس وقت وہ تمہیں تمہارے اعمال سے باخبر کریگا۔ وہ چونکہ دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اس لئے اس پر تمہارا کوئی ظاہر یا پوشیدہ عمل مخفی نہیں ۱۳؎ واذا مس الخ یہ زجر دوم ہے بصورتِ شکوی۔ الانسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مدارک، قرطبی) انسانِ کافر و مشرک کا یہ حال ہے کہ اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے مزعومہ کارسازوں سے ناامید ہو کر پوری توجہ اور یکسوئی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعام و احسان سے سرفراز فرما دیتا ہے تو اس منعمِ حقیقی کو بھول جاتا ہے۔ جسے پہلے مصیبت کے وقت پوری تضرع و عاجزی سے پکارتا رہا۔ یا اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی خاطر اللہ کو پکارتا رہا۔ اور پھر سے اللہ کے ساتھ عبادت اور پکار میں شرک کرنے لگتا ہے۔ اور اللہ کے انعامات کو معبودانِ باطلہ کا احسان قرار دیتا ہے۔ نسی ما کان یدعوا الیہ ای نسی ربہ الذی کان یتضرع الیہ ...... او نسی الضر الذی کان یدعوا اللہ الی کشفہ (مدارک ج ۴ ص ۴۲) وجعل للہ اندادا ای فی حال العافیۃ یشرک باللہ ویجعل لہ اندادا (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۶) لیضل عن سبیلہ تاکہ لوگوں کو یہ تاثر دے کر اللہ کی راہ (توحید) سے گمراہ کرے کہ اسکو مصیبت سے اسکے خودساختہ معبودوں نے نجات دی ہے (لیضل) الناس بذلک (عن سبیلہ) عن وجل الذی ھو التوحید (روح ج ۲۳ ص ۲۴۵) ۱۴؎ قل تمتع الخ یہ تہدید ہے۔ اچھا تو اگر ان واضح دلیلوں کے باوجود کفر پر ہی قائم رہنا چاہتے ہیں اور اسی میں اپنا فائدہ سمجھتا ہے تو چند دن اس سے فائدہ اٹھالے آخر کار تیرا ٹھکانا جہنم ہے ۱۵؎ امن ھو الخ یہ پہلی بار مومنین اور مشرکین کی صفات کے درمیان تقابل کا ذکر ہے ایک وہ مومن ہے جو راحت اور آرام کو چھوڑ کر رات کی گھڑیوں میں اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے کبھی قیام میں ہاتھ باندھے کھڑا ہے اور کبھی اسکی بارگاہ میں جبین نیاز زمین پر رکھے سجدہ بجالا رہا ہے۔ آخرت کا خوف اس پر طاری رہتا ہے لیکن وہ مایوس نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے رحمۃ ربہ کے بعد کمن ھو لیس کذلک مقدر ہے یعنی کیا مذکورہ بالا صفات کا حامل مومن اس کافر کی مانند ہو سکتا ہے جو ان خوبیوں سے عاری ہو۔ قال الشیخ قدس سرہ امن ھو قانت کمن ھو غیر قانت (معالم و خازن ج ۶ ص ۶۹) ۱۶؎ قل ھل الخ یہ پہلی تمثیل کیلئے مثال و نظیر کی صورت میں تائید ہے۔ یا عملی تفاوت کے بعد علمی تفاوت کا بیان ہے یعنی مومن و کافر عمل کی طرح علم میں بھی برابر نہیں یا مطلب

فتح الرحمٰن ف۱ دریں آیت تعریض است بہجرت حبشہ ۱۲۔

عالم اور ایک جاہل برابر نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح مومن و کافر بھی باہم برابر نہیں۔ نفی لاستواء الفریقین باعتبار القوة العلمية بعد نفيه باعتبار القوة العملية على وجه ابلغ لمزيد فضل العلم وقيل تقرير للاول على سبيل التشبيه اى كما لايستوى العالمون والجاهلون لايستوى القانتون والعاصون (بیضاوی) انما يتذكر الخ ایسے واضح اور مدلل بیانات سے صرف عقل وفکر رکھنے والے ہی نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہیں ۱۶ قل یعباد الخ یہ ایمان والوں کے لئے دنیوی اور اخروی بشارت ہے۔ میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہیں اس کے احکام کی تعمیل اور اس کے منہیات سے احتراز کرتے رہیں۔ جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ ایمان و تقویٰ پر قائم رہیں گے دنیا میں بھی ان پر انعام واکرام کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ فی هذه الدنيا، حسنة کے متعلق ہو۔ اور اگر فی الدنيا، احسنوا کے متعلق ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ جو لوگ دنیا میں اعمال صالحہ بجالائیں گے وہ آخرت میں اس کا اجر وثواب پائیں گے وارض الله واسعة یہ ہجرت کی ترغیب ہے اگر غلبۂ کفار کی وجہ سے تم اپنے وطن میں اللہ کے دین پر قائم نہیں رہ سکتے اور نہ کماحقہ اس کی عبادت کرسکتے ہو تو اللہ کی زمین فراخ ہے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ جہاں تم اطمینان سے اپنے دین کو قائم کرسکو۔ جو لوگ ہجرت کے مصائب و شدائد پر صبر کرتے اور خندہ پیشانی سے انہیں برداشت کرتے ہیں انہیں آخرت میں بے حساب اجر وثواب ملے گا۔ انما یوفی الصابرون الذين صبروا على الهجرة ومفارقة المحاب والافتداء بالانبياء والصالحين اجرهم بغير حساب (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) قل یعباد الخ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے جسے بعینہ بندگان خدا تک پہنچانے کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے یعباد الخ حضور علیہ السلام کا مقولہ نہیں تاکہ اس سے یہ استدلال کیا جاسکے کہ تمام مومنین آپ کے بندے ہیں جیسا کہ اہل بدعت بیان کرتے ہیں۔ ای قل لهم قولى هذا بعينه وفيه تشريف لهم باضافتهم الى ضمير الجلالة (روح جلد ۲۳ ص ۲۴۸) ای قل یا محمد لعبادی المومنین۔ قرطبی ج ۱۵ ص ۲۴۰) ۱۸ قل انی امرت الخ یہ دلیل دلیل وحی ہے مجھے وحی کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے کہ میں خالصۃً اللہ کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کروں اور یہ حکم مجھے اس لئے دیا گیا ہے تاکہ دنیا وآخرت میں میں تمام مسلمانوں پر مقدم و سابق رہوں۔ یا مطلب یہ ہے کہ میں اس امت میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا بنوں۔ ای امرت بالاخلاص لاجل ان اکون مقدمهم فی الدنيا والاخرة لان قصب السبق انما هو بالاخلاص اولكونى اول من اسلم من قريش ومن دان بدينهم (مظهری، بیضاوی، روح) ۱۹ قل انی اخاف الخ تمہارے دل چونکہ خوفِ خدا سے خالی ہیں۔ اس لئے تم کفر وشرک اور دیگر بداعمالیوں کا بے محابا ارتکاب کرتے ہو لیکن میں تو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوں مجھے تو ڈر ہے کہ اگر میں اخلاص عبادت میں کوتاہی کروں اور تمہاری طرح شرک

ک دوسری بار ذکر کرنے کی

ع اہم تمہید و تخویف اخروی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُوْنَ

کہ بندگی کروں اللہ کی خالص کر کر اس کیلئے بندگی اور حکم ہے کہ میں ہوں

أَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٢﴾ قُلْ إِنِّيْٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ

سب سے پہلے فرمانبردار تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر حکم نہ مانوں اپنے رب کا

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِيْنِيْ ﴿١٤﴾

ایک بڑے دن کے عذاب سے تو کہہ میں تو اللہ کو پوجتا ہوں خالص کر کر اپنی بندگی اس کے واسطے

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اب تم پوجو جس کو چاہو اس کے سوائے تو کہہ بڑے ہارنے والے وہ جو

خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ

ہار بیٹھے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے یہی ہے

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿١٥﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ

صریح ٹوٹا ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے

وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ

اور نیچے سے بادل اس چیز سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ أَنْ

اے بندو میرے تو مجھ سے ڈرو اور جو لوگ بچے شیطانوں سے کہ ان

يَّعْبُدُوْهَا وَأَنَابُوْٓا إِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿١٧﴾

کی عبادت کریں اور اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ أَحْسَنَهٗ ۭ أُولٰٓئِكَ

کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو

الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَأُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾

اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں

موضح قرآن ف۱ چلتے ہیں اس کے نیک پر یعنی حکم پر چلنا کہ اس کو کرتے ہیں منع پر چلنا کہ اس کو نہیں کرتے ! اس کا کرنا نیک ہے ۔ اس کا نہ کرنا نیک ہے ۱۲ منہ ح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از شرک ۱۲ ف۲ یعنی ہلاک کرد خود را واہل خانہ خود را بضلال واضلال ۱۲

کی طرف مائل ہوجاؤں تو مجھے وہ عذاب میں گرفتار کردے۔ اس سے مقصود مشرکین سے تعریض ہے۔ کیونکہ آپ معصوم ہیں اور آپ سے معصیت کا صدور محال ہے دھذا شرط معناہ تعریض بغیرہ بطریق الاولی والاحری (ابن کثیر ج ۴ ص ۴۸) ۲۰ قل اللہ اعبد الخ یہ دوسری بار دعوے کا ذکر ہے۔ فرمایا دوبارہ اعلان کردو کہ میں تو صرف اللہ ہی کی عبادت کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ اسی پر قائم رہوں گا۔ اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کروں گا۔ فاعبدوا الخ یہ امر تہدید اور تخویف اخروی ہے۔ تمہیں اختیار ہے اللہ کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھو۔ قیامت کے دن سخت خسارے اور ناقابل تلافی نقصان میں رہو گے۔ جب جرم شرک

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ اَفَاَنْتَ

بھلا جس پر ٹھیک ہوچکا ۲۳ عذاب کا حکم بھلا تو

تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝۱۹ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

خلاص کرسکے گا اس کو جو آگ میں پڑچکا لیکن جو ڈرتے ہیں ۲۴ اپنے رب سے

لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ

ان کے واسطے ہیں جھروکے ان کے اوپر اور جھروکے چنے ہوئے ان کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۝۲۰

بہتی ہیں ندیاں وعدہ ہوچکا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا اپنا وعدہ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ۲۵ اتارا آسمان سے پانی پھر چلایا وہ پانی

يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

چشموں میں زمین کے پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کئی کئی

اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

رنگ بدلتے اس پر پھر آئے تیاری پر تو تو دیکھے اسکا رنگ زرد پھر کر ڈالتا ہے اسکو

حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۲۱

چورا چورا بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے

ع ۲ ۱۶

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ

بھلا جس کا سینہ ۲۶ کھول دیا اللہ نے دین اسلام کے واسطے سو وہ

عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ

روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے انکو جن کے دل سخت ہیں

مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ اَللّٰهُ

اللہ کی یاد سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھٹکتے صریح اللہ نے

کی پاداش میں بلاحساب وکتاب جہنم میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ تم لوگ مال و دولت کے نقصان کو نقصان شمار کرتے ہو حالانکہ اصل نقصان یہ نہیں۔ اصل نقصان آخرت کا نقصان ہے اور درحقیقت خسارے میں وہ لوگ رہیں گے جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے اتباع و اذناب کو تلف اور برباد کریں گے۔ کیونکہ انھوں نے خود بھی شرک وکفر اختیار کیا اور اپنے اتباع و مریدین کو بھی اس روش پر ڈالا اس لئے سب مل کر جہنم میں جائیں گے۔ (خسروا انفسھم و اھلیھم) باختیارھم الکفر لھما فالمراد بالاھل اتباعھم الذین اضلوھم ای اضاعوا انفسھم واضاعوا اھلیھم واتلفوھما (یوم القیمۃ) حین یدخلون النار الخ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۱) ۲۱ لھم من الخ یہ عذاب جہنم کی تفصیل ہے جہنم میں جہاں ان کا ٹھکانا ہوگا۔ ان کے نیچے اور اوپر آگ کے بے شمار طبقات ہوں گے جن میں محبوس و محصور ہوں گے۔ اور جہاں سے وہ کہیں نکل بھاگ نہیں سکیں گے ذلک یخوف اللہ الخ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانے کے لئے عذاب جہنم کے یہ ہولناک مناظر بیان فرماتا ہے تاکہ ان سے بچنے کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف مائل ہوں۔ میرے بندو! میرے عذاب سے میری اطاعت وعبادت سے بچنے کی کوشش کرو ۲۲ والذین الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے الطاغوت سے ہر معبود غیر اللہ مراد ہے قال الراغب: ھو عبارۃ عن کل متعد وکل معبود من دون اللہ تعالیٰ (روح جلد ۲۳ ص ۲۵۲) طاغوت کی مزید تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر حاشیہ (۵۰۴) میں ص ۱۲۶ پر گذر چکی ہے۔ فراجعہ۔ ان یعبدوھا۔ الطاغوت سے بدل الاشتمال ہے وانابوا الی اللہ میں واؤ تفسیر یہ ہے یعنی جن لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی خالص عبادت میں منہمک ہوگئے ان کے لئے آخرت میں جنت کی بشارت ہے فبشر عباد الخ اس لئے آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں جو بات کو بغور سنتے اور حق و باطل میں امتیاز کرکے حق بات کو مان لیتے اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ نے ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور حقیقت میں عقلمند لوگ یہی ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں احسن القول سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

۲۳ افمن حق الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ جس شخص کے بارے میں اس کے مسلسل انکار و جحود اور تعنت وعناد کی وجہ سے عذاب جہنم کا فیصلہ ہوچکا ہو کیا تو اسے عذاب سے چھڑا سکتا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی تو اس کو عذاب سے نہیں چھڑا سکتا ۲۴ الکن الذین الخ یہ بشارت اخروی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا میں اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈر کر اس کی عبادت و اطاعت میں سرگرم رہے ان کے لئے جنت میں منزل بر منزل بالاخانے ہوں گے۔ اور نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا ۲۵ الم تر ان اللہ الخ یہ تیسری عقلی دلیل ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے بطور ترقی ہے ان دونوں میں زمین و آسمان اور خود حضرت انسان کی پیدائش کا ذکر تھا اور اس میں پیدائش کے بعد

انسان کی تربیت اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسا کر پانی کو ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں زمین پر بہا دیا جس سے زمینیں سیراب ہو کر مختلف الوان واقسام کے غلے پیدا کرتی ہے۔ سرسبز و شاداب کھیت پکنے پر آتے ہیں تو زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور جب بالکل تیار ہو جاتے ہیں تو خشک ہو کر ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اصحاب عقل و بصیرت کے لئے اس میں بہت بڑی عبرت ہے۔ وہ اس سے ایک طرف اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت پر استدلال کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس حیاتِ دنیا کی بے ثباتی کا سبق سیکھتے ہیں۔ الذین یتذکرون بھذا فیعتبرون الی ان الدنیا ھکذا تکون خضرۃ نضرۃ حسناء ثم تعود عجوزا شوھاء (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۰) ف۲۶ افمن شرح الخ یہ دوسری بار مومن و کافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ دلیل ثالث کے بعد یہ بیان مقصود ہے۔ ایک وہ مومن ہے جس نے اسلام اور توحید کی حقانیت کے دلائل میں غور و فکر کیا تو اللہ نے قبول اسلام کے لئے اس کا سینہ کھول دیا۔ اور اسلام کی سچائی پر اس کا دل مطمئن ہو گیا اور اللہ کی مہربانی اور اس کی توفیق سے اس کا سینہ نور توحید اور ضیاء اسلام سے روشن اور مستنیر ہو گیا۔ کیا یہ اس سنگدل کافر کی مانند ہو سکتا ہے جس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو اور اسے قبول حق کی استعداد سے محروم کر دیا گیا ہو۔؟ ہرگز نہیں۔ یہاں بھی کمن ھو لیس کذالک مقدر ہے قال الشیخ قدس سرہٗ یا کمن لم یشرح صدرہٗ (معالم ج ۶ صفحہ ۶۹) یا کمن طبع اللہ تعالیٰ علی قلبہ فلم یھتد (خازن ج ۶ صفحہ ۷۲) یا کمن اقسی اللہ قلبہ (جامع البیان صفحہ ۳۹۶) فویل للقاسیۃ الخ جن کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کے دل ایسے سخت ہو چکے ہیں کہ ہدایت کو قبول نہیں کر سکتے اور آیاتِ ربانی سن کر اور سخت ہو جاتے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ ہلاکت ہے ان کے لئے جو ایسے واضح اور کھلے دلائل کے باوجود نہیں سمجھتے۔ اذا ذکر اللہ عندھم او اٰیاتہ ازدادت قلوبھم قساوۃ (مدارک ج ۴ صفحہ ۴۲) ف۲۷ اللہ نزل الخ یہ تیسری دلیل وحی ہے یہ پہلی دونوں دلیلوں سے علیٰ سبیل الترقی ہے یعنی میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتا اللہ کے حکم اور اس کی وحی سے کہتا ہوں۔ یہ کتاب جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے وہ ہر کلام سے بہتر اور محاسن کلام میں سب پر فائق اور برتر ہے مُتَشَابِهًا اس کے بعض حصے بعض سے حسن و خوبی میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں۔ یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والحکمۃ ولصدق بعضہ بعضا (قرطبی جلد ۱۵ صفحہ ۲۴۹) مثانی اس کی بعض آیتوں اور بعض مضامین کو بار بار دہرایا گیا ہے تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ قال الضحاک مثانی تردید القول لیفھموا عن ربھم تبارک و تعالیٰ (ابن کثیر ج ۴ صفحہ ۵۰)۔ تقشعر منہ الخ قرآن مجید چونکہ وعدہ وعید اور بشارت و تخویف دونوں پر مشتمل ہے اس لئے جن لوگوں کے دلوں میں خدا کا خوف ہے جب وہ تہدید و تخویف اور وعید عذاب پر مشتمل آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں تو خوفِ الٰہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔ اور مارے خوف کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر جب آیاتِ رحمت و مغفرت پر پہنچتے ہیں تو ان کے

نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ

اتاری ف۲۷ بہتر بات کتاب آپس میں ملتی دوہرائی ہوئی

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ

بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے ف۱ کھال پر ان لوگوں کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے

ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

پھر نرم ہوتی ہیں ان کی کھالیں اور ان کے دل اللہ کی یاد پر

ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ

یہ ہے راہ دینا اللہ کا اس طرح راہ دیتا ہے جس کو چاہے

وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ

اور جس کو راہ بھلائے اللہ اس کو کوئی نہیں سجھانے والا ف بھلا ایک وہ جو

یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

روکتا ہے ف۲۸ اپنے منہ پر بُرا عذاب دن قیامت کے ف۲

وَ قِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور کہیے گا بے انصافوں کو ف۲۹ چکھو جو تم کماتے تھے

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے اگلے پھر پہنچا ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ

عذاب ایسی جگہ سے کہ ان کو خیال بھی نہ تھا پھر چکھائی ان کو

اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ لَعَذَابُ

اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب

الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

آخرت کا تو بہت ہی بڑا ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی کئی طرح تقریر کیا ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وعدہ یا وعید و انذار یا بشارت ۱۲ ف۲ یعنی بجز روئے چیزے نباید کہ عذاب را بآں نگاہ دارد مانند اہل نجات باشد ۱۲

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ
اور ہم نے بیان کی ۳۰ لوگوں کے واسطے اس قرآن میں
مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾
سب چیز کی مثل تاکہ وہ دھیان کریں
قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ
قرآن ہے عربی زبان کا جس میں کجی نہیں تاکہ وہ
يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا
بچ کر چلیں اللہ نے بتلائی ۳۱ ایک مثل ایک مرد ہے
فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا
کہ اس میں شریک ہیں کئی ضدی اور ایک مرد ہے
سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ
پورا ایک شخص کا کیا برابر ہوتی ہیں دونوں مثل
الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾
سب خوبی اللہ کے لئے ہے ۳۲ پر وہ بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے وا
إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم
بے شک تو بھی مرتا ہے ۳۳ اور وہ بھی
مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ
مرتے ہیں پھر مقرر تم
يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ
قیامت کے دن اپنے رب کے آگے
تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾
جھگڑو گے ف۲

ع ٣ / ١٠ / ١٧

بدن نرم ہوجاتے ہیں اور دلوں میں سکون وطمانیت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ذلك هدى الله الخ ذلك سے کتاب کی طرف اشارہ ہے یہ کتاب اللہ کی ہدایت، اس کی توحید اور اس کے سچے دین کے احکام پر حادی ہے وہ جسے چاہتا ہے اس ہدایت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے یعنی ان لوگوں کو جو ضد نہیں کرتے اور نیک نیتی سے طالبِ حق کا جذبہ رکھتے ہیں اور جنہیں وہ گمراہ کردے یعنی ان کے مسلسل عناد وتعنت کی وجہ سے انہیں قبولِ حق کی توفیق سے محروم کردے اسے کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا ۲۸ افمن یتقی الخ یہ تیسری بار مومن وکافر کے اوصاف میں تقابل کا ذکر ہے۔ انسان ہمیشہ اپنے چہرے کو آفات سے اپنے ہاتھوں کے ذریعے سے بچاتا ہے لیکن کافروں کو جب جہنم میں پھینکا جائے گا۔ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہونگے اس لئے وہ اپنے چہروں کو آگ کے شعلوں سے ہاتھوں کی مدد سے نہیں بچاسکیں گے بلکہ آگ کے شعلوں کو وہ اپنے چہروں پر لینگے۔ والکافر حین یلقی فی النار تکون یداہ مغلولتین الی عنقہ فلا یستطیع ان یتقی الا بوجھہ (مظہری ج ۸ ص ۲۱۰) کیا جہنم کی بھڑکتی آگ کے شعلوں میں گھرا ہوا کافر اس مومن کی مانند ہو سکتا ہے جو عذاب جہنم سے محفوظ و مامون ہو۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں یہاں بعض کہن ھو لیس کذالك مقدر ہے۔ یا کمن ھو امن من العذاب محذوف ہے (معالم، مظہری) ۲۹ وقیل للظلمین الخ یہ تخویف اُخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین سے کہا جائیگا کہ دنیا میں جو مشرکانہ افعال کرتے رہے ہو آج ان کی سزا کا مزہ بھی چکھ لو۔ کذب الذین الخ یہ تخویف دنیوی ہے امم سابقہ کے کفار ومشرکین نے توحید و رسالت اور دیگر امور حقہ دینیہ کی تکذیب کی تو اچانک ہی انہیں عذاب نے آلیا۔ اور ہمیشہ کے لئے ان کا نام ونشان ہی مٹا دیا۔ فاذاقھم اللہ الخ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلت ورسوائی کے عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت اور ہولناک ہوگا ۳۰ ولقد ضربنا الخ یہ آئندہ تمثیل کے لئے تمہید ہے۔ ہم نے قرآن میں ہر نوع کی مثالیں بیان کی ہیں جن کی موقع ومحل کے مطابق ضرورت تھی تاکہ لوگ خوب سمجھ لیں اور نصیحت حاصل کریں۔ جیسا کہ مومن اور مشرک کی ایک مثال آگے آرہی ہے قرانا عربیا الخ یہ ھذا سے حال واقع ہے (روح) یہ قرآن خالص عربی میں ہے فصاحت وبلاغت، مضامین کی سنجیدگی، دلائل کی پختگی، واقعات کی صحت اور دیگر ہر پہلو سے وہ کامل ومکمل ہے اس میں کسی قسم کی کمی، کجی اور کوتاہی نہیں، یہ بلند پایہ کتاب اس لئے نازل کی گئی تاکہ لوگ اس کی تعلیمات کو مانیں اور ان پر عمل کریں اور اللہ کی نافرمانی اور معصیت سے بچیں ۳۱ ضرب اللہ الخ یہ مومن اور مشرک کی تمثیل ہے ایک وہ غلام ہے جس میں بہت سے آدمی شریک ہیں۔ جو نہایت بد اخلاق، جھگڑالو اور انصاف ناپسند ہیں۔ ان میں سے ہر ایک بوقتِ ضرورت اس کو اپنی خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اب وہ پریشان حیران ہے کہ کس کے حکم کی تعمیل کرے۔ ایک کو خوش رکھتا ہے تو دوسرا ناخوش ہے۔ دوسرے کو راضی کرتا ہے

موضح قرآن ف ایک غلام جو کئی کا ہو۔ کوئی اس کو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اس کو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے جو ایک رب کے بندے ہیں۔ اور جو کئی رب کے بندے ۱۲ ف۲ کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان وزمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا ۱۲

تو تیسرا ناراض ہے۔ اور ایک وہ غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے اور وہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کی خدمت کرتا اور اس کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ خود ہی فیصلہ کرو، یہ
یہ دونوں غلام برابر ہوسکتے ہیں؟ کیا ان کا حال یکساں ہے؟ اگر نہیں تو دونوں میں سے کس کا حال اچھا ہے؟ مشرک کی مثال پہلے غلام کی سی ہے جو بے شمار خداؤں کی عبادت کرتا ہے
اور مومن کی مثال دوسرے غلام کی سی ہے جو صرف خدائے واحد کی عبادت کرتا اور حاجات میں صرف اسی کو پکارتا اور صرف اسی کی رضا جوئی کے لئے اسی کے نام کی نذریں منتیں
دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مومن کا حال مشرک سے بدرجہا بہتر ہے وھذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ للکافر الذی یعبد اٰلھۃ شتی والمؤمن الذی یعبد اللہ وحدہ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ
پھر اس سے زیادہ ظالم کون ۳۴ جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو
اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ
جب پہنچی اسکے پاس کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا ف اور جو
جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾
لیکر آیا ۳۵ سچی بات اور سچ مانا جس نے اسکو وہی لوگ ہیں ڈر والے ف
لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں ۳۶ اپنے رب کے پاس یہ ہے بدلا
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ
نیکی والوں کا تاکہ اتار دے اللہ ان پر سے برے کام جو
عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا
انہوں نے کئے تھے اور بدلا میں دے ان کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ
يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ
کرتے تھے کیا اللہ بس نہیں ہے اپنے بندہ کو ۳۷ اور تجھ کو ڈراتے
بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾
ہیں ان سے جو اس کے سوائے ہیں اور جس کو راہ بھلائے اللہ تو کوئی نہیں اسکو راہ دینے والا
وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ
اور جس کو راہ سجھائے اللہ ۳۸ تو کوئی نہیں اس کو بھلانے والا کیا نہیں ہے اللہ زبردست
ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
بدلہ لینے والا ف اور جو تو ان سے پوچھے ۳۹ کس نے بنائے آسمان اور
الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ
زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پوجتے ہو

ربع — ۱/۱ زجر مع تخویف ۲/۱ اخروی ۳/۲ بیان حال اہل ایمان وبشارت اخروی ۳/۲ جوابی عقلی دلیل ۱۲ شبہ مع ہیبت حقیقی نمبر ۱۲۵

فکان حال المؤمن الذی یعبد الٰھا واحدا احسن واصلح من حال الکافر الذی یعبد اٰلھۃ شتی (خازن ج ۶ ص ۷۳) ۳۲ الحمد للہ یہ دلیلِ سابق کا ثمرہ ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آسمان سے بارش برسا کر لہلہاتے کھیت پیدا کرنا اور مخلوق کو روزی بہم پہنچانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہی ہر قسم کی عبادت کے لائق ہے۔ بل اکثرھم لا یعلمون۔ ایسے مدلل اور روشن بیانات کے بعد شبہ کی گنجائش تو نہ تھی لیکن پھر بھی اکثر لوگ نادان ہیں ان میں غور و فکر نہیں کرتے۔ ۳۳۔ انک میت الخ یہ شبہ مقدرہ کا جواب ہے۔ شبہ یہ تھا مشرکین کہتے تھے جب تک یہ زندہ ہیں اس وقت تک تو یہ ہمارا اور ہمارے معبودوں کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ہاں البتہ موت ہی اس سے ہمیں خلاصی دلا سکتی ہے۔ جب یہ مر جائے گا تو قصہ پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ان کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ ام یقولون شاعر نتربص بہ ریب المنون (طور ع ۲) جواب میں ارشاد فرمایا موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اگر وہ آپ کیلئے موت کے منتظر ہیں تو وہ خود کب تک زندہ رہیں گے۔ جس طرح آپ موت سے دوچار ہونے والے ہیں اسی طرح وہ بھی لقمۂ اجل بننے والے ہیں۔ پھر قیامت کے دن تم خدا کے سامنے جھگڑا کروگے۔ مشرکین کہیں گے۔ ماجاءنا من نذیر ہمارے پاس تو کوئی پیغمبر آیا ہی نہیں۔ آپ فرمائیں گے میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا مگر تم نے نہ مانا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ فرمائے گا کانوا یتربصون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم موتہ فاخبر ان الموت یعمھم فلا معنی للتربص وشماتۃ الفانی بالفانی (مدارک ج ۴ ص ۴۹)

انک میت وانھم میتون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار پر موت کے ورود کو دو مستقل اور مؤکد جملوں میں اس لئے ذکر فرمایا تاکہ مشرکین جو موت سے غافل ہو چکے ہیں خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کے ورود کو کوئی مستبعد نہ سمجھے۔ وتاکید الجملۃ فی (انھم میتون) للاشعار بانھم فی غفلۃ عظیمۃ کانھم ینکرون الموت وتاکید الاولی دفعا للاستبعاد موتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۲۳ ص ۲۶۳) چنانچہ جب حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحۂ فاجعہ پیش آیا، حضرت عمرؓ نے شدتِ حزن و غم سے بے اختیار ہو کر آپ کی موت کا انکار کر دیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن آیتوں سے استدلال کر کے حضرت عمرؓ کو آپ کی موت

موضح قرآن ف یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے برا کون۔ اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے برا کون ۱۲ منہ رح ف لایا سچ تو نبی اور مانا سچ یہ مومن ۱۲ منہ رح ف تجھ کو ڈراتے ہیں یعنی تو بتوں کو نہیں مانتا وہ تجھ پر غضب ہونگے کچھ تیرا برا کر دینگے۔ سو جس کی مدد پر اللہ ہو اس کا برا کون کر سکے۔ ۱۲ منہ رح

کالیقین دلایاان میں یہ آیت بھی تھی۔ ھذہ الاٰیۃ من الاٰیات التی استشھد بھا الصدیق رضی اللہ عنہ عند موت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حتی تحقق الناس موتہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۲) اخبرہ بموتہ وموتھم ...... لئلا یختلفوا فی موتہ کما اختلفت الامم فی غیرہ حتی ان عمر رضی اللہ عنہ لما انکر موتہ احتج ابوبکر رضی اللہ عنہ بھذہ الاٰیۃ فامسک (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۵۴)

دو مستقل جملے استعمال کرنے سے دونوں موتوں کی نوعیت یا کیفیت کے اختلاف کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں، جیساکہ بعض کا خیال ہے بلکہ مستقل اور مؤکد جملوں سے رجات میں تفاوت کے باوجود دونوں کا موت میں تساوی ہونا علی وجہ التاکید بیان کرنا مقصود ہے۔ الخامس لیعلم ان اللہ تعالٰی قد سوّی فیہ بین خلقہ مع تفاضلھم فی غیرہ لتکثر فیہ السلوۃ وتقل فیہ الحسرۃ (ایضا) باقی رہی انبیاء علیہم السلام کی دنیا سے رخصت ہونے کے بعد عالمِ برزخ میں زندگی، تو اس پر تمام اہلسنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو عالم برزخ میں نہایت اعلیٰ وارفع برزخی حیات حاصل ہے جو بعض اعتبارات سے دنیوی حیات سے بھی اقویٰ ہے۔ حیات انبیاء علیہم السلام کی تحقیق سورۂ آلِ عمران کی تفسیر میں حاشیہ ۲۶۰ ص ۱۹۲ پر گذر چکی ہے۔ ۳۴ فمن اظلم الخ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ سب سے بڑا ظالم اور بے انصاف وہ شخص ہے جو اللہ تعالٰی کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کرے اور حق بات کو جھٹلائے۔ خدا پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرے اور الصدق سے قرآن اور وہ تمام شریعت مراد ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے۔ (قرطبی، مدارک، خازن، بیضاوی) الیس فی جھنم الخ اب تم ہی انصاف سے بتاؤ کہ جب اللہ کی توحید اور دینِ اسلام کی صداقت ایسے واضح اور روشن دلائل سے ثابت ہو چکی تو اس کے بعد بھی جو شخص اللہ کے لئے شریک تجویز کرے اور حق وصداقت کا انکار کرے، کیا ایسے ضدی اور معاند منکرین کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا؟ کیوں نہیں؛ ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہوگا۔ ۳۵ والذی جاء الخ یہ منکرین کے مقابلے میں مومنین کا حال اور ان کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ جو شخص پیغامِ حق لیکر آیا۔ صرف لیکر ہی نہیں آیا بلکہ دل وجان سے اسے مانتا بھی ہے تو ایسے لوگ ہی حقیقت میں خدا سے ڈرنے والے اور پرہیزگار ہیں۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بالتبع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں اور الصدق سے پیغامِ حق یعنی پیغامِ توحید مراد ہے۔ الموصول عبارۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما اخرجہ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن ابن عباس وفسر الصدق بلا الٰہ الا اللہ۔ والمؤمنون داخلون بدلالۃ السیاق وحکم التبعیۃ الخ (روح ج ۲۴ ص ۲) ۳۶ لھم ما یشاءون الخ انہیں اپنے مہربان رب کی طرف سے ہر وہ چیز ملیگی جس کی وہ خواہش کرینگے۔ اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ نیک کام

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ

اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھولدیں تکلیف اس کی ڈالی ہوئی

اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ

یا وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اس کی مہربانی کو

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ

تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے تو کہہ

یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے

مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾

کس پر آتی ہے آفت کہ اس کو رسوا کرے اور اترتا ہے اس پر عذاب سدا رہنے والا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی

ہم نے اتاری ہے ۳۴ تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ پھر جو کوئی راہ پر آیا

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ

سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے بُرے کو اور تو ان کا

بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ

ذمہ دار نہیں اللہ کھینچ لیتا ہے ۴۲ جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہیں

تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ

مریں ان کو کھینچ لیتا ہے انکی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے ۴۳ جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے

الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ

اوروں کو ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں ان لوگوں کو

یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ

جو دھیان کریں ف۱ کیا انہوں نے پکڑے ہیں ۴۴ اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے

ع ۴

موضح القرآن ف۱ وہ دنیا میں یہ آخرت میں ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر بھیجتا ہے یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو ہوش کہتے ہیں۔ اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے۔ اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی۔ ۱۲ منہ رح

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴۳ قُلْ
توکہہ اگرچہ ان کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور نہ سمجھ توکہہ

لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اللہ کے اختیار میں ہے ۴۵ ساری سفارش اسی کا راج ہے آسمان اور زمین میں

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۴۴ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ
پھر اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۱ اور جب نام لیجئے ۴۶ خالص اللہ کا رک جاتے ہیں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ
دل ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۵ قُلِ اللّٰهُمَّ
اس کے سوا اوروں کا تب وہ لگیں خوشیاں کرنے توکہہ اے اللہ ۴۷

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ
پیدا کرنیوالے آسمانوں کے اور زمین کے جاننے والے چھپے کے اور کھلے کے توہی

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۴۶ وَلَوْ
فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے تھے اور اگر

اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ
۴۸ گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ

لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ
تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے انکو

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝۴۷ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا
اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو

كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۸ فَاِذَا مَسَّ
کماتے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے سو جب آلگتی ہے ۴۹

۳ تخویف اخروی ۱۲
۴ زجر چہارم ۱۲

کرنے والوں کی یہی جزا ہے لیکفر اللہ عنہم الخ یہ لہم مایشاءون الخ کی علت ہے یعنی یہ انعام واکرام اس لئے ہے تاکہ ان کے تمام قصور معاف کردے اور ان کے اعمالِ صالحہ کا ان کو بدلہ دے ۳۷ الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ یہ تنبیہ ہے مشرکین کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معبودوں سے ڈراتے تھے متنبہ اور خبردار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کافی ہے جو ہر خوف وخطر سے محفوظ رکھے گا۔ ویخوفونک الخ دلائل، ثمرات اور تنبیہ کے بعد مشرکین کے خیالِ خام کا رد فرمایا۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکی دیتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کی توہین کرتے ہیں۔ آپ اس سے باز آجائیں۔ ورنہ وہ آپ کو تکلیف پہنچائیں گے۔ قالوا؛ اتسب اٰلھتنا؟ لئن لم تکف عن ذکرھا لنخبلنک او تصیبنک بسوء (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۵۵) اس کا تفصیلی رد آگے ثمرہ میں آرہا ہے۔ ومن یضلل الخ ان کا یہ خیال سراسر گمراہی پر مبنی ہے۔ بھلا یہ عاجز اور خودساختہ معبود کیا کرسکتے ہیں اور ان کے اختیار میں کیا ہے؟ لیکن ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے۔ دراصل وہ گمراہ ہیں اور گمراہی کی باتیں ہی ان کے مونہوں سے نکلتی ہیں وہ یہ لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے دلوں پر مہرِ جباریت لگ چکی ہے۔ ۳۸ ومن یھد الخ اور جن لوگوں کے سینے اللہ ایمان کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور نورِ ہدایت ان کے گوشت پوست میں سما جاتا ہے وہ کسی کے بہکانے پھسلانے سے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی مہربانی اور توفیق سے راہِ ہدایت پر قائم اور ثابت قدم رکھتا ہے۔ الیس اللہ الخ کیا اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے پر قادر نہیں؟ استفہامِ انکاری ہے یعنی وہ اپنے دشمنوں پر غالب اور ان سے انتقام لینے پر قادر ہے۔ معاندین کو توفیقِ ہدایت سے محروم کردینا بھی انتقام میں داخل ہے۔ ۳۹ ولئن سالتھم الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر آپ مشرکین سے سوال کریں کہ بتاؤ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً یہی جواب دیں گے کہ "اللہ نے" قل افرءیتم الخ یہ پہلا بڑا ثمرہ ہے۔ یہ گذشتہ دلائلِ توحید کا مفصل ثمرہ و نتیجہ ہے۔ دلائل سابقہ تو تم نے سن ہی لئے۔ اب ذرا سوچ سمجھ کر اور انصاف سے بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کسی تکلیف میں مبتلا کرنا چاہے تو کیا تمہارے مزعومہ کارساز جن کو تم اللہ کے سوا مصائب میں پکارتے ہو، وہ اللہ کی لائی ہوئی تکلیف کو دور کرسکیں گے؟ یا اگر اللہ مجھ پر رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو مجھ سے روک سکیں گے؟ ہرگز نہیں۔ حاصل یہ کہ جن خودساختہ کارسازوں سے مجھے ڈراتے ہو وہ بالکل بے بس اور عاجز ہیں اور خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ قل حسبی اللہ الخ اس لئے آپ اعلان فرمادیں کہ تمام مصائب ومشکلات میں مجھے اللہ کافی ہے اور اگر کسی کو بھروسہ کرنا ہے تو اسی قادر وقیوم پر کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی عاجز مخلوق پر ۴۰ قل یٰقوم الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ آپ اپنی قوم کے مشرکین سے فرمادیں، اچھا اگر تم ضد وعناد کی وجہ سے حق کو نہیں مانتے ہو تو تم اپنی ڈگر پر چلتے رہو اور میں بھی اپنی راہ پر گامزن ہوں۔ قیامت کے دن جان لوگے کون سچا ہے اور کون جھوٹا اور رسواکن اور دائمی عذاب کس کے حصے میں آتا ہے اور جنت کی نعمتیں اور آرام وراحت کس کے لئے مقدر ہے ۴۱ انا انزلنا الخ یہ چوتھی دلیلِ وحی ہے۔ یہ کتاب جو پیغامِ حق یعنی فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین (صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو) پر مشتمل ہے ہم ہی نے آپ پر نازل کی ہے۔ تاکہ آپ سے لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ اپنی طرف سے کوئی دعویٰ پیش نہیں کرتے۔ فمن اھتدیٰ الخ

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ کے روبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آوے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا ۱۲ منہ رح

جس نے اس کتاب کی ہدایت کو قبول کیا اس نے اپنی جان کو فائدہ پہنچایا اور جس نے گمراہی اختیار کی اس نے اپنا ہی نقصان کیا فمن اختارا لھدی فقد نفع نفسہ ومن اختار الضلالۃ فقد ضرھا (مدارک ج ۴ ص ۵۲) آپ انکو راہ راست پر لانے کے ذمہ دار نہیں ہیں آپ نے کما حقہٗ اللہ کا پیغام ان تک پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا۔

۴۲ الله یتوفی الخ یہ پانچویں عقلی دلیل ہے یہ اولۂ سابقہ سے بطور ترقی ہے۔ پہلے انسان کے ابتدائی حالات کا ذکر تھا۔ یعنی اس کی پیدائش کا اس کے بعد پیدائش سے بعد کے حالات یعنی اس کی پرورش اور روزی رسانی کا ذکر کیا گیا۔ اور یہاں اس کی زندگی کے آخری حالات کا تذکرہ ہے۔ حاصل یہ کہ انسان ہر حال میں اللہ کا محتاج ہے اور اس کے تمام احوال و کوائف اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف و اختیار میں ہیں۔ توفی یہاں عموم مجاز پر محمول ہے یعنی مطلق قبض خواہ صرف ظاہراً ہو جیسا کہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ یا ظاہراً و باطناً ہو جیسا کہ موت کی حالت میں ہوتا ہے۔ (مظہری) یعنی اللہ تعالیٰ موت کے وقت روحوں کو قبض کرتا ہے اس طرح کہ ارواح کا ابدان سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ ظاہراً و باطناً اور جن کی موت کا ابھی وقت نہیں آیا۔ نیند کی حالت میں بظاہر ان کی روحیں بھی قبض کر لیتا ہے یہاں تک کہ اس حالت میں سونے والے سے ارادی حس و حرکت سلب ہو جاتی ہے ای یقبضھا عن الابدان امابان یقطع تعلقھا عنھا بالکلیۃ فلا یمکن لھا التصرف فیھا ظاھرا ولا باطنا و ذلک حین موتھا ونزعھا عنھا واما بان یقبضھا ظاھرا لبعض القبض بان یسلب عنھا الحس وحرکتہ الارادیۃ الخ (مظہری ج ۸ ص ۲۱۷)

۴۳ فیمسک التی الخ نیند کی حالت میں ہی جس کے لئے موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح روک لی جاتی ہے۔ اور جس کی موت کا فیصلہ نہ ہو اس کی روح آزاد کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا معین وقت آجائے۔ اس توفی و ارسال میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے نشانات موجود ہیں۔ جو شخص ضد و عناد سے بالاتر ہو کر اس میں غور و فکر کرے گا اسے یقین ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قادر علی الاطلاق اور معبود برحق نہیں۔

۴۴ ام اتخذوا الخ یہ زجر سوم ہے اور زجر اول کی تشریح و تفصیل ہے۔ ایسے واضح دلائل اور روشن بیانات کے باوجود پھر بھی مشرکین غیر اللہ کو معبود سمجھ کر خدا کی بارگاہ میں شفیع قاہر مانتے ہیں۔ حالانکہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتے ان میں نہ قدرت ہے نہ علم و فہم کی صلاحیت ہے۔ پھر معبود اور شفیع غالب کس طرح بن گئے۔ یہ شاید فوت شدہ بزرگوں کے بارے میں ہے یا اس سے وہ اوثان و اصنام مراد ہیں۔ جو اللہ کے نیک بندوں کی شکلوں اور ان کے ناموں پر بنائے گئے۔ اور ان کے ساتھ معبود کا سا معاملہ کیا گیا۔ اس آیت میں شفاعتِ قہری کی نفی ہے۔ یہاں اور ابتدائے سورت میں، سورۂ سبا کا مضمون ذکر کیا گیا ہے اور باقی سورت میں، سورۂ فاطر کا مضمون ذکر کیا گیا ہے یعنی حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اس طرح اس سورت میں دونوں مضمون جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۴۵ قل للہ الخ یہ مشرکین کے زعمِ باطل کا جواب ہے کہ مشرکین کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے مزعومہ معبودوں کو عند اللہ شفیع غالب مانیں۔ شفاعت تو اللہ کے ساتھ مختص ہے وہ جسے چاہے اور جس کے حق میں چاہے سفارش کرنے کی اجازت دے۔ شفاعت کی اجازت صرف انبیاء علیہم السلام اور صلحائے امت کو ملے گی۔ اور وہ بھی صرف ان لوگوں کے حق میں جنھوں نے اپنی زندگی میں شرک نہیں کیا اور اگر کیا ہے تو مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہے۔ لہ ملک السموات الخ ساری کائنات کی حکومت و سلطنت اللہ کے لئے ہے۔ اور وہ اپنی مرضی اور اختیار سے اس میں تصرف کرتا ہے اس لئے اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں۔ آخرت میں بھی سب اس کے سامنے حاضر ہوں گے۔ وہاں بھی بلا شرکت غیرے وہی متصرف و مختار ہو گا۔

۴۶ واذا ذکر الخ یہ شکوی ہے۔ ان کا حال بھی عجیب ہے۔ اگر واقعی حقیقت ان کے سامنے پیش کی جائے یعنی کہا جائے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو تو اس سے ان کے دل متنفر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر غیر اللہ کی پرستش اور عبادت کی اجازت دی جائے یا اللہ کے ساتھ ان کے معبودوں کا ذکر ہی کیا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں (واذا ذکر اللہ وحدہ) ای قیل لا الہ الا اللہ (اشمأزت) انقبضت ونفرت (قلوب الذین لا یؤمنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ) ای الاوثان (اذا ھم یستبشرون) سواء ذکر اللہ معھم اولم یذکر (جامع البیان ص ۳۹۸) ۴۷ قل اللھم الخ یہ دوسرا مفصل ثمرہ ہے اللھم موصوف فاطر السموات الخ اس کی صفت۔ مقصود بالنداء آخر میں مقدر ہے۔ مقصود بالمنادیٰ کوئی تخصیص نہیں البتہ بقرینہ حدیث بعض مفسرین نے اھدنی لما اختلف فیہ من الحق مقدر مانا ہے (جلالین خازن) ایسے روشن اور قطعی دلائل کے بعد بھی اگر معاندین نہ مانیں تو آپ اللہ سے یوں دعا مانگا کریں کہ اے اللہ ان صفات مذکورہ والے مجھے اس ہدایت پر قائم رکھ اور قیامت کے دن ہمارے اور ان منکرین کے درمیان فیصلہ فرما ۴۸ ولو ان الخ یہ تخویف اخروی ہے دنیا میں تو ضد میں آکر توحید کو نہ مانا اور اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنایا اور سیدھی راہ بتانے والوں کی ایک نہ سنی آخرت میں ان کا حال یہ ہو گا کہ وہ خواہش کریں گے کہ اگر آج ساری دنیا کی دولت اور اتنی ہی اور دولت ان کے پاس ہو تو وہ فدیہ دے کر قیامت کے عذاب سے بچ جائیں۔ قیامت کے دن اللہ کیطرف سے انہیں ایسی ایسی سزائیں ملیں گی۔ جو انکے وہم و گمان میں بھی نہیں ہونگی۔ اور انکے سارے کرتوت اور جرائم ان کے سامنے ہوں گے اور جس عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں گھیر لیگا ۴۹ فاذا مس الخ یہ زجر چہارم ہے بطور شکوی الانسان سے یا تو جنس انسان کی طرف اشارہ ہے اور جنس بشر کی صفت غالبہ کا بیان مقصود ہے اور یہ صفت مشرکین ہی میں اکثر پائی جاتی ہے یا لام عہد یہ ہے اور اس سے مراد کفار ہیں۔ اخبار عن الجنس بما یغلب فیہ (بیضاوی) وقیل المراد بالانسان الکفرۃ (روح) مشرک انسان چونکہ ایک اللہ پر صابر و قانع نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک عجیب تذبذب میں مبتلا رہتا ہے جب کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اپنے خیالی کارسازوں سے مایوس ہو کر اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کو پکارتا ہے جس کی وحدانیت کے ذکر سے ناک بھوں چڑھاتا تھا۔ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷) پھر جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے اس پر انعام و اکرام کی بارش فرما کر اس کی تمام تکلیفیں دور کر دیتا ہے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اللہ کے احسانات کو اپنے حسن تدبیر اور لطف حیل کا مرہون منت قرار دیتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے فلاں حیلہ کیا۔ فلاں بزرگ کو پکارا۔ فلاں پیر صاحب کی نذر مانی وغیرہ وغیرہ جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ تائید۔ فرحوا بما عندھم من العلم (حم السجدۃ ع ۹) نیز قالوا انا وجدنا اٰباءنا علی امۃ وانا علیٰ اٰثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) پہلے زجر بطور شکوی میں مذکور تھا کہ جب ہم ان پر انعام کرتے ہیں تو وہ مصیبت کو بھول جاتے ہیں گویا ان پر کبھی مصیبت آئی ہی نہ تھی اب بطور ترقی کہا گیا۔ بلکہ الٹا کہتے ہیں ہم نے فلاں تدبیر اور حیلہ سے کام لیا تھا اسلئے مصیبت دور ہوئی۔ ہذا ما افادہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۵۰ بل ھی الخ یہ ان کے خیال باطل کا رد ہے۔ یہ نعمت تمہاری تدبیر سے تمہیں نہیں ملی بلکہ اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اور مصیبت سے بھی تمہیں تمہارے حیلے نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے خلاصی دی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور استدراج کے طور پر ہے اس پر تمہیں اس قدر اترانا اور خوش نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ۵۱ قد قالہا الخ یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ یہی بات ان سے پہلے مشرکین نے بھی کہی تھی لیکن جب ہمارے عذاب نے دنیا ہی میں ان کو آلیا تو غیر اللہ کی پکار سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور نہ ان کے خود ساختہ معبودوں نے انہیں اللہ کے عذاب سے بچایا۔ نہ کفر و شرک کام آیا۔ نہ مال و اولاد نے سہارا دیا۔ ای من اموال الدنیا او من اعمالہم و عقائدہم،

الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ

آدمی کو کچھ تکلیف ہم کو پکارنے لگتا ہے پھر جب بخشیں ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی کوئی نہیں یہ جانچ ہے ۵۰ پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ول

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

کہہ چکے ہیں یہ بات ۵۱ ان سے اگلے پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو

يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کماتے تھے پھر پڑ گئیں ان پر ۵۲ برائیاں جو کمائی تھیں اور جو گنہگار ہیں

مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں تھکانے والے

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

اور کیا نہیں جان چکے ۵۳ کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور ماپ کر دیتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ

البتہ اس میں پتے ہیں ان لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف۲ کہہ دے اے بندو میرے ۵۴ جنہوں نے

اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَ

بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنیوالا مہربان اور

اَنِيْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کی حکمبرداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر

الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئیگا ف۳ اور چلو ۵۵ بہتر بات پر جو اتری

ع ۵ / ۲

۱ پانچویں عقلی دلیل ۱۲

۲ ترغیب الی التوحید ۱۲

(جامع البیان ص ۳۹۹) فما اغنی عنہم الکفر من العذاب شیئا (معالم و خازن ج ۶ ص ۷۹) ۵۲ فاصابہم الخ وہ اپنے کیئے کی سزا پا کر رہے۔ والذین ظلموا الخ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویفِ دنیوی ہے۔ جس طرح اقوامِ گذشتہ کے مشرکین کو دنیا ہی میں اپنے کیئے کی سزا مل گئی اسی طرح مشرکینِ قریش بھی دنیا میں اپنے کیئے کی سزا پائیں گے۔ اور وہ اللہ کے عذاب کو نہ روک سکیں گے ورنہ اس کے عذاب سے بچ ہی سکیں گے۔ چنانچہ اللہ کا یہ عذاب مشرکینِ قریش پر قتل و قحط کی صورت میں نازل ہوا۔ ای سیصیبہم مثل ما اصاب اولئک فقتل صنادیدھم ببدر وحبس عنہم الرزق فقحطوا سبع سنین (مدارک ج ۴ ص ۴۵) ۵۳ اولم یعلموا الخ یہ چھٹی عقلی دلیل ہے گذشتہ دلائل سے علیٰ سبیل الترقی۔ اس سے قبل انسان کے ابتدائی اور انتہائی احوال کا ذکر تھا۔ یہاں درمیانی حال مذکور ہے۔ یعنی رزق کی تنگی اور فراخی اللہ کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ایمان والوں کے لئے اس میں اللہ کی قدرتِ کاملہ کے واضح نشانات ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی فاعلِ حقیقی ہے۔ لایات دالۃ علی ان الحوادث کافۃ من اللہ تعالیٰ شانہ والاسباب فی الحقیقۃ ملغاۃ (روح ج ۲۴ ص ۱۳) ۵۴ قل یعبادی الخ یہ ترغیب الی التوحید ہے۔ میرے پیغمبر! میرے ان بندوں سے کہہ دیں جنہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے سچی توبہ کر کے صرف مجھے ہی پکاریں تو میں ان کے سارے گناہ معاف کروں گا۔ کیونکہ غفور و رحیم میں ہی ہوں۔ ان اہل مکۃ قالوا یزعم محمد ان من عبد الوثن وقتل النفس بغیر حق لم یغفر لہ فکیف ولم نہاجر وقد عبدنا الاوثان و قتلنا النفس فنزلت (بیضاوی) شانِ نزول اگرچہ خاص ہے لیکن مفہوم کے لحاظ سے آیت کا حکم عام ہے۔ اور اس میں ہر گنہگار کو اللہ کی رحمت و مغفرت کی امید دلائی گئی ہے۔ وانیبوا الیٰ ربکم الخ اور معاصی کو ترک کر کے اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کے احکام کی پیروی کرو قبل اس کے

موضح قرآن

ف۱ آگے سے معلوم تھی یعنی قیاس یہی چاہتا تھا کہ یوں ہو اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو یہ جانچ ہے کہ عقل اس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے وہی عقل رہتی ہے اور آفت آ پہنچتی ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی عقل دوڑانے میں کوئی کمی نہیں کرتا پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ۔ جان لو کہ عقل کا کام نہیں ۱۲ منہ رح

ف۳ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا جو کافر دشمنی میں لگے یہی سمجھے کہ برحق اس طرف اللہ ہے اور پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوتے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہو گی دشمنی کی لڑائی لڑے جانیں ماریں۔ تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ تعالےٰ نہ قبول کرے۔ ناامید مت ہو۔ توبہ لاؤ اور رجوع ہو۔ بخشے جاؤگے۔ مگر جب سر پر عذاب آیا۔ موت نظر آنے لگی۔ تب کی توبہ قبول نہیں۔ ۱۲ منہ رح

کہ تمہارے عصیان وطغیان کی پاداش میں تم پر اللہ کا عذاب آجائے پھر اس کے عذاب سے چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوگا۔ ۵۵ واتبعوا الخ یہ پانچویں دلیل وحی ہے علی سبیل الترقی من الادنی الی الاعلیٰ۔ پہلے فرمایا اعلان کرو میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہوں اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ پھر فرمایا یہ کیسی عمدہ اور پر تاثیر کتاب ہے (دلیل وحی سوم) یہاں فرمایا اس احسن واعلیٰ کتاب کی دل وجان سے پیروی کرو جو تمہارے خالق ومالک کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ قبل اس کے کہ اس کتاب کے احکام کی خلاف ورزی کی وجہ سے اچانک ہی تم پر اللہ کا عذاب آپہنچے اور تمہیں پتہ بھی نہ ہو۔ ان تقول الخ ای لئلا تقول الخ (روح) فی جنب اللّٰہ اللہ کی جانب میں یعنی اس کی اطاعت اور توحید میں۔ یعنی اس احسن و

اِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ اَن يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً
تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر عذاب اچانک
وَّاَنتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَن تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا
اور تم کو خبر نہ ہو کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس اس بات پر کہ
فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَاِن كُنتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ
میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا یا
تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ
کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں یا
تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ
کہنے لگے جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ
نیکی والوں میں کیوں نہیں پہنچ چکے تھے تیرے پاس میرے حکم ۵۶ پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور
اسْتَكْبَرْتَ وَكُنتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى
غرور کیا اور تو تھا منکروں میں اور قیامت کے دن ۵۷ تو دیکھے
الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ اَلَيْسَ فِيْ
ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں سیاہ کیا نہیں
جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا اور بچائے گا اللہ ۵۸ ان کو جو ڈرتے رہے
بِمَفَازَتِهِمْ ۖ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ
ان کے بچاؤ کی جگہ نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں اللہ
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ
بنانے والا ہے ۵۹ ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے اسی کے پاس ہیں کنجیاں

ای لئلا تقول ۱۲
ہے تخویف اخروی ۱۲
ہے بشارت اخروی ۱۲
ہے ساتویں عقلی دلیل ۱۲

اعلیٰ کتاب کی پیروی کرو تاکہ اس کی مخالفت کی وجہ سے تمہیں حسرت وندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ اور قیامت کے دن یہ کہنے کا موقع ہی نہ آئے کہ ہائے افسوس! میں نے اللہ کی اطاعت میں کوتاہی کی اور اللہ کے احکام کا مذاق ہی اڑاتا رہا۔ اونقول الخ اور نہ یہ کہنے کا موقع آئے کہ کاش اگر اللہ مجھے سیدھی راہ دکھاتا تو میں راہ حق کو قبول کرکے اللہ کی نافرمانیوں سے بچتا۔ اور نہ یہ آرزو کرنے کی ضرورت پیش آئے کہ اگر ایک بار پھر مجھے دنیا میں بھیج دیا جائے تو میں دل وجان سے اللہ کی فرمانبرداری کرونگا۔ ۵۶ بلیٰ الخ قیامت کے دن جب نافرمان لوگ مذکورہ بالا حیلے بہانے بنائیں گے تو جواب دیا جائے گا دنیا میں اللہ کی روشن کتاب تمہارے پاس آئی جس نے تم پر ہدایت کی راہ واضح کردی لیکن تم نے اس کو جھٹلایا اور غرور وتکبر سے اس کا انکار کیا اور ضد وعناد میں آکر حق بات کا اقرار نہ کیا۔ الکافرین ای الساترین للحق عنادًا۔ قالہ الشیخ رح۔ ۵۷ ویوم القیٰمۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ مثلاً اس کے لئے شریک اور نائب متصرف ثابت کرتے ہیں، قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں اور جہنم میں ان کا ٹھکانا ہے کیا ایسے متکبر لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا۔ جو غرور ونخوت کے نشے میں حق کا انکار کرتے ہیں۔ کذبھم علی اللہ تعالیٰ لوصفھم لہ سبحانہ بان لہ شریکا ونحو ذلک تعالیٰ عما یصفون علوا کبیرًا (روح ج ۲۴ ص۱۹) ۵۸ وینجی الخ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ کفر وشرک اور اللہ کی نافرمانی سے اور تمام متکبرانہ اوصاف سے بچتے رہے ان کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچا کر فوز وفلاح سے ہمکنار فرمائے گا اور عذاب یا حزن وغم انھیں چھوئے گا بھی نہیں۔ ۵۹ اللہ خالق الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کے لئے بمنزلہ

ثمرہ ہے۔ پہلی چار دلیلوں کا حاصل یہ تھا کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پانچویں دلیل کا حاصل یہ تھا کہ بندوں کی ارواح اللہ کے قبضے میں ہیں اور وہی سب کا محافظ ہے۔ چھٹی دلیل کا خلاصہ یہ تھا کہ روزی رساں بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ روزی کی فراخی اور تنگی اسی کے اختیار میں ہے۔ ساتویں دلیل میں فرمایا کہ ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے۔ اور ہر چیز کا محافظ اور نگہبان بھی وہی ہے۔ اور زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں بھی اسی کے قبضے میں ہیں۔ اس کائنات میں وہی متصرف ومختار اور قادر علی الاطلاق ہے لا یملک امرھا ولا یتمکن من التصرف فیھا غیرہ (بیضاوی) مقالید السموٰت خزائن الرحمۃ والرزق والمطر ومقالید الارض النبات (خازن ج ۶ ص۸۳) یعنی لہ مفاتیح خزائن السموٰت والارض، بیدہ ملکوتھا لا یتمکن من التصرف فیھا غیرہ (مظھری ج ۸ ص۲۳۰) ۶۰ والذین کفروا الخ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں اور اس کی وحدانیت اور بلا شرکت غیرے کائنات میں متصرف ومختار ہونے کے دلائل کا انکار کرتے ہیں۔ حقیقت میں خسارہ پانے والے یہی لوگ ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی رحمت اور ثواب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ

آسمانوں کی اور زمین کی ف۱ اور جو منکر ہوئے ف۲ اللہ کی باتوں سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں

الْخٰسِرُوْنَ (٦٣) قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

ٹوٹے میں پڑے تو کہہ اب اللہ کے سوائے ف۳ کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰهِلُوْنَ (٦٤) وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ

نادانو اور حکم ہوچکا ہے تجھ کو ف۴ اور تجھ سے اگلوں کو

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (٦٥)

کہ اگر تونے شریک مان لیا تو اکارت جائینگے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (٦٦) وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

نہیں بلکہ اللہ کو پوج ف۵ اور رہ حق ماننے والوں میں اور نہیں سمجھے اللہ کو ف۶

حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ

جتنا کچھ وہ ہے اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اسکی دن قیامت کے اور

السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (٦٧)

آسمان لپٹے ہوئے ہوں اسکے دہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے ف۵ اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں ف

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

اور پھونکا جائے صور میں ف۶ پھر بیہوش ہوجائے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (٦٨)

مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ

اور چمکے زمین ف۶ اپنے رب کے نور سے اور لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں

بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو ان میں انصاف سے اور ان پر

ع ٦ / ٣

سے محروم ہوکر ابدالآباد جہنم میں رہینگے۔ والمراد بآیات اللہ دلائل قدرته واستبداده بامر السمٰوٰت والارض او کلمات توحیده وتمجیده، وتخصیص الخسار بھم لان غیرھم ذو حظ من الرحمۃ والثواب (بیضاوی ج ۲ ص۲۶) ف۶۱ قل افغیر الخ یہ تیسری بار ذکر دعویٰ ہے بطور زجر۔ نادانو! کیا اللہ کی وحدانیت کے ایسے براہینِ قاطعہ اور دلائلِ واضحہ کے بعد اب بھی تمہیں مجھ سے یہ توقع ہے کہ میں تمہارے دین کی طرف مائل ہو جاؤنگا اور تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کی دعوت دیتے ہو؟ یہ تمہاری سراسر نادانی ہے۔ اس خیالِ خام سے اپنے ذہنوں کو خالی کرلو۔ وذلک حین دعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ماھم علیہ من عبادۃ الاوثان وقالوا ھو دین آبائک (قرطبی ج ۱۵ ص۲۷۶) ف۶۲ ولقد اوحی الخ یہ چھٹی دلیلِ وحی ہے۔ اور اس کے ضمن میں والی الذین من قبلک سے دلیلِ نقلی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا: میرے پیغمبر! تیری طرف بھی وحی کی جارہی ہے اور تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرف بھی وحی کی جاچکی ہے کہ اگر بفرضِ محال تم نے شرک کا ارتکاب کرلیا تو تمہارے تمام اعمال برباد ہوجائینگے اور تم خسارہ پانے والوں یعنی اللہ کی رحمت و مغفرت سے محرومین میں شامل ہوجاؤ گے۔ انبیاء علیہم السلام سے شرک کا صدور محال ہے۔ لیکن یہ کلام فرضِ محال کے طریق پر ہے۔ تاکہ شرک کی قباحت علی الوجہ الاتم ظاہر ہوجائے اور مشرکین اس امید میں نہ رہیں کہ انہیں معافی مل جائے گی وایا ما کان فھو کلام علی سبیل الفرض لتھییج المخاطب المعصوم واقناط الکفرۃ والایذان بغایۃ شناعۃ الاشراک وقبحہ وکونہ بحیث ینھی عنہ من لایکاد یباشرہ فکیف بمن عداہ (روح ج ۲۴ ص۲۴) جب شرک پر اتنی سخت وعید ہے تو یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ میں تمہاری بات مان لوں۔ ف۶۳ بل اللہ الخ یہ مشرکین کے مطالبے کا جواب ہے، کہ تم کہتے ہو میں غیر اللہ کی عبادت میں تمہارے ساتھ شریک ہوجاؤں لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالیشان یہ ہے کہ میں صرف اسی کی عبادت کروں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بناؤں۔ اور اسی کا شکرگذار بندہ بنوں۔ کیونکہ منعم و محسن وہی ہے۔ یعنی لا تعبد ما امروک بل اعبدہ وحدہ۔ فھو رد لما امروہ بہ (جامع البیان ص۳۹۳) ف۶۴ وما قدروا اللہ الخ نادانوں نے اللہ کی عظمتِ قدر اور جلالتِ شان کو کما حقہٗ نہیں پہچانا۔ وہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، ہر جاندار کا رازق اور ہر چیز کا محافظ ہے۔ زمین و آسمان کے خزانے اس کے زیرِ تصرف و اختیار ہیں۔ مگر مشرکین نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے۔ والارض جمیعا الخ یہ کلام علی سبیل التمثیل ہے۔ اور اللہ کی قدرت و عظمت سے کنایہ ہے۔ اس کی عظمت و جبروت اور قدرت و ملکوت جس طرح دنیا میں ہر چیز پر حاوی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن بھی سب اس کی عظمت و کبریائی کے سامنے سرافگندہ ہوں گے اور اسی کی قدرت اور اسی کا تصرف ہی وہاں نافذ ہوگا۔ مشرکین کے تمام ارضی و سماوی معبود اسکی عظمت و سلطان کے سامنے عاجز ہوں گے۔ والکلام عند کثیر من الخلف تمثیل لحال عظمتہ تعالیٰ ونفاذ قدرتہ عزوجل ... وفیہ رمز الی ان ما یشرکونہ معہ عزوجل فی غایۃ الحقارۃ (روح)

۲۱ تخویفِ اخروی ۱۲۔

۲۲ تیسری بار ذکر دعویٰ ۱۲۔

۲۳ چھٹی دلیلِ وحی ۱۲۔

۲۴ مشرکین کے مطالبے کا جواب ۱۲۔

۲۵ شمولِ دلائل گزشتہ ۱۲۔

۲۶ تخویفِ اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف اللہ کے فرمانے موافق داہنا ہاتھ کہیئے اور بایاں نہ کہیئے ۱۲ منہ رح ف ایک بار نفخِ صور ہے عالم کی فنا کا۔ دوسرا زندہ ہونے کا۔ یہ تیسرا ہے بیہوشی کا بعد حشر کے۔ چوتھا خبردار ہونے کا۔ اس کے بعد اللہ کے سامنے ہو جاوینگے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مختار و متصرف اوست۔ ۱۲

مقہور تحت سلطانہ جل شانہ وعز سلطانہ فالقبضۃ مجاز عن الملک او التصرف والیمین مجاز عن القدرۃ التامۃ (روح ج ۲۴ ص۲۶) ۶۵ سبحٰنہ الخ یہ تمام گذشتہ دلائل کا ثمرہ ہے۔ سورت کی ابتداء میں دو دلیلوں کے بعد ثمرہ ذکر کیا گیا۔ اور پھر یہاں تمام دلائل کے بعد بھی ثمرہ ذکر کیا گیا۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ تمام دلائل دعوائے سورت کو صراحت سے ثابت کر رہے ہیں۔ یعنی ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہو گیا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں وہ ہر شریک سے پاک ہے اور ہر قسم کی عبادت صرف اسی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ۶۶ ونفخ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آخرت میں بھی متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اور وہ خود ہی تخت بادشاہی پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور مشرکین کے خود ساختہ... سفارشی وہاں ان کے کام نہیں آئیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع قاہر نہیں ہوگا۔ نفخہ سے نفخۂ اولیٰ مراد ہے جس سے تمام جاندار موت کی نیند سو جائیں گے صعق سے مراد موت ہے فنفخۃ الفزع ھی نفخۃ الصعق والصعق ھنا الموت (بحر ج ۷ ص۴۴۰) الا من شاء اللہ مستثنیٰ کون ہیں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں ایک قول کے مطابق جبرائیل، میکائیل، اسرافیل۔ ملک الموت۔ خازن جنت، زبانیہ وغیرہ یہ ضحاک کا قول ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں۔ مستثنیٰ ذات باری تعالیٰ ہے۔ بعض کے نزدیک وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو اس نفخہ سے پہلے موت کا جام پی چکے ہوں گے واللہ اعلم (کبیر، بحر، روح) ثم نفخ فیہ الخ یہ نفخۂ ثانیہ یا نفخۂ بعث ہے جس کے بعد سب زندہ ہو کر دیکھنے لگیں گے ۶۷ واشرقت الارض الخ جب اللہ تعالیٰ میدان حشر میں فصل قضاء کے لئے جلوہ افروز ہوں گے اس وقت میدان حشر ان کے انوار و تجلیات سے جگمگا اٹھے گا یا یہ عدل و انصاف سے کنایہ ہے یعنی میدان حشر اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کے نور سے منور ہو جائے گا۔ وذلک حین یتجلی الرب تبارک وتعالیٰ لفصل القضاء بین خلقہ (خازن ومعالم ج ۶ ص۷۱) بما اقام فیہا من العدل استعیر لہ النور لانہ یزین البقاع ویظہر الحقوق (ابو السعود ج ۷ ص۲۸۰) سب کے اعمالنامے عدالت میں پیش کئے جائیں گے اور وہاں عدالت میں انبیاء علیہم السلام کو بھی حاضر کیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنی امتوں کے منکرین کے خلاف گواہی دیں۔ اور شہداء یعنی امت محمدیہ کو بھی حاضر کیا جائیگا تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دیں کہ بیشک انہوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دیا۔ وجیٔ بالنبیین لیشہدوا علی اممہم والشہداء ..... امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یشہدون للرسل (بحر ج ۷ ص۴۴۲) مخلوق میں عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور کسی کی بھی حق تلفی نہ ہوگی ۶۸ ووفیت الخ ہر شخص کو اس کے اعمال کی پوری پوری جزاء و سزا دی جائے گی اور کسی شخص کا کوئی عمل نظر انداز نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے تمام اعمال کا پورا پورا علم ہے ۶۹ وسیق الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے قیامت کے دن فصل قضاء کے بعد کفار و مشرکین کو ٹولیوں کی صورت میں جہنم کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ جب وہ جہنم کے دروازوں پر پہنچیں گے تو ان کے لئے جہنم کے

یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِمَا
ظلم نہ ہوگا ف۱ اور پورا ملے ۶۸ ہر جی کو جو اس نے کیا اور اس کو خوب خبر ہے جو کچھ
یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی
کرتے ہیں ف۲ اور ہانکے جائیں جو ۶۹ منکر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ یہاں تک کہ
اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ
جب پہنچ جائیں اس پر کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں ان کو اسکے داروغہ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس
رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ
رسول تم میں کے پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تھے تم کو
لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَةُ الْعَذَابِ
اس تمہارے دن کی ملاقات سے بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا
عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ﴿۷۱﴾ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۚ
منکروں پر حکم ہووے کہ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اس میں
فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ
سو کیا بری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو اور ہانکے جائیں وہ لوگ ۷۰ جو ڈرتے تھے اپنے رب سے
اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ
جنت کو گروہ گروہ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر اور کھولے جائیں اسکے دروازے اور کہنے لگیں
لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ وَ
ان کو داروغہ اسکے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو اور
قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا
وہ بولیں شکر اللہ کا ہے جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہم کو
الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ
اس زمین کا گھر لیویں بہشت میں سے جہاں چاہیں سو کیا خوب

ع ۷ / ۴

تخویف اخروی ۱۲

بشارات اخرویہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتائیں گے بروں کی برائی اور بھلوں کی بھلائی جو دیکھتے تھے ۱۲ ف۲ یعنی گواہ آتے ہیں ان کے الزام کو نہیں تو اللہ تعالیٰ پر کیا چھپا ہے ۱۲۔

دروازے کھول دیئے جائیں گے اس وقت جہنم پر مقرر فرشتے ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ کا پیغام پہنچانے والے نہیں آئے تھے۔ جو تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور تمہیں آج کے دن میں اللہ کی بارگاہ میں پیشی سے ڈراتے تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ کیوں نہیں؟ آئے تو تھے لیکن بدقسمتی سے ہم کافروں پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ نافذ ہوگیا۔ کیوں کہ ہم نے محض ضد و عناد سے حق کا انکار کیا۔ قیل ادخلوا الخ اس وقت ان سے کہا جائے گا اچھا اب جہنم میں داخل ہو جاؤ جو تمہارا ہمیشہ کے لئے ٹھکانا ہے جہنم منکرین کے لئے نہایت ہی برا ٹھکانا ہے ٦٤ وسیق الخ یہ مومنین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اللہ سے ڈر کر اس کی فرمانبرداری کرنے والوں اور اس کی نافرمانی سے بچنے والوں کو قیامت کے دن جماعتوں کی شکل میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ جب وہ جنت میں دروازوں تک پہنچیں گے تو جنت کے

أَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ

بدلا ہے محنت کرنے والوں کا ف اور تو دیکھے فرشتوں کو ٦٤ گھر رہے ہیں عرش

الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

کے گرد پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے ان میں انصاف کا

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾

اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف

ع ٨ ٥ ربع

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ

اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ

الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ

بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب دینے والا مقدور والا کسی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا

کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی کی طرف پھر جانا ہے وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ

منکر ہیں سو تجھ کو دھوکہ نہ دے یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں جھٹلا چکے ہیں

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ

ان سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے ان سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر

اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا

امت نے اپنے رسول پر کہ اس کو پکڑ لیں اور لانے لگے جھوٹے جھگڑے

دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے۔ جنت کے دربان فرشتے ان کو سلام کریں گے۔ اور خوش آمدید کہیں گے اور ان سے درخواست کریں گے آپ جنت میں تشریف لے چلیے۔ یہ آپ لوگوں کا ہمیشہ کا گھر ہے اور آپ اس میں ہمیشہ رہیں گے ٦٤ وقالو الخ اہل جنت اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کریں گے اور کہیں گے کہ جس طرح دنیا میں تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ خاص تھیں آخرت میں بھی وہی کارساز اور مفیض برکات ہے اور ہر قسم کے شرکوں سے پاک ہے ہر حمد و ثناء اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور ہمیں ارض جنت کا وارث بنایا۔ کہ جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں۔ عمل کرنے والوں کا اجر و ثواب کتنا اچھا ہے وعدے سے حشر و نشر اور اجر و ثواب کا وعدہ مراد ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے کیا گیا تھا (روح)، اور ارض سے ارض جنت مراد ہے والمراد بالارض ارض الجنۃ (کبیر جلد ۷، ص۲۹۸) ٦٤ وتری الخ اللہ تعالیٰ کی شان عظمت و جبروت کا بیان ہے قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد گھیرا ڈالے کھڑے ہوں گے اور اپنے مالک حقیقی کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوں گے تمام فرشتوں کی زبانوں پر جاری ہوگا کہ اللہ کی ذات گرامی ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کمال سے متصف ہے ایسے جاہ و جلال کے باوجود کوئی بازپرس کرنے والا نہیں کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔ اور ہر فیصلہ عدل و انصاف سے ہوگا۔ وقیل الحمد للہ رب العالمین اس وقت ہر طرف سے مالک کائنات اور رب ہر دو سرا کی حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوگا۔ فرشتے اور مومنین بول اٹھیں گے ہر حمد و ثناء اس ذات پاک اور رب جہاں کو زیبا ہے جس نے مومنین اور مشرکین کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ فرمایا پہلی حمد و ثناء انجاز وعدہ پر تھی اور یہ عدل و انصاف پر حمدھم الاول علی انجاز وعدہ سبحانہ وایراثھم الارض یتبوءون من الجنۃ ماشاؤا، وحمدھم ھذا علی القضاء بالحق بینھم فلا تکرار (روح ج ۲۴ ص۳۷) واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

ترتیب: مشتمل بر چہار عنوانات ۱۲
مر ۲ پہلا عنوان ۱۲
مر ۳ دوسرا عنوان ۱۲
مر ۴ اصلاح کا پہلا طریقہ ۱۲
مر ۵ اصلاح کا دوسرا طریقہ ۱۲

موضح قرآن ف ا ان کو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے رکھی ہے ف ۲ فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی ف ۳ یعنی آشنائیاں رکھتے ہیں سرداروں سے اس کا اندیشہ نہ کر۔

فتح الرحمن ف ا یعنی در اختتام ملاء اعلیٰ ۱۲

سورۂ زمر میں آیاتِ توحید اور اس کی خصوصیات

۱۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ (ع ۱) نفیِ شرک فی الدعاء

۲۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا ــــــ تا ــــــ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۱) نفیِ شفاعتِ قہری۔

۳۔ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ ــــــ تا ــــــ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (ع ۱) نفیِ شرک فی الدعاء

۴۔ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ۔ (ع ۲) نفیِ شرک فی الدعاء

۵۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا ــــــ تا ــــــ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (ع ۳) تمثیل مشرک وموحد

۶۔ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ ــــــ تا ــــــ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ (ع ۴) نفیِ شرک فی التصرف

۷۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ــــــ تا ــــــ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (ع ۵) نفیِ شفاعتِ قہری۔

۸۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ ــــــ تا ــــــ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ (ع ۵) نفیِ شرک فی العلم

۹۔ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ (ع ۷) نفیِ شرک فی العبادۃ۔

(آج بتاریخ ۲۲ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء بروز اتوار بوقت ۱/۲ ۱۰ بجے دن سورۂ زمر کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ دائماً ابداً وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسائر عبادہِ الصالحین لیلاً ونہاراً)

لہ سورۃ مؤمن

ربط سورۃ مؤمن کا سورۃ زمر کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر میں دو زمروں (گروہوں) کا ذکر کیا گیا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر ایک جنتی گروہ اور دوسرا دوزخی اور سورۃ مؤمن میں، مؤمن آل فرعون کی زبان سے وہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے یعنی مسئلہ توحید جسے ماننے والا گروہ جنتی ہے اور نہ ماننے والا دوزخی۔

اور اس سورت کا ماقبل سے معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ زمر کا مرکزی دعوےٰ ہے فاعبد اللّٰہ مخلصا لہ الدین (ع ۱) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اور سورۃ مؤمن، حٰم سجدہ اور شوریٰ میں جزو اعلیٰ اور مغز عبادت یعنی دعاء اور پکار کا مسئلہ مفصل و مدلل بیان کیا گیا ہے۔ نیز سورۃ زمر میں نفی شفاعت قہری کا بیان بھی ہے ام اتخذوا من دون اللّٰہ شفعاء (ع ۵) جسے مؤمن، سجدہ اور شوریٰ کے بعد زخرف میں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتدائے سورت تا الحمد للّٰہ رب العٰلمین ۝ (ع ۷) اور دوسرا حصہ از قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللّٰہ (ع ۷) تا آخر سورت۔ پہلا حصہ :- چار عنوانوں پر مشتمل تمہید، اس کے بعد ترغیب، دعوائے سورت کا تین بار ذکر، اثبات دعویٰ کیلئے ایک دلیل وحی، ایک دلیل نقلی اور دو عقلی دلیلیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد ایک ایک ثمرہ، تخویف دنیوی کا مفصل نمونہ اور دو بار تسلی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا حصہ: پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ۔

تفصیلی خلاصہ

حٰمٓ — تا — فالحکم للّٰہ العلی الکبیر۔ تمہید ہے جو چار عنوانوں پر مشتمل ہے۔ عنوان اول تنزیل الکتٰب — تا — الیہ المصیر ۝ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ مہربان ایسا کہ ہر توبہ کرنے والے کو معاف کردیے اور زبردست ایسا کہ سرکشوں کو سخت عذاب میں گرفتار کرلے۔ عنوان دوم :- ما یجادل — تا — انھم اصحٰب النار ۝ اس ظاہر و باہر حکمنامے کا انکار صرف معاندین ہی کریں گے اور اقوام گذشتہ کی طرح اس جدال و انکار کی سزا دنیا ہی میں پالینگے عنوان سوم۔ الذین یحملون — تا — و ذٰلک ھو الفوز العظیم ۝ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، ان کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے اور عرش کے گرد تسبیح و تقدیس کرنیوالے فرشتے ان کیلئے اللہ سے دعائیں کرتے رہیں گے۔ عنوان چہارم ان الذین کفروا — تا — العلی الکبیر ۝ (ع ۲) جو لوگ اس حکمنامے کو نہیں مانیں گے وہ آخرت میں غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ ھو الذی یریکم اٰیٰتہ (الآیۃ) یہ حکم نامہ ماننے کی ترغیب ہے۔

ذکر دعویٰ

سورت کا مرکزی دعویٰ تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی بار فادعوا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکٰفرون ۝ (ع ۲) مصائب و حاجات میں غائبانہ صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار گذرے اور وہ غیظ و غضب سے جل جائیں۔ رفیع الدرجٰت — تا — سریع الحساب ۝ دعویٰ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ یہ حکمنامہ کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ بلند شان والے عرش عظیم کے مالک کی طرف سے ہے جو ہمیشہ سے اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے۔ و انذرھم یوم الاٰزفۃ الخ تخویف اخروی ہے۔ واللّٰہ یقضی بالحق (الآیۃ) متعلق بدعویٰ ہے۔ واللّٰہ یقضی بالحق یہ امر اول ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ہر ارادے کے مطابق فیصلہ کرلیتا ہے والذین یدعون من دونہ الخ یہ امر دوم ہے یعنی معبودان باطلہ ایسا نہیں کرسکتے۔ ان اللّٰہ ھو السمیع البصیر ۝ یہ ماقبل کی دونوں باتوں کی دلیل ہے۔

ذکر دعویٰ دوسری بار:- وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔ الآیۃ (ع ۶) اپنے مالک اور پروردگار کا حکم ہے کہ حاجات میں غائبانہ صرف مجھ ہی کو پکارو، جو لوگ صرف مجھے ہی پکارنے کے پابند نہیں، بلکہ میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں، میں انھیں ذلیل و رسوا کرکے جہنم میں داخل کرونگا۔

ذکر دعویٰ تیسری بار:- ھو الحی لا الٰہ الا ھو فادعوہ مخلصین لہ الدین۔ الآیۃ (ع ۷) اللہ تعالیٰ ہی زندۂ جاوید ہے، اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس لئے مصائب و آفات اور حاجات و مشکلات میں خالصۃً اسی کو پکارو، تمام صفات الوہیت اسی کی ذات پاک کے ساتھ مختص ہیں۔

دلیل وحی

تنزیل الکتٰب من اللّٰہ العزیز العلیم ۝ (ع ۱) یہ حکمنامہ جو دعوائے توحید پر مشتمل ہے کسی انسان کا ساختہ پرداختہ نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

دلیل نقلی

ولقد اٰتینا موسی الھدیٰ۔ الاٰیتین (ع ۶) موسےٰ علیہ السلام کو ہم نے جو کتاب دی تھی، جو بنی اسرائیل کیلئے ضابطہ ہدایت تھی، اس میں بھی ہم نے حکم دیا تھا کہ میرے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے مصائب و حاجات میں صرف مجھے ہی پکارو۔ دلیل نقلی کے بعد فاصبر ان وعد اللّٰہ حق (الآیۃ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور اس سے پہلے انا لننصر رسلنا الخ میں بھی تسلیہ ہے۔ ان الذین یجادلون (الآیۃ) زجر برائے معاندین۔ لخلق السمٰوٰت والارض (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل اِنّی۔ وما یستوی

الدعی والبصیر (الآیۃ) ثبوت قیامت پر دلیل لمی۔ ان الساعۃ لاٰتیۃ (الآیۃ) دعوائ قیام قیامت

پہلی عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الیل (الآیۃ ع۷) رات اور دن ایسی نعمتیں اور ان کے علاوہ دیگر انعامات سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ ذٰلکم اللہ ربکم الخ یہ ثمرۂ دلیل ہے۔ وہی منعم و محسن اللہ تم سب کا مالک و خالق ہے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں، اس لئے حاجات میں، مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو کذٰلک یؤفک الخ یہ زجر ہے۔

دوسری عقلی دلیل

اللہ الذی جعل لکم الارض الخ (ع۷) اللہ نے تمہاری خاطر زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، تمہیں خوبصورت شکلیں عطا کیں اور تمہارے لئے حلال اور پاکیزہ روزی کا انتظام فرمایا۔ ذٰلکم اللہ ربکم (الآیۃ) یہ دوسری عقلی دلیل کا ثمرہ ہے۔ مذکورہ بالا صفتوں والا اللہ ہی تمہارا رب اور کارساز ہے اور وہی سب کا پروردگار ہے اس لئے غائبانہ صرف اسی کو پکارو۔

تخویف دنیوی

اولم یسیروا فی الارض ۔۔ تا ۔۔ انہ قوی شدید العقاب ۰ (ع۳) یہ مشرکین مکہ زمین میں چل پھر کر ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھتے جو ان سے قوت اور کارناموں میں بہت زیادہ تھے، جب ہم نے گناہوں کی پاداش میں ان کو پکڑا تو ان کے وہ معبود انھیں ہمارے عذاب سے نہ چھڑا سکے جنہیں وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔
اس کے بعد ولقد ارسلنا موسٰے بایٰتنا (ع۴) ۔۔۔ تا ۔۔۔ وحاق باٰل فرعون سوٓء العذاب (ع۵) تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔ النار یعرضون علیہا ۔۔۔ تا ۔۔۔ وما دعآٰء الکٰفرین الا فی ضلٰل ۰ (ع۵) یہ تخویف اخروی ہے۔ (انا لننصر رسلنا۔ الآیۃ (ع۶) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پہلی بار تسلی کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فاصبر ان وعد اللہ حق (الآیۃ) میں دوبارہ تسلی ہے۔

دوسرا حصّہ

دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے۔

۱[اعادہ دلیل وحی

قل انی نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ الآیۃ (ع۷) غیر اللہ کی دعا اور عبادت کو میں نے از خود شرک نہیں کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں معبودان باطلہ کو پکاروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانبردار بندہ ہو کر رہوں جو ساری کائنات کا مالک اور کارساز ہے۔

اعادہ پہلی نقلی دلیل

الذین کذبوا بالکتٰب وبما ارسلنا بہ رسلنا (ع۸) یہ دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ما ارسلنا بہ سے مسئلہ توحید مراد ہے۔

دوسری نقلی دلیل

ولقد ارسلنا رسلا من قبلک۔ الآیۃ (ع۸) یہ بھی دلیل نقلی اجمالی کی طرف اشارہ ہے۔

اعادہ دلیل عقلی اول

ھو الذی خلقکم ۔۔ تا ۔۔ کن فیکون ۰ (ع۷) اللہ تعالیٰ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ رحم مادر میں تخلیق کے تمام مدارج سے گذار کر احسن تقویم میں پیدا کیا اور دنیا کی زندگی میں تمام ضروریات مہیا کیں۔ زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے۔ اسلئے وہی کارساز اور حاجت روا ہے، حاجات میں غائبانہ اسی کو پکارنا چاہیئے۔

دلیل عقلی دوم

اللہ الذی جعل لکم الانعام ۔۔۔ تا ۔۔۔ فای ایٰت اللہ تنکرون ۰ (ع۹) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے چوپائے پیدا فرمائے جن میں سے کچھ تو سواری اور بار برداری کے کام آتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھایا اور دودھ پیا جاتا ہے جس محسن حقیقی نے یہ سب نعمتیں عطا فرمادیں وہی مالک و معبود اور متصرف و کارساز ہے، مصائب وحاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔

۲[اعادہ تخویف دنیوی

افلم یسیروا فی الارض فینظروا ۔۔ تا ۔۔۔ وخسر ھنالک الکٰفرون ۰ (ع۹) مشرکین مکہ نے ان سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ طاقتور اور زیادہ دولتمند تھے۔ انہوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں پکڑ لیا۔ سرکش لوگوں کے لئے ہمارا یہی دستور ہے۔

ف۲ حٰمٓ ۰ سورۃ مؤمن حوامیم سبعہ میں سے پہلی ہے۔ عبداللہ بن عباس رض سے منقول ہے کہ حٰمٓ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ قال ابن عباس حٰمٓ اسم اللہ الاعظم (قرطبی، مدارک، معالم، خازن) حضرت ابن عباس ہی سے منقول ہے کہ ہر چیز کا مغز اور خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن مجید کا خلاصہ حوامیم ہیں۔ یعنی مصائب وحاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ان لکل شیئ لبابا وان لباب القراٰن الحوامیم (روح ج ۲۴ ص ۳۹، خازن و معالم ج ۶ ص ۸۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الدعاء مخ العبادۃ مصائب وحاجات میں پکارنا ہی عبادت کا مغز اور لب لباب ہے اور حوامیم میں چونکہ اسی مغز عبادت کا بیان ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس رض نے حوامیم کو سارے قرآن کا لب لباب فرمایا اور اسی لئے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حوامیم قرآن مجید کا اعلیٰ ترین حصہ ہیں الحوامیم دیباج القراٰن (روح ج ۲۴ ص ۳۹، قرطبی ج ۱۵ ص ۲۸۸) یہ الفاظ مرفوعًا بھی مروی ہیں۔ (بحر ج ۷ ص ۴۴۷ قرطبی)

ف۳ تنزیل الکتٰب الخ یہاں سے لیکر فالحکم للہ العلی الکبیر ۰ (ع۲) تک تمہید ہے جو چار عنوانات پر مشتمل ہے۔ عنوان اوّل تنزیل الکتٰب ۔۔ تا ۔۔ الیہ المصیر ۰ اور یہ دلیل وحی بھی ہے۔ یہ حکمنامہ بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو اس کے حکمنامے کو مان لیں اور اسکی طرف رجوع و انابت کریں ان کے گناہ معاف فرماتا اور ان کے رجوع کو قبول کرتا ہے، لیکن یہ بھی خیال رہے کہ سرکشوں اور نہ ماننے والوں کے لئے اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے اور وہ صاحب دسترس ہے

جب چاہے مجرموں کو پکڑلے کوئی اس کی دسترس سے باہر نہیں اور توبہ قبول کرنے اور گناہ معاف کرنے کی بھی دسترس اور قدرت اسی کو حاصل ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس کی پناہ خدا کی گرفت سے بچا سکے، سب اسی کے پاس حاضر ہوں گے، کوئی اس سے بھاگ نہیں سکتا۔ یہ عظیم الشان حکمنامہ ایسے عالی مرتبت شہنشاہ کا ہے، اسے مانو اور اس سے سرتابی مت کرو، غافر الذنب وقابل التوب دونوں لفظ جلالت کی صفتیں ہیں ان کو واؤ کے ذریعے سے اس لئے ملا دیا کہ دونوں کا مجموعہ حقیقت میں ایک ہی صفت ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لا الٰہ الا ھو اور الیہ المصیر یہ دونوں جملے یا تو مستانفہ ھیں یا لفظ جلالت سے حال واقع ہیں یا اسکی صفتیں ہیں۔ لیکن ان کے صفت ہونے کی صورت میں اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لفظ جلالت اعرف المعارف ہے اور جملہ، معرفہ کی صفت نہیں بن سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مضمون جملہ اس معرفہ میں منحصر ہو تو جملہ اس کی صفت بن سکتا ہے اور یہاں ایسا ہی ہے لہٰذا اعتراض ساقط ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۵۴ ما یجادل الخ یہ عنوان دوم ہے۔ اٰیٰت اللہ میں وضع الظاہر موضع المضمر ایضاح اور حکمنامے کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اصل میں فیہ کہنا تھا۔ الذین کفروا ای ستروا الحق عنادا (مدارک فی موضع آخر) یعنی یہ حکمنامہ بہت بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اور سراپا حق اور ظاہر و باہر ہے، اب اس میں صرف معاند ہی جدال (جھگڑا) کریگا۔ دوسرے لوگ جو ضدی نہیں مان لیں گے۔ اس کے بعد منکرین دعویٰ کی اصلاح کے تین طریقے مذکور ہیں۔

۵۵ فلا یغررک الخ اصلاح کا پہلا طریقہ۔ تقلب مصدر تقلیل وتحقیر کے لئے ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے انما ھٰذہ الحیٰوۃ الدنیا متاع وان الاخرۃ ھی دار القرار (ع ۵) متاع۔ محض نفع گرفتنی۔ اور سورۂ حدید (ع ۳) میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد یعنی دنیا محض تفاخر اور تکاثر فی الاموال والاولاد ہے۔ یعنی آخرت کے مقابلہ میں قلیل وحقیر ہے۔ اور سورۂ آل عمران (ع ۲۰) میں تقلیل و تحقیر دنیا کی اس طرح صراحت فرمائی لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل قف ثم ماوٰھم جھنم ط وبئس المھاد۔ حاصل یہ ہوا کہ حکمنامہ خداوندی میں جدال کرنے والوں اور اسے نہ ماننے والوں کی پُر عیش زندگی، بڑے بڑے شہروں میں ان کے وسیع تجارتی کاروبار اور ان کے یہاں دولت کی ریل پیل آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے، یہ تو محض دنیا میں چند روزہ نفع ہے، ان کی عاقبت تباہی اور دائمی عذاب ہے۔ لا یغرنک ما ھم فیہ من الخیر والسعۃ فی الرزق فانہ متاع قلیل فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۲)

۵۶ کذبت الخ یہ اصلاح منکرین کا دوسرا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جدال کی وجہ سے ہمیشہ معاندین کو دنیا ہی میں عذاب دیتا رہا ہے مثلاً قوم نوح اور اس کے بعد دوسری قومیں جنہوں نے حق کو جھٹلایا۔ لیکن صرف تکذیب (جھٹلانا) اگرچہ غضب الٰہی کا موجب ہے، لیکن دنیوی عذاب کا موجب نہیں بن سکتی تھی۔ ان قوموں نے دو اور بڑے جرموں کا ارتکاب کیا جسکی وجہ سے وہ دنیا ہی میں مورد عذاب ٹھہرے۔ اول ہر امت کے معاندین نے پیغام حق لانے والے رسول کی ایذا رسانی بلکہ اس کے قتل تک کی کوشش کی دوم انھوں نے باطل کے ذریعے سے حق کو گرانے اور اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے دنیا ہی میں انکو پکڑ لیا اور ایسا عذاب بھیجا کہ ان کا نام ونشان ہی مٹ گیا کہو، ہمارا عذاب کیسا رہا۔ تم ان تباہ شدہ بستیوں کے پاس سے گذرتے ہو اور عذاب الٰہی کے آثار آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ کسی اللہ کے ولی کا قول ہے۔

چلیست خدایا، ہر کرا بیندازی بما اندازی؟

خدایا کیا وجہ ہے کہ جس کو تو گرانے کا ارادہ کرتا ہے، تو ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ کرا دیتا ہے۔ یعنی وہ ہمیں مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو تُو اس کو عذاب میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ مولوی معنوی نے کہا ہے ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

تا دلِ صاحبدلے نامد بداد

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل ع ۲) دوسری جگہ فرمایا جزاءً لمن کان کفر۔ (القمر رکوع ۱)

۵۷ بالباطل۔ شبہات واہیہ جو ان کے مشرک رہنماؤں نے وضع کر رکھے تھے جن سے وہ شرک کی تائید کرتے تھے۔ قال یحیی بن سلام: جادلوا الانبیاء بالشرک لیبطلوا بہ الایمان (قرطبی ج ۱۵ ص ۲۹۳) جادلوا رسلھم بالباطل ای بایراد الشبہات لیدحضوا بہ الحق ای ان یزیلوا بسبب ایراد تلک الشبہات الحق والصدق (کبیر ج ۷ ص ۲۹۴)

۵۸ وکذلک الخ یہ تیسرا طریق اصلاح ہے۔ کذلک میں کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے ای لذلک یعنی اسی جدال کی وجہ سے تیرے رب کی بات ان معاندین پر ثابت ہوچکی ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ انھم اصحٰب النار کلمۃ سے بدل ہے۔ وجوز ان یکون فی محل رفع علی انہ بدل من (کلمۃ ربک) بدل کل من کل (روح ج ۲۴ ص ۴۴)

۵۹ الذین یحملون الخ یہ تیسرا عنوان ہے۔ جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے، حاملان عرش الٰہی ان کے لئے ان کے آباء واجداد اور انکی آل اولاد کیلئے یوں دعائیں کریںگے یعنی جو لوگ اس حکمنامے کو مانتے جائیںگے وہ فرشتوں کی دعاؤں میں شامل ہوتے جائیںگے، یہ مراد نہیں کہ وہ دعاؤں میں ان آدمیوں کا نام لیتے ہیں، کیونکہ وہ عالم الغیب نہیں ہیں۔ اَلذین یحملون العرش اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو حاملان عرش الٰہی ہیں۔ حاملان عرش اور دوسرے فرشتے جو عرش کے چاروں طرف صف بستہ کھڑے ہیں ان کی ہمہ وقت ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اسکی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہیں، اللہ پر ان کا ایمان نہایت ہی کامل ہے۔ یا اس حکمنامے پر انکا ایمان مستحکم ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ فرشتوں کے ایمان کے ذکر کی اگرچہ ضرورت نہ تھی لیکن ایمان اور اھل ایمان کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے اس کا ذکر کیا گیا (روح)

ف۱۰ و یستغفرون الخ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے ایمان والوں کیلئے یوں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ربنا وسعت الخ ہمارے پروردگار، تیری رحمت ہر چیز کو شامل اور تیرا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ان ایمان والوں کے گناہ معاف فرما جو سچی توجہ کریں اور راہ ہدایت اور صراط مستقیم پر چلیں اور انکو جہنم کے عذاب سے بچا۔

ف۱۱ ربنا وادخلھم الخ ربنا کا اعادہ بُعدِ عہد کیوجہ سے ہے۔ اے ہمارے پروردگار، انکو ان جناتِ عدن میں داخل فرما جن کا تو نے ایمان اور عمل صالح پر اُن سے وعدہ فرما رکھا ہے اور ان کے ساتھ ان کے ماں باپ، انکی بیویوں اور انکی آل اولاد کو بھی جنت میں داخل فرما جنہوں نے ضد نہیں کی اور ان کی پیروی میں ایمان قبول کیا اور نیک عمل بجالائے۔ بیشک تو

بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝٥ وَكَذٰلِكَ

سچے دین کو پھر میں نے انکو پکڑ لیا سو پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ف۹ اور اسی طرح

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ

النَّارِ ۝٦ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ

والے ف۹ جو لوگ اٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اسکے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اپنے رب کی خوبیاں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ف۱۰ ہیں ایمان والوں کے

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ

اے پروردگار ہمارے ہر چیز سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر ان کو جو

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٧ رَبَّنَا

توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا انکو آگ کے عذاب سے اے رب ہمارے

وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ۨ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

اور ف۱۱ داخل کر انکو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے ان سے اور جو کوئی نیک ہو انکے

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨

باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک توہی ہے زبردست حکمت والا ف۱

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ

اور ف۱۲ بچا انکو برائیوں سے اور جس کو تو بچائے برائیوں سے اُس دن اُس پر مہربانی کی تو نے

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ

اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد پانی ف۲ جو لوگ ف۱۳ منکر ہیں انکو پکار کر کہیں گے

لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ

اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تمکو بلاتے تھے

م وقف لازم

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ع ۱ ۶

۱۔ اصلاح کا تیسرا درجہ ۱۲

۲۔ تیسرا عنوان

۳۔ اعادہ بوجہ بعد عہد ۱۲

۴۔ چوتھا عنوان ۱۲

غالب ہے جو چاہے کر سکتا ہے، حکمت والا ہے، کسی کو متبوع اور کسی کو تابع بنا کر جنت میں داخل کر سکتا ہے۔ ومن صلح الخ بیٹا ایمان لے آیا، ماں باپ نے ضد نہ کی اور بالتبع بیٹے کی وجہ سے ایمان لے آئے۔ خاوند کی تبعیت میں بیوی یا ماں باپ کی تبعیت میں اولاد ایمان لے آئی۔ جب انھوں نے ضد نہ کی اور بالتبع ایمان لے آئے تو ان کا یہ ایمان قبول ہوگا اور وہ بالتبع جنت میں داخل ہوں گے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ والظاھر العطف علی الاول والدعاء بالادخال فیہ صریح وفی الثانی ضمنی والظاھر ان المراد بالصلاح الصلاح المصحح لدخول الجنۃ وان کان دون صلاح المتبوعین (روح ج ۲۴ صفحہ ۴۲) ف۱۲ وقھم الخ السیئات سے مراد عقوبات ہیں یا جزاء السیئات علی حذف المضاف۔ ای العقوبات لان جزاء السیئۃ سیئۃ مثلھا او جزاء السیئات علی حذف المضاف (ابو السعود ج ۷، صفحہ ۲۹۶) اور ان کو گناہوں کی سزا سے بچا اور جس کو تو نے اس دن یعنی دنیا میں یا آخرت میں سزا سے بچا لیا تو اس پر تیری خاص رحمت ہوگئی اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے کہ انسان محض اللہ کی رحمت سے اُس کے عذاب سے بچ جائے۔

ف۱۳ ان الذین الخ یہ چوتھا عنوان ہے جس نے اس حکم نامے کو نہ مانا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ جب ان کو جہنم میں داخل کیا جائیگا تو انھیں پکار کر کہا جائیگا کہ آج تم جس قدر اپنی جانوں پر غضبناک ہو کہ دنیا میں حق کو کیوں قبول نہ کیا، اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم پر غضبناک تھا جب دنیا میں تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ الذین یجادلون فی اٰیٰت اللہ بغیر سلطان اتٰھم کبر مقتا عند اللہ وعند الذین اٰمنوا (ع ۴) اذ ظرف کا عامل مقدر ہے ای یمقتکم اور یہ ظرف مقتکم انفسکم سے متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں آخرت کا حال مذکور ہے اور اذ تدعون میں دنیا کے حال کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح لمقت اللہ سے بھی متعلق نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں مصدر مبتداء کا معمول اس کی خبر سے مؤخر ہو جائیگا اور یہ جائز نہیں (مدارک۔ بحر) لیکن علامہ ابن حاجب کہتے ہیں کہ ظروف میں اسکی گنجائش ہے۔ وفی امالی ابن حاجب لا بأس بذلک لان الظروف متسع فیھا (روح ج ۲۴ صفحہ ۵)

موضح قرآن ف۱ یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو ملتی ہے اپنے عمل سے جورو بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتا۔ لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اعلیٰ درجہ میں پہنچا دے اپنے عمل سے زیادہ اور بدلہ ہو اپنے ہی عمل کا یہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی کی چال چلیں یہ نیت قبول پڑ جاوے۔ ف۲ یعنی تیری مہر ہی ہو کر برائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا تھوڑی بہت برائی سے کون خالی ہے۔

ف۱۴ قالوا الخ جہنم میں داخل ہونے کے بعد مشرکین جہنم سے نکلنے کی راہیں تلاش کرینگے اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار، تونے دوبار ہمیں موت سے دوچار کیا اور دوبار ہمیں زندگی بخشی، ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور جس حشر ونشر کا انکار کیا کرتے تھے آج اس پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا اب کوئی صورت ہے کہ ہمیں دوزخ سے نکال کر ایک بار پھر دنیا کی زندگی مل جائے تو ہم تیری پوری پوری فرمانبرداری کرینگے والمراد طلب الخروج نظیرہ فارجعنا نعمل صالحا)۔ (روح) پہلی موت سے مراد عدم ہے جب وہ اصلاب آباء میں تھے اور دوسری موت وہ ہے جو دنیا کی زندگی کا خاتمہ کردیتی ہے۔ اور پہلی بار احیاء سے دنیا میں پیدا کرنا مراد ہے اور دوسری بار احیاء سے بعث بعد الموت مراد ہے۔ قال ابن مسعود وابن عباس و قتادة والضحاك۔ كانوا امواتا فی اصلاب اباءهم ثم احیاهم ثم اماتهم الموتة التی لابد منها فی الدنیا، ثم احیاهم للبعث والقیامة، فهاتان حیاتان وموتتان وهو قوله تعالیٰ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم (قرطبی ج ۵ اصفحہ ۲۹۷)

ف۱۵ ذلکم الخ اصل میں یہ جواب نہیں، بلکہ جواب کی علت ہے اور جواب کے قائم مقام ہے اور جواب مقدر ہے ای لا سبیل الی خروج یعنی اب جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ دنیا میں تمہارا یہ حال تھا کہ جب خدائے واحد کو پکارا جاتا تھا تو تم اسکی وحدانیت کا انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ کوئی شرک کرتا تو شرک پر ایمان لے آتے تھے۔ جواب میں اختصار کے بجائے علت جواب بیان کرنے کے لئے تفصیل بیان کی گئی۔ نیز یہ بیان کیا گیا کہ کسی دوسرے کو بھی نکالنے کی طاقت نہیں۔ وفی الکلام متروك تقدیرہ فاجیبوا بان لاسبیل الی الرد وذلك لانکم اذا دعی اللہ وحدہ الخ (قرطبی) ای ذلکم الذی انتم فیہ وان لاسبیل لکم الی خروج قط بسبب کفرکم بتوحید اللہ وایمانکم بالاشراك بہ (مدارک)

ف۱۶ فالحکم الخ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی طاقت نہیں کہ وہ ان کو دوزخ سے نکال سکے کیونکہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کا نافذ ہوگا جو بلند و برتر ہے اب کلی طور پر حکومت اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور اس کا فیصلہ یہی ہے کہ مشرکین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں۔ اس میں اس بات کی دلیل بیان کی گئی ہے کہ کسی دوسرے کو بھی طاقت نہیں کہ انھیں دوزخ سے نکال سکے۔

ف۱۷ هو الذی الخ تمہید کے بعد حکمنامے کو ماننے کی ترغیب کہ وہ ایسا مہربان بادشاہ ہے کہ اپنی قدرت و وحدانیت کے دلائل بھی تمہیں دکھلاتا ہے اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہاری روزی کا انتظام بھی فرماتا ہے، اس لئے اسکا حکمنامہ ضرور ماننا چاہیئے وما یتذکر الخ لیکن مانیگا وہی جو ضد وعناد کو چھوڑ کر آیات الٰہی میں غور و فکر کریگا اور اللہ کی طرف رجوع کرے گا۔ وما

اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝ (۱۰) قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ
یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے ف بولیں گے اے ہمارے رب تو موت دے چکا ہم کو دوبار
وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى
اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی ہے
خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ (۱۱) ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ
نکلنے کو کوئی راہ ف یہ تم پر اس واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو
وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ
اکیلا تو تم منکر ہوتے اور جب اس کیساتھ ملاتے شریک کو تو تم یقین لاتے تھے اب حکم وہی
لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ (۱۲) هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ
جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں اور اتارتا ہے
لَكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (۱۳)
تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو
فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (۱۴)
سو پکارو اللہ کو خالص کر کر اس کیواسطے بندگی اور پڑے برا مانیں منکر
رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ
وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا اتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے
عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ (۱۵) يَوْمَ
جس پر چاہے اپنے بندوں میں تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے جس دن
هُمْ بٰرِزُوْنَ ڬ لَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ
وہ لوگ نکل کھڑے ہوں گے چھپی نہ رہے گی اللہ پر انکی کوئی چیز کس کا
الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (۱۶) اَلْيَوْمَ
راج ہے اس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا آج

منزل۶

ربط جواب مقدر ہے ۱۲

یہ علت جواب مقدر ہے ۱۲

پہلی بار ذکر دعوی ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی آج تم اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اُسی کا بدلہ آج پاؤ گے ف۲ پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے۔ پھر جان پڑی تو جی پایا پھر مرے پھر جئے یہ ہوئیں دو موتیں دو حیاتیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی در دوزخ برخود بد دعا میکنند و میگویند کاشکی معدوم شوند و این دشمن داشتن است خود را واللہ اعلم ولیکن کہ معنی چنیں باشد تحقیق دشمن داشتن خدا شما را سخت تر است از دشمن داشتن شما خود را وقتیکہ خوانده میشوید بسوی ایمان پس کافر مانید یعنی قبول نکردن ایمان عداوت نفس خود است اگرچہ این را نمی دانستند پس جزاء این عداوت نفس خود عداوت خدا شد الیشان را لیکن شدت و عذاب و امراد در ینجا ظاہر شد ۱۲ ف۲ مترجم گوید نطفہ بود ند خدا یتعالیٰ جان داد بعد ازان قبض روح کرد باز زنده ساخت واللہ اعلم ۱۲۔

يتعظ و مايعتبر بآيات الله الا من يتوب من الشرك و يرجع الى الله فان المعاند لايتذكر ولايتعظ (مدارک تنائید):- اللّٰہ یجتبی الیہ من یشآء و یھدی الیہ من ینیب ۰ (شوریٰ ع ۲)۔ من خشی الرحمٰن بالغیب وجآء بقلب منیب ۰ (قٓ ع ۳)۔ واتبع سبیل من اناب الی (لقمان ع ۲)

۱۸ فادعوا الخ تمہید اور ترغیب کے بعد پہلی بار دعوئ کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے اور اسکی شرط محذوف ہے۔ ای اذا کان الامر کما ذکر من اختصاص التذکر بمن ینیب فاعبدوہ ایھا المؤمنون مخلصین لہ دینکم الخ (ابوالسعود ج، ص۳) یعنی جب معاملہ یہ ہے کہ صرف انابت کرنیوالے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں، تو ایمان والو! تم خالصۃً اللہ ہی کو پکارو۔ لیکن حضرت شیخ قدس سرہ کے نزدیک فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین اس سُورت کا مرکزی دعویٰ ہے جو ابتدائے سورت سے لیکر یہاں تک بیان شدہ تمہید و ترغیب کے سارے مضمون پر مترتب ہے جس کا حاصل یہ ہے جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ یہ حکمنامہ جو فادعوا اللہ الخ کے مضمون پر مشتمل ہے، بہت بڑے شہنشاہ کی طرف سے ہے جو مہربان بھی ہے اور شدید العقاب بھی، اس میں جدال صرف معاندین ہی کرینگے، لیکن جو لوگ اس حکمنامے کو مان لیں گے اللہ کے فرشتے ان کے لئے دعائیں کریں گے اور جو اس حکمنامے کو ٹھکرا دیں گے، وہ غضب خداوندی کا مورد بنیں گے۔ یہ حکمنامہ بڑے مہربان اور محسن بادشاہ کا ہے جو تمہیں اپنی توحید کے نشانات دکھاتا ہے، لیکن مانیں گے وہی جو اللہ کی طرف انابت کرینگے۔ جب تم یہ سب کچھ سُن چکے تو اب حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ تقدیرِ عبارت یوں ہوگی۔ اذا سمعتم ما ذکر فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔

۱۹ ولو کرہ الکافرون تم ہر حال میں صرف اللہ ہی کو پکارو اگرچہ مشرکین جو تمہارا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اسکو ناپسند کریں اور غیظ و غضب سے جل بھن جائیں ای اعبدوہ مخلصین لہ الدین من الشرک علیٰ کل حال حتی فی حال غیظ اعدائکم المتمالئین علیکم و علیٰ استئصالکم (بحر ج۷، ص۴۵۴) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ قتل کا ذکر نہیں کیا، اس لئے کہ دعاء اور پکار کا تعلق زبان سے ہے اور بصورت اکراہ قتل سے بچنے کیلئے زبان سے کلمۂ شرک کہنے کی رخصت ہے بشرطیکہ دل ایمان پر قائم ہو جیسا کہ ارشاد ہے:۔ الا من اکرہ وقلبہٗ مطمئن بالایمان (النحل ۱۰۶)

۲۰ رفیع الدرجات۔ یہ دعوئ سورت کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ یہ حکمنامہ جس کے لئے اتنی لمبی چوڑی تمہید ذکر کی گئی ہے کوئی معمولی نہیں بلکہ یہ رفیع الشان، عرش عظیم کے مالک بادشاہ کا حکمنامہ ہے، جو اس سے پہلے بھی اپنے پیغمبروں پر اپنا حکمنامہ نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ اس کے بندے اس کی تعمیل کرکے اور اس کو مان کر قیامت کی سختیوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں۔ رفیع الدرجات بلند و برتر، عظمت و شان والا ھو المرتفع بعظمتہ فی صفات جلالہ وکمالہ ووحدانیتہ المستغنی عن کل ماسواہ وکل الخلق فقراء الیہ (خازن ج۶ ص۷۷) عبارۃ عن رفعۃ شأنہ وعلو سلطانہ کما ان قولہ ذوالعرش عبارۃ عن ملکہ وبنحوہ فسرہ ابن زید قال: عظیم الصفات (بحر ج۷، ص ۴۵۵)

۲۱ یلقی۔ صیغہ مضارع ماضی استمراری کے مفہوم میں ہے یعنی ڈالتا رہا ہے۔ والاستمرار التجددی المفھوم من (یلقی) ظاھر فان الالقاء لم یزل من لدن آدم علیہ السلام الی انتھاء زمان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (روح ج۲۴ ص۵۶) اس صورت میں الروح سے مطلق وحی مراد ہوگی وحی کو روح اس لئے فرمایا کہ جس روح سے بدن کو حیات حاصل ہوتی ہے، اسی طرح وحی الٰہی سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ دلوں کی حیات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ الوحی الذی تحیا بہ القلوب (مدارک) حیاۃ الارواح بالمعارف الالٰھیۃ والجلایا القدسیۃ فاذا کان الوحی سببا لحصول ھذہ الارواح سمی بالروح فان الروح سبب لحصول الحیاۃ والوحی سبب لحصول ھذہ الحیاۃ الروحانیۃ (کبیر ج، ص۳۰) حاصل یہ ہے کہ یہ وحی اور پیغام توحید جس سے دلوں کی حیات وابستہ ہے اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ اپنے پیغمبروں پر نازل فرماتا رہا ہے، تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے بندوں کو قیامت کے دن کی آفات سے خبردار کرے اور وہ اللہ کے حکمنامے کو مان کر ان سے نجات پالیں۔ لیکن اگر الروح سے قرآن مجید مراد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ (بحر، روح) اور ابن زید رضؓ (قرطبی) سے منقول ہے تو اس صورت میں یلقی حال مستمر پر محمول ہو گا۔ یعنی ڈال رہا ہے اور اتار رہا ہے۔ پہلی صورت میں من یشآء الخ سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہوں وھم الانبیاء۔ یشاء ھو ان یکونوا انبیاء ولیس لاحد فیھم مشیئۃ (قرطبی ج۱۵ ص۲۹۹) اور دوسری صورت میں اس سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے۔

۲۲ یوم ھم بٰرزون۔ یہ یوم التلاق سے بدل ہے۔ قیامت کے دن تمام انسان ایک میدان میں سامنے ہوں گے اور کوئی بھی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگا اور نہ ان کا کوئی حال اور عمل ہی اس سے مخفی ہوگا۔ لمن الملک الیوم اس وقت اللہ کی طرف سے سوال ہوگا۔ آج بادشاہی کس کی ہے؟ یہ سوال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی پیش کریگا۔ اس کے جواب میں سب مؤمن و کافر کہیں گے للہ الواحد القھار۔ آج بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو واحد اور زبردست ہے (روح، قرطبی)

۲۳ الیوم تجزی۔ آج من کل الوجوہ خدائے واحد و قہار کی حکومت ہے جس کے یہاں ظلم نہیں، اس لئے آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا، کسی پر ظلم و زیادتی نہیں ہوگی۔ کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔ ان اللہ سریع الحساب اس قدر مخلوق سے حساب کتاب لینا اور پھر سب کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دینا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ اشکال ہماری نظروں میں ہے۔ اس واحد و قہار اور قادرِ مطلق کیلئے کوئی مشکل نہیں، وہ بہت جلد ساری مخلوق سے حساب لے لیگا ای سریع حسابہ تماما اذ لا یشغلہ تعالیٰ شأن عن شأن فیحاسب الخلائق قاطبۃ فی اقرب زمان (ابوالسعود ج۷، ص۲۶۲)

۲۴ وانذرھم۔ یوم الآزفۃ سے قیامت کا دن مراد ہے الآزفۃ کا موصوف محذوف ہے والآزفۃ صفۃ لمحذوف تقدیرہ یوم الساعۃ الآزفۃ او الطامۃ الآزفۃ (بحر ج، ص۴۵۶) الآزفۃ القریبۃ۔ جیسا کہ سورہ معارج ع۱ میں ارشاد ہے انھم یرونہٗ بعیدا ونرٰہ قریبا ۰ کاظمین شدید رنج و غم اور درد و کرب میں مبتلا ہوں گے اور انکا پیمانۂ غیظ لبریز ہوگا کاظمین ای مکروبین والکاظم الساکت حال امتلائہ غما وغیظا (کبیر ج۷، ص ۳۱۱) یہ حکمنامۂ الٰہی سے متعلق تخویف اخروی ہے، ان کو اس قریب ہی آنے والی ہولناک آفت (قیامت) سے خبردار کردو جب شدتِ خوف سے منکرین کے کلیجے منہ کو آ رہے ہونگے اور وہ غم و اندوہ میں گھٹ رہے

ہوں گے ۔ اگر وہ اس ہولناک دن کی آفتوں سے بچنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ اس حکمت سے کو مان لیں ۲۵ قیامت کے
دن مشرکین کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہی میسر آسکے گا جس کی سفارش ان کے حق میں قبول کی جاسکے ۔ ای لیس للذین ظلموا
انفسھم بالشرك باللہ من قریب منھم ینفعھم ولا شفیع یشفع فیھم (ابن کثیر ج ۴ ص) ۲۶ یعلم خائنۃ الاعین یہ اضافت
صفت بموصوف کے قبیل سے ہے اور اصل میں الاعین الخائنۃ ہے یعنی وہ خیانت کرنے والی نگاہوں کو خوب جانتا ہے ۔ یا الخائنۃ مصدر ہے العافیۃ

تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بدلہ ملے گا ہر جی کو جیسا اس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بیشک اللہ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝١٧ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ
جلد لینے والا ہے حساب ۲۵ اور خبر سنادے انکو اُس نزدیک آنیوالے دن کی جس وقت
الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ
دل پہنچیں کے گلوں کو تو وہ دبا رہے ہوں گے ۲۶ کوئی نہیں گنہگاروں کا
مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝١٨ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ
دوست اور نہ سفارشی کہ جس کی بات مانی جائے ۲۷ وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ
وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ۝١٩ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ
اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں ۲۸ اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے اور جن کو
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
پکارتے ہیں اس کے سوائے نہیں فیصلہ کرتے کچھ بھی بیشک اللہ جو ہے وہی
السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝٢٠ ع ۲ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ
ہے سننے والا دیکھنے والا ۲۸ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ
کہ دیکھتے انجام کیسا ہوا ان کا جو تھے اُن سے
قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى
پہلے وہ تھے ان سے سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے
الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ
زمین میں ف۱ پھر ان کو پکڑا اللہ نے اُن کے گناہوں پر اور نہ ہوا
لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝٢١ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا ۲۹ یہ اس لئے کہ انکے پاس آتے تھے

۱ متعلق بدعوی ۱۲
۲ دلیل ماقبل ۱۲
۲۱ تخویف دنیوی ۱۲
۳ ماقبل کی تفصیلی علت ۱۲

اور العاقبۃ کی مانند آنکھوں کی خیانت سے غیر محرموں کو دیکھنا مراد ہے۔ یعلم خائنۃ الاعین کقولہ۔ و ان سقیت کرام الناس ای الناس وجوز ان تکون خائنۃ مصدرا کالعافیۃ والعاقبۃ ای یعلم خیانۃ الاعین (بحر، ج ۷ ص ۴۵۶) وہ ایسا علیم وخبیر ہے کہ آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور جو باتیں دلوں میں پوشیدہ ہیں ان سے بھی باخبر ہے، اس لئے قیامت کے دن وہ سب کے اعمال کی پوری پوری جزا وسزا دے گا ۲۷ واللہ یقضی بالحق یہ اصل دعوے کی تائید ہے امر اوّل واللہ یقضی بالحق یعنی اللہ تعالیٰ تو ایسا قادر ومتصرف ہے کہ وہ جس کام کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اپنے ارادے اور فیصلے کے مطابق سرانجام دے لیتا ہے امر دوم والذین یدعون من دونہ لیکن مشرکین، اللہ کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب وحاجات میں پکارتے ہیں وہ ایسے عاجز وبے بس ہیں کہ کچھ بھی نہیں کرسکتے جیسا کہ فرمایا و اذا قضٰی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ۰ (بقرہ ع ۱۴) اور دوسری جگہ فرمایا قولہ الحق (انعام ع ۹) اس کا ارشاد سراپا حق ہے اور اس کے ارشاد وارادہ کیمطابق کام کا ہوجانا یہ اسی کی صفت ہے، معبودان باطلہ ایسا نہیں کرسکتے ان اللہ ھو السمیع البصیر یہ ماقبل
کی علت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرسکتا ہے کیونکہ وہ السمیع لکل شئ (ہر بات کو سننے والا) اور البصیر بکل شئ (ہر چیز کو دیکھنے والا) ہے، لیکن معبودان باطلہ میں یہ صفت نہیں ہے اس لئے مصائب وحاجات میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنا چاہیئے جو سب کچھ دیکھتا سنتا ہے اور سب کچھ کرسکتا ہے۔ ۲۸ اولم یسیروا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ان مشرکین نے زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام نہیں دیکھا، جو قوت میں اور کارناموں میں ان سے کہیں زیادہ تھے۔ جب انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا اور شرک پر قائم رہے تو اللہ نے انھیں پکڑ لیا مگر ان کے خود ساختہ کارسازوں نے انھیں اللہ کی گرفت سے نہ چھڑایا جن کو وہ خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے۔ اٰثارا فی الارض زمین پر انہوں نے جو مضبوط قلعے بنائے اور محفوظ شہر آباد کئے۔ مثل القلاع المحکمۃ والمدائن الحصینۃ (روح ج ۲۴ ص ۶۱) بذنوبھم ان کے گوناگوں گناہوں کی وجہ سے مثلاً اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی وحی (حکمنامے) کا انکار،

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی محلہا وقلعہا بسیار بنا کردند ۱۲۔

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور حشر ونشر کا انکار وغیرہ من واق ۔ الخبیں اللہ کے عذاب سے ان کے مزعومہ کارساز بھی نہ بچاسکے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:۔ فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شیٔ لما جاء امر ربک (ھود ع ۹)۔ نیز فرمایا:۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ (احقاف ع ۴) **ن۲۹** ذلک بانھم۔ یہ ماقبل کی تفصیل علت ہے، دنیا ہی میں اللہ نے انکو اس لئے پکڑ لیا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول واضح احکام اور کھلی دلیلیں لے کر آئے، تو انھوں نے انکار کر دیا اور ایک نہ سُنی۔ وہ بڑی طاقت والا اور سخت عذاب والا ہے، وہ جس کو چاہے پکڑلے اور کوئی اس کی گرفت سے چھڑا نہ سکے۔ **ن۳۰** ولقد ارسلنا۔ یہ تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ہے۔ اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس معجزات اور آیات بینات لیکر آئے، کس طرح فرعون اور اس کی قوم نے ان کو جھٹلایا، اللہ کی توحید اور اس کے حکمنامے کو نہ مانا، تو پھر کس طرح ان کو رسوا کن عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ اس کے ضمن میں مومن آل فرعون کا قصہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس تفصیل میں ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ اور دوسری طرف مشرکین مکہ کے لئے جائے عبرت۔ اٰیٰت سے معجزات مراد ہیں اور سلطان مبین حجت قاہرہ جو ان معجزات سے قائم ہوئی۔ (ابوالسعود، روح) ہامان فرعون کا وزیر۔ قارون، اگرچہ موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا، لیکن کفر و طغیان میں فرعون اور اس کے وزراء میں شامل تھا یہ مقربین فرعون میں سب سے زیادہ سرمایہ دار تھا۔ فقالوا سٰحر کذاب اس سے پہلے ادماج ہے۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے دلیل رسالت کا مطالبہ کیا تو انھوں نے عصا اور ید بیضاء کے معجزے دکھائے، یہ معجزے دیکھ کر کہنے لگے یہ تو جادوگر ہے اور دعوائے نبوت میں جھوٹا ہے۔ العیاذ باللہ **ن۳۱** فلما جاءھم جب فرعون اور اس کے ارکان دولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے سے عاجز آگئے، تو غیظ و غضب میں آکر اور قوم موسیٰ علیہ السلام کو موسےٰ علیہ السلام کے تعاون سے روکنے کے لئے انہوں نے ایمان لانے والوں کے بچوں کو قتل کرنے اور عورتوں کو زندہ رکھنے کا حکم نافذ کر دیا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا دوبار حکم دیا تھا۔ ایک تو موسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے اور دوم حضرت موسےٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد۔ (قرطبی، مدارک، روح وغیرہ) **ن۳۲** وما کید الکٰفرین یہ ادخال الٰہی ہے فرعون اور اس کے مشیروں کی یہ تدبیر ناکام ثابت ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے جلد ہی فرعون اور اس کی قوم پر انواع عذاب کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جیسا کہ ارشاد ہے فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم اٰیٰت مفصلات (اعراف ع ۱۶) یہ سلسلہ بنی اسرائیل کے مصر سے چلے جانے تک جاری رہا۔ اس طرح قوم فرعون اس منصوبے پر عمل کرنے کے بجائے اپنے حال میں مشغول رہی فشغلھم اللہ عن ذلک بما انزل علیھم من انواع العذاب، کالضفادع والقمل والدم والطوفان الی ان خرجوا من مصر، فاغرقھم اللہ۔ وھذا معنی قولہ تعالےٰ وما کید الکٰفرین الا فی ضلٰل۔ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۰۵) **ن۳۳** وقال فرعون۔ فرعون نے سوچا موسیٰ (علیہ السلام) ہی اس نئے دین کی جڑ ہے، اس لئے اسے ہی ختم کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اب ان کے قتل کا فیصلہ ہوا۔ فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں اسے قتل کرا دوں، اور وہ اپنے ربّ کو اپنی مدد کے لئے بلالے، ہم دیکھیں گے کس طرح وہ اسے قتل سے بچائیگا۔ فرعون کے

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللّٰهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ
ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہو گئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور
شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ
ہے سخت عذاب دینے والا اور ن۳۰ ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور
سُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢٣﴾ إِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ
کھلی سند فرعون اور ھامان اور قارون کے پاس
فَقَالُوا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْحَقِّ مِنْ
پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۱ ن۳۱ پھر جب پہنچا ان کے پاس لیکر سچی بات ہمارے
عِندِنَا قَالُوا اقْتُلُوٓا أَبْنَآءَ الَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهُ وَ
پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے ان کے جو یقین لائے ہیں اس کیساتھ اور
اسْتَحْيُوا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾
جیتی رکھو انکی عورتیں اور جو ن۳۲ داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں
وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُونِيٓ أَقْتُلْ مُوسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهُ
اور بولا ن۳۳ فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پکارے اپنے رب کو
إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَن يُظْهِرَ فِي
میں ڈرتا ہوں کہ بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلا دے
الْأَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوسٰىٓ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي
ملک میں خرابی ف۲ اور کہا ن۳۴ موسیٰ نے میں پناہ لے چکا ہوں اپنے
وَرَبِّكُم مِّن كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾
اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے جو یقین نہ کرے حساب کے دن کا ف۳
وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ
اور بولا ن۳۵ ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

ع ۳ / ۸

ن۳۰ تخویف دنیوی کا ایک مفصل نمونہ ۱۲

ن۳۲ ادخال الٰہی ۱۲

موضح قرآن ف۱ قارون تھا قوم بنی اسرائیل میں لیکن مرضی میں موافق تھا فرعون والوں کی اور انہی کی دولت سے کھاتا تھا مال۔ ف۲ فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو شاید اس کے ارکان مشورہ نہ دیتے ہونگے مارنے کا اس سبب سے کہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے کہیں اسکا رب بدلہ نہ لے ف۳ جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے۔

اس اندازِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دہریہ تھا اور خدا کے وجود کا قائل نہ تھا۔ انی اخاف اس میں فرعون نے موسےٰ علیہ السلام کے قتل کی وجہ بیان کی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارا دین بدل
دے اور تمہاری قوم (شاہی خاندان) اس کا دین قبول کرلے اور وہ میری عبادت چھوڑ کر اس کے رب کی عبادت کرنے لگیں۔ اور اگر وہ اس میں کامیاب نہ بھی ہو تو قوم میں اختلاف ڈال کر کچھ
لوگوں کو اپنی پارٹی ہی میں شامل کرلے۔ (انی اخاف ان یبدل دینکم) ای عبادتکم لی الی عبادۃ ربہ (او ان یظھر فی الارض الفساد) ان لم یبدل دینکم فانہ
یظھر فی الارض الفساد۔ ای یقع بین الناس بسببہ الخلاف (قرطبی) ۳۴ وقال موسےٰ۔ جب موسےٰ علیہ السلام کو علم ہوا کہ ان کے قتل کا منصوبہ بن رہا ہے، تو اپنی قوم کو

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ
کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس
بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَاِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَاِنۡ
کھلی نشانیاں تمہارے رب کی اور اگر ۳۶ وہ جھوٹا ہو گا تو اس پر پڑے گا اسکا جھوٹ اور
یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ
اگر وہ ۳۷ سچا ہو گا تو تم پر پڑے گا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ۳۸ بیشک اللہ
لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ یٰقَوۡمِ لَکُمُ الۡمُلۡکُ
راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف اے میری ۳۹ قوم آج تمہارا راج
الۡیَوۡمَ ظٰہِرِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۫ فَمَنۡ یَّنۡصُرُنَا مِنۡۢ بَاۡسِ
ہے، چڑھ رہے ہو ملک میں پھر کون مدد کریگا ہماری اللہ کی آفت
اللّٰہِ اِنۡ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرۡعَوۡنُ مَاۤ اُرِیۡکُمۡ اِلَّا مَاۤ اَرٰی
سے اگر آگئی ہم پر بولا فرعون میں تو وہی بات سجھاتا ہوں تمکو جو سوجھی مجھ کو
وَمَاۤ اَہۡدِیۡکُمۡ اِلَّا سَبِیۡلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِیۡۤ
اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں بھلائی ہے اور کہا ۴۰ اسی
اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ مِّثۡلَ یَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿۳۰﴾
ایماندار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر دن اگلے فرقوں کا سا
مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ
جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا اور جو لوگ ان کے
بَعۡدِہِمۡ ؕ وَمَا اللّٰہُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَیٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ
پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر اور اے قوم میری ۴۱ میں
اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ یَوۡمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ یَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِیۡنَ ۚ
ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا ف جسدن بھاگو گے پیٹھ پھیر کر

اطمینان دلایا کہ میں ہر ایسے متکبر و مغرور کے شر سے جو یوم حساب پر بھی یقین نہ رکھتا ہو، اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ میرا پروردگار مجھے ان کے شر سے محفوظ رکھیگا۔

۳۵ وقال رجل جب فرعون کے دربار میں موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام بن رہا تھا اس وقت قوم فرعون ہی کا ایک آدمی اس گھناؤنے جرم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔ یہ آدمی فرعون کا چچا زاد بھائی تھا اور درپردہ موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مؤمن، من آل فرعون، یکتم ایمانہ تینوں رجل کی صفات ہیں۔ دوسری صفت کو تیسری صفت پر اس لئے مقدم کیا گیا ہے تاکہ واضح ہوجائے کہ وہ رجل مؤمن، آل فرعون سے تھا، اگر اس کا عکس ہوتا تو من آل فرعون یکتم سے متعلق ہوجاتا۔ اور اس طرح وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ مؤمن آل فرعون اگرچہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا پروگرام سن کر اس سے نہ رہا گیا اور بول اٹھا۔ اتقتلون رجلا الخ تم ایک شخص کو ناحق قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میں اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرونگا؟ تو یہ بات تو قتل کی وجہ نہیں بن سکتی، کیونکہ اس کا یہ دعوےٰ غلط نہیں، بلکہ سراپا حق ہے اور وہ اپنی سچائی اور اپنے دعوے کی حقانیت پر تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلے دلائل اور واضح معجزات لیکر آیا ہے جن کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرچکے ہو۔ اس لئے اسے قتل کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی وجہ جواز نہیں، تم اس سے باز آجاؤ۔

۳۶ وان یک کاذبا یہ انھیں قتل سے روکنے کا دوسرا انداز ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دو ہی احتمال ہیں یا تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یا سچا دونوں صورتوں میں اسکا قتل قرین عقل نہیں۔ فرض کرو اگر وہ جھوٹا ہے تو تمہیں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے اُسے قتل کرنے کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ تم اس کو اپنے دین کے اظہار سے روک دو تو اس طرح اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑیگا اور دوسرے لوگ اس سے بچ جائینگے اور اس طرح اس کا مشن اپنی موت آپ ہی مرجائیگا۔ لاحاجۃ بکم الی دفع شرہ الی قتلہ بل یکفیکم ان تمنعوہ عن اظہار ھذہ المقالۃ ثم تترکوا قتلہ فان کان کاذبا فحینئذ لایعود ضررہ الا الیہ وان کان صادقا انتفعتم بہ (کبیر ج ۷، ص ۳۱۳) ۳۷ وان یک صادقا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور تم اسکی تکذیب کرتے رہے تو جن انواع عذاب سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے کچھ تو ضرور تمہیں پہنچکر رہیگا جیساکہ سورۂ طٰہٰ ع ۲ میں فرمایا

ر ۱ ارشاد الہی و سوال و جواب مقدر ۱۲

ر ۲ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے رہے گا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو ف ۲ ہانک پکار کا دن اُن پر آیا جس دن غرق ہوتے قلزم میں ایک دوسرے کو پکارنے لگا ڈوبنے میں یہ اس کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا۔ یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔

انا قد اوحی الینا ان العذاب علی من کذب و تولی۔ مومن آل فرعون کا تو ایمان تھا کہ موعود عذاب کی تمام انواع ان پر آئیں گی، لیکن فرعون اور اس کی قوم کے لحاظ سے بعض کہا، تا کہ یہ ان کے لئے تسلیم کرنا آسان ہو مقصد یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو کم از کم موعودہ عذاب سے کچھ تو ضرور آئے گا اور اس میں بھی تمہاری ھلاکت ہے اس لئے اسے قتل کرنے کا خیال ترک کردو اور اسکی پیروی اختیار کرو، تا کہ موعود عذاب سے بچ جاؤ۔ لم یقل کل الذی یعدکم مع انہ وعد من نبی صادق القول، مدارۃ لھم و سلوکا لطریق الانصاف، فجاء بما ھو اقرب الی تسلیمھم لہ و لیس فیہ نفی اصابۃ الکل، فکانہ قال لھم: اقل ما یکون فی صدقہ ان یصیبکم بعض ما یعدکم و ھو العذاب العاجل و فی ذلک ھلاککم (مدارک)

ف۳۸ ان اللہ۔ یہ ادخال الٰہی ہے۔ اور اس سوال کا جواب ہے کہ مومن آل فرعون کی اس تقریر سے فرعون پر کچھ اثر ہوا یا نہ۔ فرمایا فرعون ایسے حدود اللہ کو توڑنے والے سرکشوں اور دجالوں کو اللہ تعالیٰ ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ بھی مومن ہی کا مقولہ ہے اور اس سے اس کا مقصد قوم فرعون کو یہ بتانا ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جیسا کہ تم کہتے ہو جادوگر اور کذاب ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ان دلائل واضحہ کی طرف راہنمائی نہ کرتا اور نہ ان معجزات قاہرہ سے ان کی تائید ہی فرماتا۔ انہ لو کان مسرفا کذابا لما ھداہ اللہ تعالیٰ الی البینات و لما عضدہ بتلک المعجزات (روح ج ۲۴ ص ۶۵)

ف۳۹ یقوم لکم الملک۔ میری قوم! آج تو ملک مصر کی حکومت تمہارے ہاتھ میں ہے اور ارض مصر میں تم بنی اسرائیل پر غالب اور حکمران ہو، لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ اگر موسیٰ (علیہ السلام) سچے ہوں اور پھر ہم ان کو نہ مانیں، بلکہ الٹا اس کے قتل کے درپے ہو جائیں تو اس وجہ سے اگر ہم پر اللہ کا عذاب آ گیا تو اس سے ہمیں کون بچائے گا؟ قال فرعون۔ جب فرعون نے محسوس کیا کہ مومن کی گفتگو نہایت مدلل اور معقول ہے، تو سامعین پر سے اسکا اثر زائل کرنے کے لئے بول اٹھا ما اریکم الا ما اری میں تو تمہیں اب بھی وہی مشورہ دیتا ہوں جو میری اپنی رائے ہے اور جسے میں صحیح سمجھتا ہوں اور جو میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں کہ موسیٰ کو قتل کئے بغیر یہ فتنہ فرو نہیں ہو گا۔ اور میں تمہیں بھلائی اور بہتری کی راہ ہی دکھا رہا ہوں۔ ای ما اشیر علیکم الا الذی اراہ و استصوبہ من قتلہ یعنی لا استصوب الا قتلہ (ابو السعود، بحر، روح و اللفظ لہ)

ف۴۰ و قال الذی امن۔ فرعون کی گفتگو کے بعد اس مومن نے پھر سب کو خطاب کر کے ناصحانہ انداز میں کہنا شروع کیا۔ اے میری قوم! اگر تم اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور ان کی ایذاء کے درپے رہے، تو مجھے ڈر ہے کہ تم پر اسی طرح کا قہر و غضب عذاب کی شکل میں نازل ہو جس طرح گذشتہ امتوں مثلاً قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد کی قوموں کے سرکشوں پر نازل ہوا اور ان کو دیکھتے ہی دیکھتے تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ گذشتہ امتوں کے ان سرکشوں سے اللہ تعالیٰ نے جو سلوک فرمایا وہ ظلم نہیں تھا۔ وہ مستحق ہی اس عذاب کے تھے۔ ظلم کرنا تو درکنار، اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں فرماتا۔ امم سابقہ کے پاس اللہ تعالیٰ نے آیات بینات کیساتھ اپنے پیغمبر بھیجے، انہوں نے ان کی تکذیب کی اور ان سے جدال و قتال پر آمادہ ہو گئے، اس لئے انھیں دنیا ہی میں کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں وما اللہ یرید ظلما للعباد ادخال الٰہی ہے اور اس میں اس شبہے کا ازالہ کیا گیا ہے کہ ان اقوام کو اس کثرت تعداد کے باوجود ہلاک کرنا ظلم نہیں تھا۔؟

ف۴۱ و یقوم انی اخاف۔ پہلے انھیں دنیوی عذاب سے ڈرایا، اب اخروی عذاب سے ڈراتا ہے۔ یوم التناد ایک دوسرے کو پکارنے کا دن، مراد قیامت کا دن ہے۔ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ دوسرا یوم، پہلے یوم سے بدل ہے۔ مومن نے کہا: اے میری قوم! دنیا میں ہلاکت و بربادی اور ذلت و رسوائی کے علاوہ مجھے تمہارے لئے قیامت کے دن کے عذاب کا بھی ڈر ہے، جب تم ایک دوسرے کو مدد کے لئے بلاؤ گے، لیکن کوئی کسی کی نہ سنیگا اور نہ کوئی کسی کی مدد کر سکیگا اس دن تم عذاب کو دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرو گے تا کہ عذاب سے بچ سکو، لیکن بھاگ کر عذاب سے اپنی جان نہیں بچا سکو گے۔ اس دن میں کوئی بھی تمہیں اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکیگا۔ وہاں نہ کوئی تدبیر چل سکے گی، نہ کوئی سفارش ہی کام آئیگا۔ و من یضلل اللہ الخ ضد و عناد کی وجہ سے تکذیب و انکار پر ڈٹ چکے ہو، اس لئے میری مدلل اور ناصحانہ تقریر تم پر اثر انداز ہو کر تمہیں راہ راست پر نہیں لا سکتی، کیونکہ منکرین کے ضد و عناد کی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ انھیں قبول حق کی توفیق سے محروم کر دے تو پھر انھیں کوئی بھی راہ راست پر نہیں لا سکتا۔ یہ الفاظ مومن نے ان کے ایمان اور قبول نصیحت سے مایوس ہو کر کہے۔ و لما یئس المؤمن من قبولھا قال و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد (بحر ج ۷، ص ۴۶۴)

ف۴۲ و لقد جاءکم یوسف۔ اب مومن نے اپنی قوم کو ان کی گذشتہ بداعمالیوں پر کوسنا شروع کیا۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام بھی اسی ملک مصر میں دلائل و معجزات کے ساتھ تمہارے پاس آ چکے ہیں، تو اس وقت بھی تم ان کی رسالت اور اللہ کی وحدانیت کے بارے میں شکوک و شبہات کی بیماری میں مبتلا رہے اور تم نے ان کو نہ مانا۔ یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو تم ان کی نبوت کے تو تم پہلے ہی سے قائل نہ تھے، لیکن ان کی وفات کے بعد تم نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا کہ ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا ختم ہو گیا۔ کذلک الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے؛ اسی وجہ سے یعنی اللہ کی توحید میں شک کرنے کی وجہ سے حد سے گذرنے والوں اور شک میں پڑنے والوں کو ھدایت نہیں دیتا گمراہی میں ڈالے رکھتا ہے۔ قالہ الشیخ قدس سرہ۔

ف۴۳ الذین یجادلون۔ جو محض ضد و عناد کی وجہ سے دلیل و حجت کے بغیر ہی اللہ کی آیتوں میں جدال اور جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ کبر مقتا الخ یہ بات یعنی اللہ کی توحید اور اسکی آیتوں میں جھگڑنا اللہ تعالیٰ اور ایمان والوں کے نزدیک نہایت ہی ممقوت و مبغوض اور قابل مذمت فعل ہے۔ کذلک ای لذلک یعنی مبدأ توحید (آیات الٰہی) میں جدال و نزاع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہر مغرور اور جابر کے دل پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے، چونکہ وہ حق جوئی کے جذبے سے عاری اور ضد پر قائم ہوتے ہیں، اس لئے انہیں ھدایت قبول کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ جب آدمی توحید کے دلائل واضحہ اور آیات بینات دیکھ کر پھر بھی شک میں رہا، تو یہ شک اسکی گمراہی کا سبب بنیگا۔ گمراہی کے بعد اگر

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
کوئی نہیں تمکو اللہ سے بچانے والا اور جسکو غلطی میں ڈالے اللہ تو کوئی نہیں اسکو
مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ
سمجھانے والا ف۱ اور ۴۲ تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے کھلی باتیں لے کر
فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۖ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ
پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لیکر آیا جہانتک کہ جب مر گیا
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اس کے بعد کوئی رسول اسی طرح بھٹکاتا ہے
اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ ۚ ۖ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ
اللہ اسکو جو ہو بے باک شک کرنے والا ف۱ وہ جو کہ ۴۳ جھگڑتے ہیں
اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ
اللہ کی باتوں میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو ان کو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں اور
عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ
ایمانداروں کے یہاں اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر
مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا
غرور والے سرکش کے اور بولا ۴۴ فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل
لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ ۙ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى
شاید میں جا پہنچوں رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں
اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ
موسٰے کے معبود کو اور میری اٹکل میں تو وہ جھوٹا ہے ۴۵ اور اسی طرح بھلے دکھلائے فرعون کو
سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا
اسکے بُرے کام اور روک دیا گیا سیدھی راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو

آیات بینات میں نیک نیتی سے غور و فکر کرنے کے بجائے کجروی اور جدال کرنے لگا، تو شقاوت کی انتہا، کو پہنچ جائے گا اور اس کے دل پر مہر جباریت لگ جائے گی۔ یہاں ان چاروں منزلوں کو اسی ترتیب سے ذکر کیا گیا ہے: (۱) شک، (۲) شک کے بعد ضلال۔ گمراہی (۳) ضلال کے بعد جدال اور (۴) جدال کے بعد طبع۔ یعنی مہر جباریت۔ ۴۴ وقال فرعون۔ فرعون کو اندیشہ ہوا کہ مبادا مومن کے کلام سے قوم متاثر ہو جائے، اس لئے اس نے قوم کو دوسری طرف مشغول کرنے کے لئے اپنے وزیر ھامان کو حکم دیا کہ ایک نہایت ہی بلند مینار تعمیر کرائے تاکہ وہ اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھے تو سہی جس کی عبادت کی وہ دعوت دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھو یہ صرف تمہارے اطمینان کے لئے ہے ویسے مجھے تو اپنی جگہ یقین ہے کہ موسے اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے کہ میرے سوا کوئی اور بھی الٰہ ہے (العیاذ باللہ) یہاں ظن بمعنی یقین ہے۔ (ان الظن بمعنی الیقین ای وانا (تیقن) انہ کاذب وانما اقول ما اقوله لازالة الشبهة عمن لا یتیقن ما تیقنہ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۵)۔

۴۵ وکذلك زین۔ یوں فرعون کے لئے اس کے مشرکانہ اعمال اور اس کی متکبرانہ حرکات اس کی نگاہوں میں مزین کر دی گئیں۔ اور اسے راہ راست پر آنے سے روک دیا گیا۔ یعنی اس کے ضد و عناد کی وجہ سے اسے قبول حق کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ وما کید فرعون الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ فرعون کی ہر چال اور اس کا ہر فریب بیکار اور رائیگاں تھا۔ وہ کسی تدبیر سے بھی اپنے کو سوء عاقبت سے نہ بچا سکا۔ آخر لاؤ لشکر سمیت غرق ہو کر رہا۔

موضح قرآن ف۱ حضرت یوسف کی زندگی میں قائل نہ ہوئے بعد انکی موت کے جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا نبی کوئی نہ ہوگا یا وہ انکار رہا یہ اقرار یہی زیادہ گوئی ہو

ف۴۶ وقال الذی اٰمن۔ مردِ مومن نے کہا: میرے بھائیو! میری بات مان لو، میں تمہیں ٹھیک اور سیدھی راہ بتا رہا ہوں۔ یٰقوم۔ میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو محض چند روزہ نفع کی چیز ہے اور دائمی گھر اور ہمیشہ رہنے کی جگہ تو دارِ آخرت ہے، اس لئے تم دنیا کے چند روزہ اور فانی منافع کی خاطر آخرت کی دائمی خوشحال زندگی کو قربان نہ کرو۔ آخرت کی دائمی زندگی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ اور نیک کام کرو۔ من عمل سیئۃ جو شخص بُرے کام کرے گا۔ اس کو اس کے گناہوں سے زیادہ سزا نہیں ملیگی، لیکن جس مرد یا عورت نے ایمان لا کر نیک کام کئے۔ اللہ کی توحید کو اور تمام بنیادی عقائد کو مانا اور اس کے مطابق اعمالِ صالحہ بجالائے تو وہ جنت میں داخل ہونگے اور وہاں انھیں ہر نعمت محض اللہ کے فضل سے بلا حساب اور ناپ تول کے بغیر ملیگی۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ہمارے اعمال سے کوئی نسبت نہ ہوگی، اعمال کے مقابلے میں نعیم جنت کئی گنا زیادہ ہوں گی۔ ای بغیر تقدیر و موازنۃ بالعمل بل اضعافا مضاعفۃ فضلا من اللہ عز وجل و رحمۃ (ابو السعود ج ۷، ص ۳۲۵) ف۴۷ ویٰقوم مالی۔ میرے بھائیو! یہ کیا ہے کہ میں تو تمہیں نجات کے رستے کی طرف بلاتا ہوں، لیکن تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو میں تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہوں، جو عذابِ جہنم سے نجات پانے کا ذریعہ ہے اور تم مجھے کفر و شرک کی طرف بلاتے ہو جو عذابِ دوزخ کا موجب ہے۔ تدعوننی لاکفر باللہ الخ یہ ماقبل کی تفسیر ہے و اشرک میں واؤ تفسیریہ ہے۔ بہ ای بمعبودیتہ (جلالین) تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں اس کو خدا کا شریک بناؤں جس کے معبود ہونے کی میرے پاس (بلکہ تمہارے پاس بھی) کوئی دلیل نہیں، لیکن میں اس خدائے عزیز و غفار کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں جو سرکشوں سے انتقام لینے پر قادر ہے اور ایمان والوں پر نہایت مہربان ہے اور ان کی لغزشوں سے درگذر فرماتا ہے۔ ف۴۸ لاجرم۔ یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ جن خود ساختہ معبودوں کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو وہ پکارے جانے کے قابل نہ دنیا میں ہیں نہ آخرت میں۔ وہ نہ تو دنیا میں کسی کی فریاد پکار سن سکتے ہیں اور نہ آخرت میں کسی کے کام آسکیں گے اور یقیناً ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے اور حد سے گذرنے والے (مشرکین) قطعاً جہنم کا ایندھن ہونگے اس لئے میں تمہاری بات مان کر کیوں جہنم میں اپنا ٹھکانا بناؤں؟ یعنی لیست لہ (استجابۃ دعوۃ لاحد فی الدنیا ولا فی الاخرۃ (خازن ج ۶ ص ۸۰)۔ المسرفین، قال قتادۃ و ابن سیرین یعنی المشرکین (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۷) ف۴۹ فستذکرون۔ اس مردِ مومن نے آخر میں نہایت دلسوزی سے کہا: آج تو تم میری باتوں کی پرواہ نہیں کر رہے ہو، لیکن جب دنیا میں یا آخرت میں تم پر اللہ کا عذاب آئیگا تو تم اس وقت میری باتوں کو یاد کرو گے اور کہو گے کہ واقعی ہمارا بھائی سچ کہتا تھا، اس نے جو کچھ کہا وہ بالکل ٹھیک اور درست تھا۔ اچھا خدا حافظ! میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔

ع ۹

فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ
تباہ ہونے کے واسطے اور کہا ف۴۶ اسی ایمان دار نے اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو
سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا
نیکی کی راہ پر اے میری قوم یہ جو زندگی ہے دنیا کی سو
مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ
کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر جس نے کی ہے
سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
برائی تو وہی بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے کی ہے بھلائی
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائیں گے بہشت میں
یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ
روزی پائیں گے وہاں بے شمار اور اے قوم ف۴۷ مجھ کو کیا ہوا ہے بلاتا ہوں تم کو
اِلَی النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ
نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۱ تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں
بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ
اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اسکا اس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں اور میں بلاتا ہوں تم کو
اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ
اس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف آپ ہی ظاہر ہے ف۴۸ کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو
لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ
اس کا بلاوا کہیں نہیں دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے
اِلَی اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ
اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں دوزخ کے لوگ ف۴۹ سو آگے یاد کرو گے

النصف

موضح قرآن ف۱ اپنے اوپر دھر کر کہا اُن کو سُنایا۔

مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ
جو میں کہتا ہوں تم کو اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو بے شک اللہ کی نگاہ میں
بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ
ہیں بندے ۵۰ پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے برے داؤ سے جو کرتے تھے اور الٹ پڑا
فِرْعَوْنَ سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا
فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب ۵۱ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں انکو صبح
وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ
اور شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو
اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ
سخت سے سخت عذاب میں ف۱ اور جب ۵۲ آپس میں جھگڑینگے آگ کے اندر پھر کہیں گے
الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ
کمزور غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ
اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ
تم ہم پر سے اٹھا لوگے حصہ آگ کا کہیں گے جو
اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ
غرور کرتے تھے ہم سب ہی پڑے ہوئے ہیں اسمیں بے شک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں
الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ
میں ف۲ اور کہینگے ۵۳ جو لوگ پڑے ہیں آگ میں دوزخ کے داروغوں کو
ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا
مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب وہ بولے ۵۴
اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ
کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لیکر کہیں گے کیوں نہیں

۵۰ فوقٰہ اللہ۔ مرد مومن کو یقین تھا کہ میری اس تقریر کے بعد یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے، اس لئے وہاں سے بھاگ نکلا اور پہاڑوں کا رُخ کیا، فرعون نے اس کے تعاقب میں ایک ہزار آدمی روانہ کیا، لیکن وہ اسے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکے، کچھ تو وہاں پہاڑوں میں درندوں نے پھاڑ کھائے اور کچھ پیاس سے ہلاک ہوئے اور جو واپس آئے انھیں فرعون نے سولی دیدی، اسے شبہ ہوا کہ انہوں نے دیدہ دانستہ اسکو گرفتار نہیں کیا اور اسے چھوڑ کر واپس آگئے ہیں (مدارک، بحر) اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد مومن کو ان کے مکر و فریب سے بچا لیا اور قوم فرعون کے آدمیوں کو جو اس کے تعاقب میں نکلے تھے بُری طرح کے عذاب سے ہلاک کیا۔ یا آل فرعون سے قوم فرعون مع فرعون مراد ہے اور سوء العذاب سے عذاب غرق مراد ہے۔ **۵۱** النار یعرضون۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ اس میں عالم برزخ اور قیامت دونوں کے عذاب کا ذکر ہے۔ قوم فرعون کو ہلاکت اور غرق کے بعد عالم برزخ میں روزانہ صبح شام آگ کا عذاب دیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اور جب قیامت قائم ہوگی، تو حکم ہوگا کہ قوم فرعون کو اب اس پہلے سے بھی زیادہ سخت عذاب میں داخل کردو۔ یہ آیت عذاب قبر (عالم برزخ) کے ثبوت پر نص صریح ہے اور تمام اہل سنت وجماعت عذاب قبر کے اثبات پر متفق ہیں۔ اس آیت میں دو عذابوں کا ذکر ہے ایک النار یعرضون الخ دوم ادخلوا آل فرعون الخ دونوں کے درمیان ویوم تقوم الساعۃ وارد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ النار یعرضون الخ میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے، وہ قیام قیامت سے پہلے ہے۔ اور یہ عالم برزخ کے عذاب کے سوا اور کوئی نہیں۔ وھذہ الآیۃ دلیل علےٰ عذاب القبر (مدارک) والجمهور علی ان هذا العرض فی البرزخ ۔۔۔ هذه الآیۃ تدل علےٰ عذاب القبر فی الدنیا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۱۹-۳۱۸) دل علی ان المراد النار یعرضون علیها غدوا وعشیا قبل القیامۃ (جصاص ج ۳ ص ۴۷۳) هذه الآیۃ تدل علےٰ عذاب القبر (جصاص ج ۳ ص ۴۷۳) ان هذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل یوم القیامۃ وذلک یدل علےٰ اثبات عذاب القبر الخ (کبیر ج ۷ ص ۳۳۰) وهذه الآیۃ اصل کبیر فی استدلال اهل السنۃ علی عذاب البرزخ فی القبور (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۱) اور یہ عالم برزخ کا عذاب اجسام مثالیہ کی وساطت سے ارواح پر وارد ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں آل فرعون کی روحوں کو سیاہ پرندوں کے اجواف میں داخل کرکے انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ارواح آل فرعون فی اجواف طیور سود یعرضون علی النار الخ (معالم - قرطبی - روح) اور یہ صُوَر مثالیہ ان کے اعمال کی اشکال سے پیدا کی جاتی ہیں۔ وهذه الطیر صور تخلق لهم من صور اعمالهم (روح ج ۲۴ ص ۷۳) **۵۲** اذ یتحاجون۔ جب مشرک رہنما اور ان کے متبعین دوزخ میں داخل کردیئے جائینگے تو وہ آپس میں جھگڑینگے اور ہر فریق دوسرے کو الزام دے گا۔ ضعفاء یعنی کمزور اور زیردست لوگ جنہوں نے بڑوں اور راہنماؤں کے کہنے پر کفر و شرک اختیار کیا وہ اپنے ان پیشواؤں سے کہیں گے جنہوں نے از راہ استکبار توحید کو قبول نہیں کیا تھا اور عوام کو بھی توحید سے روکا تھا کہ ہم تمہارے ماتحت اور متبع تھے اور اسی کے نتیجے میں آج دوزخ میں پڑے ہیں تو کیا آج تم ہم سے عذاب میں کچھ تخفیف کرا سکتے ہو۔ قال الذین استکبروا تو وہ بڑے جواب دینگے کہ ہم تو خود اسی عذاب میں پڑے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس میں بیٹھے گا اور مومن کو بہشت۔ ف۲ یعنی اب جگہ نہیں رہی کہ کوئی کسی کے کام آسکے۔

اگر ہم میں کچھ قدرت ہوتی تو خود ہی اس عذاب سے بچ جاتے اور اب تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں فیصلہ فرما چکا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے اس قطعی اور حتمی فیصلہ کے بعد ہو ہی کیا سکتا ہے۔ ۵۳ وقال الذین فی النار۔ اہل جہنم اپنے مشرک سرداروں کی طرف سے مایوس کن جواب سنکر اور مشرک سردار اور پیشوا اپنے تمام حیلوں اور بہانوں کو ناکام پاکر سب جہنم پر متعین فرشتوں سے درخواست کرینگے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں ان کے لئے سفارش کریں کہ ان کی سزا میں صرف ایک ہی دن کی کمی فرمائے۔ (وقال الذین فی النار) من الضعفاء و المستکبرین جمیعا لما ضاقت بھم الحیل وعیت بھم العلل (روح ج ۲۴ ص ۷۵) ۵۴ قالوا اولم تک۔ فرشتے تہدید و توبیخ کے طور پر ان سے کہیں گے کیا تمہارے

ع ۵ ۱۲ ۱۰

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾ اِنَّا

بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف۱ ہم ۵۵

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب

يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ

کھڑے ہوں گے گواہ ف۱ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے برا گھر اور ۵۶ ہم نے دی موسیٰ کو

الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّ

راہ کی سوجھ اور وارث کیا بنی اسرائیل کو کتاب کا سجھانے اور

ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

سمجھانے والی عقلمندوں کو سو تو ٹھہرا رہ ۵۷ بیشک وعدہ اللہ کا

حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ

ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور

الْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

صبح کو ف۲ جو ۵۸ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر

سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

کسی سند کے جو پہنچی ہو انکو اور کوئی بات نہیں انکے دلوں میں غرور ہے کہ کبھی نہ

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٥٦﴾

پہنچیں گے اس تک سو تو پناہ مانگ ۵۹ اللہ کی بےشک وہ سنتا دیکھتا ہے ف۳

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ

البتہ پیدا کرنا ۶۰ آسمانوں کا اور زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے ف۱

پاس انبیاء علیہم السلام معجزات اور واضح دلائل لیکر نہیں آتے تھے؟ قالوا بلیٰ جواب دینگے۔ کیوں نہیں، آتے تو تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کے احکام سنائے۔ ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دی اور منکرین کو خدا کے عذاب سے ڈرایا۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے ان کی نہ سنی۔ قالوا فادعوا۔ اوقات دعا اور اسباب قبولیت کو تو تم نے دنیا میں ضائع کردیا اور تم وہاں متنبہ نہ ہوئے، تم ایسے لوگوں کے حق میں دعا کرنا ہمارے لئے تو ممکن نہیں۔ ہم نہ تمہارے لئے دعا کر سکتے ہیں، نہ تمہاری درخواست قبول کرسکتے ہیں، بلکہ ہم تو تم سے ہیں ہی بیزار۔ اس لئے تم خود ہی اللہ سے دعا مانگو لیکن یہ بھی سن لو کفار و مشرکین کی دعاء رائیگاں جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی۔ (فادعوا) ای انتم لانفسکم فنحن لاندعوا لکم ولا نسمع منکم ولا نود خلاصکم نحن منکم براء ثم نخبرکم انہ سواء دعوتم اولم تدعوا لایستجاب لکم ولا یخفف عنکم (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۳) یا مطلب یہ ہے کہ اب اللہ کو پکارنے کی درخواست کرتے ہو اب بھی اپنے ان خودساختہ معبودوں ہی کو پکارو جن کو دنیا میں مصائب و حاجات میں پکارا کرتے تھے۔ یہ انکی حسرت وندامت میں مزید اضافہ کرنے کے لئے کہا جائیگا۔ ۵۵ انا لننصر رسلنا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی ہے۔ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمان والوں کی دنیا میں مدد کرتے ہیں، دشمنوں کے ہاتھوں ہم انھیں ذلیل ہونے نہیں دیتے اور آخرت میں بھی انھیں بہترین جزا دینگے اور ان کو اعلیٰ درجات پر فائز کریں گے۔ ویوم یقوم الاشهاد یہ علفتها تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے۔ اور اصل میں ہے ونجزیھم جزاء حسنا یوم یقوم الاشهاد۔ قال الشیخ قدس سرہ یوم لاینفع۔ یہ یوم یقوم سے بدل ہے۔ جس دن انبیا علیہم السلام، فرشتے اور دوسرے گواہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونگے۔ وہاں پورا پورا انصاف ہوگا۔ اس دن مشرکین کا کوئی حیلہ و بہانہ کامیاب نہ ہوگا اور وہ اللہ کی رحمت سے دُور کردیئے جائیں گے اور انکا ٹھکانہ نہایت ہی بُرا ہوگا. یعنی جہنم۔ ۵۶ ولقد اتینا موسی۔ یہ دعوے سورت پر دلیل نقلی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ یعنی ہم نے موسیٰ کو تورات میں یہی پیغام ہدایت دیا تھا۔ اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو دستور بنایا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں ارشاد فرمایا وآتینا موسی الکتب وجعلنہ ھدی لبنی اسرائیل

۱؎ دعوی سورت پر دلیل نقلی ۱۲

۲؎ دوسری بار تسلی کا ذکر ۱۲

۳؎ ثبوت قیامت پر دلیل اول ۱۲

موضح قرآن ف۱ دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں ہے ہم تو عذاب پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا رسولوں سے تو تم برخلاف ہی تھے ف۲ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اسکے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار ف۳ غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہیں یہ ہونا نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی فرشتگان گواہی دہند ۱۲ ف۲ یعنی اعادہ ایشان ۱۲۔

ان لا تتخذوا من دونی وکیلا ہ اور پھر بنی اسرائیل کو اس کتاب (تورات) کا وارث بنایا جو اس پیغام ہدایت (توحید) پر مشتمل اور اہل دانش اور ارباب بصیرت کے لئے سراپا پند و نصیحت تھی۔

۵۷ فاصبر۔ یہ دوسری بار تسلی کا ذکر ہے۔ دعوت توحید کے سلسلے میں مشرکین کی طرف سے آپ کو تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں گی۔ آپ صبر و تحمل سے ان کو برداشت کریں، اللہ کا وعدہ برحق ہے وہ ضرور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مشرکین پر غالب فرمائے گا۔ لیکن یہ وعدہ اپنے وقت معین پر پورا ہوگا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم نے اسی پیغام توحید کی خاطر فرعون کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائیں۔ آخر اللہ نے ان کو غالب و منصور فرمایا اور فرعون اور اس کی قوم کو ان کی آنکھوں کے سامنے ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کیا۔ آپ ان مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کا پیغام پہنچاتے رہیں اور صبح شام شرک سے اللہ کی تنزیہ و تقدیس اور اس کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اور سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ سے کوئی ایسی لغزش صادر ہو جائے جو اگرچہ فی نفسہٖ گناہ نہ ہو، لیکن آپ کی شان رفیع کے شایان بھی نہ ہو تو اس کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا مانگیں اور اس کی تلافی کی کوشش فرمائیں (واستغفر لذنبك) اقبل علی امر الدین وتلاف ما ربما یفرط مما یعد بالنسبۃ الیك ذنبا وان لم یکنہ (روح ج ۲۴ ص ۷۷)

۵۸ ان الذین یجادلون۔ یہ مجادلہ اور کٹ حجتی کرنے والوں پر زجر ہے۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں دلیل و حجت کے بغیر جھگڑتے ہیں، وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ اصل میں ان کے دلوں میں کبر و غرور ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر وہ پیغمبر علیہ السلام کو مان لیں تو انہیں متبع اور فرمانبردار بننا پڑیگا اور اس طرح ان کی سرداری اور بڑائی جاتی رہے گی۔ لیکن اگر پیغمبر (علیہ السلام) کو نہ مانیں تو ان کی عظمت و ریاست قائم رہیگی۔ فرمایا ان کا یہ خیال خام ہے پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت و عداوت سے وہ اپنی بڑائی اور عظمت کو قائم نہیں رکھ سکیں گے۔ ہم ان کی اس آرزو کو خاک میں ملا دیں گے اور دنیا میں ان کو ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ ھٰؤلاء قوم رأوا انھم ان اتبعوا النبی صلے اللہ علیہ وسلم قل ارتفاعھم ونقصت احوالھم وانھم یرتفعون اذا لم یکونوا تبعا، فاعلم اللہ عز وجل انھم لا یبلغون الارتفاع الذی املوہ بالتکذیب (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۲۴)

۵۹ فاستعذ باللہ۔ آپ ان معاندین کی شرارتوں اور کج بحثیوں پر برافروختہ نہ ہوں، بلکہ صبر و تحمل سے کام لیں، اگر کسی وقت بتقاضائے بشریت طبیعت میں تیزی آ جائے تو آپ اس سے اللہ کی پناہ مانگیں قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا مطلب یہ ہے کہ ان حُساد اور معاندین کے مکر و فریب سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ وہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ معاندین کے جدال و خصام سے بھی باخبر ہے اور آپ کے حال سے بھی۔ ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ انہ ھو السمیع البصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اسی سے پناہ اس لئے مانگیں کہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا وہی ہے۔

۶۰ لخلق السمٰوٰت۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل انی ہے۔ النار یعرضون علیھا الخ میں تخویف اخروی کا ذکر تھا۔ اور تخویف اخروی تب ہی ہوسکتی ہے کہ قیامت آئے، اس لئے یہاں قیام قیامت پر دلیل ذکر کی گئی۔ یہ مجادلین اور معاندین جنہیں تعداد میں اکثریت حاصل ہے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا کام ہے، تو جس قادر مطلق نے زمین و آسمان کو پیدا کر لیا۔ جیسا کہ تمام مشرکین کا بھی ایمان ہے۔ اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کونسا مشکل کام ہے وما یستوی الاعمیٰ والبصیر۔ یہ ثبوت قیامت پر دلیل لمی ہے۔ اندھا (کافر) جو دلائل قدرت اور آیات توحید کو نہیں دیکھتا اور ان میں غور و فکر نہیں کرتا اور بصیر (مومن) جو آیات قدرت اور دلائل وحدانیت کو دیکھتا اور ان کو مانتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے، بعنوان دیگر مومن صالح اور کافر بدکار باہم یکساں نہیں ہیں۔ اول الذکر اللہ کی طرف سے ثواب جزیل اور اجر عظیم کے مستحق ہیں جبکہ آخر الذکر عقاب شدید اور عذاب الیم کے مستحق ہیں۔ لیکن یہ جزاء و سزا دنیا میں تو ظاہر نہیں ہوتی۔ اس لئے لامحالہ اس دنیا کی زندگی کے بعد کوئی ایسا وقت ہونا چاہئے جس میں مومن و کافر کی جزاء و سزا کماحقہ ظاہر ہو، اسی کا نام دار آخرت ہے۔

۶۱ ان الساعۃ۔ یہ ثبوت قیامت کا دعوےٰ ہے۔ قیامت لامحالہ آنے والی ہے، اس کے آنے میں کوئی شک نہیں لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ یعنی کفار ایسی یقینی اور قطعی چیز کا بھی انکار کرتے ہیں۔

۶۲ وقال ربکم۔ یہ دعوائے سورت کا دوسری بار ذکر ہے، تمہارے پروردگار کا اعلان عام ہے میرے بندو! مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف مجھے ہی پکارو، اگر میں چاہوں گا تو تمہاری دعا کو قبول کر لوں گا۔ استجب لکم ان شئت۔ جیسا کہ دوسری جگہ ہے عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید (بنی اسرائیل ع ۲) نیز فرمایا ویکشف ما تدعون الیہ ان شاء (انعام ع ۴) یا مطلب یہ ہوگا کہ تم مجھے پکارو، تمہاری دعائیں قبول کرنے کی طاقت مجھ ہی میں ہے میرے سوا کوئی دعا اور پکار کو نہ سُن سکتا ہے، نہ قبول کر سکتا ہے۔ ان الذین یستکبرون جو لوگ صرف مجھے

ہی پکارنے سے استکبار کرتے ہیں، صرف مجھے ہی پکارنے پر اکتفا نہیں کرتے اور میرے سوا اوروں کو بھی پکارتے ہیں وہ لامحالہ ذلیل و رسوا ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔ عبادت کے معنی یہاں دعا اور پکار کے ہیں کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ عن عبادتی عن دعائی والدعاء مخ العبادۃ (جامع البیان ص ۴۰۷) ای عن دعائی وتوحیدی (ابن کثیر ج ۴ ص ۸۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الدعاء ھو العبادۃ اس کے بعد آپ نے بطور استدلال یہی آیت تلاوت فرمائی وقال ربکم ادعونی (الآیۃ) اس حدیث کی ائمہ حدیث و تفسیر ابن جریر، ابو داؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم نے تخریج کی ہے

لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۱ اور برابر نہیں اندھا
وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا
اور آنکھوں والا اور نہ ایماندار جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ
الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ
بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ف۲ ۶۱ تحقیق قیامت آنی ہے
لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ
اس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے اور کہتا ہے
رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ
۶۲ تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو بے شک جو لوگ تکبر کرتے ہیں
عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ
میری بندگی سے اب داخل ہوں گے دوزخ میں ذلیل ہوکر ف۳ اللہ ہے
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ
جس نے ۶۳ بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
اللہ تو فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت
النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ
لوگ حق نہیں مانتے وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر
كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ
چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے پھر کہاں سے پھرے جاتے ہو اسی طرح
يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ
پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ۶۴ ہے

ع ۶

۶۱ ثبوت قیامت پر دلیل نقلی ۱۲۔
۶۲ دعویٰ ثبوت قیامت ۱۲۔
۶۳ ذکر دعویٰ بار دوم ۱۲۔
۶۳ توحید پر پہلی دلیل عقلی ۱۲۔
۶۳ ثمرہ دلیل اول ۱۲۔
۶۴ دوسری عقلی دلیل ۱۲۔

(ابن کثیر) اسی طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادۃ (خازن ج ۶ ص ۱۰۱ بحوالہ ترمذی) دعاء عبادت کا مغز ہے اور اسکا اعلیٰ ترین فرد ہے ۶۳ اللہ الذی جعل۔ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے رات کو تمہارے آرام کے لئے تاریک اور دن کو تمہارے کام کاج کے لئے روشن بنایا۔ بیشک اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان اور متفضل ہے، لیکن اکثر لوگ اس کے انعامات کا شکر ادا نہیں کرتے۔ ذلکم اللہ ربکم الخ یہ دلیل کا نتیجہ و ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے، نظام شمسی (نظام کائنات) جس کے ہاتھ میں ہے وہی تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق، لہذا اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، بس صرف اسی کی عبادت کرو اور مصائب و حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ایسے روشن دلائل کے باوجود تم کدھر الٹے جا رہے ہو، تمہاری عقل و فکر کو کیا ہوگیا ہے۔ اللہ کے سوا ایسوں کو معبود اور کارساز ٹھہرا رکھا ہے جو بالکل عاجز ہیں۔ فکیف ومن ای جھۃ تصرفون من عبادتہ سبحانہ الی عبادۃ غیرہ عزوجل۔ (روح ج ۲۴ ص ۸۰) کذلک یؤفک الخ جو لوگ محض ضد و عناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کریں اور انصاف سے ان میں غور و فکر نہ کریں انکی عقل اسی طرح ماری جاتی ہے اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ای کل من جحد بایات اللہ ولم یتأملھا ولم یطلب الحق افک کما افکوا (مدارک ج ۴ ص ۶۴) ۶۴ اللہ الذی۔ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے لئے زمین کو جائے قرار اور آسمان کو چھت بنا دیا اور تمہیں نہایت ہی حسین و جمیل شکل و صورت میں پیدا فرمایا اور پھر نہایت عمدہ اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں روزی عطا فرمائی۔ ذلکم اللہ ربکم یہ دلیل ثانی کا ثمرہ ہے۔ یہ اللہ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا رب اور کارساز ہے۔ کیسا عالیشان ہے وہ اللہ برکات دہندہ، جگ داتا، سارے جہانوں کا پروردگار۔ ھو الحی الخ اس کے علاوہ وہ زندۂ جاوید ہے اس پر کبھی موت نہیں آئیگی، اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ فادعوہ مخلصین لہ الدین الخ یہ تیسری بار دعوائے سورت کا ذکر ہے۔ فاء فصیحہ ہے۔ جب وہ زندۂ جاوید ہے اور اس کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں تو پھر مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارو اور

موضح قرآن ف۱ یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہیں ف۲ یعنی ایک دن چاہیئے کہ اُن کا فرق کھلے۔ ف۳ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے۔ اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہنچتا ہے سو برحق بات ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی کے موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے۔

اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو الحمد للہ رب العالمین ہ یہ ماقبل کی دلیل ہے صرف اسی کو پکارو، اس لئے کہ تمام صفات کارسازی اسی کے ساتھ مختص ہیں اور وہ سالے جہانوں کا پروردگار اور مربّی ہے۔ یہانتک سورت کا پہلا حصّہ ختم ہوا۔

دوسرا حصّہ

ف۶۵ قل انی نھیت۔ یہاں سے سورت کا دوسرا حصّہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصّے میں پہلے حصّے کے مضامین کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس آیت میں دلیل وحی کا اعادہ ہے۔ میرے پروردگار نے مجھ پر وحی کے ذریعے سے آیات بینات اور دلائل و براہین نازل فرما کر مجھے روک دیا ہے کہ میں ان معبودانِ باطلہ کی عبادت کروں اور ان کو پکاروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار بندہ رہوں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکاروں **ف۶۶** وھو الذی خلقکم۔ یہ دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ہی ہے جس نے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر نطفے سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع کیا، نطفے کو رحم مادر میں محض اپنی قدرت سے گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں تبدیل کر دیا، پھر اس سے کامل الخلقت بچّہ پیدا کیا، پھر تمہیں زندگی عطا کی یہانتک کہ تم جوانی کو پہنچے پھر مزید زندگی عطا فرمائی یہانتک کہ تم بڑھاپے کو پہنچ گئے۔ لتبلغوا اور لتکونوا دونوں سے پہلے یبقیکم مقدر ہے (مدارک) تم میں سے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی موت کا جام پی لیتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے تاکہ تم اپنے معین وقت (اجل موت) تک پہنچ جاؤ اور اس کے کمال قدرت میں غور و فکر کر کے اس کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کو سمجھ جاؤ۔ ھو الذی یحی ویمیت جیسے زندگی اس کے ہاتھ میں ہے اسی طرح موت بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، بلکہ سارا نظام کائنات ہی اس کے زیر تصرف ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں، وہ جس کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے، اس کے سرانجام ہونے کے لئے اس کا ارادہ ہی کافی ہوتا ہے۔ ادھر ارادہ فرمایا، اُدھر کام مکمل ہو گیا۔ بس یہی قادر مطلق اور متصرف علے الاطلاق تم سب کا معبود اور کارساز ہے، اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔

ل ثمرہ دلیل دوم ۱۲

مل ذکر دعوی بار سوم ۱۲

مل اعادہ دلیل وحی ۱۲

مل اعادہ دلیل عقلی ۱۲

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ

جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو عمارت اور

صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ

صورت بنائی تمہاری تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تمکو ستھری چیزوں سے

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ ۚۖ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۴﴾ ھُوَ الْحَیُّ

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سالے جہان کا ف۱ وہ وہی ہے زندہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ؕ

والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے سو اسکو پکارو خالص کر کر اس کی بندگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ

سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا تو کہہ ف۶۵ مجھ کو منع کر دیا کہ

اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ

پوجوں ان کو جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں میرے پاس

الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۶﴾ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

کا وہی ہے ف۶۶ جس نے بنایا تم کو خاک سے پھر

مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ یُخْرِجُکُمْ طِفْلًا

پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے پھر تم کو نکالتا ہے بچہ

ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ

پھر جب تک کہ پہنچو اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور

مِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّی

کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو لکھے وعدے کو

موضح قرآن

ف۱ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے۔

۶۷ الم تر الی الذین - یہ مجادلین پر زجر کا اعادہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاندین کے قابل تعجب رویے کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے۔ ان ضدی لوگوں کا حال بھی عجیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیاتِ بیّنات میں خواہ مخواہ کٹ حجتی اور جدال کرتے ہیں، حالانکہ یہ آیات ایسی واضح اور روشن ہیں کہ ان میں غور و فکر ان کو دولتِ ایمان و ایقان تک پہنچانے اور بے معنی جدال و نزاع سے انھیں روک دے، لیکن اس کے باوجود کس طرح وہ ہدایت سے پھیرے جا رہے ہیں ۶۸ الذین کذبوا بالکتٰب۔ یہاں سے لیکر فبئس مثوی المتکبرین تک تخویف اخروی کا اعادہ ہے۔ الذین کذبوا - الذین یجادلون سے بدل ہے۔ یا اسکی صفت

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا

اور تاکہ تم سوچو ف۱ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب

قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

ع ۱۲

حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے تو نے نہ

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

دیکھا ان کو ۶۷ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا

وہ لوگ کہ جنہوں نے ۶۸ جھٹلایا اس کتاب کو اور اسکو کہ بھیجا ہمنے اپنے رسولوں کیساتھ

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَ

سو آخر جان لیں گے جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور

السَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ

زنجیریں بھی گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں پھر آگ میں ان کو

يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾

جھونک دیں پھر ۶۹ انکو کہیں کہاں گئے جن کو تم شریک بتلایا کرتے تھے

مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو

اللہ کے سوائے بولیں وہ ہم سے چوک گئے کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے

مِن قَبْلُ شَيْئًا كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

پہلے کسی چیز کو اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف۲

ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

یہ بدلہ ۷۰ اسکا جو تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق

وَبِمَا كُنتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

اور اسکا جو تم اکڑتے تھے داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے

ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اور خاص طور سے اس مسئلہ توحید کا انکار کیا جس کی تبلیغ کے لئے ہم نے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ٥ (الانبیاء ع ۲) ان لوگوں کو تکذیب و انکار اور جدال و خصام کے انجام بد کا اس وقت خوب پتہ چلیگا جب قیامت کے دن ان کی گردنوں میں طوق اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں ہوں گی اور انھیں بھڑکتی آگ میں جھونک دیا جائیگا الاغلال، غل کی جمع ہے یعنی گلے کا طوق اور السلاسل، سلسلۃ، کی جمع ہے یعنی بیڑی جو قیدیوں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے اس لئے یہاں والسلاسل کی خبر محذوف ہے اور یہ علفتہا تبنا و ماء باردا کے قبیل سے ہے اصل میں تھا اذ الاغلال فی اعناقھم والسلاسل فی ارجلھم (جلالین) کیونکہ بیڑیاں پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں ۶۹ ثم قیل لھم تحسیر و توبیخ کے طور پر فرشتے ان سے کہیں گے کہ آج کہاں ہیں تمہارے کارساز اور شفعاء (سفارشی) جن کو تم اللہ کی الوہیت میں شریک کیا کرتے تھے؟ آج ان کو بلاؤ نا تاکہ تمہیں جہنم کے عذاب سے بچائیں۔ قالوا ضلوا عنا فوری طور پر جواب دینگے کہ جی آج تو وہ کہیں نظر نہیں آتے، ہم بلائیں کس کو؟ اس کے فوراً بعد وہ سنبھلیں گے اور خیال کرینگے کہ ہم نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا، جرم کا سرے سے انکار کرو شاید اس طرح بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے چنانچہ اس کے فوراً بعد کہیں گے۔ نہیں! نہیں!! ہم بھول گئے، بلکہ ہم تو دنیا میں اللہ کے سوا کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ان کے جدال و عناد کی وجہ سے یوں بھٹکائیگا اور حیران و سرگرداں کردیگا کہ وہ دروغ گوئی پر اتر آئینگے حالانکہ انھیں یقین ہوگا کہ یہاں جھوٹ اور غلط بیانی سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہ تعالیٰ یحیرھم فی امرھم حتی یفزعون الی الکذب مع علمھم بانہ لا ینفعھم (روح ج ۲۴ ص ۸۶) یا مطلب یہ ہے کہ آج ہم پکاریں کس کو؟ آج ہم پر یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ دنیا میں ہم کسی معتد بہ چیز کو پکارتے ہی نہ تھے، ہم جنہیں کارساز سمجھ کر پکارتے رہے وہ نہ نافع تھے نہ ضار ہماری وہ ساری محنت ضائع ہوئی۔ ای بل تبین لنا الیوم انا لم نکن نعبد فی الدنیا شیئا یعتد بہ (روح) لم نکن ندعوا من قبل شیئا ینفعنا او یدفع عنا المکروہ (مظہری ج ۸ ص ۲۷۶) ۷۰ ذلکم بما کنتم

موضح قرآن ف۱ یعنے اتنے احوال تم پر گذرے شاید ایک حال اور بھی گذرے وہ مر کر جینا ف۲ اوّل منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑا اب گھبرا کر منہ سے نکل جاویگا پھر سنبھل کر انکار کرینگے تو وہ انکار ان کا اللہ نے بچلا دیا اس حکمت سے۔

یہ دردناک عذاب تمہیں اس لئے دیا جائے گا کہ دنیا میں غیرالحق (باطل یعنی شرک اور معاصی) پر خوش وخرم رہتے تھے۔ بغیر الحق وھو الشرك وعبادۃ الاوثان (مدارک ج ۴ ص ۵۶) وھو الشرك والمعاصی (روح ج ۲۴ ص ۸۷) اور مشرک پیشواؤں کے پیدا کردہ شبہات میں پھنس کر باطل پر مسرور ومطمئن ہو کر اکڑتے اور اتراتے تھے اور اہل حق کو حقیر جانتے تھے ادخلوا ابواب جھنم۔ لہٰذا اب جہنم کے سوا تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اب جہنم کے ساتوں دروازوں سے جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔ یہ جہنم متکبرین کا کیسا ہی بدترین ٹھکانا ہے **۷۱** فاصبر ان وعد اللہ حق۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی کا اعادہ ہے۔ آپ مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں آخرکار غلبہ آپ ہی کو

نصیب ہوگا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے جو برحق ہے اور اپنے وقت پر ضرور پورا ہوگا۔ فاما نرینك الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہمارا وعدہ ہے کہ آپ غالب ومنصور ہوں گے اور آپ کے دشمن مغلوب ومقہور۔ اب ہم آپ کی زندگی ہی میں آپ کے دشمنوں کو بعض موعودہ سزا دیدیں گے اور آپ بچشم خود دنیا ہی میں ملاحظہ فرمالیں گے جیسا کہ جنگ بدر وغیرہ میں قتل اور قید وبند۔ اور اگر ہم اُن کو سزا دینے سے پہلے ہی آپ کو وفات دے دیں تو آخرت میں ان کو سزا دینگے کیونکہ وہ ہمارے پاس واپس آئینگے اور میدان حشر میں ہمارے سامنے حاضر کئے جائینگے **۷۲** ولقد ارسلنا۔ یہ دلیل نقلی کا اعادہ ہے۔ یہ دلیل نقلی اجمالی ہے تمام انبیاء علیہم السلام سے۔ تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کو اسی دعوے کیساتھ بھیجا گیا۔ ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن ہرحال دعوت سب کی ایک ہی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں۔ لہٰذا حاجات و مصائب میں صرف اُسی کو پکارو۔ وماکان لرسول الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ مشرکین از راہِ عناد کہتے ہم تب مانیں گے اگر پیغمبر علیہ السلام ہمیں مطلوبہ معجزہ دکھائے فرمایا معجزہ دکھانا پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ جب کوئی اس سے مطالبہ کرے فوراً دکھا دے، بلکہ معجزہ اللہ کے اختیار میں ہے، جب اللہ تعالیٰ چاہے بتقاضائے حکمت بالغہ، پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرما دے۔ فالمعجزات علی تشعب فنونہا عطایا من اللہ تعالیٰ قسمہا بینہم حسبما اقتضتہ مشیئتہ المبنیۃ علی الحکم البالغۃ کسائر القسم لیس لھم اختیار فی ایثار بعضہا والاستبداد باتیان المقترح بہا (روح ج ۲۴ ص ۸۹)۔ فاذا جاء امر اللہ الخ جب اللہ کے عذاب کا معین وقت آپہنچتا ہے تو حق بات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یعنی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین کو غالب کیا جاتا ہے اس وقت باطل پرست خسارے

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ
سدا رہنے کو اس میں سو کیا بُرا ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھہرا رہ
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ
بیشک **۷۱** وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو
نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ
ہم ان سے کرتے ہیں یا قبض کرلیں تجھ کو ہر حالت میں ہماری ہی طرف پھر آئینگے اور **۷۲** ہم
اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ
نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعضے اُن میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو انکا احوال
وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ
اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا
اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ
کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے پھر جب آیا حکم اللہ کا
ع ۸ ۱۳
قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ
فیصلہ ہوگیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اس جگہ جھوٹے اللہ ہے **۷۳**
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ
جس نے بنا دیئے تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور
مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا
بعضوں کو کھاتے ہو اور ان میں تمکو بہت فائدے ہیں اور تاکہ پہنچو
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى
ان پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو اور اُن پر اور
الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ
کشتیوں پر لدے پھرتے ہو اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کونسی نشانیوں کو

میں رہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو رسواکن اور ذلت آمیز عذاب کے ساتھ تباہ وبرباد کر دیا جاتا ہے **۷۳** اللہ الذی جعل یہ بھی دلیل عقلی کا اعادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں انعامات واحسانات دیکھو۔ اسی نے تمہارے لئے کئی قسم کے چوپائے پیدا فرمائے ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جن پر تم سواری کرتے ہو، مثلاً اونٹ اور گھوڑے اور کچھ ایسے ہیں جن کا گوشت کھاتے ہو مراد حلال مویشی ہیں اس کے علاوہ ان سے تم اور کئی قسم کے فوائد ومنافع حاصل کرتے ہو۔ دودھ، اون اور چمڑے وغیرہ سے اور اپنی نہایت اہم ضرورتیں پوری کرتے ہو مثلاً اپنا ساز وسامان اور مال تجارت وغیرہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ان پر لاد کر لے جاتے ہو۔ یہ سواریاں تو خشکی کے سفر میں کام آتی ہیں اور دریاؤں اور سمندروں کا سفر طے کرنے کے لئے کشتیوں اور بحری جہازوں پر سواری کرتے ہو۔ ویریکم اٰیتہ الخ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی وحدانیت اور کمال قدرت کی کس قدر نشانیاں دکھاتا ہے۔ بتاؤ کس کس نشانی کا انکار کروگے اور اس کی وحدانیت کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکاروگے؟ ای اٰیتہ الدالۃ علی وحدانیتہ و

اللّٰہِ تُنۡکِرُوۡنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا
اپنے رب کی نہ مانوگے کیا ۷۴ پھرے نہیں وہ ملک میں کر دیکھ لیتے

کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا
کیسا انجام ہوا ان سے پہلوں کا وہ تھے

اَکۡثَرَ مِنۡہُمۡ وَ اَشَدَّ قُوَّۃً وَّ اٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَمَاۤ
ان سے زیادہ اور زور میں سخت اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین پر پھر

اَغۡنٰی عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتۡہُمۡ
کام نہ آیا ان کے جو وہ کماتے تھے پھر جب ۷۵ پہنچے انکے پاس

رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ
رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے اس پر جو ان کے پاس تھی خبر

وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا
اور الٹ پڑی اُن پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے پھر جب ۷۶

رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَحۡدَہٗ وَ کَفَرۡنَا
انھوں نے دیکھ لیا ہماری آفت کو بولے ہم یقین لاتے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں

بِمَا کُنَّا بِہٖ مُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمۡ یَکُ یَنۡفَعُہُمۡ
وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے پھر نہ ہوا کہ کام آئے اُن کو

اِیۡمَانُہُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ
یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

قَدۡ خَلَتۡ فِیۡ عِبَادِہٖ ۚ وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ
چلی آئی ہے اس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اس جگہ

الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾
منکر

ع ۹ ۱۴

مرا اعادہ تخویف دنیوی ۱۲

قدیر (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۳۵) ۷۴ افلم یسیروا فی الارض۔ یہ تخویف دنیوی کا اعادہ ہے۔ کیا ان مشرکین مکہ نے زمین میں چل پھر کران سرکش قوموں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے پہلے گذر چکی ہیں جو تعداد میں ان سے زیادہ، قوت میں ان سے بڑھ کر اور کارناموں میں اُن سے بہت آگے تھیں۔ جب انھوں نے عناد و سرکشی سے کام لیا اور پیغام توحید کو ٹھکرا دیا، تو ہم نے ان کو دنیا ہی میں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ اس وقت نہ مال و دولت ان کے کام آئی اور نہ ان کے معبودانِ باطلہ ہی نے اُن کو ہماری گرفت سے بچایا جن کو وہ دنیا میں کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ ہود ع ۹ میں فرمایا:۔ فما اغنت عنھم الھتھم التی یدعون من دون اللہ من شئ لما جآء امر ربك۔ نیز فرمایا فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ (احقاف ع ۴) ۷۵ فلما جآءتھم رسلھم جب انبیاء علیہم السلام کھلے معجزات اور روشن دلائل لے کر ان کے پاس آتے تو ان کی پیروی کرنے کے بجائے وہ اپنے علم و عقیدے پر ہی خوش اور مطمئن رہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں درست ہے اور جن معبودانِ غیر اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کی پکار سنتے اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ انھوں نے چونکہ اپنے باپ دادا کو اسی روش پر پایا ہے، اس لئے وہ ان کی روش پر ہی چلیں گے۔ کما قال تعالیٰ۔ انا وجدنا اٰبآءنا علیٰ امۃ فانا علیٰ اٰثارھم مقتدون (زخرف ع ۲) المراد بالعلم عقائدھم الزائغۃ و شبھھم الداحضۃ (روح ج ۲۴ ص ۹۱) یہ مشرکین اپنے عقائد باطلہ پر نازاں تھے اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی تعلیمات حقہ سے استہزاء و تمسخر کرتے تھے۔ آخر اس استہزاء و تمسخر کا مزہ ان کو دنیا ہی میں چکھایا گیا۔ ۷۶ فلما راوا باسنا۔ جب ہمارے پیغمبروں نے دلائل و براہین کے ساتھ ان کو مسئلہ توحید سمجھایا۔ یا اس وقت تو نہ سمجھے، بلکہ ضد میں آ کر انکار کر دیا، لیکن جب ہمارا عذاب آ پہنچا، تو خود بخود ہی مان لیا اور صاف صاف کہنے لگے:۔ ہم خدائے واحد کی وحدانیت پر ایمان لائے اور جن معبودوں کو خدا کے شریک ٹھہراتے تھے ان سب سے منکر اور بیزار ہوئے۔ فلم یک ینفعھم الخ لیکن ہمارا عذاب دیکھ کر اضطراراً جو ایمان لائے اس سے انھیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے، کیونکہ اضطراری ایمان معتبر اور قابل قبول نہیں۔ ایمان وہی معتبر ہے جو اختیاری ہو۔ سنۃ اللہ الخ یہ فعل مقدر کا مفعول مطلق ہے ای سن اللہ سنۃ یعنی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں سنت جاریہ یہی ہے کہ منکرین پر اللہ کا عذاب نازل ہو اور نزول عذاب کے وقت کا ایمان قبول نہ ہو۔ جب اللہ کا عذاب آ جاتا ہے، اس وقت کفار بڑے خسارے میں رہتے ہیں کیونکہ دنیا بھی گئی اور آخرت بھی

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم — نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ای سن اللہ ذلك سنۃ ماضیۃ فی العباد ان الایمان عند نزول العذاب لا ینفع و ان العذاب نازل علیٰ مکذبی الرسل۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قال الزجاج الکافر خاسر فی کل وقت ولکن یتبین لھم خسرانھم اذا راوا العذاب (مظہری ج ۸ ص ۲۷۹) و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورۂ مومن

سورۂ مومن میں یہ مسئلہ مذکور ہوا کہ حاجات و مصائب میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالےٰ ہی کو پکارو اور غیر خدا کو مت پکارو۔ حاجات میں صرف اللہ ہی کو پکارنا عبادت ہے اور غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور اس شرک کا مبدأ و منشا یہ ہے کہ پکارنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ جس غیرِ خدا (پیر و مرشد، ولی، نبی، فرشتہ، جن وغیرہ) کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار اور نداء کو سن رہا ہے اور اس کے حال زار سے بخوبی واقف ہے۔

مشرکین کے اس مشرکانہ اعتقاد و عمل کی قرآن نے جڑ کاٹ دی۔ جیساکہ سورۂ فاطر سے لیکر آخر حوامیم تک میں مذکور ہوا۔ شرک کی یہ بیماری شیعوں کی وساطت سے مسلمانوں میں بھی پھیل گئی۔ اسلام میں سب سے پہلا فرقہ شیعوں کا ہے جس نے اس مشرکانہ اعتقاد کی تجدید کی کہ امام غیب جانتے ہیں، اور کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، کوئی نعمت ان کی وساطت کے بغیر نہیں مل سکتی اور کوئی دعاء اور کوئی عمل ان کی معرفت کے بغیر قبول نہیں ہوسکتا۔ اہل سنّت کے بے خبر اور جہلاء میں یہ شرک شیعوں کی طرف سے آیا ہے۔ ذیل میں شیعوں کی چند مستند روایات درج کی جاتی ہیں جس سے یہ حقیقت واضح ہوجائے گی۔

۱۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آیت وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا میں الاسماء الحسنیٰ سے مراد ہم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہماری معرفت کے بغیر بندوں کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ عن ابی عبد اللہ "وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا، قال نحن ولِلّٰہِ اسماء الحسنیٰ لا یقبل اللہ من العباد عملا الا بمعرفتنا (اصول کافی ص ۸۳ طبع قدیم) امام جعفر صادق رضؓ پر یہ سراسر افترا ہے یہ ان کا فرمان نہیں ہے۔

۲۔ اماموں کو علم غیب پر دسترس حاصل ہے جب وہ کسی چیز کو جاننا چاہیں معلوم کرلیتے ہیں۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الامام اذا شاء ان یعلم علم (اصول کافی ج ا ص ۲۵۸ طبع طہران)۔

۳۔ اماموں کو اپنی موت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور مرنا نہ مرنا ان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون متے یموتون وانہم لا یموتون الا باختیار منہم (ایضا)

۴۔ امام کل غیب جانتے ہیں، کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں، زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتے ہیں اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے وہ بھی ان کے علم میں ہے۔ (ا) ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانہ لا یخفی علیہم الشئی صلوات اللہ علیہم (اصول کافی ج ا ص ۲۶۰) (ب) قال ابوعبد اللہ انی لاعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض واعلم ما فی الجنۃ واعلم ما فی النار واعلم ما کان وما یکون (ایضا ج ا ص ۲۶۱) استغفر اللہ! معاذ اللہ! یہ تو خدا کی شان ہے۔

۵۔ امام کا علم پیغمبروں سے بھی زیادہ ہے اور اماموں کے پاس ایسے علوم موجود ہیں جو پیغمبروں کے پاس بھی نہیں ہیں اور امام جو کچھ ہورہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوتا رہے گا سب کچھ جانتے ہیں۔ قال ابوعبد اللہ لو کنت بین موسی والخضر لاخبرتہما انی اعلم منہما ولا نبئتہما بما لیس فی ایدیہما لان موسیٰ والخضر علیہما السلام اعطیا علم ما کان ولم یعطیا علم ما یکون وما ہو کائن حتی تقوم الساعۃ۔ وقد ورثناہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وراثۃ (اصول کافی ج ا ص ۲۶۱)

۶۔ امام ہر آدمی کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اور کسی کی کوئی بات ان سے مخفی نہیں۔ قال ابوجعفر علیہ السلام لو کان لالسنتکم اوکیۃ لحدثت کل امرئ بما لہ وعلیہ (اصول کافی ج ا ص ۲۶۴)

۷۔ اماموں کے پاس اولین و آخرین، تمام انبیاء و مرسلین اور تمام علماء و اوصیاء کے جملہ علوم موجود ہوتے ہیں اور وہ گذشتہ اور آئندہ ہر بات کو جانتے ہیں (ا) وعندنا الجفر وما یدریہم ما الجفر؟ ..... وعاء من ادم فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا من بنی اسرائیل ..... وان عندنا لمصحف فاطمۃ علیہا السلام وما یدریہم ما مصحف فاطمۃ علیہا السلام ..... مصحف فاطمۃ فیہ مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات، واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد ..... ثم قال ان عندنا علم ما کان وعلم ما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ (اصول کافی ج ا ص ۲۴۰) (ب) قال ابوعبد اللہ واللہ انی لاعلم کتاب اللہ من اولہ الی اخرہ کانہ فی کفی۔ فیہ خبر السماء والارض وخبر ما کان وخبر ما ھو کائن (اصول کافی ج ا ص ۲۲۹)۔

ان حوالوں سے واضح ہوگیا کہ اسلام میں اس مشرکانہ عقیدے کے موجد شیعہ ہیں حالانکہ قرآن مجید اس کا رد کررہا ہے اور قرآنی تصریحات کے مطابق اہل سنت کا مسلک یہی ہے کہ علم غیب خاصۂ خدا ہے اور غیر اللہ کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک اور کفر ہے چنانچہ فقہاء اسلام نے صراحت کی ہے اعلم ان الانبیاء والاولیاء لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیانا وقد ذکر الحنفیۃ تصریحا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب ( )

شیعہ جس طرح زندہ پیغمبر اور اماموں کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اسی طرح ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور آئمہ کرام وفات کے بعد بھی لوگوں کے

اعمال سے باخبر ہوتے ہیں اور روزانہ دوبار تمام بندوں کے اعمال ان کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔
(د) قال ابو عبد اللہ تعرض الاعمال علی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعمال العباد کل صباح ابرارھا و فجارھا فاحذروھا (اصول کافی ج ۱ ص ۲۱۹)
(ب) قال الرضا ان اعمالکم لتعرض علیّ فی کل یوم و لیلۃ (ایضا) اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کے اعمال زندہ اماموں کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ یہ عرض اعمال کا عقیدہ بھی شیعوں کا خود ساختہ ہے۔
شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روضۂ اقدس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ازواج مطہرات بھی تشریف لاتی ہیں اس لئے روضۂ انور میں کسی کو جھانکنا جائز نہیں۔ قال ابو عبد اللہ ما احب لاحد منھم ان یعلو فوقہ ولا آمنہ ان یری شیئا یذھب منہ بصرہ او یراہ قائما یصلی او یراہ مع بعض ازواجہ (اصول کافی ج ۱ ص ۴۵۲) اہل بدعت نے یہ عقیدہ بھی شیعوں ہی سے لیا ہے۔ چنانچہ امام اہل بدعت نے لکھا ہے۔
" انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں" (ملفوظات حصہ سوم ص ۲۶)۔

ایک شبہہ اور اسکا جواب باقی رہا یہ شبہہ کہ حدیث میں وارد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عرضت علی اجور امتی حتے القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد و عرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ اوتیھا رجل ثم نسیھا (ابوداؤد، باب کنس المساجد ص ۶۶) اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر امت کے اعمال پیش ہوتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے تفصیلی عرض اعمال مراد نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ میری امت کے نیک اور بد اعمال کی فہرست پیش کی گئی کہ یہ اعمال موجب ثواب ہیں اور یہ باعثِ عقاب۔ اور عرضت بصیغۂ ماضی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ ایکبار ہوا روزانہ عرض اعمال سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز اس حدیث کی سند میں مُطّلب بن عبد اللہ بن حنطب ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ مُطّلب کی روایت کسی صحابی سے ثابت نہیں یہ روایت منقطع ہے اور حضرت انس رض سے اسکا سماع ثابت نہیں جیسا کہ امام الجرح والتعدیل ابوحاتم رازی فرماتے ہیں لم یسمع من جابر ولا زید بن ثابت ولا من عمران بن حصین ولم یدرک احدا من الصحابۃ لا سھل بن سعد ومن فی طبقتہ (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۷۹)
مسئلہ عرض اعمال کی مزید تحقیق سورۂ توبہ زیر آیت فسیری اللہ عملکم ورسولہ (الآیۃ) گذر چکی ہے۔ فلیراجع۔

سورۂ مؤمن میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱:- فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین (ع ۲) نفی شرک اعتقادی
۲:- واللہ یقضی بالحق ــ تا ــ ان اللہ ھو السمیع البصیر ۵ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف
۳:- وقال ربکم ادعونی ــ تا ــ سیدخلون جھنم دٰخرین ۵ (ع ۶) نفی شرک اعتقادی
۴:- ذٰلکم اللہ ربکم ــ تا ــ فانی تؤفکون ۵ (ع ۷) نفی شرک ہر قسم
۵:- ذٰلکم اللہ ربکم فتبٰرک اللہ رب العٰلمین ۵ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
۶:- ھو الحی لا الٰہ الا ھو ــ تا ــ الحمد للہ رب العٰلمین ۵ نفی شرک اعتقادی
۷:- قل انی نھیت ان اعبد ــ تا ــ وامرت ان اسلم لرب العٰلمین ۵ نفی شرک اعتقادی

سورۃ حٰمٓ السجدۃ

ربط اس سورت کا ماقبل سے ربط یہ ہے کہ ماقبل یعنی سورۂ مومن میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ ہی کو پکارو۔ اب اس سورت میں ایک شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ شبہہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب وہ غیر اللہ کو پکارتا اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی نذر مانتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی ایسے خواب دیکھتا ہے جن سے شرک کی تائید ہوتی ہے مثلاً خواب میں کسی پیر فقیر کو دیکھا جو اسے کہتا ہے تم پر یہ سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے وغیرہ اس کا جواب وقیضنا لھم قرناء (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ سب قرناء (شیاطین) کی شرارت ہے کہ وہ انسان کو مسّ شیطانی سے تکلیف پہنچاتے اور پھر اس سے شرک کرا کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا خوابوں میں مختلف شکلوں میں آکر انسانوں کی شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے حکم دیا فاستقیموا الیہ واستغفروہ (الآیۃ) کہ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اسی طرح حٰمٓ مومن کے بعد ہر حٰمٓ میں ایک شبہہ کا جواب دیا جائے گا۔ اور ہر سورت اپنے سے پہلی سورت کے مضامین کی مؤید ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، چار عقلی دلیلیں علیٰ سبیل الترقی ہر دلیل کے بعد تخویف دنیوی یا اخروی، چار شکوے علیٰ سبیل الترقی دوسرے اور تیسرے شکوے کے درمیان طریقِ تبلیغ کا بیان اور چاروں شکوؤں کے بعد ایک ایسی آیت جس کا تعلق چاروں شکووں سے ہے۔ تین شبہات کے جوابات اور ایک دلیل وحی ضمناً۔

تفصیل

حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن ۔ تا ۔ بشیرا ونذیرا (ع ۱) تمہید مع ترغیب یہ حکمنامہ (کتاب) بڑے مہربان بادشاہ کا ہے جس کی ہر آیت اور ہر بات نہایت واضح اور مفصل ہے، اس کی زبان نہایت فصیح و بلیغ عربی ہے۔ جو اللہ کی طرف انابت (رجوع) کرنے والوں کے لئے سراپا ہدایت ہے اور بشارت و تخویف پر مشتمل ہے یہ ایک ایسا عظیم الشان اور اہم حکمنامہ ہے کہ اسے ضرور ماننا چاہیے۔

دعوائے سورت

قل انما انا بشر (تا) واستغفروہ (ع ۱) اس میں صراحۃً دعوائے سورت کا ذکر ہے اور ضمناً دلیل وحی کا۔ تم سب کا معبود اور کارساز ایک ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ کی وحی سے کہتا ہوں۔ اس لئے اسی کی طرف سیدھی راہ پر چلو، توحید کو مانو اور اسی سے اب تک جو شرک کیا ہے اس کی اور دوسرے گناہوں کی معافی مانگو۔ کسی اور سے نہ مانگو وویل للمشرکین (تا) ھم الکفرون یہ تخویف اخروی ہے اور جو اس کی طرف سیدھی راہ (راہِ توحید) پر نہ چلا وہ مشرک ہے اور مشرکین کے لئے ویل (ہلاکت یا دوزخ کا مخصوص طبقہ) ہے جو اللہ کی توحید اور آخرت کو نہیں مانتے ان الذین اٰمنوا (تا) غیر ممنون یہ بشارت اخروی ہے سیدھی راہ پر چلنے والوں کے لئے۔

جواب شبہہ

اس دعوے کے بارے میں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات مصیبت زدہ انسان غیروں کو پکارتا ہے تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا بعض خواب ایسے نظر آتے ہیں جن سے غیر اللہ کو پکارنے کی تائید ہوتی ہے۔ تو اس کا جواب دیا وقیضنا لھم قرناء ۔ تا ۔ انھم کانوا خسرین (ع ۳) یعنی یہ مسِّ شیطانی کا اثر ہے نیز شیاطین خواب دکھا کر شرک کی تلقین کرتے ہیں۔

چار شکوے علیٰ سبیل الترقی

پہلا شکویٰ فاعرض اکثرھم (تا) اننا عٰملون ہ (ع ۱) یہ زجر بھی ہے۔ آپ ان مشرکین کو ایسی عظیم الشان کتاب سناتے ہیں۔ لیکن وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور سنتے بھی نہیں اور کہتے ہیں مسئلہ توحید سے ہمارے دل پردے میں ہیں اور ہمارے کان بہرے ہیں یعنی تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی، بلکہ ہم تو ایسی باتوں کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ جاؤ میاں اپنا کام کرو۔ ہم تو وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے ہیں۔ دوسرا شکویٰ وقال الذین کفروا ۔ تا ۔ لعلکم تغلبون ہ (ع ۴) یہ شکویٰ پہلے شکوے سے علیٰ سبیل الترقی ہے۔ یہ معاندین نہ صرف یہ کہ خود قرآن نہیں سنتے بلکہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو شور بپا کر دیا کرو، تاکہ تمہارے شور و شغب میں قرآن پڑھنے والے کی آواز دب کر رہ جائے ۔ فلنذیقن الذین کفروا (تا) من الاسفلین ہ (ع ۴) دوسرے شکوے کے بعد تخویف اخروی کا ذکر ہے۔ کفار و مشرکین کو ان کی بداعمالیوں کا شدید ترین عذاب دیا جائے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ۔ تا ۔ نزلا من غفور رحیم ہ (ع ۴) یہ اللہ کی توحید کو ماننے والوں اور اس پر قائم رہنے والوں کے

لئے بشارت اخرویہ ہے ان کو جنت میں ہر آسائش اور ہر منہ مانگی نعمت ملے گی۔

ومن احسن قولا ۔ تا ۔ انہ ھو السمیع العلیم ۵ (۵۶) یہ دوسرے شکوے سے متعلق ہے۔ اور اس میں ترغیب و ترہیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے۔ جب آپ ان کو حکمنامہ خداوندی سنائیں گے، وہ شور مچائیں گے۔ اور گالیاں دیں گے، اس وقت آپ صبر کریں۔ اور ان کی سختی اور درشتی کا نرمی سے جواب دیں، تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی نرم پڑ جائیں گے اور آپ کی بات سنیں گے۔ لیکن اگر کبھی بتقاضائے بشریت آپ کو غصہ آجائے تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگیں۔

تیسرا شکوی۔ ان الذین کفروا ۔ تا ۔ تنزیل من حکیم حمید ۵ (۵۶) یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ مشرکین ازراہ عناد آپ پر اعتراضات کریں گے آپ اس سے تنگدل نہ ہوں، حالانکہ یہ ایک ایسی سچی کتاب ہے کہ اس پر اعتراض کی گنجائش ہی نہیں۔ کیونکہ باطل اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ کیونکہ وہ حکمت والے اور ہر صفت سے متصف بادشاہ کا حکم نامہ ہے ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک (الآیہ) تمہید کے بعد یہ اصل شکوی ہے۔ اور ضمناً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے مشرکین آپ پر جو اعتراضات کر رہے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں۔ بلکہ آپ سے پہلے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ساتھ ان کے معاصر مشرکین نے بھی یہی رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد تین شبہات یا اعتراضات کا جواب ہے۔ یہ شکوی دوسرے شکوے سے بطور ترقی ہے۔ اول تو وہ سنتے ہی نہیں، خود سننا تو درکنار بلکہ وہ دوسروں کو بھی سننے سے روکتے ہیں۔ اور اگر وہ حسن تبلیغ اور نرمی گفتار سے متاثر ہو کر قرآن سن بھی لیں تو اس کا اثر قبول کرنے کے بجائے الٹے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن آپ اس سے غمگین نہ ہوں، کیونکہ سابق انبیاء علیہم السلام کو بھی اس قسم کے حالات سے سابقہ پڑ چکا ہے۔

تین شبہات کا جواب

پہلے شبہے کا جواب:۔ ولو جعلنٰہ قرانا الخ مشرکین کا شبہہ یہ تھا کہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ عربی قرآن تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بنا کر سناتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اگر قرآن کسی عجمی زبان میں اترتا تو یہ لوگ اعتراض کرتے کہ یہ قرآن واضح اور مفصل کیوں نہیں؟ وہ ہماری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا یہ قرآن ماننے والوں کے لئے سراسر ہدایت اور نسخہ شفا ہے۔ لیکن جو اسے سنتے ہی نہیں، اس لئے وہ گمراہی کی تاریکی ہی میں گم رہیں گے۔

دوسرے شبہے کا جواب ولقد اٰتینا موسی الکتٰب الخ شبہہ یہ تھا کہ یہ قرآن سارے کا سارا ایک ہی دفعہ کیوں نازل نہیں ہوا، معلوم ہوتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے تھوڑا تھوڑا بنا کر سناتا ہے۔ نیز اگر یہ سچی کتاب ہوتی تو اس کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا بلکہ سب لوگ ہی اس پر ایمان لے آتے۔ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب دی تھی وہ ایک ہی دفعہ میں ساری نازل کی گئی تھی اور وہ تھی بھی سچی کتاب لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انکار محض عناد آ ہے۔

تیسرے شبہے کا جواب ولولا کلمۃ سبقت من ربک الخ شبہہ یہ تھا کہ جب ہم مانتے نہیں، تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔؟ تو اس کا جواب دیا گیا کہ عذاب کی آمد کا ایک وقت مقرر ہے وہ آئے گا ضرور لیکن اپنے وقت پر اس سے پہلے نہیں آسکتا۔

چوتھا شبہہ لا یسئم الانسان ۔ تا ۔ فذو دعاء عریض ۵ (۶۴) انسان مشرک معبودانِ باطلہ سے مانگتا ہوا تھکتا نہیں۔ لیکن جب اسے ان سے کچھ حاصل نہ ہوا، تو فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور خدا کو پکارنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے اس کی تکلیف دور کر دے، تو صاف کہہ دیتا ہے بیشک میں اس انعام کا مستحق تھا، کیونکہ میں نے فلاں معبود یا بزرگ کو پکارا تھا۔ اور یہ قیامت جس کی آمد آمد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے اول تو آئے گی ہی نہیں اور اگر بالفرض آگئی تو وہاں بھی میرا بھلا ہی ہوگا۔ کیونکہ میرے یہ معبود اور بزرگ وہاں میرے سفارشی ہوں گے۔ مشرک انسان مذبذب اور ڈانواں ڈول رہتا ہے اور ایک حال پر قائم نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر انعام فرماتا ہے تو وہ فخر و غرور سے اترا تا ہے اور خدا کا شکر نہیں بجا لاتا۔ اور اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر خدا کو پکارنے لگتا ہے اس شکوے کے درمیان فلننبئن الذین کفروا الخ میں تخویف اخروی مذکور ہے

قل ارأیتم ان کان (الآیۃ) یہ چاروں شکوؤں سے متعلق ہے، یعنی یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس سے کفر کرو، نہ خود اسے سنو اور نہ کسی اور کو سننے دو اور اگر کبھی سن ہی لو تو اس سے اثر پذیر ہونے کے بجائے اس پر ازراہ عناد اعتراضات ہی کرتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا پکار کو ترک نہ کرو تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں نقصان دہ نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی۔ اور ایسے معاند لوگ سب سے بڑے گمراہ ہیں۔

سنریھم اٰیٰتنا ۔ تا ۔ انہ الحق (ع ۶) یہ تخویف دنیوی ہے۔ ہم اپنے متصرف فی الامور ہونے کی نشانیاں اطراف والے لوگوں میں اور خود ان میں دکھائیں گے جس سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

چار عقلی دلیلیں علی سبیل الترقی

اس سورت میں چار عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ پہلی دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے اور آخری دو دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ جب وہی متصرف و مختار اور عالم الغیب ہے تو اس کے سوا کسی کو مصائب و حاجات میں پکارنا جائز نہیں۔ ہر عقلی دلیل کے بعد تخویف مذکور ہے۔

پہلی عقلی دلیل:۔ قل ائنکم لتکفرون ۔ تا ۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم ۵ (ع ۲) حاصل یہ کہ تم کیسے نادان ہو کہ اس ذاتِ پاک کے ساتھ اوروں کو شریک بناتے ہو۔ جس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا، آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی اور زمین کو رزق کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ لیکن تمہارے خود ساختہ معبود جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو ان میں سے کوئی بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ فان اعرضوا فقل انذرتکم ۔ تا ۔ بما کانوا یکسبون ۵ (ع ۳) یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد تخویف دنیوی ہے۔ اگر مشرکین مکہ اس حکمنامے سے اعراض کریں تو ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو قوم عاد و ثمود کا ہوا۔ انہوں نے بھی اس حکم (الا تعبدوا الا اللہ) کا انکار

لیا تو قوم عاد کو طوفانِ بادسے اور قوم ثمود کو آسمانی کڑک سے ہلاک کر دیا گیا ونجینا الذین اٰمنوا (الاٰیۃ) یہ اس حکم نامے کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے ویوم یحشر اعداء اللہ - تا - فما ھم من المعتبین ٥ (۳۶) یہ تخویف اخروی ہے، دنیوی عذاب کے علاوہ ان منکرین کے لئے آخرت میں بھی سخت عذاب تیار ہے۔ آخرت میں ان کے کان ان کی آنکھیں، ان کے چہرے بلکہ ان کے تمام اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس طرح ان کا کوئی جرم پوشیدہ نہیں رہے گا۔ اور انہیں ہر جرم اور گناہ کی پوری پوری سزا ملے گی۔

دوسری عقلی دلیل۔ یہ دلیل پہلی دلیل سے ترقی اور ان کی تفصیل ہے۔ اور اس میں قیامت کا اثبات بھی ہے ومن اٰیتہ الیل والنہار - تا - ان کنتم ایاہ تعبدون (۵۴)

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حٰم السجدہ لہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چون آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۞١ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞٢ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

اُتارا ہوا ہے ٢ بڑے مہربان نہایت رحم والے کیطرف سے ایک کتاب ہے کہ جدی جدی کی ہیں

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞٣ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ

اسکی آیتیں قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو سنانے والا خوشخبری اور ڈر

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۞٤ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا

پھر دھیان میں نہ لائے وہ بہت لوگ ٣ سو وہ نہیں سنتے اور کہتے ہیں ہمارے دل

فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ

غلاف میں ہیں اس بات سے جس طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور

بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۞٥ قُلْ

ہمارے اور تمہارے بیچ میں پردہ ہے سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ٤ تو کہہ

اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

میں بھی آدمی ہوں ٥ جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ

ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ اور خرابی ہے

لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۞٦ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

شریک کرنے والوں کو ٦ جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۞٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آخرت سے منکر ہیں ف البتہ جو لوگ یقین لائے ٧ اور کئے

یہ پہلی دلیل کے ایک حصے (یعنی آسمان سے متعلق) کی تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشاناتِ قدرت میں سے دن، رات اور سورج وچاند ہے۔ یہ چیزیں اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں۔ اور اس کے تابع فرمان ہیں۔ لہٰذا ان کو کارساز سمجھ کر ان کی عبادت وتعظیم بجا نہ لاؤ۔ ومن اٰیتہ انک تری - تا - انہ علیٰ کل شئ قدیر ٥ یہ پہلی دلیل کے ارضی (زمین سے متعلق) حصے کی تفصیل ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کے نشانات میں سے ہے کہ بنجر اور خشک زمین کو وہ مینہ برسا کر زندہ کرتا اور اس میں لہلہاتا سبزہ پیدا کر دیتا ہے۔ جو اس مردہ زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مردہ انسانوں کو بھی زندہ کرے گا۔ یہی قادر و قیوم تم سب کا معبود اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں۔

ان الذین یلحدون - تا - انہ بما تعملون بصیر ٥ (ع ۵) یہ دوسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے اور ضمناً بشارت اخروی ہے۔ ملحد اور مومن اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ ملحدین کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور مومنین کاملین جہنم سے محفوظ رہیں گے۔ دونوں جماعتوں میں سے وہی جماعت بہتر ہے۔ جو قیامت کے دن جہنم کے عذاب سے مامون رہے گی۔

تیسری عقلی دلیل الیہ یرد علم الساعۃ - تا - ولا تضع الا بعلمہ ط (۶۶) اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ غیب کی کنجیاں اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دیں۔

ویوم ینادیھم این شرکاءی - تا - ما لھم من محیص ٥ (۶۶) یہ تیسری دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے قیامت کے دن مشرکین کے خود ساختہ سفارشی ان کے کام نہیں آئیں گے۔ اور انہیں کہیں پناہ نہیں ملے گی۔

چوتھی عقلی دلیل۔ اولم یکف بربک انہ علی کل شئ شھید ٥ (۶۶) اس دلیل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر اور اپنے علم محیط سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟

تخویف اخروی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

پھر اس کے سوا اوروں کو کیوں پکارا جائے جو عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

الا انھم فی مریۃ (الاٰیۃ) یہ چوتھی دلیل کے بعد تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ ان منکرین توحید کا قیامت پر بھی ایمان نہیں۔ انہیں خبردار رہنا چاہئیے کہ وہ کسی بھی وقت اس کی دسترس سے باہر نہیں ہو سکتے۔ وہ جب چاہے دنیا میں انہیں پکڑے اور قیامت کے دن بھی وہ اس کی دسترس سے باہر نہیں ہونگے۔ اور وہاں بھی وہ سزا پائیں گے۔

موضح قرآن ف ۱ بعضے کہتے ہیں یہاں زکوٰۃ سے کلمہ کہنا مراد ہے۔ زکات کے معنی ستھرائی۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی برطور خود ۱۲۔

ف۲ تنزیل (الآیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ مبتدا مقدر یعنی ھذا یا حٰمٓ (اگر یہ سورت کا نام ہو) کی خبر ہے اور من الرحمٰن الرحیم خبر بعد خبر ہے (روح) یہ حکم نامہ میٹھے مہربان اور رحیم بادشاہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس پر عمل کرنے میں تمہاری دین و دنیا کی کامیابی و فلاح ہے۔ اس لئے اس کو مانو، آنکھوں سے لگاؤ، اس میں غور و فکر کرو اور اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل بناؤ۔ کتٰب فصلت اٰیٰتہ یہ حسب سابق یا تو خبر بعد خبر ہے یا تنزیل سے بدل ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور فصلت اٰیٰتہ کتاب کی صفت ہے (مدارک و روح) یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی تمام آیتیں ایک دوسری سے الگ اور ممتاز ہیں اور اپنے اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ قالہ الشیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ قراٰنا عربیا۔ یہ کتاب سے حال ہے یعنی کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی۔ لقوم یعلمون اہل علم و نظر کے لئے جو اس کی زبان کو جانتے ہوں اور اس میں غور و فکر کریں اور دل میں انابت ہو ضد نہ ہو نزل منزلۃ اللازم ای لقوم ذوی علم و نظر لا لمن اعرض عنھا (مظہری جلد ۸ صفحہ ۲۸۰) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یعلمون ای ینیبون یہ بھی تفسیر باللازم ہے۔ کیونکہ صحیح علم و نظر کو انابت لازم ہے بشیرا و نذیرا یہ قراٰنا کی صفتیں ہیں (مدارک) یہ قرآن ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتا اور نہ ماننے والوں کو عذاب سے ڈراتا ہے۔

ف۳ فاعرض اکثرھم۔ تا۔ اننا عاملون یہ منکرین پر زجر ہے اور پہلا شکوی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ ایسی عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب کو سینوں سے لگاتے۔ لیکن انہوں نے اس سے اس طرح منہ موڑا کہ اسے سمجھنا اور اس میں غور و فکر کرنا تو درکنار وہ اسے سنتے بھی نہیں۔ ان کے نہ سننے اور اعراض کو آگے تین تعبیروں سے ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ۔ ما تدعونا الیہ سے مسئلہ توحید مراد ہے جو سورۃ مومن کا دعویٰ ہے ما تدعونا الیہ من التوحید (مدارک مظہری) یعنی ہمارے دل تہ بتہ پردوں میں لپٹے ہوئے ہیں اس لئے تیرے اس مسئلہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ ہمارے یہ معبود سب عاجز ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے اور یہ کہ ہمارے باپ دادا سب باطل پرست اور گمراہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ سمجھتے تو تھے لیکن اپنے عقیدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے انکار کرتے تھے محض ضداً اور عناداً۔

دوسری تعبیر وفی اٰذاننا وقر ہمارے کان تیرے کلام سے بہرے ہیں، تیرا کلام ہمارے کانوں میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ تیسری تعبیر۔ ومن بیننا وبینک حجاب تیرے اور ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہے یعنی ہمارا دین تیرے دین سے الگ ہم بہت سے معبودوں کے پجاری ہیں اور تو صرف ایک خدا کا قائل ہے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ ع ۱۵
بھلے کام ان کو ثواب ملتا ہے جو موقوف نہ ہو تو کہہ کیا تم ف۴ منکر ہو
بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ
اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ اوروں کو
ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا
وہ ہے رب جہان کا اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ ف۵ اوپر سے
وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ
اور برکت رکھی اس کے اندر اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی چار دن میں
سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ
پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف۱ پھر چڑھا ف۶ آسمان کو اور وہ
دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ
دھواں ہو رہا تھا پھر کہا اس کو ف۷ اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے ف۲ وہ بولے
اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ
ہم آئے خوشی سے پھر کر دیئے وہ سات آسمان دو دن میں اور
اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ
اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو ف۱۲ چراغوں سے
وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ
اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے زبردست خبردار کا ف۱۳ ف۲ پھر اگر
اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ
وہ ٹلائیں ف۱۴ تو تو کہہ میں نے خبر سنا دی تم کو ایک سخت عذاب کی جیسے عذاب آیا عاد
وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَاۗءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ
اور ثمود پر جب آئے ان کے پاس رسول ف۱۵ آگے سے اور

ف۴ پہلی دلیل عقلی ۱۲ ۔ ف۵
ف۶ جب رنعید زبیدی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس کی خوراک یعنی اہل زمین کی پورا ہوا یعنی جواب پورا ہوا۔ ف۲ دو دن میں زمین بنائی اور دو دن میں پہاڑ اور درخت سبزہ جو خلق کی خوراک ہے پھر آسمان سارا ایک تھا دھواں سا اس کو بانٹ کر سات کئے۔ اور ہر ایک کا کارخانہ جدا ٹھہرایا پھر آسمان زمین کو بلایا خوشی سے آؤ۔ یا زور سے یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں کے ملاپ سے دنیا بنے اپنی طبیعت سے ملیں تو اور زور سے ملیں اور وہ دونوں آ ملے طبیعت سے آسمان کی شعاع سے گرمی پڑی تو بادیں اٹھیں ان سے گرد اور بھاپ اوپر چڑھے پانی ہو کر برسے چار عنصر زمین پر جمع ہوں، مخلوقات پیدا ہوں اور پہلے زمین میں رکھی تھیں خوراکیں یعنی اس میں قابلیت تھی۔ ان چیزوں کے نکلنے اور ہر آسمان کا حکم جدا یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون خلق بستے ہیں۔ ان کا کیا اسلوب ہے اتنی زمین میں ہزاروں ہزار کارخانے ہیں۔ اس قدر آسمان کب خالی پڑے ہوں گے۔

فتح الرحمٰن ف۳ یعنی منقاد حکم من شوید ۱۲

یہ اختلاف دین ایک ایسا دبیز پردہ ہے جو ہمیں تیری بات سننے اور سمجھنے سے روکتا ہے یہ سب اعراض اور عدم قبول سے کنایات اور اس کی تمثیلات ہیں۔ فاعمل اننا عٰملون ہ جا میاں
تو اپنا کام کر تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ ہم تو وہی کچھ کریں گے جو ہمارے باپ دادا کرتے آرہے ہیں۔ ۴ قل انما انا بشر یہ مشرکین کے قول ومن بیننا وبینک حجاب یعنی
ہمارے اور تیرے درمیان پردہ حائل ہے کا جواب ہے۔ فرمایا کہ اس کے جواب میں کہہ دو کہ میں کوئی فرشتہ یا جن نہیں ہوں کہ جس سے افہام و تفہیم میں دشواری ہو، بلکہ میں تو ایک بشر اور
انسان ہوں جس کی بات تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ اگر ایک بار بات سمجھ میں نہ آئے، تو بار بار دریافت کرکے اطمینان کرسکتے ہو۔ لست ملکا ولا جنیا لا یمکنکم التلقی منہ

مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ قَالُوْا لَوْ شَاۗءَ رَبُّنَا
پیچھے سے کہ نہ پوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے اگر ہمارا رب چاہتا
لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا
تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف سو وہ
عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ
جو عاد تھے ۵ وہ تو غرور کرنے لگے ملک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے
اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ
ہم سے زیادہ زور میں کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے ان کو بنایا وہ
اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا
زیادہ ہے ان سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲ پھر بھیجی ہم نے
عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ
ان پر ۵ ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں ان کو
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور آخرت کے عذاب میں تو
اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
پوری رسوائی ہے اور ان کی کہیں مدد نہیں ف۳ اور وہ جو ثمود تھے ۵ سو ہم نے ان کو راہ بتلائی
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَي الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ
پھر ان کو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے پھر پکڑا ان کو کڑک نے ذلت کے
الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عذاب کی بدلہ اس کا جو کماتے تھے ف۴ اور بچا دیا ہم نے ان لوگوں کو جو یقین لائے تھے
وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع ۱۶ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَاۗءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ
۵ اور بچ کر چلتے تھے اور جس دن جمع ہوں گے ۵ دشمن اللہ کے دوزخ پر

بشارت ۱۲
تخویف دنیوی ۱۲
تخویف اخروی ۱۲

وھو رد لقولھم بیننا وبینک حجاب (روح ج ۲۴ ص ۹۷) یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد یہ مشرکین کے قول قلوبنا فی اکنۃ الخ۔ کا جواب ہے یعنی میں تمہیں کسی ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا جو عقل وفہم سے بالاتر ہو بلکہ میں تو تمہیں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتا ہوں جو دلائل عقل و نقل سے ثابت ہے۔ ای ولا ادعوکم الی ماتنبو عنہ العقول وانما ادعوکم الی التوحید الذی دلت علیہ دلائل العقل وشھدت لہ شواھد السمع وھذا جواب عن قولھم قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر (روح) اس لئے تم توحید اور اخلاص عبادت کے ساتھ سیدھے اللہ کی طرف چلو۔ اس سیدھی راہ سے دائیں بائیں نہ جھکو، غیر اللہ کو معبود اور کارساز نہ بناؤ اور شرک کی خدا سے معافی مانگو۔ فاستوا الیہ بالتوحید واخلاص العبادۃ غیر ذاھبین یمینا وشمالا ولا ملتفتین الی مایسول لکم الشیطان من اتخاذ الاولیاء والشفعاء (مدارک ج ۴ ص ۶۷) ۵ وویل للمشرکین (الآیتین) شکوی اولیٰ کے بعد تخویف اخروی ہے۔ جو لوگ اللہ کی طرف سیدھے نہ چلیں، بلکہ راہِ توحید کو چھوڑ دیں وہ مشرک ہیں اور ان مشرکین کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اللہ کی توحید کو نہیں مانتے اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے اور زکوٰۃ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں زکوٰۃ سے زکوٰۃ مال نہیں بلکہ زکوٰۃ نفس مراد ہے یعنی شرک اور تمام رذائل اخلاق سے نفس کو پاک رکھنا حضرت ابن عباس اور عکرمہ فرماتے ہیں یعنی الذین لا یشھدون ان لا الٰہ الا اللہ (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۴، خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۴، قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۰، روح ج ۲۴ ص ۹۸)

۶ ان الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ سیدھی راہ پر چلنے والوں اور توحید پر قائم رہنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے ان لوگوں کے لئے آخرت میں جو اجر وثواب اور انعام واکرام مقدر ہے وہ دائمی ہوگا، اور کبھی ختم نہیں ہوگا۔ غیر ممنون قال ابن عباس غیر مقطوع (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۱) ۷ قل ائنکم ۔ تا ۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم ۔ یہ پہلی عقلی دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی متصرف اور مالک و مختار نہیں۔ حاصل دلیل یہ ہے کہ

موضح قرآن ف رسول آئے آگے سے اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی دو رسول ہیں حضرت ہود اور صالح ف۲ ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا غرور کا دم مارنا اللہ کے یہاں وبال لاتا ہے ف۳ ان کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کروایا۔ کہتے ہیں وہ لو کے مہینے میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باؤ آئی ف۴ زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

کیا تم اس قادر مطلق کے ساتھ کفر کرتے اور غیروں کو اس کے شریک ٹھہراتے ہو جو یہ سب کام سرانجام دینے والا ہے اور جن کو تم اس کے سوا متصرف اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ ان کاموں میں سے کوئی کام بھی نہیں کرسکتے۔ وتجعلون لہ انداداً یہ تکفرون بالذی الخ کی تفسیر ہے واؤ تفسیریہ ہے اور دوسرے جملے کا پہلے جملے پر عطف تفسیری ہے کیونکہ مشرکین مکہ ذات باری تعالیٰ کے منکر نہیں تھے۔ جیسا کہ لیقولن اللہ سے ان کا اعتراف ظاہر ہے ذالک رب العلمین یعنی جس طرح پیدا کرنے والا وہی ہے اسی طرح مربی اور پرورش کنندہ بھی وہی ہے۔

۸؎ وجعل فیہا رواسی زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ اپنی جگہ قائم رہے وبارک فیہا اور اس میں انسانوں کے لئے برکات و منافع ودیعت فرما دیئے اور ساری مخلوق کے لئے پورے اندازے کے ساتھ روزی اور معاش کا سامان اس میں رکھ دیا۔ زمین کو ساری مخلوق (انسان، جن، چوپائے، پرندے، حشرات الارض وغیرہ وغیرہ) کی تمام ضروریاتِ زندگی کا مخزن بنا دیا جس سے مخلوق خدا حسب ضرورت قیامت تک استفادہ کرتی رہے گی۔ اور زمین کے خزانوں سے ان کی تمام ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں گی۔ کوئی چیز ایک علاقے میں وافر پیدا کردی اور کوئی چیز دوسرے علاقے میں۔ تاکہ لوگ مل جل کر اور امداد باہمی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور ہر علاقہ کے لوگوں کو ضروریات زندگی میسر ہوں قال عکرمۃ والضحاک معنی (قدر فیہا اقواتہا) ای ارزاق اہلہا وما یصلح لمعاشہم من التجارات والاشجار والمنافع فی کل بلدۃ ما لم یجعلہ فی الاخری لیعیش بعضہم من بعض بالتجارۃ والاسفار من بلد الی بلد (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۴۳، خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۵، مدارک ج ۴ ص ۶۸)

اگر آبادی میں اضافہ ہو جائے تو روٹی کا مسئلہ حل کرنے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی (پیدائش کو روکنے کا منصوبہ) کی ضرورت نہیں اور نہ یہ منصوبہ اس مسئلہ کا صحیح حل ہے۔ بلکہ اس مسئلہ کا صحیح حل یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں اور مالی وسائل کو بروئے کار لانے کا موقع دیا جائے تاکہ ہر انسان زمین میں پوشیدہ خدائی خزانوں سے اپنی روزی حاصل کرسکے۔ فی اربعۃ ایام یعنی دو دن میں زمین پیدا کی اور دو دن میں برکات و منافع اور ارزاق و اقوات مقدر کئے گئے۔ اس طرح یہ سارا کام چار دنوں میں مکمل ہوا اور مراد چار دنوں کی مدت کا اندازہ ہے، کیونکہ اس وقت دن رات کا وجود نہیں تھا۔

۹؎ سواء للسائلین ۔ سواءً میں تینوں قراءتیں ہیں۔ اول مجرور، اس صورت میں یہ ایام کی صفت ہوگی۔ دوم مرفوع۔ اس صورت میں یہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی اور جملہ ایام کی صفت ہوگا۔ سوم منصوب۔ اس صورت میں سواءً اربعۃ ایام سے حال ہوگا۔ تینوں صورتوں میں وقف سواءً پر ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ پورے چار دنوں کے اندازے میں یہ سب کام مکمل ہوا۔ اس میں ایک منٹ کا بھی فرق نہ تھا اور ہر حال میں للسائلین، قدر سے متعلق ہوگا۔ اور سائلین بمعنی محتاجین ہوگا۔ یعنی محتاجوں کے لئے زمین میں رزق کے خزانے رکھ دیئے یا سواءً فعل مقدر استوت کا مفعول مطلق ہے اور للسائلین، سوی سے متعلق ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یہ کام کتنی مدت میں مکمل ہوا۔ تو جواب میں فرمایا یہ تعداد سائلین کے علم کے موافق اور مطابق ہے۔ کیونکہ ان سائلین کو کتب آسمانی تورات و انجیل کے پڑھنے سے یا علماء اہل کتاب سے سننے کی وجہ سے اس کا علم تھا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔

۱۰؎ ثم استوی پھر اس نے آسمانوں کی تخلیق کا ارادہ فرمایا۔ تو ان کا مادہ بخار کی مانند تھا۔ فقضٰھن الخ تو دو یوم کی مقدار میں اس مادۂ دخانیہ سے ساتوں آسمان پیدا فرمائے اور اس طرح زمین و آسمان کی تخلیق چھ ایام میں مکمل ہوئی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ان ربکم الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام (الاعراف ع ۷) واوحٰی فی کل سماء امرھا یعنی ہر آسمان میں فرشتے پیدا کئے اور ان کو اپنے اوامر سے آگاہ فرمایا۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہر آسمان میں اپنی حکمت بالغہ کے مطابق فرشتے پیدا کئے اور دیگر امور کا فیصلہ فرمایا۔ ای ورتب مقدر فی کل سماء ما تحتاج الیہ من الملئکۃ وما فیہا من الاشیاء التی لا یعلمہا الا ھو۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۳)

۱۱؎ فقال لہا۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بعد دونوں کو حکم دیا کہ تمہیں جن منافع اور مصالح و مقاصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے ان کو ادا کرو اور ان کو بجا لاؤ۔ یہ کام تمہیں کرنا ہی ہو گا خوشی سے کرو یا مجبور ہو کر۔ تو دونوں نے زبانِ حال سے جواب دیا۔ ہم اس خدمت کو انجام دینے کے لئے بخوشی حاضر ہیں۔ ای ائتیا ما امرتکما بہ ای افعلاہ .... وقال طاؤس عن ابن عباس ائتیا اعطیا یعنی اخرجا ما خلقت فیکما من المنافع لمصالح العباد۔ (خازن ومعالم ج ۶ ص ۱۰۶) جیسا کہ سورۂ احزاب رکوع ۹ میں ہے انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال (الآیۃ) زمین و آسمان نے بخوشی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کرلی۔ لیکن انسان کے سپرد جو امانت کی گئی کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور صرف اسی کو پکارے اور اس کے تمام احکام بجالائے اس نے اس امانت کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ کے ساتھ شریک بنائے اور اس کے احکام کی مخالفت کی۔ قال بعض الکلام علی التقدیم والتاخیر والاصل ثم استوی الی السماء وھی دخان فقضٰھن سبع سموات الخ فقال لہا وللارض ائتیا الخ وھو ابعد عن القیل والقال الا انہ خلاف الظاھر (روح جلد ۲۴ ص ۱۰۳)

۱۲؎ وزینا السماء، وحفظاً فعل مقدر حفظناھا کا مفعول مطلق ہے اور ہم نے سب سے نچلے آسمان کو شمعوں کی مانند روشن ستاروں سے آراستہ کردیا اور آسمانوں کو ہر قسم کی آفات و حادثات یا شیاطین سے محفوظ کردیا۔ ستارے فضا میں معلق ہوں۔ جیسا کہ جدید سائنسدانوں کا خیال ہے یا آسمانوں سے اوپر کرسی (آٹھویں آسمان) میں مرکوز ہوں جیسا کہ قدیم ریاضی دانوں کا نظریہ ہے۔ ہر حال میں وہ پہلے آسمان ہی کی زینت و آرائش ہیں ۱۳؎ ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ یہ سب کچھ اس قادر و علیم کی تدبیر و تقدیر ہے جو ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے اور جس کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں۔ یہ سارا نظام کائنات اس نے ایک نہایت ہی محکم طریقہ و تدبیر سے برپا کیا ہے۔ اور یہ اس کی قدرت و حکمت سے قائم ہے ۱۴؎ فان اعرضوا ۔ یہ پہلی عقلی دلیل کے بعد زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر وہ توحید سے اعراض کرتے ہیں تو آپ فرما دیں، اچھا قوم عاد و ثمود کا حال سنو، اعراض و جحود کی وجہ سے ان کا کیا حشر ہوا۔ اعراض و انکار اور جحود و عناد پر قائم رہو گے تو میں تمہیں اسی قسم کے ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں جس طرح کا عذاب عاد و ثمود پر نازل ہوا۔ ای انذرکم عذابا مثل عذابہم قالہ قتادۃ (روح جلد ۲۴ صفحہ ۱۰۹) ۱۵؎ اذ جاءتھم جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر ہر طرف سے آئے یعنی انہوں نے ہر ممکن طریق سے ان کو سمجھایا الا تعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اس کے سوا کسی کو نہ پکارو یہ وہ دعویٰ دکھلانہ ہے جو سورۂ مومن میں ذکر کیا گیا ہے والمراد باتیانہم من جمیع الجہات بذل الوسع فی دعوتہم علی طریق الکنایۃ (روح ج ۲۴ ص ۱۱۰)

تو مشرکین نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے جواب میں کہا کہ ہم ان پیغمبروں کو نہیں مانتے جو بشر ہیں اور کھانے پینے کے محتاج ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور ہی تھا تو وہ فرشتوں کو پیغمبر بنا کر بھیجتا۔ اس لئے ہم اس پیغامِ توحید کو نہیں مانتے جسے تم لے کر آئے ہو۔ ۱۶ فاما عاد۔ قومِ عاد کو اپنی قوت و شوکت پر ناز تھا اس لئے کبر اور غرور پر اتر آئے اور کہنے لگے کون ہے جو قوت میں ہم سے فائق اور برتر ہے؟ اولم یروا ان اللہ الخ یہ ادخالِ الٰہی ہے۔ فرمایا ان نادانوں نے یہ نہیں سوچا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا اور قوت عطا کی وہ ان سے بھی زیادہ قوی اور طاقت ور ہے لیکن انہیں یہ سمجھنے کی توفیق نہ ملی اور وہ ہماری آیتوں کا مسلسل انکار ہی کرتے رہے بلکہ غرور و استکبار کی وجہ سے ان کو سننا بھی گوارہ نہ کیا۔ ۱۷ فارسلنا علیہم۔ قومِ عاد کا متکبرانہ دعوےٰ تھا کہ قوت اور طاقت میں ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک معمولی سی چیز یعنی تند و تیز ہوا بھیج کر ان کے غرور و استکبار کی گردن توڑ دی اور اس سے سب کو ہلاک کر کے دنیا ہی میں ذلیل و رسوا کر دیا۔ ایام نحسات نحس اور برے دن یعنی نحس اور برے قومِ عاد کے حق میں تھے اس لئے کہ اسلام میں کوئی دن فی نفسہٖ نحس نہیں۔ یہ رسوائی تو دنیا میں ہوئی اور آخرت میں انہیں جو عذاب دیا جائے گا وہ اس سے بھی زیادہ ذلت آمیز اور رسواکن ہو گا۔ اور پھر کہیں سے مدد بھی نہیں مل سکے گی تاکہ اللہ کے عذاب سے چھوٹ سکیں۔ ۱۸ واما ثمود قومِ ثمود کو بھی ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے مسئلہ توحید سنایا۔ لیکن انہوں نے سننے کے بعد ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی تو ذلت آمیز عذاب کی بجلی نے ان کو آلیا اور سب کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ یہ سزا ان کو ان کے اعمالِ مشرکانہ کی وجہ سے دی گئی۔ قومِ عاد قومِ ثمود سے زیادہ سرکش تھی۔ کیونکہ اسے تو مسئلہ توحید کو سننا بھی گوارہ نہ تھا۔ اور طغیان و عدوان پر اتر آئے۔ ان دونوں قوموں میں یہی فرق تھا۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغیٰ یعنی ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری بات ہی نہ سنے اور زیادتی پر اتر آئے قومِ عاد کی طرح یا بات تو سن لے لیکن طغیان و تعدی پر کمر باندھے قومِ ثمود کی طرح قال الشیخ قدس سرہٗ۔ ۱۹ ونجینا الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ ایمان والوں کے لئے بشارتِ دنیوی ہے۔ قومِ عاد و ثمود میں سے جو لوگ اللہ کی توحید پر ایمان لائے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں نیک عمل کئے اللہ نے انہیں دنیا کے رسواکن عذاب سے بچا لیا۔ ۲۰ ویوم یحشر۔ تا۔ فما ہم من المعتبین٥ تخویفِ دنیوی کے بعد تخویفِ اخروی کا بیان ہے۔ قیامت کے

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتّٰىٓ اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

تو ان کی جماعتیں بنائی جائیں گی یہاں تک کہ جب ۱۲ پہنچیں اس پر بتائیں گے ان کو

سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾

ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا

اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو ۲۲ تم نے کیوں بتلایا ہم کو وہ بولیں گے ہم کو بلوایا

اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ

اللہ نے جس نے بلوایا ہے ہر چیز کو اور اسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور

اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ

اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ف۱ اور تم پردہ نہ کرتے تھے ۲۳ ف۱ اس بات سے کہ تم کو

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ

بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چمڑے پر

ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَ

تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو ف۲ اور

ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

یہ وہی تمہارا خیال ہے ۲۴ جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں اسی نے تم کو غارت کیا

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ

پھر آج رہ گئے ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ

مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾

ان کا گھر ہے اور اگر وہ منایا چاہیں تو ان کو کوئی نہیں مناتا ف۳

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ

اور لگا دیئے ہم نے انکے پیچھے ۲۵ ف۲ ساتھ رہنے والے پھر انہوں نے خوبصورت بنا دیا ان کی آنکھوں میں اسکو جو انکے آگے ۲۶ اور

موضح قرآن ف۱ کافر کے اعمال جب فرشتے لا دیں گے لکھے ہوئے وہ منکر ہوں گے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا تب آسمان اور زمین سے گواہی دلوا دے گا۔ کہیں گے یہ بھی دشمن ہیں، اے پروردگار تیرے ہاں ظلم نہیں کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند ہے تب ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے۔ وما کنتم تستترون اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن میں یوں کیا ہے اور پردے میں نہیں چھپے تھے یعنی دنیا میں اس خوف سے کہ گواہی دیں تم پر کان تمہارے اور آنکھیں تمہاری اور چمڑے تمہارے ف۲ یعنی غیرے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے۔ ان سے بھی پردہ کریں ف۳ یعنی دنیا میں بعضی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے۔ وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا ہے اور بعضی بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در دنیا از خوف ۱۲ ف۲ یعنی از شیاطین ۱۲۔

دن جب دشمنانِ خدا (کفار و مشرکین) کو دوزخ کی طرف ہانک کرلے جایا جائے گا۔ تو جہنم کے کنارے پر انہیں روک دیا جائے گا۔ تاکہ سب جمع ہو جائیں۔ قال قتادۃ والسدیؒ یحبس اولہم علی اٰخرھم حتی یجتمعوا (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۰)

۲۱؎ حتی اذا ما۔ جب تمام مشرکین جہنم کے دروازے پر جمع ہو جائیں گے تو کہیں گے بار الٰہا! ہمیں کراماً کاتبین کی گواہی منظور نہیں انہوں نے خواہ مخواہ ہمارے اعمالناموں میں ایسے گناہ لکھ دیئے ہیں جو ہم نے کبھی نہیں کئے تھے۔ اس لئے ہمیں اپنے گھر کے گواہوں کے سوا کسی کی گواہی پر اعتماد نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دے گا۔ اور ان کے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ
جو ان کے پیچھے ہے ف۱ اور ٹھیک پڑچکی ان پر عذاب کی بات ان فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے

قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ (۲۵) وَقَالَ
ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بے شک وہ تھے ٹوٹے والے ف۲ اور کہنے لگے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ
منکر ۲۲؎ مت کان دھرو اس قرآن کے سننے کو اور بک بک کرو اسکے پڑھنے میں

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ (۲۶) فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا
شاید تم غالب ہو ف۳ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے ۲۸؎ منکروں کو سخت

شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۲۷)
عذاب اور ان کو بدلہ دینا ہے بُرے سے بُرے کاموں کا جو وہ کرتے تھے

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ
یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ ان کا اسی میں گھر ہے سدا کو

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (۲۸) وَقَالَ الَّذِيْنَ
بدلہ اس کا جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے اور کہیں گے وہ لوگ جو ۲۹؎

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ
منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا دے وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ (۲۹) اِنَّ
کر ڈالیں ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کہ وہ رہیں سب سے نیچے تحقیق

الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
جنہوں نے کہا ۳۰؎ رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں ۳۱؎

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ
فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشخبری سنو اس بہشت کی جس کا

ع ۳ ۱۷

۱؎ ردِ دوم ۱۲ شکوی ۱۲
۲؎ تخویف اخروی ۱۲
۳؎ بشارت اخروی ۱۲

ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو بولنے کی طاقت عطا کر دے گا۔ تو وہ اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون ٥ (یٰسٓ ع ۴) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجبت من مجادلۃ العبد ربہ یوم القیامۃ یقول ای رب الیس وعدتنی ان لا تظلمنی قال بلی، فیقول فانی لا اقبل علیّ شاھدا الا من نفسی فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ اولیس کفی بی شھیدا وبالملائکۃ الکرام الکاتبین، قال فیردد ھذا الکلام مرارا۔ قال فیختم علی فیہ وتتکلم ارکانہ بما کان یعمل (ابن کثیر ج ۴ ص ۹۵) **۲۲؎** وقالوا لجلودھم جب مشرکین اپنے ہی اعضاء کی اپنے خلاف گواہی سنیں گے تو اپنے اعضاء سے کہیں گے تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی حالانکہ ہم دنیا میں تمہاری ہر آفت سے حفاظت کرتے تھے۔ تو اعضاء جواب دیں گے کہ ہم اپنے اختیار سے نہیں بولے۔ ہمیں تو اس ذاتِ قادر و قیوم نے بولنے کی طاقت دی ہے جس نے ہر ناطق کو قوتِ نطق عطا فرمائی ہے۔ اور جو تمہیں پہلی بار اور پھر دوسری بار پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے جب اس نے ہمیں بولنے کی قوت دی اور پھر بول کر تمہارے خلاف گواہی دینے کا حکم فرمایا، تو ہم کس طرح اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتے **۲۳؎** وما کنتم تستترون۔ تا۔ فاصبحتم من الخسرین ٥ یہ اعضاء کا کلام ہے یا دخال الٰہی ہے ان یشھد سے پہلے من مقدر ہے۔ تم گناہ کرتے وقت انسانوں سے تو چھپ سکتے تھے، لیکن اپنے ہی اعضاء سے تم نہیں چھپ سکتے تھے کہ مبادا وہ تمہارے خلاف گواہی دیدیں۔ بلکہ گناہوں کا ارتکاب تم نے انہی اعضاء سے کیا۔ اس لئے ان سے چھپنا ناممکن تھا۔ بلکہ تمہارے اعمال سے تمہارے آخرت سے اعراض اور لذاتِ عیش میں انہماک سے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تم یہ سمجھتے تھے کہ خدا خود بھی تمہارے اکثر اعمال سے باخبر نہیں۔ یعنی پوشیدہ اعمال کو نہیں جانتا۔ ممکن ہے بعض کفار کا فی الحقیقۃ یہی اعتقاد ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کان الکفار یقولون ان اللہ لا یعلم ما فی انفسنا ولکنہ یعلم ما یظھر (خازن ج ۶ ص ۱۰۹) **۲۴؎** وذلکم ظنکم، ذلکم موصوف ظنکم الخ صفت۔ موصوف صفت مبتدا۔ اردٰکم خبر (مدارک)

موضح قرآن ف۱ یعنی ان پر شیطان تعینات تھے کہ ان کے برے کام بھلے دکھائے اور ٹھیک پڑے بات لاملئن ف۲ یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچا کر سننے نہ دینا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی وسوسہ انداختند کہ دنیا قابل رغبت است و آخرت قابل رغبت نیست ۱۲

اس عالم الغیب والشہادہ کے بارے میں تمہارے اسی گمان نے، کہ وہ تمہارے چھپے اعمال نہیں جانتا۔ تم کو تباہ و برباد کیا۔ اسی خیال سے تم گناہوں میں منہمک رہے اور دین و دنیا میں خسارہ اٹھایا۔ فان یصبروا (الآیہ)، وہ صبر کریں، تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور اگر جزع فزع کریں اور معذرت کریں، تو بھی ان کا کوئی عذر قبول نہیں ہوگا۔ ہر حال میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس سے اب ان کے لئے کوئی مفر نہیں۔

۲۵ وقیضنا لھم: یہ دوسرے شکوے کی تمہید ہے اور اس سورت کا مقصودی مقام ہے۔ سورۂ مومن کے مرکزی دعوے پر جو اعتراض اور شبہہ وارد ہوتا تھا۔ اس آیت میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ تم کہتے ہو کہ مصائب و حاجات میں اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو، اس لیے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و مختار اور کارساز نہیں۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اور غیر اللہ کو پکارے یا غیر اللہ کے نام نذر و منت مانے، تو وہ مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات پیر و مرشد اور بزرگانِ دین اپنے عقیدت مندوں کو خواب میں ملتے ہیں یا کبھی بیداری ہی میں سامنے آجاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تکلیف تمہیں اس لیے آئی کہ تم نے ہمیں پکارا نہیں یا ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے۔ اور بعض دفعہ وہ پکارنے والے کے سامنے حاضر ہو کر اس کی مدد بھی کرتے ہیں تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ ایسے ضدی اور معاند لوگ جن کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہوں اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہو۔ ان پر شیاطین مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ہر ممکن طریقے سے انہیں گمراہی میں آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ اور کفر و شرک اور ہر گناہ کو ان کی نظروں میں مزین اور خوب صورت بنا کر پیش کرتے ہیں وہ خود ہی مسِ شیطانی سے انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے، تو اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ کبھی بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کی شکلوں میں متمثل ہو کر خواب میں یا بیداری میں سامنے آکر گمراہ کرتے ہیں۔ اور شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ سلطنا علیھم قرناء یزینون عندھم المعاصی وھؤلاء القرناء من الجن والشیاطین ومن الانس ایضاً (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۴) ای بعثنا ووکلنا لھم نظراء من الشیاطین حتی اضلوھم (معالم و خازن ج ۶ ص ۱۱۰) ولا یغرنک ان المستغیث بمخلوق قد تقضی حاجتہ وتنجح طلبتہ، فان ذلک ابتلاء وفتنۃ منہ عز وجل۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورۃ الذی استغاث بہ۔ فیظن ان ذلک کرامۃ لمن استغاث بہ، ھیھات ھیھات

كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

تم سے وعدہ کیا تھا ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ

اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾

اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے

ع ۴ / ۱۸

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ

اور اس سے بہتر کس کی بات ۳۲ جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا

صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي

نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں اور برابر نہیں

الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

نیکی ۳۳ اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ

پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا دوستدار ہے

حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقَّاهَا

قرابت والا ف۲ اور یہ بات ملتی ہے ان ہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے

إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ف۳ اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو ۳۴ شیطان کے

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾

چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ اللہ کی بے شک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۴

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن ۳۵ اور سورج اور چاند

۳۲ متعلق بہ شکوی
تنبیہ و تبشیر
۳۴ بیان ۳۰
۳۵ دوسری عقلی دلیل علی سبیل الترقی ۔۱۲

موضح قرآن ف۱ فرشتے اترتے ہیں حشر کے دن جس دن ہر کسی کو اپنا فکر و غم ہوگا۔ یا مرنے کے وقت اترتے ہیں اور یہ کہتے ہیں ف۲ برابر نہیں نیکی برائی کے نہ برائی برابر نیکی کے کوئی سخت کلام کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کر جو اس سے بہتر ہو اس کرنے سے دشمن ہو جاتے ہیں۔ جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں ف۳ یعنی حوصلہ شاد چاہیئے کہ بُری بات سہار کر سامنے سے بھلی کہیئے یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے ف۴ یعنی کبھی بے اختیار غصہ چڑھ آوے تو یہ شیطان کا دخل ہے اور

سوسہ

انما هو شیطان اضله واغواه وزین له هواه، وذلك كما یتكلم الشیطان فی الاصنام لیضل عبدتها الطغام (روح ج ۲ ص ۱۲۹) یہی مضمون ایک دوسری جگہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا فهو له قرین ه وانهم لیصدونهم عن السبیل و یحسبون انهم مهتدون ه (زخرف ع ۴) شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ جب شیطان کسی کو گمراہ کر لیتا ہے تو اس کو ذکر میں مصروف کرکے اس کا دل بہلاتا ہے۔ تاکہ وہ شرک پر متنبہ نہ ہو جائے۔ عارف رومی نے کہا ہے: بر زبان نام حق، بر جانِ شان ۞ گند وکفر وشرک بر ایمان شان۔

تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ
سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے
خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ
ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو پھر اگر
اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ
غرور کریں (ن) تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اسی کی رات
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ السجدة وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَی
اور دن اور وہ نہیں تھکتے ف اور ایک اس کی نشانی یہ ہے کہ تو دیکھتا ہے
الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ
زمین کو دبی پڑی پھر جب اتارا ہم نے اس پر پانی تازی ہوئی
وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی اِنَّهٗ
اور ابھری بے شک جس نے اس کو زندہ کیا وہ زندہ کرے گا مُردوں کو وہ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ
سب کچھ کر سکتا ہے جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں
اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ
ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر
اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ
یا ایک جو آئے گا امن سے قیامت کے دن کئے جاؤ جو چاہو
اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ
بے شک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے
لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ
جب آئی ان کے پاس اور وہ کتاب ہے نادر اس پر جھوٹ کا دخل نہیں

۱ ادفعالانی ۱۳ ۲ دوسری عقلی دلیل کا دوسرا حصہ ۱۲ ۳ تخویف اخروی

۲۶ ما بین ایدیهم: یہ کنایہ ہے من کل جانب سے یعنی شیاطین، مشرکین کو ہر ممکن طریق سے گمراہ کرتے ہیں۔ اور انہیں شرک کی حمایت کا حیلہ بتاتے ہیں قال الشیخ قدس سرہٗ یا اس سے دنیوی اور اخروی امور مراد ہیں یعنی شیاطین ان کو اتباع شہوات اور تکذیب آخرت پر آمادہ کرتے ہیں (مظہری) وحق علیهم القول۔ فی بمعنی مع ہے۔ یا مضاف مقدر ہے ای فی جملة امم (مدارك، قرطبی) ان مشرکین مکہ پر اور ان سے پہلے جن وانس میں سے جرائم کافرہ گذر چکی ہیں۔ ان سب پر عذاب الٰہی کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے یہ لوگ دنیا میں بھی خائب وخاسر رہے کہ سب اعمال رائیگاں ہوئے اور آخرت میں بھی ناکام ونامراد ہوں گے کہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

۲۷ وقال الذین (الاٰیة) یہ دوسرا شکویٰ ہے اور پہلے سے علی سبیل الترقی ہے۔ اس میں کہا گیا تھا کہ وہ خود اعراض کرتے ہیں اور سنتے نہیں۔ یہاں فرمایا کہ یہ منکرین دوسرے لوگوں کو بھی قرآن سننے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں جب قرآن پڑھا جائے تو اسے مت سنو، بلکہ شور وغوغا بپا کرو۔ تاکہ تم پڑھنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر غالب آجاؤ۔ اور وہ خود بھی پریشان ہو جائے۔ اور کوئی دوسرا بھی نہ سن سکے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا خرافات اور بے ہودہ اعتراضات سے مقابلہ کرو تاکہ قرآن کی طرف لوگوں کے دل مائل نہ ہو سکیں اور تم غالب ہو جاؤ عارضوه بالخرافات وارفعوا اصواتکم بها تشوشوه علی القارئ (بیضاوی) قال ابو العالیة وابن عباس ایضا قعوا فیه وعیبوه لعلکم تغلبون محمدا علی قراءته فلا یظهر ولا یستمیل القلوب (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۶)

۲۸ فلنذیقن: شکویٰ ثانی کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ہم کفار ومشرکین کو شدید ترین عذاب کا مزا چکھائیں گے۔ اور ان کے بدترین اعمال (کفر وشرک) کی ان کو سخت ترین سزا دیں گے۔ ذلك مبتدا۔ مذکورۃ بالا سخت ترین سزا کی طرف اشارہ ہے۔ جزاء الخ خبر اور النار، جزاء کا عطف بیان (مدارک ومظہری) اللہ کے دشمنوں کی جزا یہی ہے۔ آگ، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اس جرم کی سزا ہے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے **۲۹** وقال الذین (الاٰیة) یہ آیت مشرک پیشواؤں، گمراہ کن پیروں اور ان کے متبعین کے حق میں ہے قیامت کے دن جب مشرکین جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں گے، تو غیظ وغضب سے کہیں گے: ہمارے پروردگار! ذرا ہمیں وہ شیاطین جن اور شیاطین انس (گمراہ کرنیوالے

موضح قرآن ف یعنی یہ کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔

مشرک پیشوا، تو دکھا دے جنہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکایا اور توحید سے ہٹا کر شرک کی راہ پر ڈالا، ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں اور مسل دیں اور اس طرح آج ان کو سرِ محشر ذلیل و رسوا کریں۔ یا مطلب یہ ہے کہ ان کو جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈالیں۔ تاکہ انہیں سب سے زیادہ سخت عذاب ہو (بیضاوی)

مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ

آگے سے اور نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے

حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ

سب تعریفوں والے کی تجھے وہی کہتے ہیں ۴۲ جو کہہ چکے ہیں سب رسولوں سے

قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ

اور اگر ہم اس کو کرتے قرآن ۴۳ اوپری زبان تو کہتے اس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ

کیا اوپری زبان کی کتاب اور عربی لوگ تو کہہ یہ ۴۴ ایمان والوں کے لئے سوجھ ہے اور

شِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ

روگ کا دور کرنیوالا اور جو یقین نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور

هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

یہ قرآن ان کے حق میں اندھاپا ہے ف۱ ان کو پکارتے ہیں دور کی جگہ سے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور ہم نے دی تھی موسیٰ کو کتاب ۴۵ پھر اس میں اختلاف پڑا اور نہ ہوتی ایک بات ۴۶

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے ف۲ تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ

قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ۴۷ جس نے کی ۴۸ بھلائی سو اپنے واسطے اور جس نے

اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

کی برائی سو وہ بھی اسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر

ع ۵ ۱۹

[illegible] بسہیل الھمزۃ الثانیۃ

۴۱ یعنی [illegible] اور [illegible] ۴۲ جواب شبہ ۴۳ جواب ۴۴ شبہ ثالثہ ۴۵ جواب شبہ ۴۶ تسلیہ ۴۷ بشارت و تخویف ۱۲۔

۳۰ ان الذین قالوا۔ تخویفِ منکرین کے بعد مومنین کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کا اعتراف کیا اور پھر اسی پر قائم رہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا۔ اخلاص و احسان کے ساتھ اس کی اطاعت (ادائے فرائض و اجتنابِ محرمات) پر گامزن رہے اور ترکِ اطاعت کیلئے حیلے بہانے تلاش نہ کئے۔ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ انہ قال ثم استقاموا لم یشرکوا باللہ شیئا ...... عن عمر رضی اللہ عنہ استقاموا داللہ علی الطریقۃ لطاعتہ ثم لم یروغوا روغان الثعالب وقال عثمان رضی اللہ عنہ ثم اخلصوا العمل للہ وقال علی رضی اللہ عنہ ثم ادوا الفرائض (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۵۸)

۳۱ تتنزل: قیامت کے دن اللہ کی طرف سے فرشتے انہیں خوشخبری سنائیں گے کہ آج تمہیں کوئی خوف اور غم نہیں۔ تمہیں وہ باغِ بہشت مبارک ہو جس کا تمہیں دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ نحن اولیاؤکم۔ یہ بھی فرشتوں کا کلام ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہم تمہارے قرین اور ساتھی ہیں۔ دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہے اللہ کے حکم سے تمہاری نگہبانی کرتے رہے۔ تمہیں نیک کاموں کی طرف مائل کرتے اور تمہارے اعمال کو نوٹ کرتے رہے۔ اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہونگے پلصراط پر، میدانِ حشر میں اور جنت میں۔ جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت میسر ہوگی۔ جس کی تمہارے دل میں خواہش ہو اور جو منہ سے مانگو گے، فوراً حاضر ہوگا۔ یہ سب کچھ معاف کرنے والے مہربان خدا کی مہمانی ہوگی۔ بھلا پھر وہاں کس چیز کی کمی ہوسکتی ہے؟ ۳۲ ومن احسن یہ دوسرے شکوے کے ساتھ متعلق ہے۔ اس میں ترغیب و تہذیب اور طریق تبلیغ کا بیان ہے۔ جب آپ ان معاندین کو اللہ تعالیٰ کا حکمنامہ (قرآن) سنائیں گے۔ تو وہ شور بپا کریں گے۔ اور خرافات بکیں گے، تو آپ ان کی شرارتوں کا سختی سے جواب نہ دیں۔ بلکہ نرمی سے سمجھائیں۔ اور نہایت معقول اور سنجیدہ طرز اختیار کریں۔ تاکہ وہ کم از کم اس قرآن کو سن تو لیں۔ ان معاندین کی بدبختی دیکھو کہ وہ دعوتِ توحید ایسے احسن و افضل قول کو ٹھکراتے ہیں، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جامع کمالات اور ناصح مشفق ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بھلا اس شخص سے بھی کسی کا قول بہتر اور اعلیٰ ہو سکتا ہے جو توحیدِ باری تعالیٰ کی دعوت دے رہا ہو، خود بھی اس کے مطابق عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی فرمانبردار بندہ ہو؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بہتر کوئی نہیں۔ ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا الی التوحید (مدارک ج ۴ ص ۷۲)۔ ۳۳ ولا تستوی الحسنۃ۔ مدارات اور درشتی، حسنِ اخلاق اور بدخلقی برابر نہیں ہیں۔ الحسنۃ المداراۃ والسیئۃ الغلظۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۶۱) جو شخص درشتی، کج خوئی اور بدکلامی سے پیش آتا ہے، اس سے نرمی، خوش کلامی، حلم اور

موضح قرآن ف۱ یہ اُن پر اندھاپا یعنی یہ ان پر پوشیدہ ہے ف۲ بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں۔

بردباری کا سلوک کریں تو خواہ وہ کتنا ہی بڑا دشمن ہوگا۔ اس کا دل نرم ہوجائے گا۔ اور وہ گہرا اور مخلص دوست بن جائے گا۔ اذا فعلت ذلك صار عدوك المشاق مثل الولی الشفیق (بیضاوی) لیکن یہ خصلت وخو صرف انہی لوگوں کے نصیب میں ہوتی ہے۔ جو حوصلہ مند اور حلیم الطبع ہوں اور تزکیۂ نفس کی عظیم دولت سے وافر حصہ پاچکے ہوں ۳۴ؔ واما ینزغنك : اگر کبھی بتقاضائے بشریت، آپ کو ان معاندین کی خرافات پر غصہ آجائے تو آپ شر شیطان سے اللہ کی پناہ مانگیں، تاکہ اس کا اثر زائل ہوجائے۔ انه هو السميع العليم ٥ یہ ماقبل کے لئے علت ہے۔ کیونکہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وان صرفك الشيطان عما وصيت به من الدفع بالتی هی احسن (فاستعذ بالله) ای من شره (خازن جلد ۶ صفحہ ۱۱۲) ۳۵ؔ ومن اٰیتہ۔ تا۔ انہ علی کل شیء قدیرہ یہ دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی۔ اس میں پہلی دلیل کے دونوں حصوں پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے۔ پہلی دلیل میں آسمانوں کے پیدا کرنے کا ذکر تھا۔ اس دلیل میں نظامِ شمسی کا ذکر کیا گیا ہے کہ رات دن کی آمدورفت اور چاند سورج کی گردش یہ سارا نظام بھی اللہ کی وحدانیت اور اس کے کمال قدرت کے دلائل میں سے ہے۔ سورج اور چاند کی گردش سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑی طاقت کے ماتحت اور اس کے فرمانبردار ہیں، جو ہر وقت اس کی اطاعت میں مصروف رہتے ہیں اور وہ معبود اور کارساز نہیں ہیں۔ اس لیے سورج اور چاند کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت نہ کرو۔ اور نہ مصائب میں ان کو پکارو، بلکہ اس اللہ کو پکارو اور صرف اسی کی عبادت کرو جس نے سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم واقعی خداوند تعالیٰ کی عبادت کرتے ہو، تو ان خود ساختہ وسائل کو چھوڑ دو۔ ولعل ناسا منهم كانوا يسجدون للشمس والقمر كالصابئين فی عبادتهم الكواكب ويزعمون انهم يقصدون بالسجود لهما السجود لله تعالیٰ فنهوا عن هذه الواسطة (مدارك ج ۴ ص ۷۲) ۳۶ؔ فان استكبروا : یہ ادخال الٰہی ہے اور پُرغرور معاندین پر زجر ہے۔ اگر یہ لوگ کبر وغرور سے انکار وجحود پہ قائم رہیں اور اللہ کی خالص عبادت نہ کریں تو کیا ان کے سوا اللہ کی خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں ؟ اللہ کے فرشتے جن کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہر وقت رات دن اللہ کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں۔ اور نہ تھکتے اور اکتاتے بھی نہیں اس لئے اللہ کی عبادت کرنے یا نہ کرنے میں تمہارا ہی نفع یا نقصان ہے۔ اگر تم عبادت کرو گے تو تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اگر نہیں کرو گے تو اس میں ہمارا کوئی نقصان نہیں ۳۷ؔ ومن اٰیتہ۔ یہ دوسری دلیل عقلی کا دوسرا حصہ ہے جو پہلی عقلی دلیل کے پہلے حصے سے متعلق ہے اس میں تھا کہ اللہ نے زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں تمام خاصیتیں رکھ دیں۔ اور یہاں اس کی بعض خاصیتوں کا ذکر کیا گیا۔ اس کی قدرت اور وحدانیت کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خشک اور دبی ہوئی زمین کو مینہ برسا کر اس میں نرمی اور نشو ونما کے آثار پیدا فرما دیتا ہے اور اس میں سرسبز شاداب اور لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتا ہے۔ ان الذی احیاھا (الآیہ) یہ جملہ معترضہ ہے، جس ذاتِ پاک میں مردہ اور بنجر زمین کو تری وتازگی عطا فرمانے کی قدرت ہے

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ

اسی کی طرف حوالہ ہے ۴۷ؔ قیامت کی خبر کا اور نہیں نکلتے کوئی میوے

مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ

اپنے غلاف سے اور نہیں رہتا حمل کسی مادہ کو اور نہ وہ جنتے کہ جس کی اس کو خبر نہیں

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا

اور جس دن ان کو پکارے گا ۴۸ؔ کہاں ہیں میرے شریک بولیں گے ہم نے تجھ کو کہہ سنایا ہم میں کوئی

مِنْ شَهِيْدٍ ۝ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ

اس کا اقرار نہیں کرتا اور چوک گیا ان سے جو پکارتے تھے

قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ

پہلے اور سمجھ گئے کہ ان کو کہیں نہیں خلاصی نہیں تھکتا آدمی ۴۹ؔ

مِنْ دُعَاۗءِ الْخَيْرِ ۡ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔـوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَ

مانگنے سے بھلائی اور اگر لگ جائے اس کو برائی تو آس توڑ بیٹھے ناامید ہو کر اور

لَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ

اگر ہم چکھائیں اس کو کچھ ۵۰ؔ اپنی مہربانی پیچھے ایک تکلیف کے جو اس کو پہنچی تھی تو کہنے لگے وہ

هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ وَّلَىِٕنْ رُّجِعْتُ

یہ ہے میرے لائق اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں پھر بھی گیا

اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

اپنے رب کی طرف بیشک میرے لئے ہے اس کے پاس خوبی سو ہم جتلا دیں گے

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۡ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝

منکروں کو جو انہوں نے کیا ہے اور چکھائیں گے ان کو ایک گاڑھا عذاب

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا

اور جب ہم نعمتیں بھیجیں ۵۱ؔ انسان پر تو ٹلا جائے اور موڑ لے اپنی کروٹ اور جب

منزل ۶

۱ دوسری عقلی دلیل علی سبیل الترقی ۱۲
۲ تخویف ۱۲
۱ شکوی ۱۲
۳ چوتھا شکوی ۱۲

وہ مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ کیوں کہ اس کی قدرتِ کاملہ ہر چیز پر حاوی ہے اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ دنیا میں ہر کام کا اس کی قدرت کے تحت ہونا اس بات پر شاہد ہے کہ وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

۳۸؎ ان الذین یلحدون۔ الآیہ۔ یہ دوسری دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے۔ یہ تخویف دلیل اوّل کے بعد والی تخویف سے بطور ترقی ہے۔ کیوں کہ اس سے اقرار و اعتراف کرانا مقصود ہے۔ جیسا کہ آرہا ہے۔ جو لوگ ہماری آیتوں میں کجروی اور کج بحثی اختیار کرتے ہیں اور ماننے کے بجائے ان پر طعن کرتے اور ان میں کیڑے نکالتے ہیں۔ وہ ہم سے اوجھل اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال بھی ہمارے سامنے ہیں، اس لئے وہ جہنم کی آگ سے نہیں بچ سکتے۔ انہیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔ افمن یُلقیٰ الخ یہ ملحدین تو جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اب تم خود ہی بتاؤ ایک وہ ملحد ہے جسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ایک وہ مومن ہے جو قیامت کے دن ہر قسم کے عذاب سے محفوظ و مامون ہوگا۔ ان دونوں میں سے کون اچھا رہا؟ یہ استفہام ہے اور مقصود اعتراف کرانا ہے کہ بلاشبہ دونوں میں اچھا مومن ہی ہے جو عذاب سے محفوظ رہے گا۔ اب بھی اگر تم باز نہ آؤ، تو جو جی میں آئے کرتے چلے جاؤ۔ تمہارا کوئی کام اللہ سے مخفی نہیں۔ وہ تمہارے سب کاموں کو دیکھتا ہے۔

۳۹؎ انّ الذین کفروا: یہ تیسرے شکوے کی تمہید ہے۔ اِنَّ کی خبر محذوف ہے۔ ای معاندون (بیضاوی) الذکر سے قرآن مراد ہے۔ یعنی جو لوگ قرآن ایسی عظیم الشان، سراپا حق اور مدلل و مبرہن کتاب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ محض ضدی اور معاند ہیں۔ وانہ لکتاب عزیز الخ یہ گویا ماقبل کی دلیل ہے کہ قرآن ایک نہایت ہی رفیع القدر اور پُر شوکت کتاب ہے کسی بھی جانب سے اور کسی بھی حیلے سے اس میں باطل داخل نہیں ہوسکتا، وہ ہر قسم کے باطل سے محفوظ ہے اور نازل اس نے فرمائی ہے جو حکمت کا بادشاہ ہر خوبی کا مالک ہے اس لئے یہ قرآن ہر شک و شبہ سے بالاتر اور ہر طعن و اعتراض سے مبرّا ہے۔ لیکن معاندا ور ضدی لوگ محض عناد سے اس پر طعن کرتے ہیں۔ اور اس میں شبہات پیدا کرتے ہیں۔

۴۰؎ مایقال لک: یہ تیسرا شکوی ہے علی سبیل الترقی اور ضمناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلیہ ہے۔ جب آپ نرمی اور حُسنِ اخلاق سے ان کو قرآن سنائیں گے۔ تو وہ سُن تو لیں گے لیکن سُن کر اس سے متاثر ہونے کے بجائے اس پر اعتراض کریں گے۔ اور خواہ مخواہ اس میں شبہات نکالیں گے۔ آپ ان کی اس روش سے تنگدل اور آزردہِ خاطر نہ ہوں کیوں کہ انبیاء و رسل سابقین علیہم السلام کے ساتھ بھی ان کے ہمعصر معاندین نے یہی سلوک کیا اور ان پر بھی اسی قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ تمہارا پرور دگار مومنوں کے لئے معاف کنندا اور مہربان ہے۔ اور معاندین کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اب آگے مشرکین کے تین شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔

۴۱؎ ولوجعلناہ: یہ پہلے شبہے کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن کسی عجمی (غیر عربی) زبان میں کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ یہ تو محمد خود ہی عربی زبان میں بنا کر ہمیں سنا دیتا ہے۔ اس کا جواب ارشاد فرمایا، اگر قرآن کو عربی کے علاوہ کسی دوسری عجمی زبان میں نازل کرتے، تو پھر ان کا یہ اعتراض ہوتا کہ قرآن ایسی زبان میں نازل کیا گیا ہے جسے ہم سمجھتے ہی نہیں اسے ہماری زبان میں کیوں نازل نہ کیا گیا، تاکہ ہم اسے سمجھ لیتے بھلا یہ کیا تک ہے۔ کہ کلام عجمی ہو اور اس کے مخاطبین عربی ہوں۔ قال الکفار اقتراحا وتعنتا هلا انزل القرآن بلغة العجم الخ (مظہری ج۸ ص ۳۰۱)

۴۲؎ قل ھو۔ معاندین تو قرآن پر طرح طرح کے اعتراض کرتے رہیں گے اور اس کی ہدایت سے محروم رہیں گے البتہ مومنین اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ قرآن سے ان کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی ہوگی۔ اور اس کے مطالعہ سے ان کے دل شکوک و شبہات کی بیماری سے شفایاب ہوجائیں گے۔ والذین لا یؤمنون۔ اور جو لوگ اسے نہ ماننے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ وہ اُسے سنتے ہی نہیں اور اگر کبھی سُن ہی لیں تو عناد و تعنت سے اس کا انکار کرتے ہیں اور اس طرح ان کی گمراہی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔ یہ لوگ قریب ہونے کے باوجود قرآن کو نہیں سنتے۔ اور اس سے دُور بھاگتے ہیں۔ ان کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو بہت دُور ہو اور اسے خواہ کتنی ہی بلند آواز سے پکاریں، وہ نہ سُن سکے گا۔ اور نہ کچھ سمجھے گا۔ یہی حال ان کا ہے کہ وہ پاس بیٹھے ہوئے بھی کچھ سُنتے اور سمجھتے نہیں۔ ای ھم کالمنادی من مکان بعید لا یسمع ولا یفھم ماینادی بہ (جلالین)

۴۳؎ ولقد اٰتینا موسیٰ: یہ معاندین کے دوسرے شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین کہتے ہیں قرآن دفعۃً سارا کیوں نازل نہیں ہوا۔ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑا تھوڑا کر کے خود ہی بنا لاتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ فرقان (رع ۳) میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے۔ وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ نیز وہ کہتے اگر یہ قرآن سچا ہوتا تو سب لوگ اسے مان لیتے، لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اکثر لوگ جن میں علماء اہل کتاب بھی شامل ہیں اس کو نہیں مانتے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل کی تھی وہ ساری ایک ہی بار نازل کی اور وہ تھی بھی سچی کتاب۔ لیکن پھر بھی اس میں اختلاف کیا گیا۔ اس لئے تمہارا انکار محض عناد اور ضد پر مبنی ہے۔

۴۴؎ ولولا کلمۃ۔ یہ تیسرے شبہے کا جواب ہے۔ معاندین کہتے اگر یہ قرآن سچا ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے۔ تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ فرمایا: عذاب کے لئے ایک وقت معیّن ہے، وہ اس سے پہلے نہیں آسکتا۔ اگر اس کا وقت معیّن نہ ہوتا تو ان کا قصہ کبھی کا پاک ہوچکا ہوتا۔ یہ لوگ عذاب کے بارے میں مسلسل شک میں پڑے ہیں اور انہیں اس پر یقین نہیں آتا۔

۴۵؎ من عمل: الآیہ۔ یہ بشارت و تخویف ہے۔ جو شخص نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ملے گا۔ اور جو بُرے کام کرے گا ان کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ نیک لوگوں کو نیکیوں کی جزا ملے گی۔ اور بُرے لوگوں کو ان کی برائیوں کی سزا۔ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں فرماتا اور نہ کسی کی حق تلفی کرتا ہے۔ کسی شخص کی کوئی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی اور کسی کو ناکردہ گناہ کی سزا نہیں ملے گی۔

۴۶؎ الیہ یرد: یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی الیہ کی تقدیم مفید حصر ہے۔ اس دلیل سے غیر اللہ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ یعنی جس طرح متصرف و کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جیسا کہ پہلی دونوں عقلی دلیلوں سے ثابت ہوچکا ہے۔ اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے اور اس نے غیب کی کنجیاں کسی کو نہیں دیں۔ قیامت قائم ہونے کا معیّن وقت صرف اسی کو معلوم ہے اور یہ علم اسی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ ای علم وقت قیامھا یرد الیہ یعنی یجب علی کل من سئل عنھا ان یقول اللہ اعلم اذ لا یعلمھا الا ھو (مظہری ج۸ ص ۳۰۳) جو پھل اور میوے اپنے پردوں سے نمودار ہوتے ہیں۔ جو مادہ بار آور ہوتی ہے اور جو بچہ جنتی ہے یہ سب کچھ اللہ کے علم محیط میں ہے

اور اس کے سوا کوئی بھی ان امور پر حاوی نہیں ۴۷ھ ویوم ینادیھم : تیسری عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم نے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا۔ جواب دیں گے۔ بارے الہا، ہم تو عرض کر چکے کہ اب ہم میں سے کوئی بھی ان کی الوہیت کا قائل نہیں رہا۔ اب جبکہ ہم نے اصل حقیقت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا ہے، ہم ان سے بیزار ہو چکے ہیں اور صدقِ دل سے موحد بن چکے ہیں۔ دنیا میں وہ جن کو کارساز سمجھ کر پکارا کرتے تھے، قیامت کے دن سب غائب ہوں گے اور کوئی ان کے کام نہ آئے گا۔ اور مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ آج عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ ای ما منا احد الیوم

مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن
اس کو برائی تو دعائیں کرے چوڑی ف تو کہہ بھلا دیکھو تو ۵۱ھ اگر

كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُم بِهِۦ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ
یہ ہو اللہ کے پاس سے پھر تم نے اس کو نہ مانا پھر اس سے گمراہ زیادہ کون جو

فِى شِقَاقٍۭ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِى ٱلْءَافَاقِ وَفِىٓ
دور چلا جائے مخالف ہو کر اب ہم دکھلائیں گے ان کو اپنے نمونے ۵۲ھ دنیا میں اور خود

أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ
ان کی جانوں میں یہاں تک کہ کھل جائے ان پر کہ یہ ٹھیک ہے کیا تیرا ۵۳ھ

بِرَبِّكَ أَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ فِى مِرْيَةٍ
رب تھوڑا ہے ہر چیز پر گواہ ہونے کے لئے سنتا ہے وہ ۵۴ھ دھوکے میں ہیں

مِّن لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ۗ أَلَآ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ مُّحِيطٌۢ ﴿٥٤﴾
اپنے رب کی ملاقات سے سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو

سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِىَ ثَلَٰثٌ وَخَمْسُونَ ءَايَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ
لہ سورۂ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں ترپن آیتیں ہیں اور پانچ رکوع

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حمٓ ﴿١﴾ عٓسٓقٓ ﴿٢﴾ كَذَٰلِكَ يُوحِىٓ إِلَيْكَ وَإِلَى ٱلَّذِينَ
اسی طرح وحی بھیجتا ہے تیری طرف اور تجھ سے

مِن قَبْلِكَ ٱللَّهُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٣﴾ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ
پہلوں کی طرف اللہ زبردست حکمتوں والا اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٤﴾ تَكَادُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ
اور زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا قریب ہے کہ

منزل ۶

ف جواب محذوف ہے اور یہ چاروں شکوے دورسے متعلق

ع ۱۰ / ۲ / ۱

تخویف۔ ۱-۲-۳ نفی، عقلی دلیل ۱-۲-۳، تخویف اخروی۔

یشھد بان لک شریکا وما منا الا من موحد لک (مدارک ج ۴ ص ۵)، ۴۸ھ لا یسئم الانسان: یہ چوتھا شکویٰ ہے۔ انسان سے انسانِ کافر مراد ہے (مظہری)، دعاء الخیر مصدر، مفعول کی طرف مضاف ہے (روح)، مشرک اور کافر انسان اپنے خود ساختہ معبودوں سے دنیوی نعمتیں مانگنے سے اکتاتا نہیں اور مسلسل مانگتا ہی چلا جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور اس کی مصیبت بدستور باقی رہتی ہے، تو اپنے معبودوں سے مایوس اور نا امید ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور ان کے اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ تعالیٰ سے لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے تنوط من الصنم فذو دعاء اللہ تعالیٰ۔ (مدارک ج ۴ ص ۵)، (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵)۔ ۴۹ھ ولئن اذقنٰہ : پھر اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے اس کو نعمت عطا فرما دیتا ہے اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے۔ تو وہ اللہ کا شکر کرنے کے بجائے کہتا ہے کہ یہ نعمت تو مجھے ملنی ہی چاہیے تھی، کیونکہ میں اس کا مستحق تھا۔ اور میں نے فلاں فلاں حیلہ اور تدبیر اختیار کی۔ اس لیے مجھے یہ نعمت میسر ہوئی۔ میں نے فلاں معبود کو پکارا۔ فلاں بزرگ کی نذر مانی۔ میں نے یہ حیلہ کیا۔ وہ حیلہ کیا وغیرہ وغیرہ۔ ای ھذا من عندی (قرطبی) ای استحقہ بعملی (خازن) جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے انما اوتیتہ علی علم عندی (القصص ع ۸)، تائید: ثم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی ما کان یدعوا الیہ من قبل وجعل للہ اندادا (الزمر ع ۱) باقی رہا قیامت کا قصہ تو میرا خیال یہ ہے کہ قیامت نہیں آئے گی۔ لیکن اگر بالفرض آ ہی گئی تو آخرت میں بھی میں خوشحال ہوں گا جس طرح دنیا میں میں آرام و راحت اور عیش و عشرت کا مستحق ہوں اسی طرح آخرت میں بھی ان نعمتوں کا مستحق ہوں گا یا آخرت میں میرے بزرگ اور میرے معبود میرے لیے سر راحت اور نعمت کا سامان بہم پہنچا دیں گے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ فلننبئن الذین کفروا الخ یہ شکوے کے درمیان تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ہم ان مشرکین کو ان کے اعمال کی حقیقت سے آگاہ کریں گے۔ اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل حقیقت ان کے زعمِ باطل کے خلاف ہے اور وہ نعمت و کرامت کے نہیں، بلکہ ذلت اور اہانت کے مستحق ہیں۔ اور ہم انھیں ایسے سخت عذاب میں گرفتار کریں گے۔ جس سے ان کا چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہوگا۔ لنعلمنھم بحقیقۃ اعمالھم ولنبصرنھم بعکس ما اعتقدوا فیھا یظھر لھم انھم مستحقون للاھانۃ لا الکرامۃ کما توھموا (روح ج ۲۵ ص ۴)

موضح قرآن ف یہ سب بیان ہے انسان کے نقصان کا نہ سختی میں صبر ہے اور نہ نرمی میں شکر۔

۵۰ واذا انعمنا ۔ یہ انسان کافر کا حال ہے ۔ جب ہم اس کو دنیا میں انعام و راحت سے نوازتے ہیں تو شکر کرنے کے بجائے وہ حق سے اعراض کرتا اور تکبر و غرور سے اتراتا ہے ۔ لیکن اس حال پر بھی قائم نہیں رہ سکتا ۔ انعام و راحت کے بعد اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اس کی ساری شیخی دھری کی دھری رہ جاتی ہے ، اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگنے لگتا ہے ۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ۔ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ (بنی اسرائیل ع ۷) ، اور فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین (عنکبوت ع ۷) ، ۵۱ قل ارأیتم ۔ الآیہ ۔ یہ آیت چاروں شکووں سے متعلق ہے اور جواب محذوف ہے ۔ ای افلا یمنعکم ذلک یعنی یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو لیکن تم اس کا انکار کرو ، نہ خود اسے سنو ، نہ اوروں کو سننے دو ، اور اگر کبھی سن ہی لو ، تو اس سے متاثر ہونے اور اسے ماننے کے بجائے از راہ عناد اس پر طعن ہی کرتے رہو اور اس میں شبہات نکالتے رہو اور معبودانِ باطلہ کی دعا اور پکار کو ترک نہ کرو ، تو کیا یہ چیز تمہارے حق میں مضر نہ ہوگی ؟ اس لیے تمہیں چاہیئے کہ اعراض نہ کرو ۔ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور شور نہ کرو اور طعن کرنے سے باز رہو اور غیر اللہ کی پکار چھوڑ دو اور دلائل و براہین کی روشنی میں چلو ۔ من اضل یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو سخت عناد اور ضد میں ہو اور محض عناد و تعنت سے حق کا انکار کرے ۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ ۵۲ سنریھم اٰیٰتنا ۔ یہ تخویف دنیوی ہے ۔ ہم ان کو اپنے متصرف و مختار اور قادرِ مطلق ہونے کے دلائل و نشانات اطراف میں یعنی امم سابقہ کی تباہ شدہ بستیوں کے کھنڈرات میں یا زمین و آسمان اور ساری مخلوق کی تخلیق اور نظام کائنات کی تنسیق میں اور خود ان (دیکھنے والوں) کی اپنی جانوں میں دکھائیں گے ۔ جس سے ان پر واضح ہو جائے گا کہ انّہٗ وہ حکمنامہ توحید برحق ہے ۔ جب دنیا میں ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اور ان کے مزعومہ کارساز ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے ، تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی کارساز اور دعا و پکار کے لائق نہیں ۔ فی الآفاق یعنی خراب منازل الامم الخالیۃ (قرطبی ج ۱۵ ص ۳۷۴) یعنی فی اقطار السمٰوات والارض من الشمس والقمر والنجوم والنبات والاشجار والانھار (مظہری ج ۸ ص ۳۰۵) وفی انفسھم یعنی یوم بدر (مظہری) ، قال قتادۃ فی الآفاق یعنی وقائع اللہ فی الامم وفی انفسھم یوم بدر (معالم ج ۶ ص ۱۱۵) ۵۳ اولم یکف : یہ چوتھی عقلی دلیل ہے ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہٰذا مصائب و حاجات میں صرف اسی کو پکارنا چاہیئے ۔ بربک پر باء زائدہ ہے اور یہ لم یکف کا فاعل ہے اور انہ فاعل سے بدل الاشتمال ہے ۔ یعنی کیا ان کو گناہوں سے اور غیر اللہ کو پکارنے سے روکنے کے لیے یہ بات کافی نہیں کہ تیرا پروردگار ہر چیز سے باخبر ہے اور انہیں ان کے تمام گناہوں کی سزا دے گا ۔ نیز جب وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور یہ صفت اس کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جاتی تو کیا یہ حقیقت اس بات کے لئے کافی نہیں کہ اس کے سوا کسی اور کو مصائب میں مافوق الاسباب نہیں پکارنا چاہیئے ۔ الم یکف للانسان رادعا عن المعاصی انہ تعالیٰ مطلع علیٰ کل شیٔ لایخفی علیہ خافیۃ (بیضاوی) یا بربک میں باء بمعنی فی ہے اور انہ الخ لم یکف کا فاعل ہے اولم یکف بربک ای فی توحید ربک کیا تیرے رب کی توحید اور اس کے لیے اخلاصِ عبادت و دعاء کے لیے یہ دلیل کافی نہیں کہ وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ۔ استفہام انکاری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اس بات کے لیے کافی دلیل ہے کہ اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق ہے ۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۴ الا انھم ۔ یہ چوتھی عقلی دلیل کے بعد تخویف اخروی ہے ۔ یہ لوگ قیامت کے بارے میں شک و تردد اور نزاع و جدال میں پڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے ۔ اور کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان کے تمام اعمال پر بھی اس کا علم حاوی ہے اس لئے وہ ان کو ان کے تمام اعمالِ بد کی سزا دے گا ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ

سُورۂ حٰمٓ السجدہ میں آیاتِ توحید اور اس کی خصوصیات

۱ ۔ قل ائنکم لتکفرون ۔۔۔ تا ۔۔۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم ۝ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ۔

۲ ۔ وقیضنا لھم قرناء ۔۔۔ الآیہ ۔۔۔ (ع ۳) شیاطین انسانوں کو بیداری میں اور خواب میں مختلف طریقوں سے گمراہ کرتے ہیں ۔

۳ ۔ ومن اٰیتہ الیل والنھار ۔۔۔ تا ۔۔۔ انہ علیٰ کل شیٔ قدیر ۝ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف و اثبات حشر و نشر ۔

۴ ۔ الیہ یرد علم الساعۃ ۔۔۔ تا ۔۔۔ ولا تضع الا بعلمہ (ع ۶) نفی شرک فی العلم

۵ ۔ اولم یکف بربک انہ علیٰ کل شیٔ شھید ۝ (ع ۶) نفی شرک فی العلم

بحث متعلقہ مرکزی مضمون سورہ حٰمٓ السجدۃ

سورۃ مؤمن میں مذکور ہوا کہ اللہ کے سوا حاجات میں کسی کو مت پکارو۔ اس پر یہ شبہہ ہوسکتا تھا کہ یہ دیکھا گیا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے سے بعض اوقات انسان مصائب سے بچ جاتا ہے۔ نیز بعض اوقات جن کو پکارا جائے وہ خواب یا بیداری میں مل کر مدد کرتے ہیں۔ تو سورۃ حٰمٓ السجدہ میں اس کا جواب دیا گیا۔ وقیضنا لھم قرناء (الآیہ) جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سب شیاطین کی کارستانی ہے جو مختلف شکلوں میں متمثل ہوکر ان کو گمراہ کرتے ہیں۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ انسان دفع مصیبت کے لئے اپنے زندہ یا فوت شدہ پیر و مرشد کو پکارتا ہے۔ تو شیاطین اُس کی شکل میں متمثل ہوکر سامنے آجاتے ہیں اور اُسے مصیبت سے بچالیتے ہیں۔ وہ آدمی سمجھتا ہے کہ سچ مچ اس کا پیر ظاہر ہوکر اس کی مدد کرگیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان تھا۔ اس کو مشرکانہ عقیدے میں پختہ کرنے کے لئے اس کے پیر کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ وکثیرا ما یستغیث الرجل بشیخہ الحی او المیت، فیأتونہ فی صورۃ ذلک الشیخ وقد یخلصونہ مما یکرہ، فلا یشک ان الشیخ نفسہ جاء ...... ولا یعلم ان ذلک الذی تمثل انما ھو الشیطان، لما اشرک باللہ اضلتہ الشیاطین (الفرقان بین الحق والباطل ص ٦٦)

عمدۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں۔ وقد یتمثل الشیطان للمستغیث فی صورۃ الذی استغاث بہ - فیظن ان ذلک کرامۃ لمن استغاث بہ، ھیھات ھیھات انما ھو شیطان اضلہ واغواہ، وزین لہ ھواہ (روح المعانی ج ٦ ص ١٢٩)

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے شیخ کو غائبانہ پکارتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو انسانی آواز اور لہجے میں اس کے پیر کے کانوں میں ڈال دیتا ہے جس سے اس کا پیر بھی دھوکہ کھا جاتا ہے کہ اس نے اتنی مسافت سے اپنے مرید کی بات سُن لی ہے اور جب پیر اس کی پکار کا جواب دیتا ہے اور اس کی مصیبت ٹالنے کے لئے کوئی اشارہ کرتا ہے تو شیطان اس کے کلام کو اس کی آواز کے مماثل آواز میں مرید کے کانوں میں ڈال دیتا ہے جس سے وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کے پیر و مرشد نے اس کی پکار سُن کر اس کی مدد کی ہے اور اس طرح دونوں پیر و مرشد اور مرید گمراہی میں پڑے رہتے ہیں چنانچہ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ وتارۃ یکون الذی قد نادی لشیخہ وھتف بہ یا سیدی فلان فینقل الجنی ذلک الکلام الی الشیخ بمثل صوت الانسی حتی یظن الشیخ انہ صوت الانسی بعینہ ثم ان الشیخ یقول نعم ویشیر اشارۃ یدفع بھا ذلک المکروہ، فیأتی الجنی بمثل ذلک الصوت والفعل یظن ذلک الشخص انہ شیخہ نفسہ وھو الذی اجابہ، وھو الذی فعل ذلک (الفرقان بین الحق والباطل ص ٦١)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں بعض دفعہ بعض لوگوں کو صرف آواز سنائی دیتی ہے اور بعض اوقات آدمی بھی نظر آتا ہے۔ جو خلاف شریعت بات کہتا ہے، تو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی ولی اللہ تھا۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ فمن ھؤلاء من یسمع خطابا او یری من یأمرہ بقضیۃ ویکون ذلک الخطاب من الشیطان ویکون ذلک الذی یخاطبہ الشیطان وھو یحسب انہ من اولیاء اللہ من رجال الغیب (الفرقان ص ٥٢)

بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں نمودار ہوکر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ وہ فلاں بزرگ ہے مثلاً کہتا ہے میں خضر ہوں۔ یا الیاس ہوں یا شیخ عبد القادر جیلانی ہوں وغیرہ وغیرہ، تو اس طرح لوگ دھوکے میں آکر سمجھتے ہیں کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں۔ قالوا ھذا ھو الخضر وھذا ھو الیاس وھذا ھو ابوبکر وعمر وھذا ھو الشیخ عبد القادر او الشیخ عدی او الشیخ احمد الرفاعی او غیر ذلک ظن ان الامر کذلک فھنا لم یغلط، لکن غلط عقلہ حیث لم یعرف ان ھذہ شیاطین تمثلت علی صور ھؤلاء (الفرقان ص ٥٧)

اس سے معلوم ہوا کہ خوابوں، غیبی آوازوں اور اولیاء اللہ کی طرف منسوب اشکال و امثال سے جو غیر اللہ کی پکار پر استدلال کیا جاتا ہے۔ وہ سراسر باطل ہے اور یہ سب شیطانی افعال ہیں جن کے ذریعے سے شیاطین انسانوں کو گمراہ کرتے اور ان کو شرک سکھاتے ہیں۔

سُورۃ الشوریٰ

ربط سورۂ حٰمٓ السجدہ میں یہ شبہہ دور کیا گیا کہ خواب میں یا بیداری میں بعض دفعہ بزرگوں کی زیارت ہوجاتی ہے تو انکی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو حاجات میں پکارنا اور انکی نذریں منتیں ماننا جائز ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ یہ سب شیاطین کی شرارت ہے وہ خواب میں یا بیداری میں بزرگوں کی شکلوں میں متمثل ہوکر سامنے آتے اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اب سورۂ شوریٰ میں ایک دوسرے شبہے کا جواب دیا جائے گا۔ یعنی مشرکین کہتے ہیں کہ ہمیں کتب سابقہ میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت ہے، تو اس کا جواب دیا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کیطرف یہی وحی بھیجی گئی کہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے حاجات و مصائب میں صرف اسی کو پکارو۔ انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئیں ان میں یہی مضمون تھا، لیکن اب اگر ان کتابوں میں اس کے خلاف کوئی چیز ملتی ہے جس سے شرک کی تائید ہوتی ہو، تو وہ خدا کی توحید اور انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات سے باغی علماء اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریف ہے اور انہوں نے خود ہی ایسے مشرکانہ مضامین لکھ کر ان کتابوں میں شامل کردیئے ہیں، اس لئے بعد والے لوگ جو ان کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہوتے وہ معذور نہیں ہونگے۔

اس قسم کے تین شبہات کا جواب گذشتہ سورتوں میں گذر چکا ہے اوّل حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایسے کلمات ملتے ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنا لکھا ہے تو سورۂ بقرہ ع ۱۲ میں اسکا جواب دیا گیا وما کفر سلیمٰن ولکن الشیاطین کفروا (الآیۃ) کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف غیر اللہ کو پکارنے اور جادوگری کی نسبت غلط ہے یہ شیاطین کی شرارت ہے کہ انہوں نے خود کتابیں تصنیف کرکے ان میں اپنی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ایسے کلمات منسوب کردیئے۔ اسی طرح اولیاء کرام کی طرف بعد کے مفسد لوگوں نے گمراہ کن اور مشرکانہ باتیں منسوب کردی ہیں جن سے وہ بزرگ بری ہیں۔ دوم۔ عیسائیوں نے کہا تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام خود ہی ہمیں تعلیم دے گئے ہیں کہ حاجات میں مجھے پکارا کرنا۔ اس کا جواب سورۂ آل عمران (ع ۸) ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتٰب (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ بھی عیسٰے علیہ السلام پر بہتان ہے، وہ تو اللہ کے پیغمبر تھے اور اللہ کے پیغمبر سے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی توحید کے خلاف لوگوں کو تعلیم دے۔ سوم حضرت عیسٰے علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن میں جو کلمات ملتے ہیں مثلاً ابن اللہ (انجیل)، کلمۃ اللہ، روح اللہ (قرآن) ان سے شبہہ ہوتا ہے کہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں ایسا قرب حاصل ہے کہ شاید ان کو نظام کائنات میں کچھ اختیارات بھی دیئے گئے ہوں۔ اسکا جواب سورۂ آل عمران (ع ۱) ھو الذی انزل الکتاب منہ اٰیٰت محکمٰت ھن ام الکتٰب واخر متشٰبھٰتٌ ط (الآیۃ) میں دیا گیا کہ یہ کلمات متشابہات میں سے ہیں اور دین و شریعت کے احکام کی بنیاد محکمات ہیں، نہ کہ متشابہات اور متشابہات کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان جوابات کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر گذر چکی ہے۔

خلاصہ ازالۂ شبہہ اور اس کے بعد اس سے متعلق دونوں دعووں کے بارے میں آیات۔ پہلا دعویٰ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کو پکارو۔ دوسرا دعویٰ انبیاء علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے۔ یہ تحریفات بعد کے لوگوں کے لئے قابل عذر نہیں ہیں جس طرح گوسالۂ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے قابل معذرت نہیں تھا پھر دونوں دعوؤں کے متعلق آیات ہونگی اور درمیان میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان ہوگا آخر سورت میں تینوں دلائل عقلی، نقلی اور وحی

تفصیل

کذٰلک یوحی الیک ــ تا ــ وھو العلی العظیم ۵ (ع ۱) انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ اس سارے جہان میں اللہ تعالیٰ ہی منفرد و مختار اور کارساز ہے۔ تکاد السمٰوٰت یتفطرن ــ تا ــ ھو الغفور الرحیم ۵ فرشتے بھی شرک سے اللہ تعالیٰ کی تقدیس کرتے ہیں اور اہل توحید کیلئے اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ والذین اتخذوا من دونہ (الآیۃ) مشرکین پر زجر مع تخویف ہے

وکذٰلک اوحینا الیک الخ ترغیب الی القرآن و بشارت و تخویف اخروی۔ ام اتخذوا من دونہ اولیاء الخ اعادۂ زجر۔ فاطر السمٰوٰت والارض تا ــ انہ بکل شیءٍ علیم ۵ یہ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض سے متعلق ہے یعنی یہ مضامین بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور مالک و مختار ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں۔

شرع لکم من الدین ــ تا ــ ویھدی الیہ من ینیب ۵ (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک ہی دین کو قائم کرنے یعنی اللہ کی توحید کی تبلیغ کرنے اور غیر اللہ کی پکار سے روکنے کا حکم دیا گیا۔ تمام پیغمبر اللہ کی توحید پر متفق تھے۔ وما تفرقوا الا من بعد الخ یہ اس سورت کے مرکزی

شبہہ کا جواب ہے۔ شبہہ یہ ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے، تو پھر کتب سابقہ میں اس کے خلاف لکھا ہوا کیوں ملتا ہے تو اسکا جواب دیا گیا کہ یہ بعد کے باغی پیشواؤں کی تحریف ہے، انہوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے اور جاننے کے بعد ضد وعناد کی وجہ سے توحید میں اختلاف ڈالا۔ ولو لا کلمۃ سبقت الخ یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ ان باغیوں اور سرکشوں پر عذاب کیوں نہیں آتا جو توحید کا انکار کرتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر آئیگا۔ وان الذین اورثوا الکتب الخ ان گمراہ کن اور باغی علماء کے بعد جو لوگ آئے وہ انکی محرف کتابوں کو دیکھ کر توحید کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے۔ فلذلك فادع ـ تا ـ والیہ المصیر ۝ یہ ماقبل پر چار امور متفرعہ ہیں۔ (۱) فلذلك فادع آپ اسی حکمنامہ کی دعوت دیتے رہیں (۲) واستقم کما امرت اسی پر قائم رہیں۔ (۳) ولا تتبع اھواءھم ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں۔ (۴) قل اٰمنت الخ میرا اسی پر ایمان ہے جو خدا نے نازل فرمایا۔ باغیوں کی تحریفات کو نہیں مانونگا۔ وامرت لاعدل بینکم مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ شکوک میں پڑے رہیں اور باغیوں کی تحریرات کو مانتے رہیں، لیکن آپ مسئلہ توحید کی دعوت کو جاری رکھیں اور اسی پر قائم رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاجات میں پکاریں اور اسی کی تبلیغ کریں۔ اور اعلان کر دیں کہ میں اسی چیز کو مانونگا جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور مجھے انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

والذین یحاجون فی اللہ الخ باغی اور گمراہ علماء کی تحریفات کی پیروی کرتے ہوئے جن لوگوں نے اللہ کی توحید کو چھوڑا وہ اس بارے میں معذور نہیں ہیں، کیونکہ اول تو اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرما دی ہے جو حق وباطل کے درمیان میزان ہے۔ دوم اس مسئلہ کو انبیاء علیہم السلام اور علماء حق تسلیم کر چکے ہیں اس لئے ان مشرکین کا عذر قابل قبول نہیں جیسا کہ گوسالہ سامری کا آواز نکالنا گوسالہ پرستوں کے لئے معذور ہونے کا سبب نہ بن سکا۔ وما یدریك لعل الساعۃ قریب ـ تا ـ لفی ضلل بعید ۝ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

اللہ لطیف بعبادہ (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے، اس لئے غائبانہ اسی کو پکارو۔ من کان یرید الخ (ع ۳) یہ ترغیب فی الآخرۃ وتزہید فی الدنیا ہے۔ ام لھم شرکاء الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ خدا کی شریعت میں تو یہی ہے کہ صرف اللہ ہی کو پکارو، کیا تمہارے پیشواؤں اور معبودوں نے اسکی شریعت کے خلاف کوئی نئی شریعت بنالی ہے؟ ولو لا کلمۃ الفصل ـ تا ـ وھو واقع بھم ط تخویف اخروی ہے۔ والذین اٰمنوا ـ تا ان اللہ غفور شکور ۝ یہ بشارت اخرویہ ہے اور درمیان میں قل لا اسئلکم الخ سے ترغیب ہے۔ ام یقولون افتری (الآیۃ) یہ شکوی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور کتب سابقہ کے مطابق دعوت پیش کرتے ہیں، لیکن معاندین پھر بھی آپ کو مفتری کہتے ہیں۔ وھو الذی یقبل التوبۃ (الآیۃ) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی معاف کنندہ اور غیب داں ہے، اسی سے گناہ بخشواؤ اور اسی کو پکارو۔ ویستجیب الذین اٰمنوا الخ بشارت اخرویہ والکفرون لھم عذاب شدید ۝ تخویف اخروی ولو بسط اللہ الرزق (الآیۃ) یہ ایک سوال کا جواب ہے، وہ ایسا مہربان ہے تو سب کو فراخی سے رزق کیوں نہیں دیتا؟ اگر وہ سبکو فراخی سے رزق دیتا تو سب ہی اس کے احکام سے باغی ہو جاتے، اس لئے وہ اپنی حکمت سے ہر ایک کو ایک خاص اندازے سے دیتا ہے۔ وھو الذی ینزل الغیث ـ تا ـ اذا یشاء قدیر ۝ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ کارساز اور متصرف ومختار وہی ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو یہ پہلے دعوی پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ ـ تا ـ فمتاع الحیوۃ الدنیا (ع ۴) یہ تخویف دنیوی ہے۔ وما عند اللہ ـ تا ـ فاولئك ما علیھم من سبیل ۝ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ اور اس میں دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بیان بھی ہے۔ (۱) شرک نہ کرو۔ للذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون (۲) ظلم نہ کرو الذین یجتنبون الخ اور (۳) احسان کرو واذا ما غضبوا ھم یغفرون۔ انما السبیل علی الذین یظلمون (الآیۃ) یہ تخویف اخروی ہے۔ ومن یضلل اللہ الخ (ع ۵) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے یعنی جو شخص محض ضد وعناد کی وجہ سے باطل پرست علماء کی تحریفات کو مان کر گمراہ ہو گیا، اسے راہ راست پر کوئی نہیں لا سکتا۔ وتری الظلمین ـ تا ـ فما لہ من سبیل یہ تخویف اخروی ہے۔

استجیبوا لربکم ـ تا ـ وما لکم من نکیر ۝ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور تخویف اخروی بھی ہے۔ یعنی باغیوں اور گمراہوں کی تحریفات کی پیروی نہ کرو اور صرف اللہ ہی کو پکارو۔ فان اعرضوا الخ یہ زجر مع تسلیہ ہے۔ اگر معاندین اعراض کرتے ہیں، تو آپ غمگین نہ ہوں آپکا کام سنانا اور سمجھانا ہے نہ کہ منوانا۔ وانا اذا اذقنا (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ للہ ملك السمٰوٰت ـ تا ـ انہ علیم قدیر ۝ یہ پہلے دعویٰ پر عقلی دلیل ہے اور پہلے دعوی سے متعلق ہے۔ ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے اور اولاد دینا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے حاجات میں اسی کو پکارو۔ وما کان لبشر (الآیۃ) یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور شرع لکم من الدین کے ساتھ بھی اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے گذشتہ انبیاء علیہم السلام اور آپ کے ساتھ تین ہی طریقوں سے کلام کیا گیا۔ جو چیز اس وحی کے خلاف ہوگی وہ مفسد اور گمراہ کن پیشواؤں کی ایجاد اور تحریف ہوگی۔ وکذلك اوحینا الیك الخ یہ دلیل وحی ہے۔ ان ہی تین طریقوں سے ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور انبیاء سابقین علیہم السلام کی طرح آپکو بھی توحید ہی کے لئے مبعوث کیا ہے۔ صراط اللہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت (الآیۃ) یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے ۲ کذلك یوحی الیك۔ اس سورت میں جو مضمون توحید نازل کیا گیا ہے یہی مضمون ہم اس سے پہلی سورتوں میں آپکی طرف نازل کرتے رہے ہیں، اور یہی مضمون توحید گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی کرتے رہے ہیں۔ کلام مستأنف وارد لتحقیق ان مضمون

السورة موافق لما فی تضاعیف الکتب المنزلۃ علی سائر الرسل المتقدمین فی الدعوۃ الی التوحید والارشاد الی الحق (روح ج ۲۵ ص ۱۰) کذلک یعنی اس کی مانند یہ تعبیر اس لئے اختیار کی گئی کہ عبارت وہ نہیں، البتہ مضمون وہی ہے۔ ای مثل ذلک الوحی (مدارک، جامع البیان) یوحی میں حال گذشتہ کو مضارع سے تعبیر کیا گیا تاکہ استمرار و دوام پر دلالت کرے۔ وذکر المضارع للاستمرار وبیان العادۃ (جامع البیان ص ۴۱۴) **ف۳** لہ ما فی السمٰوٰت۔ اس سے پہلے قولوا مقدر ہے یعنی انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی میں انھیں حکم دیا گیا کہ کہو، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اللہ کا ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے وھو

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

پھٹ پڑیں گے آسمان اوپر سے ف۱ اور فرشتے پاکی بولتے ہیں خوبیاں اپنے رب کی

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور گناہ بخشواتے ہیں زمین والوں کے سنتا ہے وہی ہے معاف کرنیوالا

الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ

مہربان ف۱ اور جنھوں نے پکڑے ہیں ف۲ اس کے سوائے رفیق اللہ کو

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَكَذٰلِكَ

وہ سب یاد ہیں اور تجھ پر نہیں ان کا ذمہ اور ف۲ اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اس کے

حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي

آس پاس والوں کو اور خبر سنا دے جمع ہونیکے دن کی اس میں دھوکہ نہیں ایک فرقہ

الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ

بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں ف۵ اور ف۶ اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کرتا

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

ایک ہی فرقہ ولیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہے اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا

اور گنہگار جو ہیں ان کا کوئی نہیں رفیق اور نہ مددگار کیا ف۷ انھوں نے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ؗ

پکڑے ہیں اس سے ورے کام بنانیوالے سو اللہ جو ہے وہ ہی ہے کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہے مُردوں کو

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ

اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور جس ف۸ بات میں جھگڑا کرتے ہو تم لوگ کوئی چیز

ع ۱ / ۲

العلی العظیم وہ نہایت بلند اور بڑی شان والا ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا اور کوئی اس سے اپنی مرضی کے مطابق کام نہیں کرا سکتا۔ قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یا یہ استیناف ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت وحکمت کی تقریر و تبیین کیلئے۔ استیناف مقرر لعزتہ تعالی وحکمتہ عزوجل (روح ج ۲۵ ص ۱۱) **ف۴** تکاد السمٰوٰت (الایۃ) اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور ہیبت و جلال کا بیان ہے۔ قریب ہے کہ اللہ کے خوف اور اسکی ہیبت وخشیت سے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں ای یتشققن من عظمۃ اللہ وجلالہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۴) اسکی عظمت شان کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی ہر قسم شرک سے اسکی تنزیہ و تقدیس میں مصروف ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر حمد وثنا کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے، اسلئے کہ ہر نعمت اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اور وہ سب کا پروردگار ہے۔ بحمد ربھم میں باء برائے تلبس ہے (روح) اللہ کے فرشتے ایک طرف تو اللہ کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کے لئے استغفار بھی کرتے ہیں جنہوں نے شرک سے توبہ کی اور اللہ کی توحید کا راستہ (صراط مستقیم) اختیار کیا۔ من فی الارض سے مومنین مراد ہیں جیسا کہ سورۂ مومن (ع ۱) میں گذر چکا ہے۔ فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک (الآیات) **ف۵** والذین اتخذوا (الآیات) یہ زجر مع تخویف ہے جن لوگوں نے اللہ کے سوا کئی اور کارساز بنا رکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال و احوال کا نگران ہے اور ان کے تمام اعمال اس کے احاطۂ علم میں ہیں، اس لئے وہ انھیں ان کے اعمال کی پوری پوری سزا دے گا۔ لیکن آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں، کیونکہ آپ تو انذار و تبلیغ کیلئے بھیجے گئے ہیں اور آپ نے اپنا فریضہ ادا کر دیا **ف۶** وکذلک اوحینا (الآیۃ) کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی ہم نے یوں اسقدر واضح کرکے یہ مضمون (توحید) عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ مکہ اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو اس کے احکام سے خبردار کریں اور انکو قیامت کے دن سے ڈرائیں جس میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائیگا اور جسکی آمد میں کوئی شک نہیں۔ اس دن تمام انسان دو جماعتوں میں تقسیم ہوں گے ایک ایمان والوں کی جماعت یہ جنت میں جائیگی اور دوسری کفار و مشرکین کی جماعت یہ جہنم کا ایندھن ہو گی۔ یہ مشرکین اگر ایسا واضح قرآن

موضح قرآن ف۱ آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے۔ یا فرشتوں کے ذکر کی کثرت سے تاثیر ہو اور پھٹ پڑے حضرت نے فرمایا آسمانوں میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا سجدے میں ف۲ بڑا گاؤں فرمایا مکے کو کہ سارے عرب کا مجمع وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں گھر اللہ کا وہیں اس پاس اول عرب بعد اسکے ...

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از ہیبت الٰہی ۱۲

کبھی نہیں مانتے، توجہنم کے لئے تیار رہیں ف۷ ولو شآء اللہ (الآیۃ) اللہ تعالیٰ قادر و متصرف ہے، اگر وہ چاہتا تو تمام بنی آدم کو جبراً توحید پر قائم کر دیتا اور اس طرح ساری انسانیت ایک ہی امت ہوتی، لیکن جبری ایمان مطلوب نہیں، اس طرح جزاء و سزا کی حکمت فوت ہوجاتی ہے اور امتحان و ابتلاء کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے جسکی خاطر انسان کو پیدا فرمایا۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا (ملک ع ۱) اور سورہ مائدہ (ع ۷) میں ارشاد ہے ولو شآء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم (الآیۃ) ولکن یدخل الخ یہ اسی امتحان و ابتلاء کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی انسان کو اختیار دیدیا اور دونوں راستے اس پر واضح کر دیئے گئے۔ اب وہ دونوں راستوں میں جو بھی اختیار کرے گا، اسی کے مطابق اسکا انجام ہوگا۔ اگر صراط مستقیم کو اختیار کریگا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں داخل کریگا، کیونکہ ایسے لوگوں ہی کو وہ اپنی رحمت میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اور جو کفر و شرک اختیار کرے گا ایسے ظالم اور بے انصاف اس کے غضب کے مستحق ہوں گے اور انکا کوئی یار و مددگار نہیں ہوگا جو ان کو اللہ کے غضب سے بچا سکے ف۸ ام اتخذوا من دونہ اولیآء۔ یہ زجر کا اعادہ ہے۔ کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو کارساز اور مددگار بنا رکھا ہے، تاکہ آڑے وقت میں ان کے کام آئیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا یار و مددگار اور سب کا کارساز ہے، اسکی شان یہ ہے کہ وہ مُردوں کو بھی زندہ کرسکتا ہے اور ہر چیز اور ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ یہ صفات اللہ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار اور کارساز نہ سمجھو یعنی ان من یکون بھذہ الصفۃ فھو الحقیق بان یتخذ ولیا ومن لا یکون بھذہ الصفۃ فلیس بولی (خازن ج ۶ ص ۱۱۷) ف۹ وما اختلفتم فیہ (الآیۃ) یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکایت ہے، آپ نے مسلمانوں سے فرمایا جن شرائع میں تمہارے درمیان اور مشرکین اور اہل کتاب کے درمیان اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے اور اسمیں اسی کا حکم قطعی ہے وہی اللہ میرا مالک و کارساز ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے میں ہر معاملے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ سچا دین، دین اسلام ہے جو توحید کی تعلیم دیتا ہے، نہ کہ دینِ مشرکین۔ اسی طرح شریعت سازی اللہ کا کام ہے۔

فَحُكْمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبِّى عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
اس کا فیصلہ ہے اللہ کے حوالے وہ اللہ ہے رب میرا اسی پر ہے مجھ کو بھروسہ اور اسی کی طرف
أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ
میں رجوع ہے بنا نکالنے والا آسمانوں کا ف۱۰ اور زمین کا بنا دیئے تمہارے واسطے
أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا وَمِنَ ٱلْأَنْعَٰمِ أَزْوَٰجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ
تم ہی میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے جوڑے بکھیرتا ہے تم کو اسی
فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُۥ
طرح نہیں ہے اسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا اسی کے پاس ہیں
مَقَالِيدُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن
کنجیاں آسمانوں اور زمین کی ف۱۱ پھیلا دیتا ہے روزی جس کے واسطے
يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ ۞ شَرَعَ لَكُم
چاہے اور ماپ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے راہ ڈال دی تمہارے لئے
مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا وَٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَ
دین میں ف۱۲ وہی جس کا حکم کیا تھا نوح کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور
مَا وَصَّيْنَا بِهِۦٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ ۖ أَنْ أَقِيمُوا۟
جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو یہ کہ قائم رکھو
ٱلدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا۟ فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى ٱلْمُشْرِكِينَ مَا
دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں بھاری ہے شرک کرنیوالوں کو وہ چیز
تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ ٱللَّهُ يَجْتَبِىٓ إِلَيْهِ مَن يَشَآءُ وَيَهْدِىٓ
جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف سے جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے
إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا۟ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
اپنی طرف اسکو جو رجوع لائے ف۱ اور جنہوں نے اختلاف ڈالا سو سمجھ آچکنے کے بعد ف۱۳

ر متعلق بہ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض ۱۲

مر ایضاً ۱۲

مر اعادۂ دعویٰ

نتیجہ سابقہ

جواب شبہ دعوےٰ ثانیہ ۱۲

احبار و رہبان کو اللہ کی شریعت میں ترمیم و اضافہ اور تحریف و تبدیل کا کوئی اختیار نہیں۔ ای ما خالفکم فیہ الکفار من اھل الکتاب والمشرکین من امر الدین، فقولوا لھم حکمہ الی اللہ لا الیکم وقد حکم ان الدین ھو الاسلام لا غیرہ، و امور الشرائع انما تتلقی من بیان اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷) ف۱۰ فاطر السموٰت والارض۔ یہ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض ہی سے متعلق ہے۔ گویا مضمون کے اعتبار سے یہ سب یوحی کا مفعول بہ ہے۔ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ کارساز اور عالم الغیب ہونے میں اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فطرۃ زمین و آسمان

موضح قرآن ف۱ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کو قائم کرنے کے طریق ہر وقت میں اللہ نے جدا ٹھہرا دیئے ہیں۔ **فتح الرحمٰن** ف۱ یعنی بحق حاصل آنست کہ انبیاء علیہم السلام در اصول دین متفق اند و اختلاف شرائع در فروع است وبس ۱۲۔

میں وہی تعلق رکھا ہے جو مادہ اور نر میں ہوتا ہے۔ جس طرح اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور ان دونوں کے خواص کے ملاپ سے یہ ساری نعمتیں اور برکتیں رونما ہوئیں، اسی طرح اس نے انسانوں کی جنس ہی سے ان کی بیویاں پیدا کیں جیسا کہ سورہ نساء (ع ۱) میں ہے الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا ای من جنسہا اور سورۂ نحل (ع ۱۰) میں فرمایا واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا (الآیۃ) ای من جنس انفسکم (جعل لکم من انفسکم) خلق لکم من جنسکم (مدارک ج ۴ ص ۷۷) اور اس نے چوپایوں کے بھی جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے۔ یذرؤکم فیہ۔ ضمیر غائب الجعل کی طرف راجع ہے جو جَعَلَ سے مفہوم ہے فکانہ قال یخلقکم ویکثرکم فی الجعل (قرطبی ج ۱۶ ص ۸) یعنی جوڑوں کی صورت میں وہ تمہیں نسلاً بعد نسل پھیلا رہا ہے۔ لیس کمثلہ شئ وہ اپنی ذات وصفات میں تخلیق کائنات میں اور تدبیر عالم میں یگانہ، بے مثل اور بے نظیر ہے، کوئی بھی اس سے مشابہ اور اس کے مانند نہیں، کیونکہ وہ ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ والذی یعتقد فی ہذا الباب ان اللہ جل اسمہ فی عظمتہ وکبریائہ وملکوتہ وحسنی اسمائہ وعلیّ صفاتہ لا یشبہ شیئا من مخلوقاتہ ولا یشبّہ بہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸)

۱۱ لہ مقالید السمٰوٰت (الآیۃ) یہ بھی لہ ما فی السمٰوٰت الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح ساری کائنات کا خالق اور مالک وہی ہے، اسی طرح زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیوں کا مالک بھی وہی ہے۔ تمام خزانۂ رحمت و رزق اسی کے ہاتھ میں ہیں، تندرستی، دولت، اولاد، عزت وغیرہ اور ان کے اضداد سب اسی کے قبضہ و اختیار میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے فراخی سے روزی دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے۔ وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے، اس لئے جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے علم و حکمت کے تقاضے کے مطابق کرتا ہے۔ ابتداء سورت سے یہاں تک واضح ہو گیا کہ سارے عالم میں اللہ تعالیٰ ہی متصرف و مختار ہے اور وہی غیب داں ہے، کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں اور ان صفات میں کوئی جن و بشر، کوئی ملک و مرسل اس کا شریک نہیں۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جب وہی کارساز اور عالم الغیب ہے، تو حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارنا چاہیئے۔

۱۲ شرع لکم من الدین (الآیۃ) تمہارے لئے ہم نے وہی دین مقرر کیا ہے جس کو قائم کرنے کا نوح کو حکم دیا تھا، اور جس کا آپ کو وحی کے ذریعے سے حکم دیا ہے اور جسے قائم کرنے کا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو حکم دیا تھا۔ ہم نے ان تمام اولوا العزم پیغمبروں کو حکم دیا تھا کہ اس دین (دین توحید) کو قائم کرو اور اس میں اختلاف نہ کرو۔ دین کو قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی توحید اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لائیں اور اس کے احکام کی اطاعت کریں۔ ای دین الاسلام الذی ہو توحید اللہ تعالیٰ وطاعتہ والایمان بکتبہ ورسلہ وبیوم الجزاء وسائر مایکون العبد بہ مؤمنا (روح ج ۲۵ ص ۲۱) فیہ ای فی التوحید یعنی توحید جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ولا تکونوا من المشرکین ومن الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا (روم ع ۴) ما تدعوہم الیہ یعنی توحید کو مانو اور شرک کو چھوڑ دو ای من التوحید ورفض الاوثان (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) مشرکین پر یہ بات نہایت گراں گذرتی ہے جب انھیں توحید کی دعوت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں نہیں، اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے دین اور توحید کے لئے چن لیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق دیدیتا ہے اور جتنا کس کو ہے اور قبول ہدایت کی توفیق کس کو دیتا ہے جو اخلاص اور صدق نیت سے اسکی طرف رجوع کرے اور انصاف سے راہِ حق کی تلاش کرے، ضد اور عناد سے دُور رہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اس کیساتھ شرک نہ کرو یہ تمام نبیوں کا دین ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون (انبیاء ع ۲)

۱۳ وما تفرقوا۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے کہ جب تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا اور مسئلہ توحید سب کا اجماعی دین تھا، تو جو کتابیں اور صحیفے ان پر نازل ہوئے، ان میں مسئلہ توحید کے خلاف مضامین کیوں پائے جاتے ہیں؟ اسکا جواب دیا گیا کہ بے شک تمام انبیاء علیہم السلام مسئلہ توحید پر متفق تھے اور یہی مسئلہ ان کی طرف وحی کیا گیا، لیکن بعد میں دنیا پرست، باغی اور گمراہ کن علماء اور پیشواؤں نے حق کو سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر کتب سابقہ میں تحریف کر ڈالی اور ان میں توحید کے خلاف عبارتیں اپنی طرف سے درج کر دیں اور یہ سب کچھ انہوں نے محض ضد و عناد کی وجہ سے کیا ہے۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں اوّل یہ کہ توحید میں اختلاف کس نے ڈالا؟ مشرک پیشواؤں اور گمراہ کن اور زر پرست علماء نے۔ دوم اختلاف کب ڈالا؟ جب ان کے پاس علم آگیا اور ان کو حق معلوم ہو گیا، گویا یہ اختلاف انہوں نے جان بوجھ کر ڈالا ہے، کسی غلط فہمی کی بنا پر نہیں ڈالا۔ سوم۔ اختلاف کیوں ڈالا؟ محض ضد و عناد اور سرکشی کی وجہ سے۔ ولولا کلمۃ سبقت۔ یہ اس شبہہ کا جواب ہے کہ پھر ان معاندین پر فوراً عذاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا:۔ عذاب کے لئے ایک وقت مقرر تھا (قیامت کا دن یا اواخر حیات) اگر وقت معین نہ ہوتا تو اسی وقت ہی ان کا قصہ تمام کر دیا جاتا۔ اجل مسمی ہو یوم القیامۃ او اٰخر اعمارہم المقدرۃ (بیضاوی) وان الذین اورثوا الکتاب الخ ان محرّف اور گمراہ کن پیشواؤں سے وہ کتابیں جب بعد میں آنے والے لوگوں کو ملیں، تو وہ بھی ان محرّف اور تبدیل شدہ کتابوں کو پڑھ کر مسئلہ توحید کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو گئے۔ آگے چار امور مذکور ہیں جو ماقبل پر متفرع ہیں۔

۱۴ فلذلك فادع - یہ پہلا امر متفرع ہے یہ اصل میں فادع لذلك، لذلك فادع - پہلے جملے سے ادع حذف کر دیا گیا اور دوسرے سے لذلك کو تاکہ تکرار مع اختصار ہو جائے فبذلك فلیفرحوا کی ترکیب بھی یہی ہے - نقلہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن الرضی - جب تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت ایک ہی تھی، لیکن باغیوں نے اس میں ضد و عناد سے اختلاف ڈال دیا ہے، تو آپ اسی دینِ توحید کی دعوت دیتے رہیئے جسکی تمام انبیاء علیہم السلام کو تاکید کی گئی و استقم کما امرت یہ دوسرا امر متفرع ہے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے، آپ اسی طرح دعوت پر قائم رہیں و لا تتبع اھواءھم یہ تیسرا امر متفرع ہے اور ان گمراہ کُن پیشواؤں اور شرک کے رہنماؤں کی خواہشات کا اتباع نہ کریں۔ ای الی ما وصی اللہ تعالیٰ بہ الانبیاء من التوحید (معالم و خازن ج ۶ ص ۱۱۹) **۱۵** وقل امنت یہ چوتھا امر متفرع ہے اور آپ فرما دیں میں تو صرف اسی کتاب پر ایمان لایا ہوں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے، ان باغیوں اور گمراہی پھیلانے والوں کی تحریرات اور تحریفات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ و امرت لاعدل بینکم یہ پانچویں امر متفرع میں داخل ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تبلیغ توحید اور فصل احکام میں تمہارے درمیان برابری کروں یہ مسئلہ سب کو سناؤں اور کسی کی طرفداری نہ کروں - فی تبلیغ الشرائع و الحکم بین المتخاصمین (مظہری ج ۸ ص ۳۱۴) اللہ تعالیٰ ہی ہمارا مالک و کارساز ہے اور تمہارا بھی۔ ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہو۔ ہمارے اعمال خیر کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال شرک کا ہمیں کوئی نقصان نہیں اسکا دوسرا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں۔ یعنی شرک سے پاک ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں یعنی تمہارے اعمال سراسر مشرکانہ ہیں۔ رہا یہ کہ ہم تمہیں اسلام اور توحید کی دعوت کیوں دیتے ہیں تو محض تمہاری خیر خواہی کے لئے لاحجۃ بیننا و بینکم اس لئے خصومت اور جھگڑے کی کوئی وجہ نہیں۔ لان اعمالکم لا یضرنا و اعمالنا لا یضرکم انما ندعوکم الی الاسلام نصحا لکم، فلا وجہ للخصومۃ و العداوۃ (مظہری) یا مطلب یہ ہے کہ دین حق حجت و دلیل کے اعتبار سے غالب ہو چکا ہے اور تم پر حجت خداوندی قائم ہو چکی ہے، اس لئے اب تم پر احتجاج کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی اور تمہارے انکار کی عناد و مکابرہ کے سوا کوئی توجیہہ نہیں ہو سکتی۔ ای لا احتجاج ولا خصومۃ لان الحق قد ظہر، فلم یبق للاحتجاج حاجۃ ولا للمخالفۃ محمل سوی المکابرۃ والعناد (روح ج ۲۵ ص ۲۵) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کریگا اور سر محشر محق و مبطل کے درمیان آخری اور قطعی فیصلہ فرمائیگا۔ فریق فی

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى
آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو نکلی ہے تیرے رب سے ایک
اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ
مقررہ وعدہ تک تو فیصلہ ہو جاتا انمیں اور جن کو ملی ہے کتاب
مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ
ان کے پیچھے وہ البتہ اُس کے دھوکے میں ہیں ف۱ سو تو اسی طرف بلا ف۲ اور
اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ
قائم رہ جیسا کہ فرما دیا ہے تجھ کو اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور کہہ
اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ
میں یقین لایا ف۳ ہر کتاب پر جو اتاری اللہ نے اور مجھ کو حکم ہے کہ انصاف کروں
بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ
تمہارے بیچ میں اللہ رب ہے ہمارا اور تمہارا ہم کو ملیں گے ہمارے کام اور تمکو تمہارے کام
لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ۭ
کچھ جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ اکٹھا کرے گا ہم سب کو ف۱ اور اسی کیطرف پھر جانا ہے ف۵
وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ
اور جو لوگ جھگڑا ڈالتے ہیں ف۶ اللہ کی بات میں جب لوگ اسکو مان چکے ف۲ ان کا
حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ
جھگڑا باطل ہے ان کے رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے اور انکو
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
سخت عذاب ہے ف۷ اللہ وہی ہے جس نے اتاری کتاب سچے دین پر
وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾
اور ترازو بھی اور تجھ کو کیا خبر ہے شاید وہ ف۱ گھڑی پاس ہو ف۲

منزل ۶

ف۱ پہلا امر متفرع ۱۲ ف۲ دوسرا امر متفرع ۱۲ ف۳ تیسرا امر متفرع ۱۲ ف۴ چوتھا امر متفرع ۱۲

ف۵ ایک سوال کا جواب ف۶ عذر قبول نہ ہونے کی پہلی دلیل ۱۲ ف۷ عذر قبول نہ ہونے کی دوسری دلیل ۱۲ ف۸ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی پہلے لوگ تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو کتاب کے معنی بدل دیتے اور پیچھے والے مختلف معنے دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ معنی اُس طرح یا اِسطرح یہ اختلاف بُرا ہے جن معنوں میں خلاف نکلتا ہو اور کئی طرح معنے کئے جن میں خلاف نہیں نکلتا اسکا منع نہیں ف۲ پہلی کتاب والوں سے اسطرح کلام کرنا چاہیئے ف۳ یہ ان کتاب والوں کو کہا جو سمجھے لوگوں کو بہکاتے ہیں شبہے ڈالکر ف۴ ترازو فرمایا دین حق کو جسمیں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی روز قیامت ۱۲۔ ف۲ یعنی جمعی در اسلام داخل شدند ۱۲۔

نہ وفریق فی السعیر ۱۶ والذین یحاجون۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ جب بعد کے لوگوں نے پہلے لوگوں کی تحریرات کو پڑھا اور گمراہ ہوگئے، تو کہ وہ اس معاملے میں معذور نہیں ہوں گے۔ فرمایا وہ معذور نہیں ہیں، ان کا یہ عذر اللہ کے نزدیک ساقط اور مردود ہے، فی اللہ ای فی توحید اللہ ان کا یہ عذر قبول نہ ہونیکی دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ دلیل اول من بعد ما استجیب لہ اس مسئلے کو تو علماء اہل کتاب بھی مان چکے ہیں، مراد وہ علما ہیں جو اسلام لا چکے تھے تو علماء ثقات کا اسے مان لینا اس کے حق ہونے کی دلیل ہے، تو ان لوگوں نے ان باغیوں اور گمراہوں کی بات کیوں مانی، ان علماء ثقات کے نقش قدم پر کیوں نہیں چلے؟ جب ان کے حق پر علماء مان چکے تو انکا انکار محض مکابرہ ہے۔ من بعد ما استجاب لہ اھل الکتاب بان اقروا بنبوتہ واستفتحوا بہ (بیضاوی) ایسے لوگوں پر جو ایسی حجت واضحہ کے باوجود نہیں مانتے، اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت ترین عذاب تیار ہے تائید (۱) اولم یکن لھم اٰیۃ ان یعلمہ علمٰؤا بنی اسرائیل (شعراء ع ۱۱)۔ (۲) الذین اٰتینٰھم الکتٰب یتلونہ حق تلاوتہ ط اولٰئک یؤمنون بہ (بقرہ ع ۱۴) دلیل ثانی اللہ الذی نزل الخ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم الشان کتاب نازل فرما دی ہے جس میں حق (مسئلہ توحید اور دیگر ضروریات دین) کو خوب واضح اور روشن کر کے بیان کر دیا گیا ہے اور ایک ایسی شریعت نازل فرما دی ہے، جو حق و باطل، عدل و انصاف اور تمام حقوق کیلئے ترازو ہے، تو ان لوگوں نے اس کتاب کی طرف کیوں توجہ نہ کی اور اس میں غور و فکر کر کے اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنیکی کوشش کیوں نہ کی؟ اس لئے ان کا عذر قابل قبول نہیں۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کا یہ شبہہ اور عذر قبول نہ ہوا کہ گوسالہ سامری آواز کرتا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا اتخذوہ وکانوا ظلمین (اعراف ع ۱۸) اسی طرح آج بھی اگر کوئی عبارت یا روایت مسئلہ توحید کے خلاف مل جائے تو حجت نہیں ہوگی اور گوسالہ سامری کی آواز سے زیادہ اسکی حیثیت نہیں ہوگی ۱۷ وما یدریک۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت سر پہ کھڑی ہے اس لئے آپ اللہ کی کتاب پر عمل کریں، اپنی دعوت پیش کرنے میں مصروف رہیں، نہ ماننے والوں کے لئے آخرت کا عذاب تیار ہے۔ یستعجل بھا الخ جو لوگ قیامت کے آنے پر ایمان نہیں رکھتے وہ از راہ تمسخر و استہزاء کہتے ہیں قیامت کب آئیگی وہ جلدی کیوں نہیں آتی؟ لیکن ایمان والے قیامت کا نام سن کر کانپ اٹھتے ہیں کیونکہ وہ قیامت کے آنے پر اور اس کی ہولناکی پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے وہ ہدایت اور راہ راست سے بہت ہی دور ہیں۔ یہاں تک دو دعوے بیان ہوئے۔ اوّل تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ یہی وحی فرماتا رہا کہ کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے، حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔ دوم مسئلہ توحید

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا
جلدی کرتے ہیں اس گھڑی کی وہ لوگ کہ یقین نہیں رکھتے اس پر اور جو یقین رکھتے ہیں
مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ
ان کو اس کا ڈر ہے اور جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے سنتا ہے جو لوگ
يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ
جھگڑتے ہیں اس گھڑی کے آنے میں وہ بہک کر دور جا پڑے اللہ نرمی رکھتا ہے
بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾
اپنے بندوں پر روزی دیتا ہے جس کو چاہے ف۱ اور وہی ہے زور آور زبردست
مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ
جو کوئی چاہتا ہو آخرت والی کی کھیتی زیادہ کریں ہم اس کیواسطے اسکی کھیتی اور جو
كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دیویں ہم کچھ اسمیں سے اور اس کے لئے نہیں آخرت
مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ
میں کچھ حصہ ف۲ کیا ان کے لئے اور شریک ہیں کہ راہ ڈالی ہے انہوں نے ان کے واسطے دین کی
مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ
کہ جس کا حکم نہیں دیا اللہ نے اور اگر نہ مقرر ہو چکی ہوتی ایک بات فیصلہ کی تو فیصلہ ہو جاتا
وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ
ان میں اور بیشک جو گنہگار ہیں ان کو عذاب ہے دردناک ف۳ تو دیکھے گا گنہگاروں کو
مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا
کہ ڈرتے ہونگے اپنی کمائی سے اور وہ پڑ کر رہے گا ان پر اور جو لوگ یقین لائے
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ
اور بھلے کام کئے باغوں میں ہیں جنت کے ان کیلئے ہے جو وہ چاہیں

ع ۲

۱؎ متعلق بدعویٰ اولیٰ ۱۲
۲؎ ترغیب آخرت ۱۲
۳؎ متعلق بدعویٰ ثانیہ ۱۲
۴؎ تخویف اخروی ۱۲
۵؎ بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ جسکو چاہے جتنی چاہے ف۲ دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے پھر اس محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں ف۳ یعنی فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر۔

کے خلاف جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دنیا پرست اور گمراہ پیشواؤں نے محض ضد وعناد کی وجہ سے لکھا ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے حجت نہیں۔ اب اس کے
بعد آخر سورت تک جو آیات ہیں وہ بطور تنویر انہی دو دعووں سے متعلق ہیں ۱۸ اَللّٰهُ لطیف (الآیۃ) یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے اور اسکی
تائید ہے۔ القوی القادر علی کل شئ، العزیز ای لا یغالب ولا یدافع قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے حسب حکمت
کسی کو زیادہ اور کسی کو کم رزق دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر اور سب پر غالب ہے۔ لہٰذا سب کچھ کرنے والا اور کارساز وہی ہے، اس لئے حاجات میں صرف

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿٢٢﴾ ذٰلِكَ الَّذِىْ
اپنے رب کے پاس یہی ہے بڑی بزرگی یہ ہے جو
يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ
خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ایماندار بندوں کو جو کرتے ہیں بھلے کام
قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ
تو کہہ میں مانگتا نہیں ف۲ تم سے اس پر کچھ بدلا مگر دوستی چاہیے قرابت میں ف۱
وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اور جو کوئی کمائے گا نیکی ف۳ ہم اس کو بڑھا دینگے اسکی خوبی بے شک اللہ
غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿٢٣﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ
معاف کرنیوالا حق ماننے والا ہے ف۴ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے ف۵ باندھا اللہ پر جھوٹ
فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ
سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ جھوٹ ف۵ کو اور
يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٤﴾ وَ
اور ثابت کرتا ہے سچ کو اپنی باتوں سے اس کو معلوم ہے جو دلوں میں ہے ف۱ اور
هُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ
وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ ف۲ اپنے بندوں کی اور معاف کرتا ہے
السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ
برائیاں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ف۳ اور دعا سنتا ہے ایمان
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ
والوں کی جو بھلے کام کرتے ہیں اور زیادہ دیتا ہے ان کو اپنے فضل سے اور
الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ
جو منکر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اگر پھیلا دے اللہ ف۴ روزی

ف۱ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ۱۲
ف۲ شکوی ۱۲
ف۳ جواب شکوی ۱۲
ف۴ متعلق بدعوی اولیٰ ۱۲
ف۵ جواب سوال مقدر ۱۲

اسی کو پکارو ۱۹ من کان یرید (الآیۃ) اس میں
آخرت کی ترغیب اور دنیا سے تنفیر و تزہید ہے۔ جو
شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اور اس کیلئے نیک
کام کرتا ہے، تو ہم اس کے ثواب میں اضافہ کر دیتے
ہیں، اور ایک نیکی کے بدلے دس سے لیکر سات سو
گنا اور اس سے بھی زیادہ ثواب دیتے ہیں اور جو
لوگ دنیا چاہتے ہیں اور آخرت سے انھیں کوئی واسطہ
نہیں انھیں دنیا ہی میں سے تھوڑا سا حصہ دے دیتے
ہیں لیکن آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہو گا، وہاں
جہنم کی آگ کے سوا ان کے حصے میں کچھ نہیں آئیگا
تائید۔ من کان یرید العاجلة عجلنا له فیها
ما نشآء لمن نرید ثم جعلنا له جهنم
(بنی اسرائیل ع ۲) ۲۰ ام لهم شرکآء۔ یہ دوسرے
دعوے سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شریعت
تو یہی تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف
اسی کو پکارو، تو کیا ان کے گمراہ پیشواؤں نے اللہ
کی شریعت کے خلاف کوئی ایسی شریعت ان کے
لئے بنا دی ہے اور ان کو غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت
دی ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؟ حاصل
یہ ہے کہ شریعت حقہ وہی ہے جو اللہ نے تمام رسولوں
کے پاس بھیجی اس کے خلاف کسی کو اپنی طرف سے
اختراع و ایجاد کی اجازت نہیں۔ ولولا کلمة
الفصل۔ تا۔ وهو واقع بهم یہ تخویف اخروی
ہے کلمة الفصل یعنی عذاب کے لئے اجل معین
اگر ان کے عذاب کے لئے وقت معین نہ ہوتا، تو کبھی
کا ان کا قصہ پاک کیا جا چکا ہوتا۔ ایسے ظالموں کیلئے
جو خدا کی شریعت کے مقابلے میں احکام وضع کرتے
ہیں اور جو ان پر عمل کرتے ہیں، نہایت ہی دردناک
عذاب تیار ہے۔ قیامت کے دن تو ان مشرکین کو
دیکھے گا کہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا سے خائف اور لرزاں ہوں گے، لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور انکے اعمال کی سزا ان کو مل کر رہے گی ۲۱ والذین
اٰمنوا۔ تا۔ وعملوا الصّٰلحٰت ط یہ ایمان والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن وہ جنت کے باغوں میں خوش و خرم ہوں گے، جنت میں
وہ جو چاہیں گے، انھیں پروردگار کی طرف سے ملیگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل و احسان ہے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ یہ ہے اس کا فضل و احسان اور

موضح قرآن ف۱ یعنی قرآن پہنچانے پر کچھ نہیں چاہتا مگر قرابت کی دوستی یعنی میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو ف۲ یعنی اللہ اپنے اوپر کیوں
جھوٹ بولنے دے دل کو بند کر دے مضمون نہ آوے جسکو باندھے اور چاہے تو کفر مٹا دے پن بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین ثابت کرتا ہے اسواسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے
ف۳ یعنی نبی پیغام پہنچاتا ہے اور بندوں کو سب معاملہ اپنے رب سے ہے۔ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی با من صلۂ رحمی کنید و ایذا نرسانید ۱۲۔

الانعام و اکرام جسکی وہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے، جو اسکی توحید پر اور تمام اعتقادیات پر ایمان لائیں اور اس کے شرائع و احکام کی پیروی کریں **۲۲** قل لا اسئلکم۔ یہ تصدیق رسالت اور اعمال صالحہ کی ترغیب ہے۔ القربٰی سے قرابت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم میری قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرو اور صلۂ رحمی کے طور پر میری تصدیق کرو یا کم از کم مجھے اذیت نہ پہنچاؤ اور میرے کام میں روڑے نہ اٹکاؤ۔ لا اسئلکم علے هذا البلاغ والنصح لکم مالا تعطونیه وانما اطلب منکم ان تکفوا شرکم عنی وتذرونی ابلغ رسالات ربی ان لم تنصرونی فلا تؤذونی بما بینی وبینکم من القرابة (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۲) عن ابن عباس یعنی ان تحفظونی لقرابتی وتودونی وتصلوا رحمی (مظہری ج ۸ ص ۳۱۷) ان تودونی فی قرابتی منکم، ای تراعوا ما بینی وبینکم فتصدقونی (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۱) جمہور مفسرین نے یہی معنی اختیار کیا ہے۔ یا القربٰی مصدر ہے بمعنی القربة یعنی تقرب جیسا کہ الزلفٰی اور الزلفة ہے اور استثناء منقطع ہے یعنی میں تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت اور تنخواہ نہیں مانگتا، میرا تم سے مطالبہ صرف یہ ہے کہ تم دین حق کو قبول کر لو اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے شوق و محبت سے اسکی اطاعت کرو۔ یہ قول ابن عباس، حسن بصری، قتادہ اور دوسرے مفسرین سے منقول ہے۔ الا ان تودوا اللہ وتتقربوا الیه بطاعته (خازن ج ۶ ص ۱۲۲، قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲) یا مطلب یہ ہے کہ میں تمہیں توحید کی تبلیغ کوئی اجر یا چندہ مانگنے کیلئے نہیں کرتا۔ بلکہ اس قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرتے ہوئے جس کی وجہ سے تمام بنی آدم ایکدوسرے کے رشتہ دار ہیں، تمہیں تبلیغ کرتا ہوں تاکہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ۔ تائید: وذکر به ان تبسل نفس بما کسبت (انعام ع ۸) قال الشیخ قدس سرہ بعض لوگوں نے القربٰی سے ذوی القربٰی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار اور اہل قرابت (اہل بیت) مراد لئے ہیں، لیکن یہ قول مرجوح ہے اوّل اس لئے کہ کسی صحابی سے منقول نہیں اور مذکورہ بالا پہلے دونوں معنی امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسانید صحیحہ ثابت ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تبلیغ رسالت پر اپنے کنبے اور اہل بیت کی محبت کی اجرت مانگنا شان رسالت کے شایان نہیں۔ اور اس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کنبہ پروری اور قرابت نوازی کا الزام آتا ہے۔ علامہ آلوسیؒ نے یہ آخری مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ وقد ذهب الجمهور الی المعنی الاول وقیل فی هذا المعنی انه لا یناسب شأن النبوة لما فیه من التهمة فان اکثر طلبة الدنیا یفعلون شیئا ویسألون علیه ما یکون فیه نفع لاولادهم وقراباتهم (روح ج ۲۵ ص ۳۳) **۲۳** ومن یقترف (الآیة) آیت کے اس حصے سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ القربٰی سے اعمال صالحہ اور حسنات مراد ہیں جن سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص رضائے الٰہی کے لئے نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اجر و ثواب میں اضافہ فرما کر اس کو چار چاند لگا دیتا ہے کیونکہ وہ خطا کاروں کی خطائیں معاف کرنیوالا اور نیکیوں کا قدر شناس ہے **۲۴** ام یقولون۔ یہ شکوی ہے مشرکین از راہ عناد و مکابرہ الزام لگاتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا پر افتراء کرتا ہے یعنی اس کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے اس بات کی تبلیغ کرنے کا حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو یہ خدا پر افتراء ہے۔ فان یشأ اللہ الخ یہ جواب شکوی ہے اور آپ کے مفتری ہونے کا رد ہے۔ اللہ پر افتراء وہی کر سکتا ہے جس کے دل پر مہر ثبت ہو یعنی وہ نور بصیرت اور معرفت الٰہیہ سے بے بہرہ ہو اور آپ نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو، یہ سراسر عقل کے مطابق اور انبیاء سابقین کی تعلیمات کے عین موافق ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کے دل پر مہر لگا دیتا اور آپ افتراء کرتے تو آپ کی زبان سے ایسی باتیں ہرگز نہ نکلتیں جو عقل و نقل کے عین مطابق ہوں اور جن سے توحید کے بارے میں مشرکین کے شبہات (کتب سابقہ سے غیر اللہ کی پکار کا جواز معلوم ہوتا ہے) زائل ہوتے ہوں۔ جملة معترضة اوردت استبعاد اللافتراء عن مثله بالاشعار علی انه لا یجترئ علیه الا من کان مختوما علی قلبه جاهلا بربه، فاما من کان ذا بصیرة ومعرفة بربه فلا، وکانه قال ان یشأ اللہ خذلانك یختم علی قلبك لتجترئ بالافتراء علیه (مظہری ج ص ۳۲۱) **۲۵** ویمح اللہ الباطل۔ یہ استیناف ہے اور جزا پر معطوف نہیں، اصل میں یمحو تھا کتابت میں واؤ ساقط ہے جیسا کہ ویدع الانسان میں ساقط ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت پیش کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اور اس کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ یہ افتراء نہیں، بلکہ سراپا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعے سے شرک کو اور توحید پر کئے گئے شبہات کو (مثلاً یہ کہ ہمیں پہلے لوگوں کی تحریروں سے غیر اللہ کی پکار کا جواز ملتا ہے) مٹاتا اور توحید کو ثابت اور واضح کرتا ہے اور وہ دل کی باتوں کو بھی خوب جانتا ہے، توحید کے بارے میں مشرکین کے وہ شبہات جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں، قرآن میں ان کا بھی ازالہ کر دیا گیا ہے **۲۶** وهو الذی یقبل۔ یہ آیت پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ایسا مہربان ہے کہ ان کی توبہ قبول فرماتا اور ان کے گناہوں سے درگذر کرتا ہے اور ان کے تمام اعمال و افعال کو جانتا ہے۔ وہی کارساز اور غیب داں ہے، اس لئے حاجات میں اسی کو پکارنا چاہیئے۔ ویستجیب الذین آمنوا الخ۔ یہ بشارت دنیویہ و اخرویہ ہے۔ ایمان والے اللہ تعالیٰ سے جب دعاء مانگتے ہیں، تو وہ انکی دعائیں قبول فرماتا اور محض اپنے فضل و احسان سے ان کے سوال و استحقاق سے زیادہ عطاء فرماتا ہے۔ ای ویجیب اللہ تعالیٰ الذین آمنوا اذا دعوا وحاصله یجیب دعاءهم ...... (ویزیدهم) علی ما سألوا واستحقوا (من فضله) الواسع جل شانه (روح ج ۲۵ ص ۳۷) والکفرون لهم عذاب شدید ۵ یہ تخویف اخروی ہے اور کفار و مشرکین کیلئے سخت ترین عذاب تیار ہے **۲۷** ولو بسط اللہ۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جب اللہ تعالیٰ اس قدر مہربان ہے کہ بندوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے اور ان کو روزی بھی دیتا ہے، لیکن سب کی روزی فراخ اور وسیع کیوں نہیں کرتا، فرمایا اگر وہ سب کو وسعت اور فراخی سے دولت دیدے تو سب ہی حدود بندگی کو پھاند کر اللہ کے باغی ہو جائیں اور کبر و غرور میں

مست ہوکر شر وفساد پھیلاویں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ بالغہ سے ہر شخص کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے، وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ
کون کس مقدار کا مستحق ہے۔ بقدر موصوف ما یشآء صفت، اور صلہ میں ضمیر عائد محذوف ہے ای یشآءہ **۲۸** وھوالذی ینزل۔ یہ آیت پہلے
دعوے سے متعلق ہے اور توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے جب لوگ بارش سے ناامید ہوجاتے ہیں اور انھیں خشک سالی کا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے، اس
وقت اللہ تعالیٰ ہی بارانِ رحمت نازل فرما کر اپنی رحمت کو عام کردیتا ہے۔ وہی تمام صفاتِ الوہیت کا مالک اور وہی سب کا کارساز ہے۔ و من اٰیتہ الخ

لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا
اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھادیں ملک میں ولیکن اتارتا ہے ماپ کر جتنی

يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے دیکھتا ہے اور وہی ہے جو

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ
اتارتا ہے مینہ ۲۸ بعد اس کے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور

هُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ
وہی ہے کام بنانیوالا سب تعریفوں کے لائق اور ایک اسکی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ
زمین کا اور جس قدر بکھیرے ہیں ان میں جانور اور وہ جب چاہے ان سب

اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا
کو اکٹھا کرسکتا ہے اور جو پڑے تم پر ۲۹ کوئی سختی سو وہ بدلا

كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ
ہے اسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ ف۱ اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
تھکا دینے والے نہیں بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوائے

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ
کام بنانے والا اور نہ مددگار اور ایک اسکی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں دریا میں

كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ
جیسے پہاڑ ۳۰ اگر چاہے تھام دے ہوا کو پھر رہیں سارے دن ٹھہرے ہوئے

عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾
اسکی پیٹھ پر مقرر اس بات میں پتے ہیں ہر قائم رہنے والے کو جو احسان مانے

مرا متعلق بدعوی اولی، توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۲ تخویف دنیوی ۱۲

ع ۳

اسکی وحدانیت اور قدرت کاملہ کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور زمین
میں اور
جب چاہے سب کو اکٹھا بھی کرسکتا ہے اور جس طرح اس نے سب کو پہلی بار پیدا کرلیا اسی طرح وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ فیھما ان دونوں میں حالانکہ جس جاندار مخلوق پر لفظ دابہ صادق آتا ہے وہ صرف زمین پر ہے۔ جو چیز دونوں میں سے ایک پر ہو اس پر یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ چیز ان میں ہے جیسا کہ فرمایا یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان حالانکہ موتی اور مونگا دونوں سے نہیں نکلتے بلکہ صرف سمندر سے نکلتا ہے۔ اور اسکی تائید سورہ بقرہ (ع ۲۰) کی آیت سے ہوتی ہے اس میں ہے وبث فیھما من کل دابۃ وما فی احد الشیئین یصدق انہ فیھما فی الجملۃ، فالاٰیۃ علی اسلوب (یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان) وذلک لقولہ تعالیٰ فی البقرۃ (وبث فیھا من کل دابۃ)۔ (روح ج ۲۵ ص ۳۹) **۲۹** وما اصابکم۔ تا۔ فمتاع الحیوۃ الدنیا۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ مصیبت سے مراد مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے جو ان کے عناد و تعنت اور مشرکانہ اعمال کی سزا ہے اور مؤمن کے لئے وہ تکلیفیں مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء یا بطور کفارۂ گناہ اس پر آتی ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں مذکور ہے۔ (۱) ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا لعلھم یرجعون ○ (روم ع ۵) (۲) ما اصاب من مصیبۃ الا باذن اللہ (تغابن ع ۲) (۳) وما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم (حدید ع ۳)۔ (۴) اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا (آل عمران ع ۱۷)۔ (۵) وما اصابکم یوم التقی الجمعان فباذن اللہ ( ) ان تمام آیتوں سے مراد یا مشرکین کے لئے عذاب دنیوی ہے یا مؤمنوں
کے لئے تکالیف مراد ہیں جو بطور امتحان و ابتلاء ان پر آتی ہیں۔ لیکن وہ گناہ جن سے اللہ تعالیٰ درگذر فرماتا اور ان کی سزا دنیا میں نہیں دیتا وہ ان گناہوں
سے کہیں زیادہ ہیں جنکی سزا دنیا میں مل گئی۔ وما انتم بمعجزین۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو مصائب و آفات سے عاجز و درماندہ نہیں کرسکتے اور جب اسکی
طرف سے مصائب آجائیں، تو اس کے سوا کوئی تمہارا حمایتی اور مددگار نہیں جو تمہیں ان مصائب سے نجات دلاسکے **۳۰** و من اٰیتہ الجوار۔ یہ بظاہر تو

موضح قرآن ف۱ یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی نہیں داخل اور لڑکے انکو کچھ اور واسطے ہوگا اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی

اللہ کی قدرت کاملہ اور اس کی وحدانیت کے دلائل ہیں، لیکن اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ پہاڑوں کی مانند بلند بحری جہاز اور بادبانی کشتیاں جو سمندروں اور دریاؤں میں چلتی ہیں، اللہ کی قدرت کاملہ کی واضح دلیل ہے ان یشأ یسکن الریح۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے اور کشتیاں دریا کی سطح پر کھڑی رہیں۔ ہر وہ شخص جو مصائب پر صابر ہو اور خوشحالی میں شکر گذار ہو، اس کیلئے اس میں اللہ کی قدرت وعظمت کے واضح دلائل ہیں ان المؤمنین لا یخلو من ان یکون فی السراء والضراء، فان کان فی الضراء کان من الصابرین وان کان فی السراء کان من

أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ
یا تباہ کردے انکو بسبب ان کی کمائی کے اور معاف بھی کرے بہتوں کو اور تا کہ جان لیویں
الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا
وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ہماری قدرتوں میں کہ نہیں ان کے لئے بھاگنے کی جگہ ف سو جو کچھ
أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ
ملا ہے تم کو کوئی چیز ہو سو وہ برت لینا ہے دنیا کی زندگانی میں اور جو کچھ اللہ کے
اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾
یہاں ہے بہتر ہے ف اور باقی رہنے والا واسطے ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں
وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا
اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب
مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ
غصہ آوے تو وہ معاف کر دیتے ہیں اور جنہوں نے ف۲ حکم مانا اپنے رب کا
وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا
اور قائم کیا نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے اور ہمارا
رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ
دیا کچھ خرچ کرتے ہیں ف اور وہ لوگ کہ جب ان پر ہووے چڑھائی
هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۚ
تو وہ بدلا لیتے ہیں ف ۱ اور برائی کا بدلہ ہے ف۳ برائی ویسی ہی
فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے بیشک اس کو پسند نہیں آتے
الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا
گنہگار اور جو کوئی بدلا لے اپنے ف۴ مظلوم ہونے کے بعد سو ان پر کچھ نہیں

الشاکرین (کبیر) او یوبقھن الخ یہ یسکن پر معطوف ہے (روح) یا اگر چاہے تو تند و تیز طوفان سے انکی کشتیوں کو الٹ کر ان کو غرق کردے اور اس طرح انکو ان کے گناہوں کا مزہ چکھائے اور بہت سوں کو معاف کردے اور ان کو غرق سے بچالے یعف یوبق پر معطوف ہے اور بوجہ جزم واؤ ساقط ہے یا یوبق کا معطوف علیہ محذوف ہے یعصفھن یا یرسلھا عاصفۃ (روح) اس طرح یہ علقتھا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہوگا لیکن یظلن پر معطوف نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہلاکت کا تعلق سکون ریح سے نہیں ہوسکتا۔ ویعلم الخ یہ معطوف علیہ مقدر پر معطوف ہے۔ ای لینتقم منھم یا لیظھر عظیم قدرتہ (روح) تاکہ وہ مجرموں سے انتقام لے یا اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرے اور ہماری آیتوں میں جدال کرنیوالوں اور توحید میں اختلاف ڈالنے والوں کو یعنی ان باغیوں کو جنہوں نے توحید کے خلاف لکھا ہے اور انکو جنہوں نے باغیوں کی تحریروں کو پڑھ کر غیر اللہ کو پکارنا شروع کردیا یقین ہوجائے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ فما اوتیتم الخ تخویف دنیوی کے بعد فرمایا کہ تم اس دنیا کی چند روزہ زندگی پر مغرور نہ رہو یہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے اور ایمان قبول کرو اللہ کے حکمنامے کو مان لو تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جاؤ ۳۱ وما عند اللہ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے اور یہاں ان تین امور کا بیان بھی ہے جو عذاب خداوندی سے بچاتے ہیں (۱) شرک نہ کرو۔ (۲) ظلم نہ کرو۔ اور (۳) احسان کرو۔ اللہ کی توحید پر ایمان لانے والوں، شرک نہ کرنیوالوں اور ہر معاملے میں اپنے خدا پر بھروسہ کرنیوالوں کے لئے اللہ کے یہاں جو اجر و ثواب اور انعام وعطاء محفوظ ہے وہ دنیوی ساز و سامان سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ اس میں عذاب سے بچنے کیلئے امر اول کا بیان ہے۔ والذین یجتنبون الخ ان کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ کبائر اور فواحش سے اجتناب کرتے ہیں۔ ظلم بھی کبیرہ گناہ ہے اور ان کی تیسری صفت یہ ہے کہ جب ان کو غصہ آجائے تو احسان کرتے اور درگذر کرتے ہیں ۳۲ والذین استجابوا اس میں دوسرے عنوان سے امور ثلاثہ کا اعادہ کیا گیا ہے برائے تاکید۔ اپنے رب کا حکمنامہ قبول کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے

۱ بشارت اخرویہ مع ذکر امور ثلاثہ ۱۲

۲ اعادہ امور ثلاثہ ۱۲

۳ قانون انتقام کا ذکر ۱۲

۴ تنویر مضمون آیۃ سابقہ ۱۲

موضح قرآن ف جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اسوقت عاجز رہ جاویں ف۲ مشورت سے کام کرنا پسند ہے دین کا ہو یا دنیا کا ف۳ یعنی کافروں سے جہاد کرتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی اگر بر ضعیفی ظالم تعدی کند بزرگان قبیلہ متفق شدند و انتقام کشند واللہ اعلم ۱۲۔

تمام امور باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ یہ امر اول ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور لوگوں پر احسان کرتے ہیں۔ یہ امر ثانی ہے اور جب ان پر کوئی زیادتی کرے تو وہ صرف زیادتی کا بدلہ ہی لیتے ہیں لیکن اپنی طرف سے ظلم زیادتی نہیں کرتے ۳۳ وجزاء سیئة۔ اس میں قانون انتقام کا ذکر کیا گیا ہے جس شخص سے برائی کی جائے اگر وہ اس کا بدلہ لے لے تو جائز ہے لیکن زیادتی نہ کرے۔ اور جو شخص دوسرے کے ظلم و زیادتی کو معاف کردے اور اس سے بدلہ نہ لے، بلکہ اس سے صلح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس کا اجر عطا فرمائیگا اور اس کا یہ عفو و احسان ضائع نہ ہوگا

عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ (۴۱) إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

کچھ الزام الزام تو ان پر ہے جو

يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۴۲) وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ

ان لوگوں کے لئے ہے عذاب دردناک اور البتہ جس نے سہا اور معاف کیا

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (۴۳) وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ

بےشک یہ کام ہمت کے ہیں اور جس کو راہ بھلاوے ۳۵ اللہ

فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا

تو کوئی نہیں اسکا کام بنانیوالا اس کے سوا اور تو دیکھے گنہگاروں کو جس وقت

رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ (۴۴)

دیکھیں گے عذاب کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی بھی ہوگی کوئی راہ

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ

اور تو دیکھے ان کو کہ سامنے لائے جائیں آگ کے آنکھیں جھکائے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہونگے

مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ

چھپی نگاہ سے اور کہیں وہ لوگ جو ایماندار تھے مقرر ٹوٹے والے وہی

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا

ہیں جنہوں نے گنوایا اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا

إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ (۴۵) وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ

ہے گنہگار پڑے ہیں سدا کے عذاب میں اور کوئی نہ ہوئے ان کے

أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ

حمایتی ۳۶ جو مدد کرتے ان کی اللہ کے سوائے اور جس کو بھٹکائے اللہ

منزل ۶

ع ۴ ۵

۱ متعلق بدعوی ثانیۃ ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

۳ متعلق بخسروا ۱۲

ایسے لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے لیکن لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنیوالوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔ من ترک القصاص واصلح بینه وبین الظالم بالعفو (فاجره علی اللّٰہ) ای ان اللّٰہ یأجره علی ذلك (قرطبی ج ۱۶ ص ۴۰) ۳۴ ولمن انتصر بعد ظلمه۔ یہ گذشتہ آیت کے مضمون کی تنویر ہے۔ جو شخص مظلوم ہو اگر وہ ظالم سے ظلم کا بدلہ لے تو وہ طعن و ملامت کا مستحق نہیں، انما السبیل الخ یہ ظالم و طاغی کیلئے تخویف اخروی ہے اور یہ پہلی صورت کے مقابلہ میں انتقام کی دوسری صورت ہے۔ یا ابتدأً ظلم و تعدی کرنیوالے مراد ہیں جو لوگ اپنا انتقام لیتے وقت یا ابتداءً ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق شرو فساد برپا کرتے اور شرک پھیلاتے ہیں ایسے لوگ قابل مؤاخذہ ہیں اور ان کے لئے نہایت دردناک عذاب تیار ہے ولمن صبر وغفر الخ اس میں عفو و درگذر کی ترغیب ہے۔ جو شخص ظالم سے درگذر کرے اور صبر کرے اور اس سے انتقام نہ لے، تو یہ ایک عمل ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور اللہ نے اسکا حکم دیا ہے (مظہری، جلالین) ۳۵ ومن یضلل اللّٰہ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے جو شخص انصاف کی آنکھیں بند کرکے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے باغی اور گمراہی پھیلانیوالے پیشواؤں کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہو گیا، شرک کرنے لگا اور حاجات میں غیر اللہ کو پکارنے لگا اور اللہ نے اسے توفیق ہدایت سے محروم کر دیا، تو اب اس کا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں جو اسے راہ راست پر لاسکے یا اسے اللہ کے عذاب سے بچاسکے۔ وتری الظلمین الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن تم یہ منظر دیکھو گے کہ جب مشرکین عذاب جہنم کا مشاہدہ کرینگے تو التجا کرینگے کہ کیا دنیا میں واپس جانے کی کوئی سبیل ہے۔ تاکہ ہم وہاں جاکر نیک عمل کریں؟ اور تم یہ بھی دیکھو گے کہ جب انکو دوزخ میں ڈالدیا جائیگا تو وہ ذلت و خواری سے سر جھکائے ہوں گے اور جھکی جھکی آنکھوں سے دیکھیں گے ان پر ذلت و رسوائی اسقدر غالب ہوگی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔ وقال الذین امنوا الخ اس وقت ایمان والے خوش ہوں گے اور کہیں گے یا دنیا میں یوں کہتے ہیں۔ یوم القیامة، خسروا کے متعلق ہے (ردح) یعنی دراصل تو خسارے میں وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کا خسارہ اٹھائیں گے جب خود بھی اور ان کے مشرک اہل و عیال

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید مغفرت درحق خود عزیمت است وانتقام رخصت۔ ودرحق ضعفاء قوم انتقام لازم است مگر آنکہ آن ضعفاء درگذرند واللہ اعلم ۱۲

جہنم میں ڈالے جائیں گے اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو جائینگے سن لو، بیشک مشرکین دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے ۳۶؎ وما کان لھم (الآیۃ) قیامت کے دن
جب مشرکین عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے تو اس وقت کوئی انکا حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا جو اللہ کے عذاب سے بچاسکے۔ دنیا میں جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے رہے
وہاں ان میں سے کوئی بھی کام نہ آئیگا اور جس کو اللہ تعالیٰ اس کے عناد و تعنت کی وجہ سے اور مہر جباریت کی وجہ سے گمراہ کردے اور توفیق ہدایت سے محروم کردے
تو دنیا میں راہ راست پر آنے کی اور آخرت میں جنت تک پہنچنے کی اس کیلئے کوئی سبیل نہیں۔ کوئی اس کا حمایتی اور مددگار اس سے یہ شقاوت دور نہیں کرسکتا

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝۴۶ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
اس کے لئے کہیں نہیں راہ مانو اپنے رب کا حکم اُس ۳۷؎ سے پہلے کہ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ
آئے وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے نہیں ملے گا تم کو بچاؤ
يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝۴۷ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ
اس دن اور نہ ملے گا الوپ ہوجانا پھر اگر وہ ۳۸؎ منہ پھیریں تو
اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ
تجھ کو نہیں بھیجا ہمنے ان پر نگہبان تیرا ذمہ تو بس یہی ہے پہنچا دینا اور ہم
اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت اسپر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے انکو
سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝۴۸
کچھ برائی بدلے میں اپنی کمائی کے تو انسان بڑا ناشکرا ہے
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ
اللہ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۳۹؎ پیدا کرتا ہے جو چاہے بخشتا ہے
لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝۴۹ اَوْ
جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے یا
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ
ان کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جسکو چاہے بانجھ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝۵۰ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ
وہ ہے سب کچھ جانتا کرسکتا اور ۴۰؎ کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ
اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا
مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا

۱؎ متعلق بدعویٰ ... ثمرہ وتخویف اخروی ۱۲
۲؎ تسلیہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وزجر برمشرکین ۱۲
۳؎ متعلق بدعویٰ اولیٰ ودلیل عقلی ۱۲
۴؎ متعلق بہر دو دعویٰ واشارہ بدلیل وحی ۱۲

من سبیل ای وصول الی الحق فی الدنیا و الجنۃ فی العقبیٰ (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۲۸) ۳۷؎ استجیبوا لربکم۔ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور ثمرہ ہے اور تخویف اخروی بھی ہے یعنی جب باغیوں کی تحریریں حجت نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام کو قبول کرو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اسی کو پکارو اور گمراہوں کی تحریفات کے پیچھے نہ جاؤ۔ اجیبوہ بالتوحید والعبادۃ (جلالین) قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آجائے جسکی آمد کوئی روک نہیں سکتا۔ اور وہ لامحالہ آکر رہیگا۔ مراد قیامت کا دن ہے یا موت کا دن۔ ای لا یقدر احد علی دفعہ وھو یوم القیامۃ وقیل ھو یوم الموت (خازن ج ۶ ص ۱۲۸) من اللہ، یأتی کے متعلق ہے یا یوم کی صفت ہے۔ (روح) وہ دن نہایت ہولناک ہوگا اس دن نہ تو تم کہیں بھاگ کر جان بچاسکو گے اور نہ اپنے گناہوں کا انکار ہی کرسکو گے کیونکہ وہ تو تمہارے اعمالناموں میں محفوظ ہوں گے ۳۸؎ فان اعرضوا یہ زجر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے اگر مشرکین آپ کی دعوت کو نہیں مانتے اور اس سے اعراض ہی کرتے ہیں، تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ آپ کو انکا نگران نہیں مقرر کیا گیا کہ ان کو کفر وشرک سے روک کر اسلام پر لائیں۔ آپ کا فریضہ تو صرف تبلیغ دعوت ہے۔ اگر مانتے ہیں تو بہتر، اس میں انہی کا فائدہ ہے اور اگر نہیں مانتے تو اس کی آپ سے باز پرس نہیں ہوگی۔ وانا اذا اذقنا الخ یہ زجر ہے۔ اور الانسان سے کافر مراد ہے (قرطبی) انسان کا فر کا یہ حال ہے کہ جب ہم اس کو اپنی نعمت ورحمت سے ہمکنار کرتے ہیں تو ناحق اور ناجائز قسم کی خوشی پر اتر آتا ہے۔ یعنی کبر وغرور سے اکڑ جاتا ہے اور غیر اللہ کی پکار پر

خوش ہوتا ہے۔ تائید، ذلکم بما کنتم تفرحون فی الارض بغیر الحق (حٰمٓ مومن ع ۸) فرح بھا بطر لاجلھا (مدارک ج ۴ ص ۸۵) لیکن اگر اس کے گناہوں کی شامت
سے اس پر کوئی مصیبت آجائے تو ایسا ناشکر گذار اور احسان فراموش ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے گذشتہ انعام و احسان کو یکسر بھلا دیتا ہے اور مصیبتوں کو یاد
رکھتا ہے (روح، قرطبی) حضرت شیخ فرماتے ہیں مشرک پر جب اللہ کی طرف سے کوئی نعمت آجائے تو اسے اپنے معبودان باطلہ کی مہربانی سمجھتا ہے، لیکن جب
اس پر کوئی مصیبت آجائے تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو کر انکا احسان فراموش ہوجاتا اور خدا کو پکارنے لگتا ہے ۳۹؎ للہ ملک السمٰوٰت یہ عقلی دلیل
ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ زمین و آسمان میں وہی متصرف ومختار ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اولاد دینا اور اولاد سے محروم کرنا بھی اسی کے
اختیار میں ہے، اس معاملے میں، بلکہ ساری کائنات کے نظام میں کوئی دخیل نہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے صرف بیٹیاں عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت لوط اور حضرت

شعیب علیہما السلام اور جسے چاہتا ہے صرف بیٹے ہی عطا کرتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں نعمتیں عطا فرما دیتا ہے جیسا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کے چار صاحبزادے ابراہیم، قاسم، طیب اور طاہر تھے اور چار ہی صاحبزادیاں زینب، ام کلثوم رقیہ اور فاطمہ تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور جسے چاہتا ہے دونوں نعمتوں ہی سے محروم کر دیتا ہے اور وہ ساری عمر اس آرزو میں جیتے ہیں اور آخر اس آرزو کو اپنے سینوں ہی میں لیکر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ زعم بعضہم ان الآیۃ فی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حیث وھب سبحانہ شعیبا ولوطا علیہما السلام اناثا ولابراھیم علیہ السلام ذکورا ولرسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکورا واناثا وجعل عیسٰی ویحیی علیہما السلام عقیمین (روح ج ۲۵ ص ۵۴) اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، اور ہر چیز پر قادر ہے، وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق جو چاہتا ہے کرتا ہے **۱۴۵** وما کان لبشر (الآیۃ) یہ آیت شرع لکم من الدین (الآیۃ) کی طرح دوسرے دعوے سے متعلق ہے اور دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے۔ انبیاء سابقین علیہم السلام اور خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تین طریقوں سے کلام فرمایا ہے اور انہی تین طریقوں سے ان کی طرف احکام کی وحی فرمائی ہے اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ بیداری میں یا خواب میں کوئی بات دل میں ڈالدے دوسرے لفظوں میں اسے الہام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے ان روح القدس نفث فی روعی (قرطبی ج ۱۶ ص ۵۳) الا وحیا الھاما کما روی نفث فی روعی او رؤیا فی المنام کقولہ علیہ السلام رؤیا الانبیاء وحی و ھو کامر ابراھیم علیہ السلام بذبح الولد (مدارک ج ۴ ص ۸۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذبح اسمٰعیل کے بارے میں وحی اسی نوع کی تھی۔ دوم یہ کہ درمیان میں کوئی واسطہ نہ ہو اور اللہ کا کلام پردے کے پیچھے سے سنائی دے جیسا کہ کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو انسان کی شکل میں بھیجکر اپنا پیغام دے جیسا کہ جبریل امین کی وساطت سے انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کی طرف انہی تین طریقوں سے مسئلہ توحید وحی فرماتا رہا ہے اور حکم دیتا رہا ہے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھے ہی پکارو۔

فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ

پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو وہ چاہے تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ف۱ اور اسی طرح

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا

بھیجا ہم نے ف۱ تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے

الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي

کتاب اور نہ ایمان ولیکن ہم نے رکھی ہے یہ روشنی اس کر راہ سجھا

بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ

دیتے ہیں جسکو چاہیں اپنے بندوں میں اور بے شک تو سجھاتا ہے سیدھی

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَ

راہ راہ اللہ کی ف۲ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں

مَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾ ع ۵

اور زمین میں سنتا ہے اللہ ہی تک پہنچتے ہیں سب کام

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

ف۱ سورۃ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی نواسی آیتیں ہیں اور سات رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا

قسم ہے اس کتاب واضح کی ف۱ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا

تا کہ تم سمجھو اور تحقیق یہ قرآن لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے

لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾ أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن

برتر مستحکم ف۲ کیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ کتاب موڑ کر اس سبب سے

۱۴۵ دلیل نقلی ۱۲ — اشارہ بدلیل عقلی ۱۲

موضح قرآن ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوئے تھے پردہ کے پیچھے سے۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید اشارت عبارت از دیدن خواب است واز القائے علم در خاطر بطریق الہام واز پس پردہ عبارت از آنست کہ آواز شنود و کسی را نہ بیند وقسم ثالث آنست کہ فرشتہ بصورت آدمی متمثل شود وسخن گوید واللہ اعلم ۱۲۔ ف۲ مترجم گوید قسم خوردن بچیزی برائے اثبات ہماں چیز یا لازم آن چیز کنایت است بآنکہ این چیز خود دلیل است چنانکہ گویند قسم بلب میگون تو وزلف شبگون تو کہ تو معشوق دلربائی واللہ اعلم ۱۲۔

ف۱ حضرت عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام کی مثال دینا درست نہیں کیونکہ انہوں نے تو شادیاں ہی نہیں کی تھیں نیز انکو عقیم کہنا بھی درست نہیں جبکہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ ع نزول کے بعد نکاح کرینگے اور انکے اولاد پیدا ہوگی۔

جو باتیں اس وحی ربانی کے خلاف محرفین نے وضع کی ہیں جن میں غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی ہے وہ باطل اور مردود ہیں۔ اسکی ذات نہایت بلند ہے اور اس کی بات محکم اور پختہ ہے ۱۲ وکذلک اوحینا۔ یہ دلیل وحی ہے اور ہم نے انہی تین طریقوں سے آپ کی طرف روح کو وحی کیا ہے۔ روح سے مراد مسئلہ توحید ہے یا قرآن جسکی تعلیمات (توحید، رسالت، قیامت، احکام شریعت) دلوں کے لئے حیاتِ جاودانی کا باعث ہیں۔ وسماہ روحا لان القلوب تحیا بہ (بیضاوی)، ماکنت تدری الخ یہ ماقبل کے لئے علت ہے چونکہ آپ نزول وحی سے قبل قرآن کو اور ایمان کی تفصیلی حقیقت کو نہیں جانتے تھے اسلئے ہم نے آپ پر وحی سے قرآن نازل کیا اور اس قرآن کو ہدایت کا چراغ روشن اور سراج منیر بنایا تاکہ اس کے ذریعے سے ہر اس شخص کو ہدایت کی راہ دکھائیں جسے ہم چاہیں یعنی جو اخلاص کے ساتھ حق کی تلاش کرے، ضد وعناد سے دور رہے اور نظر انصاف سے اس میں غور و فکر کرے۔ ایمان کی حقیقت میں جسطرح توحید، تقدیر، حشر نشر وغیرہ داخل ہیں، اسی طرح رسالت بھی ایمان کا جزو ہے۔ اور جسطرح دوسرے لوگوں پر دیگر ایمانیات کے ساتھ ساتھ رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی رسالت پر ایمان لانا ضروری تھا اور وحی سے قبل چونکہ ابھی آپکو اپنی نبوت کا علم نہیں تھا اس لئے فرمایا کہ آپ وحی سے پہلے ایمان کی تفصیلی حقیقت سے باخبر نہیں تھے الایمان ھو التصدیق باللہ تعالیٰ وبرسولہ علیہ الصلوۃ والسلام والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب بالایمان برسالۃ نفسہ کما ان امتہ مخاطبون بذلک ولاشک انہ علیہ السلام قبل الوحی لم یکن یعلم انہ رسول اللہ وما علم ذلک الا بالوحی (روح ملخصاً ج ۲۵ ص ۵۸) اور آپ بیشک صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں یعنی اللہ کی توحید کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ اور دیگر شرائع اسلام ۵۳ صراط اللہ الخ۔ اس میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یعنی صراط مستقیم (سیدھی راہ) اس اللہ کی راہ ہے جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک اور اسمیں متصرف و مختار ہے۔ اس کائنات میں ہر معاملہ اسی کے علم و قدرت سے وابستہ ہے اور یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اسی کے اختیار و تصرف سے ہوتا ہے۔ وہی متصرف و کارساز ہے اور وہی دعا اور پکار کا مستحق۔

سورۂ شوریٰ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض ط وھو العلی العظیم○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲۔ فاطر السموٰت والارض ــــ تا ــــ انہ بکل شیئ علیم○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف ونفی شرک فی العلم

۳۔ شرع لکم من الدین ــــ تا ــــ ولا تتفرقوا فیہ ط (ع ۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی بھیجی گئی کہ صرف اللہ ہی کو پکارو تمام پیغمبروں کا دین ایک تھا۔

۴۔ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم ط (ع ۲) باغیوں نے مسئلہ توحید کو سمجھنے کے بعد محض ضد و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف ڈالا۔

۵۔ وھو الذی ینزل الغیث ــــ تا ــــ اذا یشاء قدیر○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ للہ ملک السموٰت والارض ــــ تا ــــ انہ علیم قدیر (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

---

۴۳ سُورۂ زخرف

ربط سورۃ شوریٰ میں ذکر کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہی متصرف وکارساز ہے۔ اس لئے حاجات میں صرف اسی کو پکارو انبیاء علیہم السلام کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے، وہ باغی اور گمراہ کن پیشواؤں کی تحریفات ہیں جو انہوں نے محض ضد سے لکھ کر ان میں شامل کر دیں اور اس طرح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اب سورۂ زخرف میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار نہیں اور ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں کیونکہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ہم اپنے معبودوں کی عبادت اس لئے کرتے اور انھیں اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ خدا کی بارگاہ میں ہمارے شفیع (سفارشی) ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ سورت کے آخر میں ولا یملك الذین یدعون من دونه الشفاعة (الآیۃ)، میں اسکا جواب دیا گیا کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں اور قیامت کے دن صرف انہی لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی۔ اس لئے مشرکین کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، تین عقلی دلیلیں جن میں سے دو علی سبیل الاعتراف من الخصم ہیں ایک شروع میں اور ایک آخر میں، چار نقلی دلیلیں۔ تین تفصیلی اور ایک اجمالی اور ایک دلیل وحی اور آخر سورت میں دعویٰ مذکور ہے یعنی شبہہ کا ازالہ اور درمیان میں ایک نہایت اہم زجر اور ایک شکویٰ۔ اس کے علاوہ تخویف وتبشیر اور عام زجریں اور شکوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۞ والکتٰب ـــ تا ـــ لعلی حکیم ۞ تمہید مع ترغیب ہے اور عظمتِ کتاب کا بیان ہے۔ یہ روشن اور واضح کتاب جس کا نام لوح محفوظ میں علیٌّ حکیمٌ ہے، اس کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ أفنضرب عنکم الخ زجر ہے۔ وکم ارسلنا من نبی ـــ تا ـــ ومضی مثل الاولین ۞ تخویف دنیوی ہے۔ ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے، انہوں نے ماننے کے بجائے ان کا مذاق اڑایا، تو ہم نے ان سرکشوں کو ہلاک کر دیا جو ان مشرکین قریش سے بھی زیادہ طاقتور اور تنومند تھے۔

ولئن سألتھم ـــ تا ـــ العزیز العلیم ۞ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف۔ اگر ان مشرکین سے پوچھو کہ زمین وآسمان کو کس نے پیدا کیا ہے، تو کہیں گے کہ اللہ نے۔ جب ہر چیز کا خالق وہی ہے تو کارساز بھی وہی ہے

الذی جعل لکم الارض ـــ تا ـــ ما ترکبون ۞ یہ دلیل عقلی پر تنویرات ہیں۔ زمین وآسمان کا خالق وہی ہے جسنے زمین کو ہموار بنایا اور اس میں راستے بنائے اور آسمان سے مینہ برسا کر مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا اور سواری کے لئے کشتیاں اور چوپائے پیدا کئے یہ سب کچھ اس لئے کیا تاکہ تم کائنات کو دیکھ کر اس میں غور وفکر کرکے سمجھ لو کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور تم اس کی طرف رجوع کرو۔

وجعلوا له من عبادہ جزءا ـــ تا ـــ غیر مبین ۞ (ع ۲) یہ زجر ہے۔ دلیل عقلی اور اس کی تنویر سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے مشرکین کے اس عقیدے کا رد کیا گیا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور کائنات میں اللہ کی طرف سے نائب متصرف ہیں اور پھر اللہ کی طرف نسبت کی تو بیٹیوں کی، حالانکہ خود بیٹیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ وجعلوا الملٰئکة الخ یہ اعادۂ زجر ہے اور پہلے جعلوا کی تفسیر ہے۔ وقالوا لوشاء الرحمٰن الخ یہ شکویٰ ہے۔ مشرکین سے جب کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو مشیتِ ایزدی کا سہارا لیتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ حالانکہ یہ دلیل نہیں۔ شریعت دلیل عقلی، دلیل نقلی یا دلیل وحی سے ثابت ہوتی ہے۔ ما لھم بذٰلك من علم الخ لیکن ان کے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں۔ ام اٰتینٰھم کتٰبا الخ اور ان کے پاس کوئی نقلی دلیل بھی نہیں ہے۔ بل قالوا انا وجدنا اور دلیل وحی تو ان کے پاس ہو ہی نہیں سکتی۔ ان کے پاس اگر کوئی دلیل ہے تو صرف یہ کہ ہمارے باپ دادا چونکہ اسی دین (شرک) پر تھے، اس لئے ہم بھی انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ وکذٰلك ارسلنا من قبلك الخ یہ شکوے سے متعلق ہے۔ آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی مسئلہ توحید پہنچانے کے لئے اپنا پیغمبر بھیجا، وہاں کے دنیادار اور دولتمند لوگوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی دین پر پایا ہے، اس لئے ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔ فانتقمنا منھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ہم نے ان معاندین سے دنیا ہی میں انتقام لے لیا اور ان کا انجام بد کسی سے پوشیدہ نہیں۔

واذ قال ابراھیم لابیه الخ (ع ۳) یہ پہلی دلیل نقلی تفصیلی ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس دعوے پر کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت، دعا اور پکار

کے لائق نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے تمام معبودان باطلہ کی عبادت اور پکار سے بیزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعوتِ ابراہیمی (دعوت توحید) کو ان کی اولاد میں جاری فرمادیا اور اسکی تبلیغ کے لئے پیغمبر مبعوث کئے۔ بل متعت ھٰؤلاۤء الخ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ دلائل قاہرہ سے اہل مکہ پر مسئلہ توحید واضح ہوچکا ہے، اس لئے اب شبہے کی تو کوئی گنجائش نہیں، بلکہ ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا میں متاعِ عیش سے مالامال کر دیا، تو دنیوی عیش اور دولت کے نشے میں مخمور ہو کر انہوں نے انکار کر دیا۔ وقالوا لولا نزل الخ یہ شکوی ہے۔ دولت دنیا نے انہیں اسقدر مسحور کیا کہ وہ نبوت کو بھی اپنا حق سمجھنے لگے۔ اھم یقسمون رحمت ربك یہ جواب شکوی ہے۔ اگر ہم نے دنیا میں ان کو دولت زیادہ دیدی ہے، تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی رحمت (جس میں نبوت بھی داخل ہے) کی تقسیم بھی ان کے اختیار میں ہے۔ ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الخ یہ وقالوا لولا نزل الخ (شکوی) سے متعلق ہے۔ یہ لوگ دولتِ دنیا پہ مغرور ہو کر اُلٹے سیدھے سوال کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے نزدیک آخرت کے مقابلے میں دنیا کی کوئی وقعت ہی نہیں۔

ومن یعش عن ذکر الرحمٰن ــــ تا ــــ فی العذاب مشترکون ۵ (۶۴) زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ۔ جو لوگ محض ضد وعناد کی وجہ سے توحید کو نہیں مانتے، ان پر شیاطین مسلط ہو جاتے ہیں جو انھیں سیدھی راہ سے روکتے اور شرک کو مزین کر کے ان کو دکھاتے ہیں اور وہ شرک کو ہدایت سمجھتے ہیں۔ لیکن قیامت کے دن جب انھیں اپنے انجام کا پتہ چلے گا تو اُن سے بیزار ہونگے۔ لیکن اسوقت اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ افانت تسمع الصم الخ یہ زجر ہے۔ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے، آپ ان کو راہ راست پر نہیں لا سکتے۔ فاما نذھبن بك الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ لوگ انتقام سے نہیں بچ سکتے، خواہ دنیا سے آپ کے رخصت ہو جانے کے بعد خواہ آپ کی زندگی میں، بہرحال وہ دنیوی عذاب اور رسوائی سے نہیں بچ سکتے۔

فاستمسك بالذی اوحی الیك الخ یہ دلیل وحی ہے۔ آپ حق پر اور سیدھی راہ پر ہیں، اس لئے آپ کی طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو، آپ اسی پر قائم رہیں۔ وسئل من ارسلنا الخ یہ تمام انبیاء علیہم السلام سے دلیل نقلی اجمالی ہے۔ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سن ہی لیا، بھلا یہ بتاؤ کہ ان کے علاوہ جتنے بھی رسول ہم نے دنیا میں بھیجے ہیں کیا ان میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت کرنے اور غیر اللہ کو پکارنے کی اجازت دی تھی؟ ولقد ارسلنا موسیٰ ــــ تا ــــ ومثلا للاٰخرین ۵ (۵۶) دوسری دلیل نقلی تفصیلی از موسیٰ علیہ السلام نیز متعلق بہ شکوی وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن الخ وتخویف دنیوی جس طرح مشرکین مکہ آپ پر اعتراض کرتے ہیں، فرعون نے بھی موسےٰ علیہ السلام پر اسی قسم کے اعتراضات کئے۔ آخر جب فرعون نے استکبار وعناد اور تحقیر حق وتوہین اہل حق سے اللہ کے غضب کو دعوت دی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے ساری قوم کے ساتھ غرق کر کے ان سے انتقام لیا اور پچھلوں کیلئے عبرت ونصیحت کا ایک نمونہ بنا دیا۔

ولما ضرب ابن مریم الخ (۶۶) جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو مشرکین مکہ تالیاں بجاتے ہیں کہ ان کی بھی تو عبادت کی گئی تھی، اس کا جواب آگے آرہا ہے کہ انھوں نے تو یہی تعلیم دی تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو اور انھوں نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا بلکہ ان کے رفع کے بعد باغیوں نے انکی عبادت شروع کر دی۔ ولو نشاۤء لجعلنا منکم ملئکۃ الخ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے۔ مشرکین نے کہا ہمارے معبود تو فرشتے ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ تو فرمایا فرشتہ ہونا معبود ہونے کا موجب نہیں، اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں۔ ولما جاۤء عیسیٰ بالبینات (الاٰیۃ) تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دلائل وبینات کے ساتھ آئے، تو انھوں نے یہی اعلان فرمایا کہ میرا اور تم سب کا مالک اور کارساز اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔ یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے۔ فاختلف الاحزاب الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے کہ جب حضرت عیسےٰ علیہ السلام صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں اور انھوں نے اپنی عبادت کرنے کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا۔ تو پھر انکی عبادت کیوں کی گئی۔ تو اس کا جواب دیا گیا کہ بعد میں باغیوں نے توحید میں اختلاف ڈالا اور حضرت مسیح علیہ السلام کو معبود بنا لیا۔ فویل للذین ظلموا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ یٰعباد لا خوف علیکم ــــ تا ــــ منھا تاکلون ۵ (۷۶) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ ایمان والوں کو قیامت کے دن کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ جنت میں ان کو ہر نعمت ملیگی۔ وہاں ان کی ہر نعمت ملیگی اور وہاں ان کی ہر خواہش پوری کی جائیگی۔ ان المجرمین ــــ تا ــــ انکم مٰکثون ۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ مجرمین عذاب جہنّم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ عذاب ان سے کبھی منقطع نہیں ہوگا اور نہ اس میں تخفیف ہی ہوگی۔

لقد جئنٰکم بالحق الخ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے۔ ام ابرموا امرا فانا مبرمون یہ زجر ہے۔ مشرکین پیغمبر علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور ہم نے آپ کی حفاظت کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ہم ان کے پوشیدہ پروگراموں سے بے خبر ہیں۔ حالانکہ ان کی ہر بات فرشتوں کے پاس محفوظ ہے۔ قل ان کان للرحمٰن ولد الخ یہ ابتداء سورت وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب ہوتا، تو میں سب سے پہلے اس بات کو مانتا اور اسکی اطاعت کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین وآسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے، وہ نائب سے پاک اور منزّہ ہے۔ فذرھم یخوضوا الخ یہ زجر مع تخویف ہے۔ وھو الذی فی السماۤء الٰہ ــــ تا ــــ والیہ ترجعون ۵ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان میں وہی معبود برحق اور متصرف وکارساز ہے، ساری کائنات اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اور قیامت کا علم بھی صرف اسی کو ہے۔ جب

ساری کائنات میں وہی معبود اور متصرف و مختار ہے تو کوئی اس کا نائب بھی نہیں۔ ولا یملک الذین یدعون (الآیۃ) یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے کہ ہم نے مانا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں اور سب کچھ کرنیوالا اللہ ہی ہے، لیکن ہم اپنے معبودوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں۔ فرمایا مشرکین جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں انہیں ان کے حق میں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ ولئن سألتہم من خلقھم (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم مشرکین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا اور ان کے معبودان باطلہ کا خالق اللہ ہے، لیکن وہ پھر نہیں سمجھتے اور اللہ کیلئے ولد اور نائب تجویز کرتے ہیں۔ وقیلہ یرب الخ یہ تخویف ہے۔ یہ لوگ ایسے سرکش اور ضدی ہیں کہ ایمان لانے کا نام نہیں لیتے۔ آپ ان سے اعراض کریں۔ وہ عنقریب ہی دنیا میں اور پھر آخرت میں اپنا انجام دیکھ لیں گے اور حقیقت ان پر واضح ہوجائیگی۔ ۲ والکتٰب المبین یہ تمہید مع ترغیب ہے اور قرآن کی عظمتِ شان کا بیان ہے۔ واؤ قسمیہ ہے اور جواب محذوف ہے ای انک لمن المرسلین او انک لرسول صادق اور اناجعلنہ الخ استیناف ہے یعنی یہ واضح اور روشن کتاب اس پر شاہد ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قالہ الشیخ رح یا اناجعلنہ الخ جواب قسم مذکور ہے۔ یعنی یہ کتاب جو واضح اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے بذاتِ خود اس پر شاہد ہے کہ ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم اسے اپنی مادری زبان میں اچھی طرح سمجھ سکو۔ (روح)۔ گویا یہ قرآن خود ہی اپنا شاہد ہے ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب :۔ تائید لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ قسم کی دو قسمیں ہیں (۱) جس میں مقسم بہ کو مافوق الاسباب قادر اور عالم الغیب سمجھ کر قسم کھائی جاتی ہے اور اس میں یہ تصور ہوتا ہے کہ اگر اس کی مخالفت کی گئی تو وہ ضرر پہنچائیگا یہ قسم غیر اللہ کی جائز نہیں (۲) مقسم بہ کو جواب قسم پر بطور شاہد پیش کیا جاتا ہے یہاں قسم اسی قبیل سے ہے اور یہ قسم غیر اللہ کی جائز ہے۔ وانہ فی ام الکتٰب الخ ام الکتاب سے لوح محفوظ مراد ہے یعنی قرآن کی عظمتِ شان کا یہ حال ہے کہ لوحِ محفوظ میں وہ تمام کتابوں پر فائق اور حاکم ہے اور ہر قسم کی لفظی اور معنوی فساد و خلل سے پاک ہے۔ وھذا فیہ تشریف للقرآن وترفیع بکونہ لدیہ علیا علی جمیع الکتب وعالیا عن وجوہ الفساد حکیما ای حاکما علی سائر الکتب او محکما بکونہ فی غایۃ البلاغۃ والفصاحۃ وصحۃ المعانی

كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي

کہ تم ہو ایسے لوگ کہ حد پر نہیں رہتے ف۱ اور بہت بھیجے ہیں ہم نے نبی پہلوں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶﴾ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

میں اور نہیں آتا لوگوں کے پاس کوئی پیغام لانیوالا جس سے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى

ٹھٹھا نہیں کرتے پھر برباد کر ڈالے ہم نے ان سے سخت زور والے ف۱ اور چلی آئی ہے

مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

مثال پہلوں کی اور اگر تو اُن سے پوچھے کس نے بنائے آسمان ۵

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ الَّذِيْ

اور زمین تو کہیں بنائے اُس زبردست خبردار نے وہی جسے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا

جس نے بنا دیا تمہارے لئے زمین کو ۱ بچھونا اور رکھ دیں واسطے تمہارے اس میں راہیں

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

تاکہ تم راہ پاؤ ف۲ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی

بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾

ماپ کر پھر ابھار کھڑا کیا ہم نے اس سے ایک دیس مردہ کو اسی طرح تم کو بھی نکالیں گے ف۲

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

اور جس نے بنائے ۳ سب چیز کے جوڑے اور بنا دیا تمہارے واسطے

الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ

کشتیوں اور چوپایوں کو جس پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ چڑھ بیٹھو تم اس کی پیٹھ پر ۳

ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ

پھر یاد کرو اپنے رب کا احسان جب بیٹھ چکو اس پر اور

منزل۶

۱ تخویف دنیوی کیا ۱۲

۲ توحید پر پہلی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

۳ تنویر دلیل اول ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا بھیجنا موقوف کریں گے حکم کا۔ ف۲ یعنی جہاں تک انسان بستے ہیں آپس میں مل سکیں ایک دوسرے تک راہ پاویں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی عاد و ثمود از قریش قوی تر بودند ۱۲۔ ف۲ یعنی از قبور ۱۲

زبجرج ۸ ص ۵) یا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں اس قرآن کا نام علیؑ حکیمؑ ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۳ افنضرب عنکم (الآیۃ) یہ زجر ہے اور الذکر سے
یا قرآن مراد ہے یا دعوت توحید یا تذکرہ و تخویف۔ (کبیر، بحر) اور صفحا، نضرب کا مفعول مطلق ہے من غیر لفظہ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ وکذا فی الروح
کنتم سے پہلے لام اجلیہ مقدر ہے ای لان کنتم (بیضاوی) مطلب یہ ہے کہ کیا ہم قرآن کا نازل کرنا بند کر دیں اور تمہیں توحید کی دعوت دینا چھوڑ دیں محض
اس وجہ سے کہ تم انصاف کی حدول کو پھاند چکے ہو اور ضد و عناد پر اتر آئے ہو اور خداوند قادر و قیوم کے لئے نائب تجویز کرنے لگے ہو؟ یا صفحا مفعول لہ ہے

تقولوا سبحن الذی سخر لنا هذا وما كنا له
کہو پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کر دیا ہمارے اسکو اور ہم نہ تھے اس کو
مقرنین ⑬ وانا الی ربنا لمنقلبون ⑭ وجعلوا
قابو میں لا سکتے اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے ف ۹ اور ٹھہرائی ہے
له من عباده جزءا ان الانسان لكفور مبين ⑮
حق تعالیٰ کے واسطے اولاد اسکے بندوں میں سے تحقیق انسان بڑا ناشکر ہے صریح
ام اتخذ مما يخلق بنت واصفكم بالبنين ⑯ و
کیا اس نے رکھ لیں اپنی مخلوقات میں سے ۲ بیٹیاں اور تم کو چن کر دیدیے بیٹے اور
اذا بشر احدهم بما ضرب للرحمن مثلا ظل
جب ان میں کسی کو خوشخبری ملے اس چیز کی جس کو رحمٰن کے نام لگایا ف ۱ تو سارے دن
وجهه مسودا وهو كظيم ⑰ اومن ينشؤا في
رہے منہ اس کا سیاہ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے ۳ ف
الحلية وهو في الخصام غير مبين ⑱ وجعلوا الملئكة
زیور میں اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے یہ اور ٹھہرایا انہوں نے فرشتوں
الذين هم عبد الرحمن اناثا اشهدوا خلقهم
کو جو ۳ ف بندے ہیں رحمٰن کے عورتیں کیا دیکھتے تھے ان کا بننا
ستكتب شهادتهم ويسئلون ⑲ وقالوا لو شاء
اب لکھ رکھیں گے ان کی گواہی اور ان سے پوچھ ہو گی ف اور کہتے ہیں اگر ۴ ف چاہتا
الرحمن ما عبدنهم ما لهم بذلك من علم ان
رحمٰن تو ہم نہ پوجتے ان کو کچھ خبر نہیں ان کو اس کی یہ
هم الا يخرصون ⑳ ام اتينهم كتبا من قبله فهم
سب اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف کیا ہم نے ۵ ف کوئی کتاب دی ہے ان کو اس سے پہلے سو

ع ۵ / ۷

۱ شکوی ۱۲
۲ استفہام انکاری
۳ برائے تعجب ۱۲
۳ اعادۂ شکوی ۱۲
۴ استفہام انکاری ۱۲
۵ شکوی ۱۲
۶ جواب شکوی اشارہ بدلیل عقلی ۱۲
۷ دلیل نقلی ۱۲

مفعول لہ علی معنی افنعزل عنکم انزال القرآن والزام الحجۃ بہ اعراضا عنکم (بحرج ۸ ص ۶) اور استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا، بلکہ ہم تمہیں توحید کی دعوت دینگے اور نہ ماننے کی صورت میں سزا بھی دیں گے۔ وھذا استفہام علی سبیل الانکار یعنی انا لانترک ھذا الاعذار والانذار بسبب کونکم مسرفین۔۔۔۔ بل نلزمکم العمل و ندعوکم الی الدین و نؤاخذکم متی اخللتم بالواجب وقدمتم علی القبیح (کبیرج ۷ ص ۴۳۰) ۴ وکم ارسلنا — تا — مثل الاولین ○ یہ تخویف دنیوی ہے۔ اور اس سے مقصود ترغیب ہے۔ مشرکین مکہ کا انکار کوئی نئی بات نہیں، ان سے پہلے بھی ہم نے گذشتہ امتوں میں پیغمبر بھیجے۔ ان کے پاس جو پیغمبر بھی آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا اور اس کا تمسخر اڑایا تو ہم نے شرک کے ان متمرد اور سرکش سرغنوں کو تباہ و برباد کر دیا جو ان مشرکین قریش سے زیادہ سخت گیر، ان سے زیادہ طاقتور اور ان سے کہیں بڑے اور مضبوط جتھے والے تھے امم سابقہ کی مثال گذر چکی ہے اس لئے مشرکین قریش کو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں ان پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو جائے جیسا کہ گذشتہ سرکش قوموں پر نازل ہوا۔ ای فلیحذر قریش ان یحل بھم مثل ما حل بالاولین مکذبی الرسل من العقوبۃ (بحرج ۸ ص ۶) ۵ ولئن سألتہم (الآیۃ) یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے شریک و رنائب متصرف سے منزہ ہونے پر ایک ایسی حقیقت سے استدلال کیا گیا ہے جسے مشرکین قریش تسلیم کرتے اور اسکا اعتراف کرتے تھے۔ یعنی ان سے پوچھو تو سہی کہ زمین و آسمان کا خالق اور موجد کون ہے؟ تو صاف اقرار کریں گے کہ اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب اور سب کچھ جاننے والا ہے وہی

زمین و آسمان کا خالق ہے۔ جب تم نے تسلیم کر لیا کہ عالم علوی اور عالم سفلی کا خالق اور موجد اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ساری کائنات کی ایجاد میں اس کا کوئی شریک اور معاون و مشیر نہیں ہے، تو معبودان باطلہ کو اس کائنات کے اندر تصرف و اختیار میں خدا کے شریک اور نائب ماننا تمہارے پہلے اقرار و اعتراف کے خلاف ہے۔ جب ایجاد

موضح قرآن ف اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو حضرت سوار ہوتے تو یہ تسبیح کہتے۔ ف۲ یہ جو فرمایا کہ بندے رحمٰن کے ہیں یعنی بیٹیاں نہیں اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد نہ عورت پر بولی مردانی بولیں ف۳ خبر نہیں یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اسکا بہتر ہونا نہیں نکلتا اُسنے قوت بھی پیدا کیا اور زہر بھی زہر کون کھاتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی بتولد دختری ۱۲۔

کائنات میں اس کا کوئی شریک نہیں، تو تصرف و اختیار میں اس کا نائب بھی کوئی نہیں۔ خلقھن العزیز الحکیم یہ مشرکین کے جواب کی تعبیر بالمعنی ہے یہ مطلب نہیں
کہ انہوں نے یہی الفاظ کہے ہیں، کیونکہ دوسری جگہ لیقولن اللّٰہ وارد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مشرکین زمین و آسمان کی تخلیق کو اس ذات کی طرف منسوب کرینگے جو ان
صفات سے متصف ہے ۶ الذی جعل لکم ۔ تا ۔ ما ترکبون ٥ یہ پہلی عقلی دلیل پر تنویر ہے۔ یعنی یہ تمام اوصاف اسی خالق کائنات کے ساتھ مختص ہیں
اور یہ سب کام وہی کرسکتا ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا۔ الذی جعل لکم الارض مھدا الخ اس نے زمین کو ہمارے لئے آرام و راحت کی جگہ بنا دیا
جس سے ہمیں ہر ضرورت اور ہر آسائش آسانی سے میسّر ہوسکتی ہے۔ اس پر چلنا پھرنا، مکانات تعمیر کرنا۔ کھیتی باڑی کرنا، نہریں کھودنا سب کچھ آسان ہے اور
پھر زمین میں راستے بنا دئیے جن کے ذریعے سے ہم بآسانی سفر طے کرسکتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت و حکمت کا کرشمہ ہے۔ والذی نزل من السماء
ماء الخ وہی آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر بیکار اور خشک زمین کو زرخیز بنا کر اسے حیاتِ نو بخشتا ہے اس لئے کون ہے جو یہ کام کرسکتا ہے؟ کذٰلک
تخرجون ٥ یہ جملہ معترضہ ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو زرخیز کرسکتا ہے، اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ گویا یہ دلیل جس
طرح اللہ کے متصرف و کارساز اور قدیر و حکیم ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اس دلیل سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے ۷ والذی خلق الازواج
(الآیۃ) اُسی ہی نے مخلوق کی یہ تمام انواع و اقسام پیدا کی ہیں، جو رنگ میں، بو میں، ذائقے میں اور جنس میں مختلف اور گوناگون ہیں۔ قال ابن عباس
الازواج الضروب والانواع کالحلو والحامض والابیض والاسود والذکر والانثٰی (روح ج ۲۵ ص ۶۷) اور اسی ہی نے کشتیاں اور سواری کے
جانور پیدا کئے تاکہ تم خشکی اور تری کا سفر آرام اور آسانی سے کرسکو۔ ان تمام افعال و صفات میں اللہ تعالیٰ یکتا اور منفرد ہے اور وہی تنہا متصرف و کارساز
ہے، اس لئے کوئی اس کا نائب نہیں ۸ لتستوا علی ظھورہ۔ اس میں مذکورہ بالا نعمت کا شکر ادا کرنے کے طریق کی تعلیم دی۔ یہ سواری کے چوپائے
اس لئے پیدا کئے تاکہ جب تم ان پر سواری کرو، تو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو اور زبان سے اسکی یوں تسبیح و تقدیس کرو کہ وہ ہر شریک اور نائب سے اور
ہر نقص و عیب سے پاک اور منزہ ہے جس نے یہ دیوہیکل اور گرانڈیل چوپائے ہمارے تابع کردئیے ہیں، حالانکہ ہم میں ان کو اپنے تابع اور اپنے قبضے
میں کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ جانوروں پر سواری کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئیے یعنی سبحٰن الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین ٥ وانا الی
ربنا لمنقلبون ٥ ۹ وانا الی ربنا لمنقلبون۔ یہ سب کچھ اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہے، تاکہ تم ان کو دیکھو اور ان میں غور و فکر کرو اور سمجھ لو
کہ سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور آخر کار سب اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے ہیں اور قیامت کے دن اس کی عدالت میں حاضر ہونے
والے ہیں۔ اس سورت میں دو دعوے مذکور ہیں اوّل یہ کہ متصرف و کارساز اور خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نائب نہیں۔ یہاں تک
ایک دعوی ثابت ہوگیا کہ سب کچھ پیدا کرنیوالا اور سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پہلا جزء مشرکین کے اعتراف سے اور دوسرا جزء دلیل عقلی پر لائی گئی تنویر سے
دوسرا دعوی آگے دلائل نقلیہ سے ثابت کیا جائیگا۔ ۱۰ وجعلوا لہ۔ تا ۔ عاقبۃ المکذبین ٥ شکوی ہے۔ مشرکین کے اعتراف (دلیل عقلی) سے اور پھر دلیل
پر تنویر سے ثابت ہوگیا کہ ہر چیز کا خالق اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اب مشرکین مکہ پر شکوی کیا گیا جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور اس کے نائب متصرف
مانتے تھے۔ جزءا ای ولدا۔ ولد کو جزء سے تعبیر کیا گیا اور مراد اس سے نائب متصرف ہے نہ کہ حقیقی ولد جیسا کہ کئی جگہوں میں اس مضمون کو اتخاذ ولد (بیٹا
بنا لینا) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ای قالوا الملائکۃ بنات اللّٰہ (مدارک ج ۴ ص ۸۰) یا جزء کے معنی برابر اور ہمسر کے ہیں۔ امام قتادہ فرماتے ہیں جزء سے معبود غیر اللہ
مراد ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس اعتراف کے باوجود کہ ساری کائنات کا خالق اللہ ہے، پھر بھی مشرکین اس کی مخلوق کو اور اس کے بندوں کو اسکی عبادت و
تعظیم میں اور اسکی صفات میں اسکا شریک بناتے ہیں۔ جزءا ای عدلا؟ عن قتادۃ یعنی ماعبد من دون اللّٰہ عزوجل (قرطبی ج ۱۶ ص ۶۹) وقال قتادۃ
جزءا ای ندا (بحر ج ۸ ص ۸) بیشک انسان نہایت ہی ناشکر گذار ہے اور اسکی ناشکر گذاری بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو اور ساری
کائنات کے بادشاہ کو بھی اپنی صفات میں یگانہ اور وحدہٗ لاشریک لہٗ نہیں مانتا اور العیاذ باللہ اسے نائبین کا محتاج سمجھتا ہے ۱۱ ام اتخذ مما یخلق (الآیۃ)
استفہام انکاری ہے برائے تعجب۔ کیا تمہارے خیال باطل کے مطابق اللہ نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لئے بیٹیاں منتخب کرلیں اور بیٹوں کو تمہارے لئے
مختص کردیا ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت و سرکشی پر اظہار تعجب ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی چیز (بیٹیوں) کی نسبت کی جسے وہ خود نہایت
ہی حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں واذا بشر احدھم الخ یہ انکی حماقت و جہالت کا مزید بیان ہے۔ ضرب ای جعل، مثلا ای صفۃ او حالا۔ قالہ الشیخ
رحمہ اللہ تعالیٰ یا مثلاً بمعنی شبہا ہے۔ ای بالجنس الذی جعلہ لہ مثلا ای شبھا (مدارک ج ۴ ص ۸۸) اور ان مشرکین کا اپنا حال یہ ہے کہ جس جنس
(اناث) کو انھوں نے خداوند تعالیٰ کے مماثل و مشابہ قرار دیا ہے اور اس کی طرف جس کی نسبت کی ہے جب وہ ان میں سے کسی کے گھر آوارد ہو
اور اسے یہ خبر ملے کہ اس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو حزن و ملال اور تاسف و ندامت سے اس کا چہرہ اتر جاتا اور وہ غم و اندوہ میں ڈوب جاتا
ہے ۱۲ او من ینشأ فی الحلیۃ (الآیۃ) یہ بھی مشرکین کے قول کی مزید شناعت و قباحت کا بیان ہے۔ کیا انہوں نے اس جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے
جس کی نشو و نما زیوروں میں ہوتی ہے یعنی بیٹیاں اور یہ ان کے نازک اور ضعیف ہونیکی دلیل ہے اور لڑائی جھگڑے میں وہ اپنے مدعا پر واضح دلیل اور
روشن برہان پیش نہیں کرسکتیں یہ ان کے عقلی اور ذہنی نقصان کی علامت ہے۔ مشرکین کا یہ قول کس قدر قبیح اور گستاخانہ ہے کہ انھوں نے ایک اخس و
ارذل جنس کو خدا کی طرف منسوب کیا اور اسے خدا کا نائب متصرف ٹھہرایا ۱۳ وجعلوا الملئکۃ (الآیۃ) یہ اعادہ ہے اور وجعلوا لہ من عبادہ جزءا
کی تفسیر ہے۔ ان ظالموں نے فرشتوں کے بارے میں یہ کہا کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں، حالانکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور عبادت گذار بندے ہیں۔ بندگی

بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
انہوں نے اسکو مضبوط پکڑ رکھا ہے ف بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو ایک
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ
راہ پر اور ہم انہی کے قدموں پر ہیں راہ پائے ہوئے اور اسی طرح جس کسی کو
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ
ن۱۶ بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے ڈر سنانے والا کسی گاؤں میں سو کہنے لگے
مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى
وہاں کے خوش حال لوگ ہم نے تو پایا اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر اور ہم انہی کے
اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى
قدموں پر چلتے ہیں وہ بولا اور جو میں لا دوں تم کو اس سے زیادہ سوجھ کی
مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
راہ جس پر تم نے پایا اپنے باپ دادوں کو تو یہی کہنے لگے ہم تمہارا لایا ہوا
بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ
نہیں مانیں گے پھر ہم نے اُن سے بدلا لیا ن۱۷ سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿٢٥﴾ ع وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ
انجام جھٹلانے والوں کا اور جب کہا ابراہیم نے ن۱۸ اپنے باپ کو
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٦﴾ لا اِلَّا الَّذِیْ
اور اس کی قوم کو میں الگ ہوں اُن چیزوں سے جنکو تم پوجتے ہو مگر جس نے
فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿٢٧﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً
مجھ کو بنایا سو وہ مجھ کو راہ سمجھائے گا ف۲ اور یہی بات ن۱۹ پیچھے چھوڑ گیا
فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَ
اپنی اولاد میں تا کہ وہ رجوع رہیں ف۱ کوئی نہیں پر میں نے برتنے دیا ن۲ انکو اور

منزل ۶

اور فرزندی میں تضاد واضح ہے جو بندہ ہو وہ فرزند اور ولد نہیں ہوسکتا۔ نیز جو خود ہر وقت اللہ کی عبادت و اطاعت میں لگا رہے وہ اس لائق نہیں ہو سکتا کہ اسے خدا کا نائب سمجھا جائے اور اسکی عبادت کی جائے۔ والعباد جمع عبد وھو الزم فی الحجاج مع اھل العناد لتضاد بین العبودیۃ والولاد (مدارک ج ۴ ص ۸۸) و ذکر العباد مدح لھم، ای کیف عبد و امن ھو فی نہایۃ العبادۃ (قرطبی ج ۱۶ ص ۷۳) اشھدوا خلقھم الخ کیا فرشتوں کی پیدائش کے وقت وہ وہاں حاضر اور موجود تھے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے ان کے اناث ہونے کا مشاہدہ کیا ہے؟ استفہام انکاری ہے یعنی ایسا نہیں ہے، لیکن وہ ظن و تخمین سے ایک بات کہے جا رہے ہیں جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ فرشتوں کے بارے میں انکا یہ بیان کہ وہ اناث (عورتیں) ہیں لکھا جا چکا ہے اور قیامت کے دن ان سے اس پر باز پرس ہوگی۔ یہ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے ۱۴ وقالوا لوشاء۔ یہ شکوی ہے۔ جب مشرکین لاجواب ہو جاتے ہیں تو مشیت خداوندی کی آڑ لیتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم فرشتوں کی عبادت نہ کرتے اور انھیں خدا کے نائب نہ بناتے۔ یعنی اگر اللہ چاہتا تو ہمیں اس سے زبردستی روک دیتا جب وہ ہمارے اور انکی عبادت کے درمیان حائل نہیں ہوا، تو معلوم ہوا کہ وہ اس پر خوش ہے مالھم بذلک من علم الخ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اسکا ارادہ کسی فعل کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ حسن و قبیح اور خیر و شر سب اس کے ارادے ہی سے ہو رہا ہے اس کے ارادے کے بغیر تو پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے اور دلائل انفس و آفاق سے حق و باطل کو واضح کر کے ہر انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے دونوں میں سے ایک کو منتخب کر لے تاکہ امتحان و ابتلاء کا تقاضا پورا ہو، لیکن اسکی رضا اور خوشنودی صرف نیک کاموں ہی سے متعلق ہے۔ باقی رہا کسی فعل کے جواز کی دلیل کا سوال، تو دلیل، عقل و نقل اور وحی ہی سے پیش کی جا سکتی ہے۔ اور ان مشرکین کے پاس شرک کے حق میں ان تینوں دلیلوں میں سے کوئی بھی دلیل موجود نہیں۔ مالھم بذلک من علم الخ اس میں دلیل عقلی کی نفی کی گئی ہے کہ ان کے پاس فرشتوں کے معبود اور نائب خدا ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں محض اٹکل اور تخمین ہی سے کہتے ہیں۔ ای یقولون قولا باطلا بالظن و التخمین (مظہری ج ۸ ص ۳۴۳)
۱۵ ام اتینٰھم کتبا (الآیۃ) اس میں دلیل نقلی کی نفی کی گئی ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی ان کے پاس کتب سابقہ میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جس

ن۱۴ متعلق بہ شکوی و تنبیہ برائے تخویف دنیوی ۱۲۔

ن۲ تخویف دنیوی ۱۲

ن۳ پہلی دلیل نقلی تفصیلی ۱۲۔

ع ۲ النصف

موضح قرآن ف۱ یعنی بہتر ہونا اس طرح ثابت ہوتا ہے ف۲ یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی وہی کرو

فتح الرحمن ف۱ یعنی انبیاء و اولیاء در اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا شدند ۱۲۔

سے تمسک کرکے وہ فرشتوں کو معبود ٹھہراتے ہوں۔ بان یعبد وا غیراللہ تعالیٰ وینسبوا الیہ الولد (جامع البیان ص ۴۲) بل قالوا الخ دلیل عقلی اور نقلی کی نفی کے بعد دلیل وحی خود بخود منتفی ہو جاتی ہے، کیونکہ وحی ربانی بھی ان کے خلاف ہے۔ اس لئے ہر طرف سے لاجواب ہو کر وہ کہتے ہیں ہمارے پاس عقل و نقل اور وحی کی تو کوئی دلیل نہیں جس کا تم مطالبہ کرتے ہو، بلکہ ہم نے یہ عقیدہ اور عمل اپنے باپ دادا سے اخذ کیا ہے۔ ہم نے ان کو اسی دین اور طریقہ پر پایا ہے وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے، ان کی عبادت و تعظیم بجالاتے تھے اور ان کو نائب خدا اور عنداللہ شفیع غالب سمجھتے تھے، اس لئے ہم بھی، آنکھیں بند کرکے ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں ۱۶ وکذلک ما ارسلنا (الآیۃ) یہ متعلق بہ شکوی ہے اور تخویف دنیوی کی تمہید ہے۔ گذشتہ امتوں کا حال بعینہٖ مشرکین مکہ کی طرح ہے کہ ان کے پاس جو بھی اللہ کی طرف سے اللہ کی توحید کا داعی آیا، اسے یہی جواب دیا گیا۔ جب اللہ کا پیغمبر انھیں توحید کی دعوت دیتا اور اس کے عذاب سے ڈراتا، تو دولت و طاقت کے نشے میں مست، سرکش اور معاند طبقہ ان کی دعوت کے جواب میں کہتا:۔ تیری بات تو ہم ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، ہم نے اپنے باپ دادا کو جس دین اور طریقے پر پایا ہے ہم اسی کی پیروی کرینگے اور اسی راہ پر گامزن رہیں گے۔ قل اولو جئتکم۔ اس کے جواب میں پیغمبر علیہ السلام انھیں کہتے:۔ میں تمہارے سامنے ایک ایسا دین پیش کر رہا ہوں جو تمہارے باپ دادا کے دین سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت و رہنمائی کے عین مطابق ہے، تو کیا پھر بھی تم اس کے مقابلے میں اپنے باپ دادا کے جھوٹے دین ہی کو مانو گے؟ تو اس کے جواب میں مشرکین نہایت سرکشی اور بیباکی سے کہتے جو دین تم لیکر آئے ہو اس کو ہم کسی حال میں بھی نہیں مانیں گے اور اسکا تو ہم انکار ہی کرینگے۔

۱۷ فانتقمنا منھم (الآیۃ) یہ تخویف دنیوی ہے۔ جب ان کفار و مشرکین نے عناد و تعنّت اور سرکشی کی انتہاء کر دی، دعوت توحید کو ٹھکرایا۔ انبیاء علیہم السلام کو ایذا دی اور انکا تمسخر اڑایا، تو ہم نے گوناگون مصائب و آفات سے اور مختلف انواع عذاب سے دنیا ہی میں ان کو تہس نہس کرکے ان سے انتقام لے لیا۔ اب دیکھ لو جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ مشرکین قریش کو بھی اس قسم کے انجام سے ڈرنا چاہیئے۔ اور آپ کو ان کی تکذیب کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس میں آپ کیلئے ایک گونہ تسلی ہے۔ تسلیۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارشاد الی عدم الاکتراث بتکذیب قومہ ایاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (روح ج ۲۵ ص ۷۶)

۱۸ واذ قال ابراھیم۔ پہلی دلیل نقلی تفصیلی از حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ الا الذی میں استثناء منقطع ہے (مدارک و بحر) حضرت ابراہیم علیہ السلام جو جدالانبیاء اور مشرکین قریش کے جد اعلیٰ تھے ان کی تعلیم یہ تھی کہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم کے سامنے واشگاف الفاظ میں اعلان فرما دیا تھا کہ تم جن معبودان باطلہ کی عبادت و تعظیم بجا لاتے ہو اور جنہیں حاجات و مشکلات میں غائبانہ پکارتے ہو، میں ان سب سے سخت بیزار ہوں۔ البتہ وہ ذاتِ پاک جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں اسی کی عبادت کرتا ہوں اور اسی ہی کو حاجات میں پکارتا ہوں۔ وہی مجھے اس ہدایت پر قائم رکھے ہوئے ہے۔ سیھدین میں سین تاکید کے لئے ہے، استقبال کے لئے نہیں (روح)۔ یھدین ای یثبتنی علی الھدایۃ (مدارک)

۱۹ وجعلھا کلمۃ (الآیۃ) ضمیر مؤنث کلمۂ توحید یا دعوت توحید سے کنایہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے توحید کو ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں دوام و بقاء عطا فرمایا کہ ان کی اولاد میں توحید باقی رہے گی اور ان کی اولاد میں انبیاء اور علماء ہوتے رہیں گے جو توحید کی تبلیغ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو جائے گی، لیکن توحید کی دعوت و تبلیغ کا کام علماء کے ذریعے سے قیامت تک جاری رہے گا، تاکہ شرک کرنیوالے ان کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر شرک سے باز آجائیں۔ والضمیر المنصوب لکلمۃ التوحید اعنی لا الہ الا اللہ کما روی عن قتادۃ و مجاھد والسدی (روح ج ۲۵ ص ۷۷) فی عقبہ ای فی ذریتہ۔ ۔ ۔ ۔ فلا یزال فیھم من یوحد اللہ ویدعو الی توحیدہ (بحر ج ۸ ص ۱۲)

۲۰ بل متعت ھٰؤلآء۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں توحید کو اللہ تعالیٰ نے قائم و دائم کر دیا تو پھر یہ مشرکین مکہ جو ان کی اولاد میں سے ہیں، یہ کیونکر مشرک ہو گئے؟ کیا توحید کے بارے میں ان کے دلوں میں شبہات ہیں؟ اس کا جواب دیا گیا کہ توحید پر ایسے واضح اور روشن دلائل قائم ہو جانے کے بعد کوئی جائے شبہ ہی ہے۔ قرآن تمام شبہات کو دور کرتا ہے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے مال و متاع اور ساز و سامان سے مالامال کر دیا اور وہ دنیوی عیش اور لذت میں محو ہو کر توحید سے منحرف ہو گئے یہاں تک کہ اب پھر ان کے پاس حق (قرآن) کی دعوت پہنچ گئی اور توحید کو واضح اور روشن کرنے والا پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگیا۔ آپ اسی دعوت ابراہیمیہ کو لے کر آئے ہیں۔ الحق ای القرآن ورسول ای محمد علیہ السلام (مدارک ج ۴ ص ۸۹) ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالتوحید والاسلام الذی ھو اصل دین ابراھیم وھو الکلمۃ التی بقاھا اللہ فی عقبہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۲) ولما جاء ھم الحق الخ اور جب قرآن آگیا جو انھیں خواب غفلت سے بیدار کرنے والا اور دعوتِ توحید کا حامل ہے، تو تحقیر و عناد کے لہجے میں کہنے لگے یہ تو جادو ہے۔ اور ہم اسے نہیں مانتے۔

۲۱ وقالوا لولا نزل۔ یہ شکوی ہے۔ یہ مشرکین کی جہالت اور ان کے عناد و انکار کی ایک اور طرح ہے۔ وہ اپنی جہالت و نادانی سے یہ سمجھتے تھے کہ اول تو کوئی بشر پیغمبر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ وہ کسی انسان و بشر ہی کو یہ رتبہ عطاء فرمائے، تو اس کے لئے کوئی ایسا آدمی منتخب ہونا چاہیئے جو دنیوی اعتبار سے بہت بڑا آدمی ہو یعنی اس کے پاس دولت زیادہ ہو اور وہ دنیوی شان و شوکت اور وجاہت میں سب پر فائق ہو۔ اسلئے یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کیوں نازل ہوا جس کے پاس دولت ہے نہ جائیداد اور مکہ و طائف دونوں شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا؟ اھم یقسمون۔ یہ جواب شکوی ہے لیتخذ میں لام برائے عاقبت ہے۔ یعنی دنیا میں ان کی روزی تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور روزی کی یہ تقسیم ہم ہی نے کی کسی کو زیادہ اور کسی کو کم تاکہ ہم امتحان لیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر مالدار اس امتحان میں ناکام رہے اور بجائے اللہ کا شکر کرنے کے غریبوں اور مسکینوں کا مذاق اڑانے لگے۔ ان کی روزی تو میرے قبضے میں ہے، تو کیا میری رحمت جس کا فرد اعلیٰ نبوت ہے ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اسے تقسیم کریں اور جسے چاہیں دیدیں۔ استفہام انکاری ہے ان کا یہ خیال باطل ہے جس طرح روزی اور تمام خزائن رحمت اس کے اپنے ہی قبضے میں ہیں اسی طرح نبوت بھی اس کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہے محض اپنی رحمت سے نبوت کیلئے منتخب فرمالے تائید:۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (انعام، ع ۱۵) المراد بھا النبوۃ وھو الانسب کما قیل وعلیہ اکثر المفسرین (روح ج ۲۵ ص ۸۰) ورحمۃ ربک خیر مما یجمعون اور اللہ کی رحمت و برکت، ایمان اور توفیق ہدایت اور جنت دنیا کے مال و متاع سے کہیں زیادہ بہتر ہے ۲۲ ولولا ان یکون۔ یہ قالوا لولا نزل ھذا القراٰن الخ (شکوی) سے متعلق ہے امۃ واحدۃ سے امت کافرہ مراد ہے لولا کراھۃ ان یجتمعوا علی الکفر ویطبقوا علیہ (مدارک ج ۴ ص ۹۰) سُقُفًا، چھتیں یہ سَقْف کی جمع ہے۔ معارج سیڑھیاں، سُرُرًا، سریر کی جمع ہے بمعنی چارپائی، پلنگ۔ زخرف سونا الزخرف ھنا الذھب عن ابن عباس وغیرہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۸۷) اور زخرفا فعل محذوف کا مفعول ہے۔ ای ولاعطینا ھم زخرفا قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیتوں میں دولت دنیا کی قلت و حقارت کا بیان ہے جس پر مغرور ہو کر مشرکین کہتے ہیں کہ وحی ان پر کیوں نازل نہ ہوئی، حالانکہ دنیا کی دولت اور زر و جواہر آخرت کے مقابلہ میں بالکل بے قدر اور ہیچ ہیں۔ سونا چاندی اور دنیوی زینت و آرائش ہمارے نزدیک اس قدر حقیر اور بے قدر ہے کہ اگر یہ بات

اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَ
ان کے باپ دادوں کو یہانتک کہ پہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنا دینے والا اور
لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ
جب پہنچا ان کے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے اور ہم اس کو
كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
نہ مانیں گے اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی
رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ
بڑے مرد پر ان دونوں بستیوں میں کے ف۱ کیا وہ بانٹتے ہیں
رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ
تیرے رب کی رحمت کو ہم نے بانٹ دی ہے ان میں روزی ان کی دنیا کی زندگانی
الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ
میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر کہ ٹھہراتا ہے
بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا
ایک دوسرے کو خدمت گار ف۲ اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے
يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
جو سمیٹتے ہیں ف۳ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ہو جائیں ایک دین پر
لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ
تو ہم دیتے ان لوگوں کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت
فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا
چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کیواسطے دروازے
وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ
اور تخت جن پر تکیہ لگا کر بیٹھیں اور سونے کے اور یہ سب کچھ نہیں ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی مکے اور طائف کے کسی سردار پر ف۲ یعنی اللہ نے روزی دُنیا کی تو ان کی تجویز پر نہیں بانٹی، پیغمبری کیونکر دے اُن کی تجویز پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی یکے از متمولان مکہ و طائف ۱۲ ف۲ یعنی بچشم حقارت نگرد ۱۲۔

نہ ہوتی کہ لوگ کافروں کو عیش و تنعم میں دیکھ کر سب کفر ہی پر جمع ہو جائیں گے، تو ہم کافروں پر سونا چاندی بارش کی طرح برسا دیتے، ان کے گھروں کی چھتیں، اور چھتوں پر چڑھنے کی سیڑھیاں، ان کے گھروں کے دروازے اور ان کے پلنگ غرضیکہ ہر چیز چاندی کی ہوتی اور انھیں ہم سونا بھی اس قدر عطا کر دیتے کہ وہ چاہتے تو یہ تمام چیزیں سونے کی بنوا لیتے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر سب لوگوں کے کفر پر جمع ہو جانے کا احتمال نہ ہوتا تو یہ حقیر اور ناچیز دولتِ دنیا بدترین مخلوق (کفار و مشرکین) پر ہر لحاظ سے مکمل طور پر وسیع کر دی جاتی، لیکن اسی وجہ سے کفار پر کامل توسیع نہیں کی گئی۔ (استبنان مبین لحقارۃ متاع الدنیا و دناءۃ قدارۃ عند اللہ عزوجل، والمعنی ان حقارۃ شأنہ بحیث لولا کراھۃ ان یجتمع الناس علی الکفر ویطبقوا علیہ لاعطیناہ علی اتم وجہ من ھو شر الخلائق و ادناھم منزلۃ فکراھۃ الاجتماع علی الکفر ھی المانعۃ من تمتیع کل کافر والبسط علیہ (روح ج ۲۵ ص ۷۰) ۲۳ و ان کل ذلک (الآیۃ) یہ ماقبل کا ثمرہ ہے۔ اِنْ نافیہ اور لما بمعنی الا ہے۔ (بحر ج ۸ ص ۱۵) یہ سب کچھ چند روزہ دنیوی زندگی کی فانی متاع اور ایک عارضی نفع ہے اور دار آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتیں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جنہوں نے تقویٰ کو اپنا شعار بنایا۔ شرک اور تمام معاصی سے اجتناب کیا اور امر الٰہی کی تعمیل میں سرگرم رہے ۲۴ و من یعش۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے اور مشرکین کے نہ ماننے کی وجہ کا بیان ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر اللہ کے قرآن سے اندھا بن جائے اور محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کرے، تو ہم اس سے قبولِ حق کی صلاحیت سلب کر لیتے ہیں اور شیاطین کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے اور انھیں راہِ توحید سے گمراہ کرتے ہیں مختلف حیلوں سے اور جھوٹی آرزوئیں دلا کر انھیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار پر اکساتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں اور سیدھی راہ پر چل رہے ہیں۔ حتی اذا جاءنا الخ یعنی اب تو مشرکین آنکھیں بند کر کے شیاطین کی پیروی کر رہے ہیں اور حق کو نہیں مانتے اور اللہ کی توحید سے اعراض کرتے ہوئے اس کے لئے نائب تجویز کرتے ہیں، لیکن جب قیامت کے دن ہمارے سامنے حاضر ہوں گے

لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

مگر برتنا ۲۳ دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے یہاں

لِلْمُتَّقِيْنَ ۳۵ ع وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ

انہیں کیلئے ہے جو ڈرتے ہیں ف اور جو کوئی آنکھیں چرائے ۲۴ رحمٰن کی یاد سے ہم اس پر مقرر کر

لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۳۶ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ

دیں ایک شیطان پھر وہ رہے اس کا ساتھی اور وہ انکو روکتے رہتے ہیں راہ

السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۳۷ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَنَا

سے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں یہاں تک کہ جب آئے ہمارے پاس

قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

کہے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سا کہ کیا برا

الْقَرِيْنُ ۳۸ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ

ساتھی ہے ف اور کچھ فائدہ نہیں تم کو ۲۵ آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے اس بات سے

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۳۹ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ

کہ تم عذاب میں شامل ہو ف سو کیا تو سنائے گا ۲۶ بہروں کو یا

تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۴۰ فَاِمَّا

سمجھائے گا اندھوں کو اور صریح غلطی میں بھٹکتوں کو پھر کبھی

نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۴۱ لا اَوْ نُرِيَنَّكَ

ہم تجھکو یہاں سے ۲۷ لے جائیں تو ہم کو ان سے بدلا لینا ہے یا تجھ کو دکھا دیں

الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۴۲ فَاسْتَمْسِكْ

جو ان سے وعدہ ٹھیرایا ہے تو یہ ہمارے بس میں ہیں سو تو مضبوط ۲۸ کے

بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۴۳

پکڑے رہ اسی کو جو تجھ کو حکم پہنچا تو ہے بے شک سیدھی راہ پر

۳ ع ۹

۱ زجر مع تخویف ۱۲

۲ علت نفور ہر جزا ۱۲

۳ زجر ثانیہ استفہام انکاری ۱۲

۴ تسلیہ نبوی ۱۲

۵ دلیل وحی ۱۲

اور ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی، تو ہر کافر اپنے شیطان قرین سے کہیگا اے کاش دنیا میں، میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا، میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا، تو کیسا ہی بدترین ساتھی تھا۔ تو نے مجھے گمراہ کر کے میری عاقبت برباد کر دی ۲۵ و لن ینفعکم (الآیۃ) اذ ظلمتم، مضمون جملہ کی علت ہے اور جملہ کے درمیان واقع ہے۔ اور انکم فی العذاب مشترکون جملہ بتأویل مفرد، لن ینفع کا فاعل ہے۔ (مدارک) قیامت کے دن مشرکین

موضح قرآن ف یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا۔ کہیں تو اس کو آرام دے۔ آخرت میں تو عذاب ہے دنیا ہی میں آرام ملتا۔ مگر ایسا ہو تو سب وہی کفر پکڑ لیں۔ ف۲ یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت سے پچھتاوے گا اس طرح کا ساتھی کسی کو جن ملتا ہے۔ کسی کو آدمی۔ ف۳ یعنی کافر کہیں گے خوب ہوا کہ انہوں نے ہمیں عذاب میں ڈلوایا یہ بھی نہ بچے۔ لیکن اس کو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا۔

تمنا کرینگے کہ وہ شیاطین جن والسن جنہوں نے انھیں گمراہ کیا ہے انھیں بھی ان کے ساتھ عذاب میں شریک کیا جائے۔ ان سے کہا جائیگا چونکہ تم خود بھی ظالم اور مشرک ہو، اس لئے اس سے تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا۔ کہ تمہارے ساتھ تمہارے پیشوایان شرک بھی شریک عذاب ہوں، کیونکہ ان کے شریک عذاب ہونے سے تم عذاب سے بچ نہیں جاؤگے اور نہ تمہارے عذاب میں کوئی تخفیف ہی ہوگی۔ یعنی لا ینفعکم الاشتراك فی العذاب و لا یخفف الاشتراك عنکم العذاب لان لکل واحد من الکفار والشیاطین الحظ الاوفر من العذاب (معالم وخازن ج ۶ ص ۱۳۵) ف۲۶ افانت تسمع۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ
اور یہ مذکور رہے گا تیرا اور تیری قوم کا اور آگے تم سے پوچھ ہوگی اور
سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ۟ اَجَعَلْنَا
پوچھ دیکھ جو رسول بھیجے ہم نے ف۲ تجھ سے پہلے کبھی ہم نے رکھے
مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
ہیں رحمٰن کے سوائے اور حاکم کہ پوجے جائیں ف۱ اور ہم نے بھیجا
مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ
موسیٰ کو سکے اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو کہا میں بھیجا ہوا ہوں
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
جہان کے رب کا پھر جب لایا ان کے پاس ہماری نشانیاں وہ تو لگے ان پر
يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ
ہنسنے اور جو دکھلاتے گئے ہم انہیں نشانی سو پہلی سے
اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾
بڑی اور پکڑا ہم نے انکو تکلیف میں تاکہ وہ باز آئیں
وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
اور کہنے لگے اے جادوگر ف۳ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسے سکھلا رکھا ہے تجھ کو
اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ
ہم ضرور راہ پر آجائیں گے ف۱ پھر جب اٹھالی ہمنے ان پر سے تکلیف تبھی وہ
يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ
وعدہ توڑ ڈالتے اور پکارا فرعون نے اپنی قوم میں سکے بولا اے میری قوم
اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ
بھلا میرے ہاتھ میں نہیں حکومت مصر کی اور یہ نہریں چل رہی ہیں میرے محل کے نیچے

ع ۱۰

ربط: ۱۔ دلیل نقلی اجمالی از انبیاء علیہم السلام ۱۲۔
۲۔ دوسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کو توحید کی دعوت دینے میں انتہائی کوشش فرماتے اور افہام و تفہیم کا ہر ممکن طریقہ اختیار کرتے مگر ان کی طرف سے انکار و جحود کے سوا کچھ بھی ظاہر نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ حق سے اعراض کی انتہا کو پہنچ چکے ہوں جن سے مہر جباریت کی وجہ سے حق کو سمجھنے کی صلاحیتیں ہی سلب کرلی گئی ہوں اور وہ کھلی اور خود اختیار کردہ گمراہی میں مستغرق ہوں، کیا آپ ان کو راہ راست پر لاسکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے۔ یہ لوگ حق کو سننے سے بہرے اور دیکھنے سے اندھے ہوچکے ہیں، اس لئے وہ ھدایت کو کبھی قبول نہیں کریں گے ف۲۷ فاما نذ ھبن بك۔ (الآیتین) یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہ معاندین اور کفر و شرک کے سرغنے دنیا میں بھی ہماری گرفت سے نہیں بچ سکتے ہم انہیں ان کے عناد و تعنت اور انکار و جحود کی دنیا ہی میں سخت سزا دیں گے اور اگر دنیا میں ہم نے کسی مصلحت سے کسی معاند و سرکش کو نہیں پکڑا تو آخرت کے عذاب سے تو کسی حال میں نہیں بچ سکے گا، اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھالیں اور آپ کے سامنے ان کو عذاب نہ دیں تو بھی ان سے دنیا یا آخرت میں انتقام لیکر چھوڑیں گے اور اگر ہم چاہیں کہ ان پر آنے والا عذاب آپ کو دکھا دیں اور آپ انکو بچشم خود عذاب میں مبتلا دیکھ لیں، تو ہم ایسا بھی کرسکتے۔ جیسا کہ جنگ بدر کے موقع پر قتل اور قید و بند کا جو عذاب اللہ نے مشرکین پر مسلط فرمایا، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنی آنکھوں سے دیکھا، بلکہ اپنے ہاتھوں سے اسکی تکمیل فرمائی۔ قال ابن عباس قد اراہ اللہ ذلك یوم بدر (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۲) ف۲۸ فاستمسك (الآیتین) یہ دلیل وحی ہے۔ معاندین اگر نہیں مانتے، تو آپ اس سے غمگین نہ ہوں اور اس سے آپ کو یہ وہم بھی نہ ہو کہ شاید آپ صحیح راستے پر نہیں ہیں۔ آپ اللہ کی وحی سے تمسک کریں اور دعوت توحید کو نہ چھوڑیں، آپ سیدھی راہ پر ہیں، آپ کا دین سچا اور آپکی دعوت سراپا حق ہے اور معاندین اس لئے نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وانہ لذکر لك (الآیۃ) ذکر کے معنی شرف کے ہیں یا پند و نصیحت یعنی یہ قرآن آپ کیلئے

موضح قرآن ف یعنی کسی دین میں شرک روا نہیں رکھا اور پوچھ دیکھ یعنی جس وقت ان کی ارواح سے ملاقات ہو یا ان کے احوال کتابوں سے تحقیق کرو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مسلمان شویم ۱۲۔

اور آپ کی قوم کے لئے ایک بہت بڑا شرف ہے کیونکہ یہ قرآن ان کی زبان میں اور انہی میں سے ایک فرد پر نازل ہوا ہے۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ وہ اسکو مان لیں تاکہ دنیا و آخرت میں اسکی برکات سے بہرہ یاب ہو سکیں۔ یہ قرآن آپ کے لئے اور آپکی قوم کے لئے پند و نصیحت اور صحیفۂ موعظت ہے جو تمام بنیادی عقائد اور ضروری شرائع و احکام پر مشتمل ہے۔ قیامت کے دن قرآن کے بارے میں تم سب سے سوال ہوگا کہ تم نے اس سے کیا برتاؤ کیا، اس پر عمل کرنے کا حق ادا کیا یا نہیں؟ یعنی القراٰن شرف لك ولقومك من قریش، اذ نزل بلغتهم وعلی رجل منهم (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۳) قال الحسن القوم هنا امته و المعنی و انه لتذکرة وموعظة (بحر ج ۸ ص ۱۸)

۲۹ وسئل من ارسلنا (الآیۃ) دلیل نقلی تفصیلی کے بعد یہ دلیل نقلی اجمالی ہے از جملہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یعنی اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو تم نے سُن لیا کہ وہ توحید کے بہت بڑے داعی تھے۔ اب یہ بتاؤ کیا دیگر انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کو ہم نے غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا حکم دیا تھا؟ یعنی ہم نے تو اسکا حکم نہیں دیا تھا پھر تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکال لیا؟ انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے سے حقیقۃً سوال کرنا مراد نہیں، بلکہ مجازاً ان سے سوال کرنا مراد ہے جسکی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ ان کی اصلی اور غیر محرّف کتابوں اور ان کے صحیفوں کی روشنی میں ان کے ادیان کی تحقیق و جستجو کرو۔ کیا ان میں کہیں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کا کوئی حکم یا جواز موجود ہے؟ لیس المراد بسؤال الرسل حقیقة السؤال ولکنه مجاز عن النظر فی ادیانهم والفحص عن مللهم هل جاءت عبادة الاوثان قط فی ملة من ملل الانبیاء (مدارک ج ۴ ص ۹۱) دوم یہ کہ گذشتہ پیغمبروں کی امتوں اور ان کے انصاف پسند علماء (مومنین اہل کتاب) سے دریافت کیا کہ ان کے دینوں میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کی اجازت ہے؟ وقال اکثر المفسرین معناه واسئل امم من ارسلنا من قبلك وعلماء دینهم یعنی مؤمنی اهل الکتاب وهذا قول ابن عباس فی سائر الروایات ومجاهد وقتادة والضحاك والسدی والحسن والمقاتلین (مظہری ج ۸ ص ۳۵۳) اس سے اہل بدعت کا استدلال باطل ہوگیا کہ اس آیت میں تمام انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے کا حکم ہے اور سوال اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ سب آپ کے پاس موجود ہوں تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام حاضر و ناظر تھے۔ گذشتہ تفصیل کر اس استدلال کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ اس آیت میں انبیاء علیہم السلام سے حقیقۃً سوال کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کی غیر محرّف کتابوں اور ان کی امتوں کے حق پسند علماء سے تحقیق کرنا مقصود ہے۔

۳۰ ولقد ارسلنا موسیٰ۔ یہ دوسری دلیل نقلی تفصیلی ہے از موسیٰ علیہ السلام اور لولا نزل هذا القراٰن الخ سے متعلق ہے۔ جس طرح مشرکین عرب آپ پر از راہ عناد و مکابرہ اعتراض کرتے ہیں، اسی طرح کے اعتراضات فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر کئے تھے۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو دلائل و معجزات دے کر فرعون اور اس کے ارکان سلطنت کے پاس بھیجا، جب وہ ہماری آیات کے ساتھ ان کے پاس آئے تو وہ ان کو دیکھتے ہی استہزاء و تمسخر کے انداز میں ہنسنے لگے اور معجزات کو جادو کہنے لگے وما نریهم من اٰیة الخ ہم نے ان کو ایک سے ایک بڑھ کر اپنے نشانات اور معجزات دکھائے اور انھیں مختلف اقسام عذاب میں گرفتار کیا تاکہ وہ انکار و جحود سے باز آجائیں۔ والمراد وصف الکل بالکبر کقولك رأیت رجالا بعضهم افضل من بعض (بیضاوی)

۳۱ وقالوا یاایُّه الساحر (الآیۃ) ان کے عناد و استکبار کی انتہا یہ تھی کہ جب وہ کسی عذاب میں مبتلا ہوجاتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہہ کر پکارتے اور کہتے اپنے رب کو پکار کر وہ اپنا وعدہ پورا کرے کہ اگر یہ ایمان لے آئیں تو ان سے عذاب ہٹا لیا جائیگا۔ اس لئے اللہ سے دعا مانگ کہ اس عذاب کو ہٹالے تو ہم پختہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے اور ہدایت قبول کرینگے۔ ای بما اخبرنا عن عهده الیك انا ان اٰمنا کشف عنا، فسله یکشف عنا انا لمهتدون) ای فیما یستقبل (قرطبی ج ۱۶ ص ۹۸) فلما کشفنا عنهم (الآیۃ) یہ بار بار ان کی عہد شکنی کا بیان ہے۔ ہر عذاب کے بعد وہ موسیٰ علیہ السلام سے پختہ عہد کرتے کہ اگر یہ عذاب ہم سے اٹھا لیا جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے، لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ تعالیٰ عذاب کو اٹھا لیتا تو وہ اپنا عہد پورا نہ کرتے اور ایمان لانے کے بجائے اپنے گذشتہ کفر و طغیان پر قائم رہتے۔ ینکثون ینقضون العهد بالایمان ولا یفون به (مدارک ج ۴ ص ۹۲)

۳۲ ونادیٰ فرعون ـــ تا ـــ مقترنین ۵ فرعون کے غرور و استکبار اور اسکی تعلّی کا بیان ہے۔ فرعون نے جب دیکھا کہ بار بار موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب ہٹ جاتا ہے، تو اسے خطرہ لاحق ہوا کہیں اسکی قوم کے دلوں میں اسکی عظمت نہ بیٹھ جائے اور ان کے دل اس کی طرف مائل نہ ہوجائیں اس لئے اپنی ساری رعیت میں یہ اعلان کرایا تاکہ اسکی حکومت و سلطنت اور شان و شوکت کا رعب قوم کے دلوں پر مضبوط ہوجائے۔ اور وہ موسیٰ علیہ السلام پر اسکو ترجیح دیں۔ میری قوم کے لوگو! کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں ملک مصر کا مطلق العنان حکمران ہوں اور یہ نہریں میرے حکم سے چل رہی ہیں۔ کیا میں جو اس وسیع سلطنت کا بادشاہ اور اس ملک میں پورے اختیارات کا مالک ہوں تمہارے لئے بہتر ہوں۔ یا یہ موسیٰ جو میرے مقابلہ میں نہایت حقیر اور ناچیز ہے اور اپنے مدعا پر واضح اور روشن حجت بھی پیش نہیں کر سکتا۔ یا صاف اور روانی سے بول بھی نہیں سکتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں معمولی سی لکنت باقی تھی لیکن فرعون نے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اور اپنی بات میں زور پیدا کرنے کے لئے ولا یکاد یبین کہہ دیا۔ یا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے مدعا پر واضح برہان نہیں لاسکتا اس صورت میں بھی یہ کلام محض عناد و مکابرہ پر مبنی ہے لایبین حجته الدالة علی صدقه فیما یدعی (بحر ج ۸ ص ۲۳)

أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِي هُوَ
کیا تم نہیں دیکھتے ؎ بھلا میں ہوں بھی بہتر اس شخص سے جس کو کچھ
مَهِينٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ
عزت نہیں اور صاف نہیں بول سکتا ؎ د؎ پھر کیوں نہ آپڑے اسپر کنگن ۳۳
مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾
سونے کے یا آتے اس کے ساتھ فرشتے پرا باندھ کر ؎
فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا
پھر عقل کھودی اپنی قوم کی ۳۴ پھر اسی کا کہنا مانا مقرر وہ تھے لوگ
فَاسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ
نافرمان پھر جب ہم کو غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلا لیا پھر ڈبو دیا ان
أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَ
ع ٥ ١١ سب کو پھر کر ڈالا انکو گئے گذرے اور ایک نظیر پچھلوں کے واسطے اور
لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ
جب مثال لائے مریم کے بیٹے کی ۳۵ تبھی قوم تیری اس سے
يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ
چلانے لگتے ہیں ؎ ف۲ اور کہتے ہیں ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یہ مثال جو ڈالتے ہیں
لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا
تجھ پر سو جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو وہ کیا ہے ایک
عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَاءِيلَ ﴿٥٩﴾
بندہ ہے کہ ہم نے اس پر فضل کیا اور کھڑا کر دیا اسکو بنی اسرائیل کے واسطے
وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ
اور اگر ہم چاہیں نکالیں تم میں سے فرشتے رہیں زمین میں

۳۳ فلو لا القی علیه (الآیۃ) امام مجاہدؒ فرماتے ہیں اس زمانے کا دستور تھا کہ جس شخص کو سرداری کیلئے منتخب کرتے اسے سونے کے کنگن اور سونے کا طوق پہناتے یہ چیز سیادت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ فرعون نے کہا اگر واقعی اللہ نے موسیٰ کو رسالت کے لئے چنا ہے جیسا کہ اس کا خیال ہے تو یہ تو بہت بڑی سیادت ہے پھر اس کو اس کے خدا نے سونے کے کنگن کیوں نہیں پہنائے ؟ گویا جو پیغمبر ہو اُسے دنیوی شان و شوکت بھی حاصل ہونی چاہیئے جیسا کہ مشرکین عرب کا خیال تھا کہ رسالت مکہ اور طائف کے کسی بڑے رئیس کو ملنی چاہیئے تھی۔ یا اگر وہ واقعی خدا کا رسول ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت ہر وقت اس کے ساتھ رہتی۔ وہ اسکی تصدیق کرتے اور اس کے مخالفوں کے مقابلے میں اسکی مدد کرتے ۳۴ فاستخف قومه فرعون نے اپنی قوم کو جاہل اور خفیف العقل پایا۔ اور انہیں گمراہی پر اکسایا، تو ساری قوم اس کے پیچھے چل پڑی وہ سب تھے ہی فاسق اور بدکردار اس لئے فوراً ہی انہوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ استخف عقولهم فدعاهم الی الضلالة فاستجابوا له۔ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۳۰) فلما اسفونا انتقمنا۔ جب فرعون اور اس کی قوم نے عناد و مکابرہ اور غرور و استکبار سے دعوتِ توحید کو ٹھکرا کر، ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو اور ایمان والوں کو ہولناک اذیتیں پہنچا کر اور حق والوں کا تمسخر اڑا کر ہمارے غیظ و غضب کو دعوت دی تو ہم نے ان سب کو دریا میں غرق کر کے ان سے انتقام لیا۔ فجعلنهم سلفا (الآیۃ) اور ان کو بعد میں آنیوالے کفار و مشرکین کے لئے قصہ پارینہ اور عبرت و موعظت کا ایک نمونہ اور ضرب المثل بنا دیا۔ تاکہ بعد میں آنیوالے ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں یعنی جعلنا المتقدمین الماضین عبرة و موعظة لمن یجئ من بعدهم (خازن ج ۶ ص ۱۳۸) حدیثا عجیب الشان سائرا مسیرا لمثل یضرب بهم الامثال ویقال مثلکم مثل قوم فرعون (مدارک ج ۴ ص ۹۲) ۳۵ ولما ضرب ابن مریم مثلا ۔۔۔ تا ۔۔۔ من عذاب یوم الیم ۵۔ یصدون یصیحون و یضحکون (بحر، جلالین) یعنی شور مچاتے ہیں اور ہنستے ہیں، جب عیسیٰ ابن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے، تو آپ کی قوم یعنی مشرکین قریش مارے خوشی کے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ہنستے اور شور مچاتے ہیں۔ ان آیتوں کا ماقبل سے ربط چار طرح پر ہے۔ سب سے زیادہ مناسب شاہ ولی اللہ دہلوی رح کا قول ہے، کیونکہ اس کے مطابق اس آیت کا ماقبل سے ربط واضح تر ہے۔ و سئل من ارسلنا من

موضح قرآن ؎ اس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بڑا ہوتا تھا اور نہریں اسی نے بنائی تھیں۔ نیل دریا کا پانی اپنے باغ میں لایا تھا کاٹ کر ؎ ف یہ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ؎ ف۳ وہ آپ کنگن پہنتا تھا جواہر کے مکلف اور جس پر مہربان ہوتا سونے کے کنگن پہناتا اور اس کے سامنے فوج کھڑی ہوتی تھی پرا باندھ کر ؎ ف۴ یعنی قرآن میں ان کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انھیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجوں کو برا کہتے ہو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در زبان حضرت موسیٰ علیہ السلام لکنت بود ۱۲ ف۲ مترجم گوید بدین مسئلہ کہ ہیچکس غیر خدا بتعالیٰ معبود نیست مشرکان ایراد کردند کہ ترسایان عیسیٰ را می پرستند و اگر وی نیز معبود نبود راضی شدیم کہ آلہہ ما با عیسیٰ باشند و گمان کردند کہ حجت غالب آمد خدا بتعالیٰ کشف شبہہ فرمود واللہ اعلم ۱۲۔

قبلك الخ سے ثابت ہو گیا کہ کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی معبود (لائق عبادت) نہیں۔ اس پر مشرکین نے اعتراض کیا کہ نصاریٰ عیسےٰ علیہ السلام کی پرستش کرتے ہیں، اگر حقیقت میں وہ بھی عبادت کے لائق نہیں تھے، جیسا کہ ہمارے معبودوں کے بارے میں تم کہتے ہو تو ہم راضی ہیں کہ ہمارے معبود اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک ہی جگہ میں ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے شبہے کا ازالہ فرمایا (فتح الرحمٰن) جواب شبہہ آگے آ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی عبادت کا کسی کو حکم نہیں دیا تھا، بعد میں باغیوں نے اُن کی عبادت شروع کر دی۔ دوم یہ ہے کہ جب آیت انکم

يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا
تمہاری جگہ ف۱ اور وہ نشان ہے قیامت کا ف۲ سو اس میں شک مت کرو
وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ
اور میرا کہا مانو یہ ایک سیدھی راہ ہے ف۲ اور نہ روک دے تم کو
الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ
شیطان وہ تو تمہارا دشمن ہے صریح اور جب آیا عیسیٰ ف۳
بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم
نشانیاں لے کر بولا میں لایا ہوں تمہارے پاس پکی باتیں اور بتلانے کو
بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾
بعضی وہ چیز جس میں تم جھگڑتے تھے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ
بیشک اللہ جو ہے وہی ہے ف۳ رب میرا اور رب تمہارا سو اسی کی بندگی کرو یہ ایک سیدھی
مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ
راہ ہے پھر پھٹ گئے کتنے ف۴ فرقے ان کے بیچ سے سو خرابی ہے
لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ
گنہگاروں کو آفت سے دکھ والے دن کی ف۵ اب یہی ہے
يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا
کہ راہ دیکھتے ہیں قیامت کی ف۵ کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک اور ان کو
يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
خبر بھی نہ ہو جتنے دوست ہیں اُس دن ایک دوسرے کے
عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ
دشمن ہوں گے مگر جو لوگ ہیں ڈر والے ف۶ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن

ع ۱۱ / ۱۲

ر۱ تخویف اخروی ۱۲

ر۲ تیسری دلیل نقلی تفصیلی ۱۲

ازالہ شبہہ ۱۲

جواب سوال مقدر ۱۲

تخویف اخروی ۱۲

بشارت اخروی ۱۲

وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم انتم لہا واردون ﴿انبیاء ع ۷﴾ نازل ہوئی، تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا اگر یہ صحیح ہے کہ تمام معبود غیر اللہ بھی جہنم میں جائیں گے، تو نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کی اور یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں، تو کیا وہ بھی دوزخ میں جائیں گے؟ اس تمثیل پر مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام اور اگر عیسےٰ معبود ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے (معاذ باللہ) تو ہمارے معبود اگر جہنم میں چلے گئے تو کوئی بات نہیں ہمیں منظور ہے ای ءالھتنا خیر عندك ام عیسی علیہ السلام، فان کان فی النار فلتکن ءالھتنا معہ (بیضاوی)، اس کا جواب سورۂ انبیاء کی محولہ بالا آیات کے متصل بعد ہی مذکور ہے کما مر ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ انبیا ص ۲۵۷، حاشیہ (۱۷)، مشرکین نے یہ تمثیل حق سمجھنے اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے لئے نہیں بیان کی بلکہ محض جدال و مخاصمت کی غرض سے بیان کی ہے اور یہ لوگ ہیں ہی نہایت جھگڑالو۔ ان ھو الا عبد الخ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نہایت ہی عظیم المرتبت رفیع المنزلت بندے ہیں جن پر ہم نے بڑے بڑے احسانات کئے اور ان کو بغیر باپ پیدا کر کے بنی اسرائیل کے لئے ان کی ذات کو ایک اعجوبۂ روزگار اور ضرب المثل بنا دیا مگر اس کے باوجود وہ معبودیت کے مستحق نہیں تھے۔ فھو مرفوع المنزلۃ علی القدر لکن لیس لہ من استحقاق المعبودیۃ من نصیب (روح ج ۲۵ ص ۹۳) سوم مشرکین کہتے ہم تو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ہمارے معبود فرشتے ہیں۔ تو کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا عیسیٰ؟ تو اگر وہ معبود اور ابن اللہ ہو سکتا ہے تو ہمارے معبود بطریق اولیٰ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ ءالھتنا الملائکۃ خیر ام عیسیٰ علیہ السلام فاذا جاز ان یعبد ویکون ابن اللہ کانت ءالھتنا اولیٰ بذلك (بیضاوی) اس کا جواب دیا گیا کہ ولو نشاء لجعلنا (الآیۃ) یعنی فرشتہ ہونا یا فرشتوں کے بعض آثار کا حامل ہونا تو معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں اگر ہم چاہیں تو تمہیں ہلاک کر کے زمین میں تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیں منکم بدلکم (مدارک) اس صورت میں یہ تخویف دنیوی ہے یا اگر چاہیں تو تمہاری نسل سے فرشتے پیدا کر دیں۔ موضح قرآن

موضح قرآن ف۱ یعنی عیسےٰ میں آثار فرشتوں کے سے تھے اس سے معبود نہیں ہوتا ہم چاہیں تو تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دیں۔ ف۲ حضرت عیسیٰ کا آنا نشانِ قیامت کا ہے۔ ف۳ یہود اُن کے منکر ہوئے اور نصاریٰ قائل ہوئے۔ پھر نصاریٰ پیچھے کئی فرقے ہوئے کوئی خدا کا بیٹا بتاویں کوئی خدا کو تین جگہ کوئی اور کچھ کہیں۔ ف۴ اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔

میں ہے۔ یعنی عیسیٰ میں آثار فرشتوں کے سے تھے، اس سے معبود نہیں ہوتا، اگر چاہیں تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں۔ لجعلنا منکم ای لخلقنا منکم ای من الانس (مظہری ج ۸ ص ۳۵۹) فرشتے بھی چونکہ مخلوق ہی ہیں، اس لئے معبود نہیں ہو سکتے۔ چہارم شاہ عبدالقادر دہلوی رح فرماتے ہیں۔ مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے کہ تم ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہو، لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو ان کو خوبی سے یاد کرتے ہو حالانکہ لوگ (نصاریٰ) ان کی بھی پوجا کرتے ہیں۔ اس کا جواب دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا وہ تو توحید ہی کی تعلیم دیتے تھے اور قابل مذمت وہ معبود ہے جو اپنی عبادت آپ کرائے۔

۳۶ و انہ لعلم للساعۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ انہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قیامت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو عیسٰے علیہ السلام کو بغیر باپ پیدا کر سکتا ہے وہ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول قربِ قیامت کی علامت ہے۔ وقال ابن عباس و مجاھد و قتادۃ والحسن والسدی والضحاک و ابن زید ای وان خروجہ لعلم للساعۃ یدل علی قرب قیامھا اذ خروجہ شرط من اشراطھا وھو نزولہ من السماء فی اخر الزمان (بحر ج ۸ ص ۲۵) قیامت میں شک مت کرو۔ وہ ضرور آنیوالی ہے اور میری شریعت اور میرے احکام کی پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے یا واتبعون سے پہلے قل مقدر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اعلان کریں کہ توحید میں اور تمام شرائع میں میرا اتباع کرو یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے۔ واتبعون واتبعوا ھدای او شرعی (بیضاوی) وقل لھم اتبعون علی التوحید ھذا الذی امرکم بہ صراط مستقیم (جلالین) واتبعون ای فی التوحید وفیما ابلغکم عن اللہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۷) اور دیکھنا شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، اس سے خبردار رہنا، کہیں وہ تم کو اس سیدھی راہ سے ہٹا کر شرک وضلالت کی راہ پر نہ ڈالدے۔

۳۷ ولما جاء عیسیٰ ــــ تا ــــ ھذا صراط مستقیم ۰ تیسری دلیل نقلی تفصیلی از حضرت عیسیٰ علیہ السلام نیز جواب شبہۂ مشرکین۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل کے پاس دلائل واضحہ اور معجزات قاہرہ لے کر آئے، تو فرمایا میں تمہارے پاس ایک ایسی کتاب (انجیل) لے کر آیا ہوں جو علم وحکمت سے لبریز اور شرائع و احکامِ الٰہیہ کی ترجمان ہے اور میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تورات کے جن مسائل میں تم باہم مختلف ہو چکے ہو ان کو واضح کروں اور ان میں صحیح فیصلے سے تمہیں آگاہ کروں۔ بالحکمۃ ای الانجیل کما قال القشیری والماوردی (روح ج ۲۵ ص ۹۶) بالحکمۃ ای بالانجیل والشرائع (مدارک ج ۴ ص ۹۴) اس لئے اللہ سے ڈرو، میری مخالفت نہ کرو اور میری اطاعت کرو۔

۳۸ ان اللہ ربی (الآیۃ) یہ مشرکین کے شبہے کا جواب ہے۔ نیز یہ وہ حکم ہے جس میں انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ یہ ہے حضرت عیسٰے علیہ السلام کی تعلیم کہ اللہ تعالےٰ میرا اور تم سب کا مالک وکارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو، اس کی عبادت اور پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہی صراط مستقیم اور سیدھی راہ ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے کسی کو بھی اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ بعد میں مفسد اور گمراہ پادریوں نے ان کی عبادت کی اور لوگوں کو اس شرک کی تعلیم بھی دی۔ بیان لما امرھم بالطاعۃ فیہ وھو اعتقاد التوحید والتعبد بالشرائع (ھذا) ای ھذا التوحید والتعبد بالشرائع (صراط مستقیم) لا یضل سالکہ (روح ج ۲۵ ص ۹۷)

۳۹ فاختلف الاحزاب (الآیۃ) یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خود اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا تو پھر انھیں کیوں پکارا گیا، تو جواب دیا گیا کہ ان کے رفع کے بعد ان کے متبعین میں اختلاف پڑ گیا اور وہ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور ان میں سے بعض فرقوں نے ان کو معبود بنا لیا تو ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب سے ہلاکت و تباہی ہے۔

۴۰ ھل ینظرون۔ یہ مشرکین قریش کے لئے تخویف اخروی ہے۔ یہ مشرکین ایمان نہیں لاتے۔ وہ قیامت کے انتظار میں ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے۔ تمام مشرکین جو دنیا میں نہایت ہی گہرے دوست ہیں قیامت کے دن ایکدوسرے کے دشمن ہوں گے اور ایک دوسرے کو طعن و ملامت کریںگے۔ اور ہر ایک گمراہی کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے گا۔ یعادی بعضھم بعضا ویلعن بعضھم بعضا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۰۹) البتہ ایمان والوں کی باہمی دوستی قائم رہے گی اور اس میں کوئی فرق رونما نہیں ہوگا۔ الا المتقین استثناء منقطع ہے اور الا بمعنی لکن ہے۔

۴۱ یٰعباد لاخوف ــــ تا ــــ تأکلون۔ بشارت اخرویہ ہے۔ قیامت کے دن جب میدان حشر میں سب لوگ جمع ہوں گے تو سب پریشان اور گھبرائے ہوں گے اس وقت اللہ کی طرف سے منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے میرے بندو! تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تمہیں کوئی غم ہوگا۔ آج تم ہر قسم کے خوف وہراس اور غم واندوہ سے آزاد ہو۔ یہ اعلان سن کر کافر بھی اس کے امیدواروں میں شامل ہو جائیں گے اس کا دوسرا اعلان ہوگا۔ الذین اٰمنوا باٰیٰتنا وکانوا مسلمین یعنی میرے وہ بندے خوف وغم سے آزاد ہیں جو دنیا میں میری وحدانیت اور تمام ایمانیات پر ایمان لائے اور میرے فرمانبردار رہے۔ یہ اعلان سن کر کفار مایوس ہو جائیں گے اور ایمان والے اللہ کی رحمت کے امیدوار ہوں گے۔ اس وقت انہیں حکم

ہوگا۔ ادخلوا الجنۃ (الآیۃ) تم اور تمہاری مومن بیویاں خوش وخرم جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (کبیر۔ خازن۔ مدارک) ف۴۲ یطاف علیھم۔ جنت میں خوبرو غلمان ان کی خدمت میں ہوں گے اور کھانے پینے کی اشیا، سونے کی پلیٹوں اور پیالوں میں انھیں پیش کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ انہیں جنت میں ہر وہ چیز میسر ہوگی جسکی ان کے دلوں میں خواہش پیدا ہوگی اور جس چیز کو دیکھنے کا ان کی آنکھوں کو شوق ہوگا اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ان پر موت آئیگی اور نہ جنت کی نعمتیں ہی فنا ہوں گی۔ اہل جنت سے کہا جائے گا دنیا میں جو تم نیک عمل کرتے رہے یہ جنت اور یہ تمام نعمتیں اسی وجہ سے تمہیں

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا

اور نہ تم غمگین ہوگے جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے

مُسْلِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

حکم بردار چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں

تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ

کہ تمہاری عزت کریں لئے پھریں گے ان کے پاس ف۱ رکابیاں سونے کی اور

اَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ

آب خورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پائیں

وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ

اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہی بہشت ہے جو

اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

میراث پائی تم نے بدلے میں ان کاموں کے جو کرتے تھے تمہارے واسطے ان میں بہت

كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ

میوے ہیں ان میں سے کھاتے رہو ف۱ البتہ جو لوگ کہ گنہگار ہیں ف۴۳ وہ دوزخ کے

جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ

عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ ہلکا ہوتا ہے ان پر سے اور وہ اسی میں پڑے

مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٦﴾

ہیں آس ٹوٹے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن تھے وہی بے انصاف

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۗ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾

اور پکاریں گے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب وہ کہے گا تم کو ہمیشہ رہنا ہے ف۲

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٨﴾

ف۴۴ ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو

عطا ہوئیں۔ اس میں تمہارے لئے بے شمار انواع و اصناف کے میوے اور پھل ہیں جو کبھی ختم نہ ہوں گے خواہ کس قدر تم کھاؤ جس قدر تم کھاؤ گے اس سے دگنے اور پیدا ہوجائیں گے۔ فاکھۃ کثیرۃ بحسب الانواع والاصناف۔۔۔۔ وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ینزع رجل فی الجنۃ من ثمرھا الا نبت مثلاھا مکانھا (ابوالسعود ج ۷، ص ۴۵۴) ف۴۳ ان المجرمین ۔۔۔ تا ۔۔۔ انکم مکثون ٥ یہ تخویف اخروی ہے۔ مشرکین جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے، جہنم کا عذاب نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس میں کوئی تخفیف اور کمی ہی ہوگی اور وہ عذاب میں نجات سے مایوس ہو کر خاموش ہونگے جس طرح ایک آدمی مایوس اور نا امید ہو کر خاموش ہوجاتا ہے۔ والمبلس الیائس الساکت سکوت یائس من فرج (کبیر ج ۷، ص ۴۵۵) اس دائمی عذاب میں مبتلا کرکے ہم نے ان پر کوئی زیادتی اور ان سے کوئی بے انصافی نہیں کی، بلکہ دنیا میں ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرکے انہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور یہ عذاب ان کے اپنے ہی گناہوں کی سزا ہے۔ جب وہ ہر طرف سے نا امید ہوجائیں گے تو خازن جہنم سے التجاء کریں گے کہ اللہ کی بارگاہ میں درخواست کرے کہ وہ موت سے ہمارا خاتمہ کردے تاکہ ہم اس عذاب اور مصیبت سے بچ جائیں، تو وہ جواب دے گا کہ موت تمہیں نہیں آئیگی کیونکہ موت تو عذاب سے نجات کی ایک صورت ہے اور تمہارے لئے نجات نہیں ہے۔ انما لا یفعلہ لانہ نجاۃ ولا نجاۃ لکم (مہائمی ج ۲ ص ۲۵۹) ف۴۴ لقد جئنکم۔ التفات بسوئے اہل مکہ۔ ہم نے اپنا رسول تمہارے پاس حق و صداقت کا پیغام (توحید و شرائع دین) دے کر بھیجا ہے

تخویف اخروی

التفات بسوئے اہل مکہ

لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق کو پسند نہیں کرتے اور توحید اور خدائے واحد کی عبادت اور پکار کے مقابلے میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اما الحق المعھود الذی ھو التوحید او القرآن فکلھم کارھون لہ مشمئزون منہ (ابوالسعود ج ۷، ص ۴۵۴)

موضح قرآن ف۱ یعنی چن چن کر۔ ف۲ مالک نام ہے فرشتے کا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ کہتے ہیں ہزار برس چلاویں گے تب وہ ایک جواب دیگا ناامیدی کا فیصل کر چکے یعنی مار ڈال چکے عذاب کر کر۔

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا

کیا انہوں نے ٹھیرالی ہے ایک بات تو ہم بھی کچھ ٹھیرائیں گے ف کیا خیال رکھتے ہیں کہ ہم نہیں

نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾

سنتے اُن کا بھید اور انکا مشورہ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے اُن کے پاس لکھتے رہتے ہیں

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ڰ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

تو کہہ اگر ہو رحمٰن کے واسطے اولاد ف۲ تو میں سب سے پہلے پوجوں

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

پاک ذات ہے وہ رب آسمانوں کا اور زمین کا صاحب عرش کا اُن باتوں سے

يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا

جو یہ بیان کرتے ہیں اب چھوڑ دے ف۳ انکو بک بک کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں

يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ

اپنے اس دن سے جس کا انکو وعدہ دیا ہے اور وہی ہے جس کی بندگی ہے آسمان ف۴ میں

وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ

اور اس کی بندگی ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب خبردار اور بڑی برکت ہے

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَ

اُس کی جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور جو کچھ اُن کے بیچ میں ہے اور

عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا يَمْلِكُ

اُسی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور اسی تک پھر کر پہنچ جاؤ گے اور اختیار نہیں رکھتے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ

ف۵ وہ لوگ جنکو یہ پکارتے ہیں سفارش کا مگر جس نے گواہی دی

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

سچی اور اُن کو خبر تھی ف۶ ف۱ اور اگر تو اُن سے پوچھے ف۷ کہ انکو کس نے بنایا

ف۴۵ ام ابرموا امرا۔ یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین مکہ ایک کام کا پختہ فیصلہ کر چکے ہیں یعنی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے اور دین اسلام کو مٹانے کا منصوبہ بنا چکے ہیں، لیکن ہم ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے، پیغمبر علیہ السلام کو ان کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رکھنے اور دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ ام یحسبون الخ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں جانتے اور سنتے؟ کیوں نہیں؟ ہم سنتے ہیں اور خوب جانتے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے فرشتے (کراماً کاتبین) بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کی ہر بات لکھ رہے ہیں۔ اس لئے ان کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہوگا ہم نے پیغمبر علیہ السلام کو ان کی نظروں سے بچا کر صحیح سلامت مدینہ پہنچایا اور پھر جنگ بدر میں مسلمانوں اور فرشتوں کے ہاتھوں مشرکین کو ذلت و رسوائی سے قتل کرایا اور بعض کو قیدی بنایا۔ کچھ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان میں اکثر اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے ف۴۶ قل ان کان۔ یہ ابتدائے سورت میں وجعلوا لہ من عبادہ جزءا سے متعلق ہے۔ قرآن مجید کا یہ قاعدہ ہے کہ کبھی ابتدائے سورت کے مضمون کو آخر سورت میں بھی باندازِ دیگر ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ سورت کی ابتدا اور انتہا میں اتحاد و مناسبت ہو جائے۔ دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولد اور نائب نہیں، لیکن اگر بالفرض مشرکین مکہ کے قول کے مطابق اللہ کے لئے ولد اور نائب ثابت ہو جائے تو میں سب سے پہلے اسے مانوں گا اور اسکی تعظیم بجا لاؤں گا۔ اور اس کے مطابق اللہ کی عبادت کرونگا یہ تمثیل نفی ولد میں بطور مبالغہ ذکر کی گئی ہے معنی الآیۃ ان کان للرحمٰن ولد وصح وثبت ذلک ببرھان صحیح تورِدونہ وحجۃ واضحۃ تدلون بھا فانا اول من یعظم ذلک الولد واسبقکم الی طاعتہ والانقیاد لہ کما یعظم الرجل ولد الملک لتعظیم ابیہ وھذا الکلام وارد علی سبیل الفرض والتمثیل لغرض وھو المبالغۃ فی نفی الولد والاطناب فیہ (کشاف) سبحٰن رب السمٰوٰت الخ لیکن اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے اور ساری کائنات میں مدبر و متصرف ہے وہ ولد اور نائب سے پاک اور منزہ ہے ف۴۷ فذرھم (الآیۃ) زجر مع تخویف اخروی ان معاندین کو انذار کا حق ادا ہو چکا اور حجت خداوندی ان پر قائم ہو چکی اب انکو کفر و شرک اور عناد و مکابرہ میں گھسنے دو اور دنیا میں لہو و لعب اور عیش و نشاط میں منہمک رہنے دو یہاں تک کہ قیامت کے دن

۱ زجر بر ابرام مشرکین ۱۲

۲ متعلق با ابتدائے سورت ۱۲

۳ زجر مع تخویف اخروی ۱۲

۴ دلیل عقلی ۱۲

۵ ردِ دعوائے بنوت و جواب شبہ مشرکین ۱۲

۶ دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی اب سے جو اس دین میں آوے اسی کے ناتے والے اُس کو مار مار کر الٹا پھیریں اور جو شہر میں اوپری آوے اس کو پہلے سُنا دو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے سو اللہ نے ٹھیرایا اُن کا خراب کرنا ف۲ ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں ہر کام اسکا لکھتے ہیں ف۳ یعنی اپنی سفارش کر سکتے ہیں کہ جس نے کلمہ اسلام کہا انکی خبر ہیں اسکی گواہی دیتے ہیں بغیر کلمہ اسلام کسی کے حق میں نہیں کہہ سکتے سو اتنی سفارش بھی جو نیک ہیں کریں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی توحید را شفاعت کنند ۱۲۔

کو پالیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں اپنے کئے کی پوری سزا پالیں گے ۴۸ وھو الذی ـــ تا ـــ والیہ ترجعون ٥ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق ہے وہی آسمان اور زمین میں معبود برحق ہے اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے۔ وہی حکیم و مدبر ہے اور وہی غیب داں ہے اسلئے اُسے کسی نائب و متصرف کی ضرورت نہیں۔ و تبارک الخ زمین و آسمان میں متصرف اور غیب داں بھی وہی ہے اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ ساری کائنات کا بادشاہ وہی ہے اور قیامت کا علم بھی اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ قیامت کے دن سب اُسی کے سامنے حاضر ہوں گے جب ساری کائنات میں متصرف بھی وہی ہے اور عالم الغیب بھی وہی ہے تو اُسے کسی نائب متصرف کی حاجت نہیں ۴۹ ولا یملك (الآیۃ) اس سُورت میں چونکہ یہی ایک زائد مضمون مذکور ہے اس لئے یہی سُورت کا دعویٰ ہے اور مشرکین کے شبہہ کا جواب ہے۔ کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود حاجت روا نہیں ہیں اور ساری کائنات میں متصرف اور سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ہم ان کی عبادت صرف اس خیال سے کرتے ہیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں اور خدا سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں۔ تائید:- ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم و یقولون ھؤلآء شفعآؤنا عند اللہ (یونس ع ۲) تو جواب دیا گیا کہ مشرکین اللہ کے سوا جن کو حاجات میں پکارتے ہیں انھیں شفاعت کا کوئی اختیار نہیں الا من شھد الخ یہ استثناء منقطع ہے اور شہادت حق سے کلمۂ توحید کی شہادت مراد ہے اور من دون اللہ سے وہ معبود مراد ہیں جو اپنی عبادت پر خوش تھے اور اگر من دون اللہ کو عام کیا جائے تو اس میں فرشتے عیسیٰ و عزیر علیہما السلام بھی شامل ہوں گے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جن کو معبود بنا لیا گیا، تو مستثنیٰ متصل ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ شفاعت کرنے کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا اور جو اپنی عبادت پر خوش تھے انہیں شفاعت کی اجازت ہی نہیں ملے گی وہ تو خود جہنم میں ہوں گے ای ولکن من شھد بالحق بکلمۃ التوحید وھم یعلمون ان اللہ ربھم حقا و یعتقدون ذلك ھو الذی یملك الشفاعۃ وھو استثناء منقطع او متصل لان فی جملۃ الذین یدعون من دون اللہ الملائکۃ (مدارک) اس صورت میں من شھد سے شفاعت کرنیوالے مراد ہوں گے اور شفاعت سے وہ شفاعت مراد ہے جو قیامت کے دن گنہگاروں کے حق میں اللہ کے اذن سے ہوگی یا الذین یدعون الخ سے مراد صرف نیک لوگ ہوں۔ جن کو ان کی مرضی

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ

تو کہیں گے اللہ نے پھر کہاں سے الٹ جاتے ہیں قسم ہے رسول کے اس کہنے کی اے رب

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ

یہ لوگ ہیں کہ یقین نہیں لاتے ف۱ سو تو منہ پھیر لے انکی طرف سے اور کہہ سلام ہے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ ع

اب آخر کو معلوم کر لیں گے

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ دخان مکہ میں نازل ہوئی اور اسمیں اُنسٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ف۲ ہم نے اُس کو اتارا ایک برکت کی

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ

رات میں ف۳ ہم ہیں کہ سنانے والے ف۴ اُسی میں ف۵ جدا ہوتا ہے ہر کام

حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً

جانچا ہوا ف۳ حکم ہو کر ہمارے پاس سے ف۵ ہم ہیں بھیجنے والے ف۶ ف۱ رحمت

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

سے تیرے رب کی وہی ہے سننے جاننے والا ف۸ رب آسمانوں کا ف۹

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ لَاۤ اِلٰهَ

اور زمین کا اور جو کچھ انکے بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے کسی کی بندگی نہیں

اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾

سوائے اس کے ف۹ جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب تمہارے اگلے باپ دادوں کا

موضح قرآن ف۱ اس کی قسم ہے یعنی اس پر رحم کرتا ہے اللہ۔ ف۲ یعنی ہمیشہ دستور رہا ہے رات برکت کی شب قدر ہے جیسے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ میں فرمایا ف۳ جدا ہوتا ہے یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کر اُس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں ف۴ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی لیلۃ القدر ۱۲۔ ف۲ یعنی پیغامبر را ۱۲۔

کے خلاف معبود بنایا گیا اور من شھد سے مشفوع لہ مراد ہوں یعنی وہ لوگ جن کے حق میں شفاعت ہوگی ای الا لمن شھد الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ ان کو صرف ان لوگوں کے حق میں شفاعت کی اجازت ہوگی جنہوں نے کلمۂ توحید کو مانا لیکن ان مشرکین کے حق میں شفاعت کی اجازت کسی کو نہیں ملے گی۔ قیل المراد بالذین یدعون من دونہ عیسی وعزیر والملائکۃ فان اللہ لا یملک لاحد من ھٰؤلاء الشفاعۃ الا لمن شھد بالحق وھی کلمۃ الاخلاص وھی لا الٰہ الا اللہ (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) **۵۰** ولئن سألتھم (الآیۃ) یہ عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ اگر ان مشرکین سے آپ پوچھیں کہ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں اور تمہارے معبودوں کو جن کو تم عند اللہ شفیع سمجھتے ہو، کس نے پیدا کیا ہے، تو جواب دینگے کہ ان کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ پھر اس کی عبادت سے کیوں پھرے جاتے ہیں اور اس اقرار کے باوجود اللہ کی وحدانیت سے منہ موڑ کر کس طرف الٹے جا رہے ہیں **۵۱** وقیلہ۔ واؤ بمعنی رُبَّ ہے یعنی بہت بار پیغمبر علیہ السلام کا یہ کلمہ کہنا ہوا ان ھٰؤلاء قوم لا یؤمنون ۰ مشرکین کے ایمان سے مایوس ہو کر آپ اللہ سے مشرکین کی شکایت کرتے تھے کہ میرے پروردگار یہ قوم ایسی سرکش ہو چکی ہے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیگی۔ قال ابن عباس شکا الی اللہ تعالی تخلف قومہ عن الایمان وقال قتادۃ ھذا نبیکم یشکو قومہ الی ربہ (خازن ج ۶ ص ۱۱۹) حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں قسم ہے اس کے کہنے کی یعنی اس کے یہ کہنے اور دعاء مانگنے کے سبب سے میں ان کو سزا دوں گا۔ تائید:۔ فدعا ربہ ان ھٰؤلآء قوم مجرمون ۰ یا واؤ قسمیہ ہے اور ان ھٰؤلآء قوم لا الخ جواب قسم ہے یعنی مجھے پیغمبر کے یا رب کہنے اور مجھ سے دعاء مانگنے کی قسم یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے اور پیغمبر علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے میں انہیں سزا دونگا۔ کانہ قیل واقسم بقیلہ یا رب، ان ھٰؤلآء قوم لا یؤمنون (مدارک) فاصفح عنھم الخ اس میں مشرکین سے اعراض کرنے اور ضمناً بد دعا نہ کرنے کا حکم ہے، گویا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں بد دعا کرنے کی ضرورت ہی نہیں، عنقریب ہی وہ اپنا انجام بد دیکھ لیں گے۔ چنانچہ جلد ہی جنگ بدر میں انہوں نے اپنا انجام دیکھ لیا۔ اور سلام سے سلام متارکت مراد ہے جو تمام تعلقات منقطع کر لینے پر دلالت کرتا ہے۔ امرہ بان یصفح عنھم وفی ضمنہ منعہ من ان یدعو علیھم بالعذاب والصفح ھو الاعراض ثم قال وقل سلام قال سیبویہ انما معناہ المتارکۃ (کبیر ج ۷ ص ۴۶۲) وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سورۂ زخرف میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ ولئن سألتھم ــــ تا ــــ ما ترکبون ۰ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف

۲۔ وجعلوا لہ من عبادہ جزءا ــــ تا ــــ وانا علی آثارھم مھتدون ۰ (ع ۲) ۔ نفی شرک فی التصرف

۳۔ واذ قال ابراھیم ــــ تا ــــ لعلھم یرجعون ۰ (ع ۳) نفی شرک فی العبادۃ والدعاء

۴۔ وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا (الآیۃ، ع ۴) کسی پیغمبر کی شریعت میں غیر اللہ کی عبادت اور پکار کو جائز نہیں رکھا گیا۔

۵۔ ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھٰذا صراط مستقیم ۰ (ع ۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم یہ تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، انہوں نے اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا۔

۶۔ وھو الذی فی السماء الٰہ ــــ تا ــــ والیہ ترجعون ۰ (ع ۷) نفی شرک فی العبادۃ والتصرف ونفی شرک فی العلم۔

۷۔ ولا یملک الذین یدعون من دونہ (الآیۃ) نفی شفاعتِ قہریہ ۔ ونفی شفاعت بحق مشرکین۔

سورۃ الدخان

ربط سورۂ زخرف میں مشرکین کے اس شبہے کو دور کیا گیا ہے کہ ان کے معبودان باطلہ خدا کے نائب اور اس کی بارگاہ میں شفیع غالب ہیں وہاں دلائل عقل و نقل اور وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک اور وہی ساری کائنات میں متصرف و کارساز ہے اور اس کا کوئی نائب نہیں اور نہ اس کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب ہے۔ اب سورۂ دخان میں مشرکین کے ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے یعنی ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود خدا کے نائب اور شفیع غالب نہیں ہیں، لیکن وہ ہماری دعائیں پکاریں سنتے اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں اسلئے اگر وہ ہماری پکاریں سُنکر اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر ڈالیں، خواہ وہ قبول کرے یا نہ کرے، تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو اسکا جواب دیا گیا۔ انہ ھو السمیع العلیم ٥ (۶) کہ سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی حاجت روا اور مشکل کُشا ہے اور کوئی نہیں۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، دعوائے سورت (انہ ھو السمیع العلیم) تخویف دنیوی، تخویف اخروی، بشارت اخرویہ اور درمیان میں توحید پر ایک دلیل عقلی (وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ الا بالحق)

تفصیل

حٰمٓ ٥ والکتٰب المبین ٥ ــــ تا ــــ رحمۃ من ربک ط تمہید مع ترغیب۔ یہ ایک عظیم الشان حکمنامہ ہے جسے ہم نے برکت والی رات میں اتارا، جس سے مقصود انذار ہے اگر نہ مانوگے تو اللہ کا عذاب آئیگا وہ حکمنامہ کیا ہے؟ انہ ھو السمیع العلیم ٥ یہ ہے وہ حکمنامہ جو سُورت کا مقصودی دعوی ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ فارتقب ــــ تا ــــ انا منتقمون ٥ تخویف دنیوی ہے۔ مشرکین مکہ پر عنقریب قحط سالی کیصورت میں عذاب الٰہی آنیوالا ہے، اسوقت خدا کو پکاریں گے کہ یہ عذاب دُور کردے تو ہم ایمان لے آئینگے، لیکن جب ہم عذاب دُور کردینگے تو وہ پھر سرکشی کرینگے آخر میدانِ بدر میں ہم ان کو ہمیشہ کیلئے ختم کردیں گے۔ ولقد فتنا قبلھم ــــ تا ــــ وما کانوا منظرین ٥ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ۔ فرعون اور اس کی قوم کا انجام دیکھ لو انھیں تکذیب، غرور و استکبار اور سرکشی کی کیا سزا ملی۔ جب ہمارا عذاب آیا تو کوئی چیز کام نہ آئی۔ دولت و سلطنت نہ لاؤ لشکر۔ ولقد نجینا بنی اسرائیل ــــ تا ــــ بلٰٓؤا مبین ٥ (۳۳) بشارت دنیویہ کا نمونہ۔ بنی اسرائیل کو صبر و استقلال کا پھل ملا۔ فرعون کے عذاب سے نجات ملی اور اپنے زمانے کے لوگوں پر اللہ نے ان کو فضیلت عطاء فرمائی۔

ان ھٰٓؤلآء لیقولون ــــ تا ــــ ان کنتم صٰدقین ٥ التفات بسوئے اہل مکہ، یہ شکوی ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ توحید کا انکار کرتے ہیں، بلکہ قیامت اور دوبارہ جی اٹھنے کو بھی نہیں مانتے۔ اھم خیر ام قوم تبع (الآیۃ) تخویف دنیوی کا دوسرا نمونہ۔ مشرکین مکہ قومِ تُبّعؑ سے زیادہ طاقتور اور دولتمند نہیں ہیں۔ جب انھیں شرک اور استکبار کے جُرم میں ہلاک کردیا، تو یہ بیچارے کس باغ کی مولی ہیں

وما خلقنا السمٰوٰت ــــ تا ــــ لایعلمون ٥ یہ توحید پر دلیل عقلی ہے۔ زمین و آسمان اور اس سارے جہان کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا، بلکہ ہر چیز کو اظہارِ حق کیلئے پیدا کیا ہے۔ کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری وحدانیت اور قدرت کاملہ کی دلیل ہے۔ ان یوم الفصل (الآیتین) تخویف و بشارت اخرویہ ہے۔ ان شجرت الزقوم ــــ تا ــــ ان ھذا ما کنتم بہ تمترون ٥ (۵۰) یہ تخویف اخروی ہے۔ کفار کو جہنم میں کھانے کو زقوم اور پینے کو کھولتا ہوا پانی دیا جائیگا۔ ان المتقین فی مقام امین ٥ ــــ تا ــــ ذلک ھو الفوز العظیم ٥ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ متقی لوگ جنت میں ہوں گے جو ایک پُرامن مقام ہوگا۔ پہننے کے لئے اعلیٰ درجہ کا لباس ہوگا، حوران بہشتی رفاقت میں ہوں گی، ہر میوہ میسّر ہوگا۔ اور یہ تمام نعمتیں دائمی اور غیرفانی ہوں گی۔

فانما یسرنٰہ (الآیۃ) یہ تمام سُورت سے متعلق ہے۔ فارتقب انھم مرتقبون ٥ یہ تخویف دنیوی، فارتقب یوم تأتی السماء الخ کیساتھ متعلق ہے۔

۲ والکتٰب المبین۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ کتاب سے یا تو قرآن مراد ہے۔ اس صورت میں قرآن کو لیلۂ مبارکہ میں نازل کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس رات میں قرآن کا نازل کرنا شروع ہوا۔ وقال غیر واحد المراد ابتداء انزالہ فی تلک اللیلۃ علے التجوز (روح ج ۲۵ ص ۱۱۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس برکت والی رات میں سارا قرآن لوح محفوظ سے یکبارگی آسمان دنیا پر اترا اور وہاں سے تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت تیئس سال میں اُترا لیکن اس بارے میں جو حدیث ذکر کی جاتی ہے وہ قوی نہیں یا سورت مراد ہے جیسا کہ فرمایا یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ ٥ (البینۃ) یہاں کُتُب سے

سورتیں مراد ہیں۔ اس صورت میں انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ میں تاویل کی ضرورت نہ ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ اس سورت کو ہم نے برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ تیسری توجیہہ یہ ہے کہ الکتاب سے سورت کا دعوی مراد ہے۔ یعنی انا انزلنا ھذا الحکم اللاٰتی فی لیلۃ مبارکۃ فعلیکم ان تأتمروا بہ و تنذرکم من مخالفتہ و فی ھذہ اللیلۃ افرق عذاب من لم یؤمن بھذا الحکم وانزلنا ھذا الحکم رحمۃ بکم وھو انہ ھو السمیع لکل شئ العلیم بکل شئ لاغیر (الشیخ رحمہ اللہ تعالی) اللہ تعالی نے محض اپنی رحمت سے یہ حکم بھیجا ہے، اسکی برکات کے آثار ہمیشہ کے لئے باقی ہیں چنانچہ لیلۃ القدر جس میں نزول قرآن کا آغاز ہوا ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے، سال میں جب وہ رات آتی ہے تو آثار رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ والکتٰب المبین قسم ہے اور جواب قسم محذوف ہے ای ما بقی موضع شبھۃ یعنی یہ کتاب جو حق کو واضح اور روشن کرنیوالی ہے اس پر شاھد ہے کہ مسئلہ توحید ہر پہلو سے عیاں ہوچکا ہے اور اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالی۔ یا انا انزلنٰہ الخ جواب قسم مذکور ہے (روح وغیرہ) یا یہ جملہ معترضہ ہے برائے بیان عظمت قرآن اور انا کنا منذرین جواب قسم ہے۔ قال ابن عطیۃ لا یحسن وقوع القسم علیہ ای علی انا انزلناہ وھو اعتراض یتضمن تفخیم الکتاب ویکون الذی وقع علیہ القسم انا کنا منذرین انتھی (بحر ج ۸ ص ۳۲) قرآن مجید میں جو قسمیں وارد ہوئی ہیں ان سے مقصود دلائل وشواہد ہیں جنہیں بصورت اقسام ذکر کیا گیا ہے۔ ان الایمان التی حلف اللہ تعالی بھا کلھا دلائل اخرجھا فی صورۃ الایمان مثالہ قول القائل لمنعمہ وحق نعمک الکثیرۃ انی لا ازال اشکرک فیذکر النعم وھی سبب مفید لدوام الشکر (کبیر ج ص الذاریات)

۳ لیلۃ مبارکۃ۔ جمہور کے نزدیک لیلۂ مبارکہ (برکت والی رات) سے لیلۃ القدر (شب قدر) مراد ہے جو رمضان میں آتی ہے بقرینہ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر (القدر) وشھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن (البقرۃ ع ۲۳) اس سے معلوم ہوا کہ لیلۃ البراءت یعنی شعبان کی پندرہویں رات مراد نہیں۔ قال ابوبکر بن العربی وجمھور العلماء علی انھا لیلۃ القدر ومنھم من قال انھا لیلۃ النصف من شعبان وھو باطل لان اللہ تعالی قال فی کتابہ الصادق القاطع شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۷) ھی لیلۃ القدر علی ما روی عن ابن عباس وقتادۃ وابن جبیر ومجاھد وابن زید والحسن وعلیہ اکثر المفسرین والظواھر معھم (روح ج ۲۵ ص ۱۱۰) شب براءت کے بارے میں فضائل کی جو حدیثیں وارد ہیں ان میں سے بہت کم پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہیں اور باقی سب بے اصل ہیں بعض علما نے تو سب ہی کو غیر ثابت قرار دیا ہے۔ ولیس فی لیلۃ النصف من شعبان حدیث یعول علیہ لا فی فضلھا ولا فی نسخ الاٰجال فیھا فلا تلتفتوا الیھا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۸) انا کنا منذرین اس کتاب کے انزال سے مقصود انذار ہے یعنی لوگوں کو پیغام توحید سنانا اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے خبردار کرنا۔ لیلۃ القدر امت محمدیہ کی خصوصیت ہے (موطا مالک، بحر، ابن کثیر) اور جمہور کے نزدیک یہ رات ہمیشہ رمضان ہی میں ہوتی ہے، پہلے یہ رات متعین تھی لیکن بعد میں اللہ تعالی نے اسکی تعیین اٹھا لی یعنی اب وہ رات ہمیشہ رمضان کی ایک متعین تاریخ کو نہیں ہوا کرے گی بلکہ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں دائر رہیگی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ میں تلاش کرو (ابن کثیر ج ۴ ص ۵۳۳)

۴ فیھا یفرق۔ اس رات میں ہر اہم معاملہ مثلاً آجال موت، ارزاق وغیرہ قحط اہل مکہ اور جنگ بدر میں ان کی رسوائی بھی ایسے امور میں داخل ہے ایسے اہم امور جو پہلے ہی سے اس سال کے لئے مقدر ہوتے ہیں وہ ان فرشتوں پر ظاہر کر دیئے اور انھیں لکھوا دیئے جاتے ہیں جن کے وہ فرائض ہوں ومعنی یفرق یفصل ویکتب کل امر من ارزاق العباد واٰجالھم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) ومعنی ھذا ان اللہ یظھر لملائکتہ ویأمرھم بفعل ما ھو من وظیفتھم بان یکتب لھم ما قدرہ فی تلک السنۃ ویعرفھم ایاہ (خازن ج ۷ ص ۱۲۷، القدر) صرف بڑے بڑے امور ملائکہ کے حوالے کئے جاتے ہیں تمام امور چھوٹے بڑے امور مراد نہیں، کیونکہ فرشتوں کو تمام امور کا علم نہیں ہوتا۔ اس میں تخویف دنیوی کا پہلو بھی ہے کہ ہم نے یہ حکمنامہ برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ اب بھی اگر انہوں نے نہ مانا تو انھیں دنیا ہی میں عذاب دیا جائیگا اور یہ رات ایسی ہے کہ اس میں بڑے بڑے امور طے ہوتے ہیں مثلاً قحط اور قوموں کی تباہی وغیرہ، اس لئے مشرکین کو ڈرنا چاہیئے۔ اور دعوے کو مان لینا چاہیئے۔ چنانچہ مشرکین مکہ نے نہ مانا اور ان پر قحط سالی کا اور جنگ بدر میں قتل، قید وبند اور ذلت و رسوائی کا عذاب مسلط کیا گیا۔ امر حکیم محکم اور اٹل حکم جو واپس نہ ہو سکے الحکیم بمعنی المحکم لانہ لا یبدل ولا یغیر بعد ابرازہ للملائکۃ علیھم السلام (روح ج ۲۵ ص ۱۱۳)

۵ امرا من عندنا۔ امرا منصوب علی الاختصاص ہے اور اس سے مقصود ان طے شدہ امور کی اہمیت وعظمت کا اظہار ہے یعنی اس سے ہر عظیم اور اہم امر مراد ہے جو ہماری حکمت وتدبیر کے مطابق ہو۔ الزمخشری "امرا" نصب علی الاختصاص جعل کل امر جزلا فخما بان وصفہ بالحکیم، ثم زادہ جزالۃ وکسبہ فخامۃ بان قال اعنی بھذا الامر امرا حاصلا من عندنا، کائنا من لدنا، وکما اقتضاہ علمنا وتدبیرنا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) **۶** انا کنا مرسلین۔ اس کا تعلق یا تو والکتٰب المبین سے ہے بایں معنی کہ ہم ہی اس کتاب کے ساتھ اپنے پیغمبر کو بھیجنے والے ہیں جو تیرے پروردگار کی طرف سے محض رحمت ہے۔ یا یہ لیلۃ مبٰرکۃ سے متعلق ہے یعنی اس رات میں فرشتوں کو نئے فرائض سونپ کر اپنے اپنے کام پر بھیجتے ہیں یا مرسلین سے مراد یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کے پاس انبیاء و رسل بھیجتے رہے ہیں بندوں پر رحمت کے لئے تاکہ وہ ہدایت

پائیں رحمۃً مفعول بہ ہے مرسلین کا یہ مفعول لہ یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا مفعول لہ علی معنی انا انزلنا القرآن لان من شأننا وعادتنا ارسال الرسل بالکتب الی عبادنا لاجل الرحمة علیهم (مدارک ج ۴ ص ۹۷) وجوزوا فی رحمة ان یکون مصدرا ای رحمنا رحمة ...... و ان یکون مفعولا بمرسلین و الرحمة توصف بالارسال (بحر ج ۸ ص ۳۳) ایک قراءت میں رحمةٌ بالرفع ہے اس صورت میں وہ مبتدا محذوف کی خبر ہوگی۔ وقرأ الحسن رحمةٌ علی تلك هی رحمة (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۲۹) یعنی یہ کتاب تیرے رب کی طرف سے رحمت ہے ۔ **ف۷** انه هو السمیع العلیم یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور مشرکین کے ایک شبہے کا جواب ہے۔ جیسا کہ ربط میں ذکر کیا گیا ہے **ف۸** رب السموٰت۔ اس میں دو قراءتیں ہیں اول جر اس صورت میں یہ من ربك میں ربك سے بدل ہے۔ دوم رفع اس صورت میں یہ انّ کی دوسری خبر ہوگی یا مبتدا محذوف کی خبر ہوگی ای هو رب السموٰت الخ اس قراءت پر لا اله الا هو یحیی و یمیت اور ربکم و رب اٰباءکم الاولین سب انّ کی خبریں ہوں گی یا جمل متأنفہ یا مبتداءات محذوفہ کی خبریں ہوں گی اور پہلی قراءت پر یہ جمل متأنفہ ہیں یا مبتداءاتِ محذوفہ کی خبریں (کل ذلك من الروح) وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک ہے اگر واقعی تمہارا اس پر ایمان ہے جیسا کہ تم اس کا اقرار کرتے ہو اور تمہارا اقرار ایمان و ایقان سے ناشی ہے تو پھر اس سے جو مدعا ثابت ہوتا ہے اسے بھی تمہیں ماننا چاہیئے کہ اس کے سوا کوئی متصرف و کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ ان هذا الرب هو السمیع العلیم الذی انتم مقرون به و معترفون بانه رب السموٰت والارض و ما بینهما ان کان اقرارکم عن علم و ایقان (مدارک ج ۴ ص ۹۷) **ف۹** لا اله الا هو (الآیة) صفات بالا سے جو متصف ہے وہی الٰہ ہے، وہی متصرف و کارساز اور عالم الغیب ہے۔ زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ تمہارا بھی مالک و کارساز ہے اور تمہارے باپ دادا کا مالک اور کارساز بھی وہی تھا جب سب کا مالک و خالق وہی ہے، تو اس کے سوا کوئی کارساز اور غیب داں بھی نہیں **ف۱۰** بل هم فی شك یلعبون۔ یہ مقدر سے استدراک ہے۔ ای ما بقی موضع شبهة۔ یعنی ان کو چاہیئے تھا کہ مان لیتے کیونکہ مسئلہ اس قدر واضح ہو چکا ہے

۱۲ تحریف دیوبی

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ۝۹ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی

کوئی نہیں وہ دھوکے میں ہیں کھیلتے ف۱ سو تو انتظار کر اس دن کا کہ ف۲ لائے

السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۰ یَّغْشَی النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ

آسمان دھواں صریح جو گھیر لیوے لوگوں کو ف۲ یہ ہے عذاب

اَلِیْمٌ ۝۱۱ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲

دردناک اے رب کھول دے ہم پر سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہیں

اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰی وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۳ ثُمَّ

کہاں ملے ان کو سمجھنا ف۳ اور آ چکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝۱۴ اِنَّا كَاشِفُوا

اس سے پیٹھ پھیری اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا ف۱ ہم کھولے دیتے ہیں

الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝۱۵ یَوْمَ نَبْطِشُ

یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر وہی کرو گے ف۲ جس دن پکڑیں گے ہم

الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝۱۶ وَلَقَدْ فَتَنَّا

بڑی پکڑ تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں ف۳ فد۱ اور جانچ چکے ہیں ہم

قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ ۝۱۷ اَنْ

ان سے پہلے ف۴ فرعون کی قوم کو اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا کہ

اَدُّوْا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝۱۸ وَّاَنْ

حوالے کرو میرے بندے خدا کے فد۲ میں تمہارے پاس آیا ہوں بھیجا ہوا معتبر ف۵ اور یہ کہ

لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰهِ ۚ اِنِّیْۤ اٰتِیْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝۱۹ وَاِنِّیْ

چڑھے نہ جاؤ اللہ کے مقابل میں لاتا ہوں تمہارے پاس سند کھلی ہوئی اور میں

عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝۲۰ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا

پناہ لے چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی ف۵ اس بات سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ف۶ اور اگر تم نہیں یقین کرتے

وقف لازم

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دھوئیں کا مذکور ہے کہ اُس وقت سمجھنا کام نہیں آتا۔ قیامت میں یہ دھواں گھیرے گا نیک آدمی کو زکام ہوگا اور بد کو سر میں چڑھے گا بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔ ف۲ یعنی عادت یونہی ہے ف۳ یعنی آخر کا عذاب نہیں ٹلتا۔ ف۴ یعنی بنی اسرائیل کو رخصت کرو۔ ف۵ شاید وہ ڈراتے ہوں گے اس سے۔

فتح الرحمٰن فد۱ مترجم گوید این وعدہ محقق شد وخدائے تعالیٰ در قریش قحط انداخت آنکہ از شدت جوع یا از کثرت ابخرہ چوں دودی محسوس میشد و ایشان بہ خدایتعالیٰ رجوع کردند۔ خدایتعالیٰ قحط را دور فرمود باز بر کفر اصرار کردند خدایتعالیٰ روز بدر از ایشان انتقام کشید کہ ہفتاد کس را از رؤسای ایشان کشت و ہفتاد کس را اسیر ساخت واللہ اعلم ۱۲ فد۲ یعنی بنی اسرائیل را بمن حوالہ کنید و بندہ مگیرید ۱۲۔

کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہی لیکن وہ پھر بھی نہیں مانتے، بلکہ شک و تردد میں لعب و استہزاء کر رہے ہیں۔ یعنی اس طرح استہزاء کر رہے ہیں گویا انھیں مسئلہ میں ابھی شک ہے۔ ای داخلین فی صورۃ الشك قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۱۱ فارتقب۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ دخان سے قحط مراد ہے کیونکہ بھوکے آدمی کو شدت جوع سے فضا میں بادل اور آنکھوں کے سامنے ہوائیاں اڑتی نظر آتی ہیں۔ جب مشرکین قریش عناد وتمرد میں حد سے بڑھ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط کی طرح قحط مسلط فرمادے تو ان پر ایسا شدید قحط ڈالا گیا کہ وہ مردار تک کھانے پر مجبور ہوگئے۔ یعنی اگر وہ نہیں مانتے تو آپ اس وقت کا انتظار فرمائیں جب ان پر سخت قحط مسلط کردیا جائے گا۔ قال عبد اللہ انما کان ھذا لان قریشا لما استعصت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا علیھم بسنین کسنی یوسف، فاصابھم قحط وجھد حتی اکلوا العظام، فجعل الرجل ینظر الی السماء فیری ما بینہ وبینھا کھیئۃ الدخان من الجھد (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۱)

۱۲ یغشی الناس۔ یعنی وہ قحط تمام مشرکین کو اپنی لپیٹ میں لے لیگا اور وہ کہیں گے یہ تو بڑا ہی دردناک عذاب ہے یا یہ ادخال الٰہی ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ یہ ان کے لئے ایک دردناک عذاب ہے۔ ای یقولون ھذا الخ او یقال لھم ھذا (روح) جب مشرکین مارے بھوک کے مردار اور ہڈیاں کھانے لگے تو ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صلہ رحمی کا واسطہ دیا اور عہد کیا کہ اگر یہ عذاب اٹھا لیا جائے تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ ربنا اکشف عنا العذاب الخ ای یقولون۔ لما اشتد القحط بقریش مشی ابوسفیان الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وناشدہ الرحم وواعدہ ان دعا لھم وزال ما بھم امنوا (روح ج ۲۵ ص ۱۱۹)

۱۳ انی لھم الذکری۔ مشرکین کے نفاق اور ان کی دروغگوئی کا بیان ہے۔ یعنی وہ جھوٹا عہد کر رہے ہیں اس سے ان کا مقصود صرف عذاب ہٹوانا ہے۔ صرف اتنی سی بات سے وہ کس طرح نصیحت حاصل کریں گے حالانکہ ان کے پاس مسئلہ توحید کو کھول کھول کر بیان کرنے والا رسول آ چکا ہے۔ وہ اس کے وعظ وارشاد سے متاثر نہیں ہوئے، بلکہ اس سے اعراض کیا اور کبھی کہتے ہیں وہ کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور کبھی اسے دیوانہ کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ ایسے معاندین سے راہ راست پر آنے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ انا کاشفوا العذاب۔ اچھا ہم کچھ وقت کے لئے عذاب اٹھا لیتے ہیں لیکن تم حسب وعدہ ایمان نہیں لاؤ گے، بلکہ کفر ہی پر قائم رہو گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے بارش ہوئی اور قحط دور ہوگیا، لیکن مشرکین ایمان نہ لائے۔ یوم نبطش الخ یہ دنیوی عذاب کے آخری فیصلے کا اعلان ہے اور اس سے یوم بدر کا عذاب مراد ہے (مدارک، بحر وغیرہ) یعنی بدر کے دن جب ہم ان کو بڑی سخت گرفت میں لیں گے اس دن ان سے انتقام لے کر چھوڑیں گے۔ یوم نبطش کا ناصب مقدر ہے ای ننتقم جس پر انا منتقمون قرینہ ہے۔ یوم نبطش ظرف لفعل دل علیہ انا منتقمون (بیضاوی)

۱۴ ولقد فتنا ــــ تا ــــ ما فیہ بلٰؤا مبین یہ تخویف دنیوی کا ایک نمونہ ہے اور فارتقب یوم الخ سے متعلق ہے جس طرح ان سے پہلے فرعون اور اسکی قوم کو دنیا ہی میں سرکشی کی سزا ملی اسی طرح ان کو بھی دنیا میں سزا ملے گی۔ ان سے پہلے ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو آزمایا یعنے اپنے احکام کی اطاعت کا حکم دیا اور ان کے پاس ایک نہایت معزز رسول یہ پیغام لے کر آیا کہ اے اللہ کے بندو، جو حقوق تم پر واجب ہیں میری طرف ادا کرو۔ اس صورت میں عباد اللہ منادی ہوگا اور حرف ندا مقدر ہوگا۔ حقوق واجبہ سے ایمان اور قبول دعوت مراد ہے۔ ادوا الی حق اللہ تعالیٰ من الایمان وقبول الدعوۃ یا عباد اللہ علی ان مفعول (ادوا) محذوف وعباد منادی (روح ج ۲۵ ص ۱۲۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کرو اس صورت میں عباد اللہ، ادوا کا مفعول ہوگا اور اس سے مراد وہ اسرائیلی ہیں جنہیں قوم فرعون نے غلام بنا رکھا تھا اطلقوھم وسلموھم الی، والمراد بھم بنو اسرائیل الذین کان فرعون مستعبدھم (ایضا) انی لکم رسول امین میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اسکی وحی پر امین ہوں، اس لئے میری پند ونصیحت کو قبول کرو اور مسئلہ توحید کو مان لو اور سرکشی اور غرور واستکبار نہ کرو اور اللہ کے احکام مت ٹھکراؤ۔ میں تمہارے پاس ایسے دلائل واضحہ لے کر آیا ہوں جو میرے دعوے کی سچائی کا کھلا ثبوت ہیں۔

۱۵ وانی عذت۔ اس سے پہلے ادملج ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سرکشی نہ کرو تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرسکو۔ مطلب یہ ہے کہ میں اپنے رب کی حفاظت میں ہوں۔ تم مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ لما قال ان لاتعلوا علی اللہ، توعدوہ بالقتل، فقال ذلك (روح) وان لم تؤمنوا الخ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اور میرے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھو اور میری ایذاء رسانی سے باز آجاؤ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ خود ہی حق وباطل کا فیصلہ فرمادے۔ کیا ایک ناصح مہربان کی یہی جزا ہے کہ اسے ستایا جائے کونوا بمعزل منی وانا بمعزل منکم الی ان یحکم اللہ بیننا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۵) ولا تتعرضوا لی بشر کم واذاکم فلیس جزاء من دعاکم الی ما فیہ فلاحکم ذلك (مدارک ج ۴ ص ۹۸)

۱۶ فدعا ربه - جب فرعون اور اسکی قوم تکذیب پر مصر ہوگئی اور عناد و سرکشی سے باز نہ آئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے ان کی شکایت کی یہ لوگ سخت مجرم ہیں اور اپنے جرم شرک سے باز آنے والے نہیں ہیں اس لئے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ مجرمون مشرکون (جلالین) ان ھؤلآء قوم مجرمون تناھی امرھم فی الکفر وانت اعلم بھم فافعل بھم ما یستحقونه (روح ج ۲۵ ص ۱۲۲) فاسر بعبادی الخ اس سے پہلے حذف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب گذشتہ زمانے کے امر کی حکایت کی جائے تو اس سے پہلے قلنا یا کوئی اور مناسب فعل محذوف ہوتا ہے۔ ای فاجبنا دعاءہ واوحینا الیہ ان اسر

الثلثہ

لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾
مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ف۱ پھر دعا کی اپنے رب سے ۱۶ کہ یہ لوگ گنہگار ہیں

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ
پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے اور چھوڑ جا دریا کو

رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ
تھما ہوا ۱۷ البتہ وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں بہت سے چھوڑ گئے باغ ۱۸

وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا
اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر خاصے اور آرام کا سامان جس میں

فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾
باتیں بنایا کرتے تھے یوں ہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے ف۲

ع ۱ ۱۴

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ﴿٢٩﴾
پھر نہ رویا اُن پر آسمان ف۳ اور زمین اور نہ ملی ان کو ڈھیل ف

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٣٠﴾
اور ہم نے بچا نکالا بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے

مِنْ فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَ
جو فرعون کی طرف سے تھی بے شک وہ تھا چڑھ رہا حد سے بڑھ جانے والا اور

لَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٣٢﴾ وَآتَيْنَاهُمْ مِنَ
ان کو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر جہان کے لوگوں سے ف۴ اور دیں ہم نے ان کو

الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ مُبِينٌ ﴿٣٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾
نشانیاں جن میں تھی مدد صریح ف۵ یہ لوگ کہتے ہیں ۱۹

إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ ﴿٣٥﴾ فَأْتُوا
اور کچھ نہیں ہمارا یہی مرنا ہے پہلا اور ہم کو پھر اٹھنا نہیں بھلا لے تو آؤ

منزل ۷

بعبادی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۳۶) ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے حکم دیا کہ میرے بندوں۔ مؤمنین بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات نکل جاؤ، تمہارا تعاقب کیا جائیگا۔ فرعون لاؤ لشکر سمیت تمہارے پیچھے تمہیں پکڑنے کے لئے نکلے گا۔ ۱۷ واترک البحر رھوا ط رھوا ساکنا (بحر، روح، قرطبی) اس سے پہلے اندماج ہے یعنی القصہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر دریا کے کنارے پہنچا تو اللہ کے حکم سے اس پر اپنی لاٹھی ماری جس سے اس میں بارہ خشک راستے بن گئے، جب وہ ان راستوں سے گذر کر پار ہوگئے اس وقت فرعون بھی لاؤ لشکر کے ساتھ دریا پر پہنچ گیا تو موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا تاکہ وہ دریا پر دوبارہ لاٹھی ماریں تاکہ وہ جاری ہو جائے اور فرعون آگے نہ بڑھ سکے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ دریا کو ابھی ساکن ہی رہنے دو، کیونکہ ہم فرعون کے لشکر کو انہی راستوں میں گھیر کر غرق کرنا چاہتے ہیں۔ ۱۸ کم ترکوا۔ فرعونی کس قدر عمدہ باغات اور چشمے، سرسبز و شاداب کھیتیاں، عالیشان محلات اور عیش و عشرت کا سامان چھوڑ گئے جس میں وہ خوش و خرم زندگی بسر کرتے تھے۔ کذلک بات یونہی ہے اور ہم نافرمانوں اور سرکشوں سے ایسا ہی معاملہ کیا کرتے ہیں۔ واورثنھا الخ قوما آخرین سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ اس کی تصریح موجود ہے کذلک واورثنھا بنی اسرائیل (شعراء ع ۴) یعنی فرعون کی حکومت اور تمام دولت کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث بنا دیا۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ بنی اسرائیل ملک شام سے مصر کی طرف واپس آگئے ہوں جیسا کہ قتادہؒ اور حسنؒ نے کہا ہے ان بنی اسرائیل رجعوا الی مصر بعد ھلاک فرعون (بحر ج ۸ ص ۳۶) باقی یہ اعتراض کہ بنی اسرائیل کی مصر میں واپسی کا ذکر تاریخوں میں نہیں ملتا، قابل التفات نہیں، کیونکہ کتب تاریخ میں کذب و تحریف کا امکان ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سراپا حق ہے۔ ولا اعتبار بالتواریخ فالکذب فیھا کثیر وکلام اللہ صدق، قال تعالیٰ فی سورۃ الشعراء کذلک واورثنھا بنی اسرائیل (بحر) وقالوا لا اعتبار بالتواریخ وکذا الکتب التی بید الیھود الیوم لما ان الکذب

موضح قرآن ف۱ یعنی اپنی قوم کو لیجاؤ اول تم راہ نہ روکو ف۲ یعنی بنی اسرائیل کو جیسے سورۃ شعراء میں ہے معلوم ہوتا ہے فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں ف۳ حدیث میں فرمایا مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اترتی تھی اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا تھا ف۴ یعنی اگرچہ اُن میں یعنی بنی اسرائیل میں برائیاں بھی معلوم تھیں ف۵ یعنی حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے۔

فیہا کثیر وحسبنا کتاب اللہ تعالیٰ وھو سبحانہ اصدق القائلین وکتابہ جل وعلا مأمون من تحریف المحرفین (روح ج ۲۵ ص ۱۲۴) ف۱۹ فما بکت
یہ کنایہ ہے اس سے کہ فرعون کی ہلاکت کوئی اہم اور بڑا حادثہ نہیں ہے، بلکہ ایک حقیر اور معمولی سی بات تھی ان کی ہلاکت سے کوئی فرق نہیں آیا۔ مجاز عن عدم
الاکتراث بھلاکھم والاعتداد بوجودھم (بیضاوی) ف۲۰ ولقد نجینا۔ فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرکے ہم نے بنی اسرائیل کو اس رسوا کن اور ذلت آمیز
عذاب سے نجات دی جو وہ فرعون کے ہاتھوں برداشت کرتے تھے۔ بیشک فرعون نہایت سرکش، مغرور اور حد سے زیادہ ظالم و جابر تھا من فرعون کا متعلق محذوف
ہے اور یہ ماقبل سے حال ہے۔ حال من المھین
بمعنی واقعا من جھتہ (بیضاوی) ولقد اخترنٰھم
الخ اور ہم نے بنی اسرائیل کو اس وقت کی تمام اقوام پر
شرف و فضیلت عطاء فرمائی، ان کو یہ امتیاز ان کے ایمان
وعمل، اور صبر و استقلال کی وجہ سے حاصل ہوا علیٰ
علم یعنی ہمنے ان کو مستحق جان کر یہ شرف عطا کیا۔ و
اٰتینٰھم الخ یہ مزید انعامات کا ذکر ہے جو بنی اسرائیل
پر کئے گئے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایسے نشانات دئیے
جن میں انعام و احسان کا پہلو نمایاں اور امتحان و ابتلاء
کی صورت واضح تھی مثلاً دریا میں راستے بنانا۔ بادلوں کا
ان پر سایہ کرنا، من و سلویٰ کا اتارنا وغیرہ یہ انعامات
تھے اور ان میں ان کا امتحان بھی مقصود تھا کہ وہ کس
طرح ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔ بلآء مبین نعمۃ ظاھرۃ
او اختبار ظاھر لننظر کیف تعملون (مدارک ج ۴
ص ۹۹) ف۲۱ ان ھٰؤلآء۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات
اور شکوی ہے۔ مشرکین مکہ کہتے ہیں کہ بس اس پہلی
زندگی کے ختم ہو جانے سے قصہ تمام ہو جائیگا اور
اس کے بعد پھر کوئی زندگی نہیں ہوگی اور ہمیں دوبارہ
نہیں اٹھایا جائیگا۔ یعنی یہ جو پہلے آنیوالی موت ہے
اس کو تو ہم مانتے ہیں، لیکن اس کے بعد جو دوسری
زندگی بتائی جاتی ہے اسے ہم نہیں مانتے۔ اب یہ اعتراض
نہ رہا کہ کفار موت کو تو مانتے تھے اور انکار دوسری
حیاتی کا کرتے تھے اس لئے ان ھی الا حیاتنا الاولیٰ
کہنا چاہیئے تھا۔ فاتوا باٰبائنا الخ خطاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور مؤمنین سے ہے یعنی اگر تم اس
دعوے میں سچے ہو کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ
ہوں گے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرکے ہمیں دکھا
دو تو ہم مان لیں گے ف۲۲ اھم خیر کیا یہ مشرکین مکہ
قوم تبع اور ان سے پہلے مشرکین سے بہتر ہیں؟ نہیں۔ یہ

بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۳۶) اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ
ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم
وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ (۳۷)
اور جو ف۲۲ اُن سے پہلے تھے ہمنے انکو غارت کردیا بے شک وہ تھے گنہگار ف
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (۳۸)
اور ہم نے جو بنایا آسمان ف۲۳ اور زمین اور جو ان کے بیچ ہے کھیل نہیں بنایا
مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۳۹)
ان کو تو بنایا ہم نے ٹھیک کام پر بہت لوگ نہیں
اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (۴۰) يَوْمَ لَا يُغْنِيْ
تحقیق فیصلہ کا دن ف۲۴ وعدہ ہے اُن سب کا جس دن کام نہ آئے
مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (۴۱) اِلَّا مَنْ
کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے مگر جس پر
رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (۴۲) اِنَّ شَجَرَتَ
رحمت کرے اللہ بے شک وہی ہے زبردست رحم والا مقرر درخت
الزَّقُّوْمِ (۴۳) طَعَامُ الْاَثِيْمِ (۴۴) كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي
سیہنڈ کا ف۲۵ کھانا ہے گنہگار کا جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے
الْبُطُوْنِ (۴۵) كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ (۴۶) خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى
پیٹوں میں جیسے کھولتا پانی پکڑو اس کو اور دھکیل کرلے جاؤ بیچوں
سَوَآءِ الْجَحِيْمِ (۴۷) ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ
بیچ دوزخ کے پھر ڈالو اُس کے سر پر جلتے پانی کا
الْحَمِيْمِ (۴۸) ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۴۹) اِنَّ
عذاب یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار ف۲ یہ

ع ۳ / ۱۵ مع عذاب المتاخرین ۱۲

۲ ترجیح پیغمبر عقلی ربانی ۱۲
۳ تخویف اخروی ۱۲
۴ تخویف اخروی ۱۲

بھی عذاب کے مستحق ہیں اور جس طرح اُن اقوام سابقہ کو ہلاک کیا گیا ان کو بھی ہلاک کیا جائیگا۔ ھذا استفھام انکار، ای انھم مستحقون فی ھذا القول
العذاب اذ لیسوا خیرا من قوم تبع والامم المھلکۃ، واذا اھلکنا اولٰئک فکذا ھٰؤلآء (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۴۴) جب ہم نے قوم تبع اور ان سے
پہلے مشرکین کو اس لئے ہلاک کیا کہ وہ مجرم تھے۔ تعلیل لاھلاکھم ای اھلکنا ھم بسبب کونھم مجرمین فلیحذر کفار قریش الاھلاک

موضح قرآن ف تبع بادشاہ تھا یمن کا سب قوم اس کی بُت پرست۔ اسکو یقین آیا تورات پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سچا دین کون سا بڑی آگ جلائی
عالم یہود کے توراۃ بغل میں لیکر اُس میں گھُس گئے نہ جلے۔ وہ بُت پرست بُت کو بغل میں لیکر چلے، جلنے لگے، الٹے بھاگے۔ اُس کی قوم اس کی
دشمن ہوئی۔ آخر خراب ہوئے۔ ف وہ آپ کو دنیا میں ایسا سمجھتا۔

لاجرامهم (روح ج ۲۵ ص ۱۳۰) تبع حمیری کا اصل نام اسعد یا سعد تھا اور کنیت ابو کرب تھی۔ یہ نیک اور صالح آدمی تھا، شرک سے بیزار اور توحید پرست تھا۔ اپنے زمانے کے علماء سے اس نے سُنا تھا کہ مکہ میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے اور مدینہ (یثرب) آپ کا دار الہجرت ہوگا تو وہ اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا۔ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا اور اپنے جانشینوں کو وصیت کی کہ اس کے بعد ہر سال خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے (قرطبی، روح وغیرہ) تبع کی زندگی کے بعد اس کی قوم مشرک ہوگئی، اسی قوم کا یہاں ذکر کیا گیا ہے **۲۳** وما خلقنا السمٰوٰت۔ یہ

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ

وہی ہے جس میں تم دھوکے میں پڑے تھے بے شک ڈرنے والے گھر میں ہیں

اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ

چین کے **۲۶** باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ

اور گاڑھی ایکدوسرے کے سامنے اسیطرح ہوگا اور بیاہ دیں ہم انکو حوریں

عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا

بڑی آنکھوں والیاں منگوائیں گے وہاں **۲۷** ہر میوہ دل جمعی سے نہ

يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ

چکھیں گے وہاں موت مگر جو پہلے آچکی اور بچایا انکو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

دوزخ کے عذاب سے فضل سے تیرے رب کے یہی ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

مراد ملنی سو یہ قرآن آسان کیا ہمنے **۲۸** تیری بولی میں تا کہ وہ یاد رکھیں

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

اب تو راہ دیکھ **۲۹** وہ بھی راہ دیکھتے ہیں

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

۱ سورہ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی اسمیں سینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ

اتارنا **۲** کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے حکمتوں والا بیشک

توحید پر دلیل عقلی ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات کو محض کھیل کے طور پر بے مقصد نہیں پیدا کیا، بلکہ اس ساری کائنات کو ایک نہایت اہم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد اظہار حق ہے تاکہ اس کائنات کے ذرّے ذرّے سے اللہ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا جائے لیکن اکثر لوگ جاہل ہیں اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ بالحق ای لاظھار الحق۔ تائید (۱) ھل من خالق غیر اللہ (فاطر رکوع ۱) ۲۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین ۵ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق (انبیاء ع ۲) **۲۴** ان یوم الفصل۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ سب کے حساب کتاب اور جزاء و سزا کے لئے فیصلے کا دن مقرر ہے جس میں حق و باطل اور محق و مبطل کے درمیان آخری فیصلہ کیا جائیگا یوم لا یغنی مولی الخ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آسکے گا اور نہ ان کا کوئی حامی و ناصر ہی ہوگا جو انھیں اللہ کے عذاب سے چھڑا سکے۔ البتہ جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی وہ عفو و مغفرت سے یا نیک لوگوں کی شفاعت کے باعث عذاب سے بچ جائیں گے۔ یہ ینصرون کی ضمیر سے بدل ہے یا استثناء منقطع ہے اور اس سے مراد مومنین ہیں الا من رحم اللہ بالعفو وقبول الشفاعۃ فیہ ومحلہ الرفع علی البدل من الواو او النصب علی الاستثناء (روح۔ بیضاوی) بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب اور مہربان ہے جسے وہ عذاب دینا چاہے اُسے کوئی چھڑا نہیں سکتا اور جسے چاہے اپنی مہربانی سے معاف کردے **۲۵** ان شجرت الزقوم۔

یہ تخویف اخروی ہے۔ زقوم دوزخ کا ایک نہایت ہی کریہہ المنظر اور خبیث درخت ہے جس کا ادنی سا نمونہ دنیا کا خاردار تھوہر ہے۔ الاثیم سے مراد کافر ہے۔ (روح، ابن کثیر) المھل پگھلی ہوئی دھات (روح، بحر) دوزخ میں کافروں کی خوراک شجرۂ خبیثہ زقوم (تھوہر) ہوگی اور وہ پگھلی ہوئی دھات کیطرح گرم ہوگا اور ان کے پیٹ میں اس طرح کھولے گی جس طرح سخت گرم پانی کھولتا ہے۔ خذوہ الخ ای یقال للزبانیۃ (مدارک) فاعتلوہ اسے گھسیٹ کر لے جاؤ۔ فجروہ بقھر (روح) دوزخ کے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس مجرم کو گھسیٹ کر بھڑکتی آگ کے وسط میں لے جاؤ اور اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالو تاکہ اوپر سے بھی وہ عذاب کا مزہ چکھے یا مطلب یہ ہے کہ ان کے سروں کے اوپر سے ان کے مونہوں میں کھولتا ہوا پانی ڈالو قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ذق ای و یقال (روح) اور اس سے کہا جائیگا اس عذاب کا مزہ چکھ تو دنیا میں بڑا عزیز و کریم بنا ہوا تھا اور کہا کرتا تھا بھلا عزت و عظمت اور شان و کرامت

میں مجھ سے بھی کوئی بڑا تھا۔ یا یہ اہانت وتحقیر اور استہزاء وتمسخر کے طور پر کہا جائیگا۔ وقیل علی معنی الاستخفاف والتوبیخ والاستھزاء والاھانۃ والتنقیص (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۱) ان ھذا ما کنتم بہ تمترون یہ وہی عذاب ہے جس سے دنیا میں تمہیں ڈرایا گیا، لیکن تم برابر اس میں شک کرتے رہے اور تمہیں ڈرانے والوں کی باتوں پر یقین نہ آیا ۲۶ ان المتقین ـــ تا ـــ ذلک ھو الفوز العظیم یہ بشارت اخرویہ ہے۔ فی جنت وعیون، مقام امین سے بدل ہے متقی اور پرہیزگار لوگ اور شرک سے بچنے والے قیامت کے دن پر امن مقام یعنی باغات جنت اور چشموں میں ہوں گے جہاں وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور تکلیف وعذاب سے محفوظ و مامون ہوں گے اور انھیں زندگی کی ہر راحت و آسائش میسر ہوگی یلبسون من سندس الخ وہاں وہ باریک اور موٹے ریشم کے کپڑے پہنیں گے یعنی جس قسم کا لباس چاہیں گے انھیں ملیگا۔ سندس باریک ریشم، استبرق موٹا ریشم سندس ما رق من الدیباج و استبرق ما غلظ منہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۰) وہ جنت میں محبت و الفت اور مسرت و شادمانی کے اظہار کے لئے ایکدوسرے کے آمنے سامنے بیٹھیں گے متقابلین فی مجالسھم لیستأنس بعضھم ببعض (روح ج ۲۵ ص ۱۳۵) ایسی ہی بے شمار نعمتیں ان کو ملیں گی اور موٹی آنکھوں والی خوبصورت حوریں جنت میں ان کی رفیق حیات ہوں گی ۲۷ یدعون فیھا۔ وہ جنت میں جو میوہ چاہیں گے طلب کریں گے یعنی وہاں انھیں ہر منہ مانگا میوہ ملے گا اور وہ ہر ضرر و تکلیف سے محفوظ ہوں گے۔ لا یذوقون الخ جنت میں ان پر موت نہیں آئیگی ایکبار جو موت ان کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ وہ دنیا میں چکھ چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچائیگا۔ یہ ساری نعمتیں انھیں محض اللہ کے فضل و کرم سے حاصل ہونگی۔ اور اصل میں یہی بڑی کامیابی ہے کہ جنت میں ہر نعمت میسر ہو، تکلیف کا شائبہ تک نہ ہو، نہ نعیم جنت کو زوال ہو، جنت والوں پر فنا آئے، دائمی راحت اور دائمی زندگی ۲۸ فانما یسرنہ یہ ساری سورت سے متعلق ہے گویا ساری سورت کا خلاصہ ہے۔ ہم نے اس (کتاب مبین) قرآن کو یا اس حکمنامے کو آپ کی زبان پر نہایت آسان زبان و اسلوب میں بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ اسے آسانی سے سمجھ لیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔ وھذا فذلکۃ و اجمال لما فی السورۃ بعد تفصیل تذکیرا لما سلف مشروحا فیھا فالمعنی ذکرھم بالکتاب المبین فانما یسرنہ بلسانک کی یفھموہ ویتذکروا بہ ویعملوا بموجبہ (روح ج ۵ ص ۱۳۷) ۲۹ فارتقب انھم مرتقبون ۵ یہ تخویف دنیوی ہے اور ابتداء سورت (فارتقب یوم تاتی الخ) سے متعلق ہے تاکہ سورت کا آخر ابتداء پر منطبق ہو جائے۔ آپ ان کے انجام اور اپنی کامیابی کا انتظار کریں اور وہ بھی انتظار میں ہیں کہ آپ کا انجام کیا ہوتا ہے اور ان کا حشر کیا ہوتا ہے۔ یہ ایک طرف مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وعدہ نصرت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلیا لہ و واعدا لہ بالنصر و متوعدا لمن کذبہ بالعطب والھلاک فارتقب انھم مرتقبون (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۷)

سورۃ دخان میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ انہ ھو السمیع العلیم ـــ تا ـــ ربکم و رب اٰباءکم الاولین ۵ نفی شرک اعتقادی

۲۔ وما خلقنا السموٰت والارض ـــ تا ـــ انہ ھو العزیز الرحیم ۵ (۴۲) نفی شفاعت قہریہ و دلیل عقلی برائے اثبات توحید

سُورۂ جاثیہ

ربط سورۂ دخان میں اس شبہ کا جواب دیا گیا کہ ہم ان معبودانِ باطلہ کو اس لئے پکارتے ہیں کہ وہ ہماری پکار سنکر خدا کی بارگاہ میں سفارش کرینگے۔ وہ سفارش قبول کرے یا نہ کرے یہ اس کی مرضی تو اس کا جواب دیا گیا کہ ہر بات کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اب سورۂ جاثیہ میں ایک اور شبہے کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب بھی نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے، لیکن ہم ان کو اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد ان کو پکارا کرتے تھے اور اگر اللہ تعالیٰ ان کو ہماری پکار سُنا دے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیں تو بہتر ورنہ زیادہ سے زیادہ ہمارا پکارنا لغو ہو جائے گا تو اس کا جواب دیا گیا کہ دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ سب کچھ سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں، اس لئے صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو نیز ہم نے دین کی راہ واضح اور روشن کر دی ہے اس پر چلو اور گمراہ لوگوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع کرتے ہوئے غیر اللہ کو نہ پکارو۔ ثم جعلنٰك على شريعة من الامر فاتبعها۔ الآیۃ۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب، توحید پر پانچ عقلی دلیلیں اور ایک دلیل نقلی، زجریں، تخویفیں، بشارتیں اور شکوے اور درمیان میں ثم جعلنٰك على شريعة الخ سورت کا مقصودی دعوے۔

تفصیل

حٰمٓ ۝ تنزيل الكتٰب۔ الآیۃ، تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب اور حکمت والے بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ان فی السمٰوٰت والارض — تا — فبای حدیث بعد اللہ وآیٰتہ یؤمنون ۝ یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے علی سبیل الترقی والتدریج۔ صرف زمین و آسمان ہی میں ایمان والوں کیلئے خوشخبری اللہ کی وحدانیت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ پھر انسانوں اور دیگر تمام جانوروں کی پیدائش میں رات دن کی آمد و رفت میں آسمان اور زمین سے روزی کا سامان بہم پہنچانے میں اور مختلف قسم کی ہوائیں چلانے میں عقل و بصیرت والوں کے لئے اس کی قدرت و وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں۔ اگر مشرکین ان آیات و نشانات کو دیکھ کر بھی اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہیں لائینگے، تو پھر اس سے واضح تر تو کوئی دلیل نہیں۔ ویل لکل افاك — تا — فبشرہ بعذاب الیم ۝ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس جھوٹے اور مجرم کے لئے ہلاکت ہے جو اللہ کی آیات بینات سُنتا ہے اور غرور و استکبار سے اسطرح ان سے اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں، ایسے مجرم کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دو۔ واذا علم من اٰیٰتنا — تا — لھم عذاب من رجز الیم ۝ یہ زجر ثانی ہے مع تخویف اخروی۔ یہ لوگ ایسے معاند ہیں کہ جب کوئی آیت سُن پاتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔ اللہ کے عذاب سے نہ انھیں دنیا کی دولت بچا سکیگی اور نہ ان کے معبودانِ باطلہ ہی نجات دلا سکیں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے نہایت ہی ذلت آمیز عذاب تیار ہے۔

اللہ الذی سخر لکم — تا — لقوم یتفکرون (ع ۲) یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ نہ صرف زمین میں بہنے والے دریا اور سمندر اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں، بلکہ اس کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز کو اس نے اپنے حکم سے تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے۔ غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں اللہ کی وحدانیت و قدرت کے کافی دلائل موجود ہیں۔ قل للذین اٰمنوا — تا — ثم الی ربکم ترجعون ۝ یہ تخویف دنیوی ہے۔ جو لوگ اللہ کے عذاب پر ایمان نہیں رکھتے اور بیباک ہو کر اللہ کے حکمنامے کا انکار کرتے ہیں ان پر دنیا ہی میں اللہ کا عذاب آئیگا۔

ولقد اٰتینا بنی اسرائیل — تا — یختلفون ۝ یہ دلیل نقلی ہے۔ ہم نے تورات میں بھی یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی اور کو کارساز نہ بنانا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے بعد علماءِ سوء نے دیدہ دانستہ محض ضد کی وجہ سے اس مسئلے میں اختلاف کیا۔ ثم جعلنٰك علیٰ شریعة — تا — واللہ ولی المتقین یہ سورت کا مقصودی دعویٰ ہے۔ ہم نے آپ کو واضح اور روشن شریعت عطا کی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور ان نادانوں کی خواہشاتِ نفسانیہ کا اتباع نہ کریں جو اندھا دھند اپنے مشرک باپ دادا اور گمراہ پیروں اور رہنماؤں کی پیروی میں خود ساختہ معبودوں کو پکارتے ہیں۔ ان کی اطاعت میں کچھ فائدہ نہیں۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات (الآیۃ) یہ زجر ہے ان بدکردار اور منکرین کا خیال ہے کہ ہم ان کو مومنین صالحین کے برابر درجہ دیں گے۔ یہ خیال محض باطل ہے۔

وخلق اللہ السمٰوٰت والارض۔ ع ۳ (الآیۃ) یہ تیسری عقلی دلیل ہے مع تخویف اخروی۔ زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے اظہارِ حق کے لئے پیدا فرمایا ہے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کے موافق جزاء و سزاء ملیگی اور کسی پر زیادتی نہیں ہوگی۔ افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ (الآیۃ) یہ زجر ہے۔ یہ مشرکین اپنی خواہشات کی پیروی میں دلائل عقل و نقل کے بغیر ہی غیر اللہ کو معبود بنا کر پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے ضد و عناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی ہے، اس لئے وہ راہ راست پر نہیں آسکتے۔ وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا (الآیۃ) یہ شکوی اولیٰ ہے۔ یہ لوگ نہ صرف توحید باری تعالیٰ کے منکر ہیں بلکہ وہ قیامت کے بھی منکر ہیں اور نہ اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ دنیوی عذاب ان کے گناہوں کی سزا ہے وہ اسے حوادث زمانہ کا

نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ واذا تتلیٰ علیھم ایٰتنا (الآیۃ) یہ شکوی ثانیہ ہے۔ جب ان کے سامنے بعث ونشور کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں تو سوائے اس کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا کہ اگر تم سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کرکے دکھا دو۔ قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم (الآیۃ) یہ دونوں شکووں کا جواب ہے۔ جس ذات قادر وقیوم نے تمہیں نیست سے ہست کیا اور جس کے اختیار میں موت ہے اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت ہے اور وہ لامحالہ سب کو دوبارہ زندہ کرکے میدان حشر میں جمع کرے گا۔ و للہ ملک السمٰوٰت والارض ط (ع ۴) زمین و آسمان کی حکومت اللہ ہی کے لئے مختص ہے اور ساری کائنات میں وہی متصرف ومختار ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود، کارساز اور پکارے جانے کے لائق نہیں۔ ویوم تقوم الساعۃ ــــ تا ــــ ما کنتم تعملون ۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن باطل پرست بہت بڑے خسارے میں رہیں گے۔ ہر شخص کا اعمالنامہ جس میں اس کے تمام اعمال کا مکمل ریکارڈ ہوگا اسی کے مطابق سب کو سزائیں دی جائیں گی۔ فاما الذین اٰمنوا (الآیۃ) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور عذاب سے محفوظ ہوں گے۔ واما الذین کفروا ــــ تا ــــ ولاھم یستعتبون ۵ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن کفار ومشرکین سے کہا جائیگا کہ کیا تمہیں اللہ کی آیتیں نہیں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں، لیکن تم غرور واستکبار سے ان کو جھٹلاتے تھے اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور قیامت ضرور آئے گی تو تم کہتے تھے ہم قیامت کو کیا جانیں، ہم نہیں مانتے۔ قیامت کے دن ان کے تمام اعمال بد کا نتیجہ ظاہر ہو جائے گا اور ان کا خمیازہ بھگتیں گے وقیل الیوم ننسٰکم الخ قیامت کے دن اُن سے یہ بھی کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے آخرت کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کے لئے کوئی تیاری نہ کی اسی طرح آج تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیونکہ تم نے اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑایا اور دنیوی زندگی پر مغرور ہو گئے۔ آج تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانیوالا کوئی نہیں فللہ الحمد رب السمٰوٰت (الآیتین) یہ پانچویں دلیل عقلی ہے اور چوتھی دلیل پر متفرع ہے جب زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ تو تمام صفات کارسازی بھی اسی کے ساتھ مختص ہیں کیونکہ وہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اور مربی ہے اس ساری کائنات میں بڑائی اور برتری بھی اسی ہی کی صفت ہے، عظمت وکبریا کا مالک وہی ہے ف۲ تنزیل الکتٰب (الآیۃ) یہ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ حکمنامہ اس شہنشاہ کا ہے جو سب پر غالب اور حکمت والا ہے، جس کا ہر حکم اور ہر فعل حکمت بالغہ کا آئینہ دار ہوتا ہے، اسے مانو اور اس پر عمل کرو ف۳ ان فی السمٰوٰت ــ تا ــــ فبای حدیث بعد اللہ واٰیٰتہ یؤمنون ۵ یہ توحید پر پہلی عقلی ہے۔ علی سبیل التدریج۔ اس میں درجہ بدرجہ ایسے امور بیان کئے گئے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۳ وَفِيْ

آسمانوں میں ف۳ اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں ماننے والوں کے واسطے اور

خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۴

تمہارے بنانے میں ف۴ اور جس قدر پھیلا رکھے ہیں جانور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے واسطے جو یقین رکھتے ہیں

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ

اور بدلنے میں رات دن کے اور وہ جو اتاری اللہ نے آسمان سے

مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ

روزی ف۱ پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مر جانے کے بعد اور بدلنے میں

الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۵ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

ہواؤں کے نشانیاں ہیں ان لوگوں کیواسطے جو سمجھ سے کام لیتے ہیں ف۵ یہ باتیں ہیں اللہ کی ہم سناتے ہیں

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۶

تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کونسی بات کو اللہ اور اسکی باتوں کو چھوڑ کر مانیں گے

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ

خرابی ہے ہر جھوٹے ف۶ گنہگار کے لئے کہ سنتا ہے باتیں اللہ کی کہ اس کے پاس پڑھی جاتی

ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ

ہیں پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں سو خوشخبری سنا دے اسکو ایک عذاب

اَلِيْمٍ ۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ِۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ

دردناک کی اور جب ف۷ خبر پائے ہماری باتوں میں سے کسی کی اسکو ٹھہرائے ٹھٹھا

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۹ ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ

ایسوں کو ذلت کا عذاب ہے پرے ان کے دوزخ ہے

وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ

اور کام نہ آئے گا ان کے جو کمایا تھا ذرا بھی اور نہ وہ کہ جن کو پکڑا تھا

ف۱ زجر مع تخویف اخروی ۱۲۔

ف۲ زجر ثانی ۱۲۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باران را ۱۲۔

ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہیں۔ اس عظیم الشان سُورت کا مضمون یہ ہے کہ نفس آسمان و زمین ہی ایمان والوں کے لئے اللہ کی قدرت و وحدانیت پر کافی دلیل ہیں۔ زمین و آسمان میں عجائب المخلوقات اور کائنات کی ہر چیز ایک مستقل دلیل ہے ان انفسھما لاٰیات لما فیھما من فنون اللّٰہ علی القادر الحکیم جل شانہ (روح ج ۲۵ ص ۱۳۹) لاٰیٰت لدلالات علی وحدانیتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۱) پھر آسمان کا ستونوں کے بغیر محض اس کے حکم سے قائم رہنا اور زمین کا فضا میں کسی ظاہری سہارے کے بغیر معلق رہنا یہ سب اسکی وحدانیت اور قدرت کے دلائل ہیں جیسا کہ فرمایا ومن اٰیٰتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ (روم ع ۳) ؎۴ وفی خلقکم الاٰیۃ۔ اس سے بڑھ کر تم خود اپنی پیدائش کو دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہیں ایک قطرۂ آب سے پیدا فرمایا اور پھر زمین میں بے شمار انواع و اقسام کے چوپائے پھیلا دیئے ماننے والوں کے لئے اس میں کھلے دلائل ہیں واختلاف اللیل والنھار (الاٰیۃ) پھر اس سے آگے بڑھو اور رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے جانے اور ان کے گھٹنے بڑھنے میں غور و فکر کرو اور دیکھو وہ آسمان سے مینہ برسا کر خشک اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے اور ہوائیں اسکے حکم سے چلتی ہیں عقل و دانش رکھنے والوں کے لئے ان تمام چیزوں میں توحید الٰہی اور قدرتِ خداوندی کی عظیم الشان نشانات موجود ہیں۔ رزق سے مراد بارش ہے بطریق تسمیۃ الشیٔ باسم المسبب من رزق من مطر سماہ مطر الانہ سببہ (بیضاوی) ؎۵ تلک اٰیٰت اللّٰہ۔ الاٰیۃ۔ یہ اللہ کی وحدانیت کو دلائل و براہین ہیں جو ہم آپ کو سناتے ہیں یہ سراپا حق و صدق ہیں اور ان میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں۔ اگر یہ معاندین ان آیات کو دیکھ سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے تو پھر وہ کونسا بیان ہے اور وہ کونسے دلائل ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے ہیں، کیونکہ اس سے واضح تر کوئی بیان نہیں اور ان سے مضبوط تر کوئی دلیل نہیں ای ھٰذہ اٰیٰت اللّٰہ ؛ ای حججہ و براھینہ الدالۃ علی وحدانیتہ و قدرتہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۵۸) لابیان ازید من ھٰذا البیان ولا اٰیۃ ادل من ھٰذہ الاٰیۃ (روح ج ۲۵ ص ۱۴۲) ؎۶ ویل لکل افاک۔ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ اس بہت بڑے جھوٹے اور مجرم کے لئے ویل (ہلاکت یا جہنم کی ایک وادی) ہے جو اللہ کی آیتوں کو سُنتا ہے لیکن غرور و استکبار سے ان کی پرواہ نہیں کرتا اور اپنے کفر و عناد پر قائم رہتا ہے اور آیاتِ الٰہیہ سے اس طرح اعراض کرتا ہے گویا اس نے ان کو سُنا ہی نہیں ایسے معاندین و متکبرین کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے یہ عذاب اس کے غرور و استکبار، کفر پر اصرار اور آیاتِ الٰہیہ سے اعراض کی سزا ہے۔

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑩ هٰذَا
اللہ کے سوائے رفیق اور اُن کیواسطے بڑا عذاب ہے یہ

هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ
سجھایا ہے ف اور جو منکر ہیں اپنے رب کی باتوں سے اُن کے لئے عذاب

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑪ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ
ہے ایک بلا کا دردناک اللہ وہ ہے جسنے بس میں کردیا ف تمہارے دریا کو

لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ
چلیں اس میں جہاز اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
تاکہ تم حق مانو اور کام میں لگادیا تمہارے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
جو کچھ ہے زمین میں سب کو اپنی طرف سے اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑬ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا
اُن لوگوں کے واسطے جو دھیان کرتے ہیں کہدے ایمان والوں کو ف درگذر کریں

لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا
ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے ف دنوں کی تاکہ وہ سزا دے ایک قوم کو بدلا اُسکا

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ
جو کماتے تھے ف جس نے بھلا کام کیا تو اپنے واسطے اور

مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑮ وَ
جس نے بُرا کیا سو اپنے حق میں پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاؤ گے اور

لَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
ہم نے دی بنی ف اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور پیغمبری

ع ۱۱/۱۷

ردِّ دوسری عقلی دلیل بطور ترقی ۱۲

موضح قرآن۔ ف معاف کریں یعنی بدلے کا فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑیں۔

فتح الرحمن۔ ف یعنی معتقد نیستند کہ حوادث جزائی اعمال ایشان باشد ۱۲۔

وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾
اور کھانے کو دیں ؁ ستھری چیزیں اور بزرگی دی انکو جہان پر
وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ
اور دیں انھیں کھلی باتیں دین کی پھر انہوں نے پھوٹ جو ڈالی تو
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ
سمجھ آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے بے شک تیرا رب فیصلہ کریگا
بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ
اُن میں قیامت کے دن جس بات میں وہ جھگڑتے تھے پھر
جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ
تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر ؁ دین کے کام کے سو تو اسی پر چل اور مت چل
اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ
خواہشوں پر نادانوں کی وہ ہرگز کام نہ آئینگے تیرے ؁
مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ
اللہ کے سامنے ذرا بھی اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق
بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ لِلنَّاسِ
ہیں اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا یہ سوجھ کی باتیں ہیں لوگوں کیواسطے
وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ
اور راہ کی اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین لاتے ہیں کیا خیال رکھتے
الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ
ہیں جنھوں نے ؁ کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دینگے اُن کو برابر ان لوگوں کے
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَاۗءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ
کہ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام ایک سا ہے اُن کا جینا اور مرنا

۵۷ واذا علم۔ یہ زجر ثانی ہے۔ ہماری آیتوں کو ماننا تو درکنار جب ہماری آیات میں سے کوئی آیت اس تک پہنچ جاتی ہے تو اس سے استہزاء کرتا ہے۔ ایسے بدبختوں کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔ من ورائھم جہنم یہ لوگ دنیا کی عیش میں اور کفر و طغیان میں منہمک ہیں، لیکن اس سے غافل اور بے خبر ہیں کہ ان کے آگے ان کے لئے جہنم ہے جس کے عذاب سے ان کو نہ تو معبودان باطلہ کی پکار بچا سکیگی اور نہ ان کے خود ساختہ کارساز اور سفارشی ہی ان کو اس سے نجات دلا سکیں گے اور نہ دنیا میں کمائی ہوئی دولت ہی وہاں کچھ کام آئیگی۔ ماکسبوا سے مال و اولاد مراد ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ کے نزدیک اس میں غیر اللہ کی پکار ماسوی اللہ کی نذر و منت بھی داخل ہے۔ اور ما اتخذوا من دون اللہ اولیاء سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ ای ولا تغنی عنھم الالھۃ التی عبدوھا من دون اللہ شیئا (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۸، معالم وخازن ج ۶ ص ۱۵۱) یہ تخویف اخروی مقصود سورت سے متعلق ہے یعنی تمہارے خود ساختہ معبود اور سفارشی آخرت میں تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے **۵۸** ھذا ھدی۔ الآیۃ۔ ھذا یا تو اس سورت میں مذکورہ بالا مضامین کی طرف اشارہ ہے یا اس سے قرآن مراد ہے۔ جمہور مفسرین نے یہی لکھا ہے یہ قرآن سراپا رشد و ہدایت ہے۔ والذین کفروا الخ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات بینات کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے سخت ترین اور دردناک عذاب کی سزا ہے **۵۹** اللہ الذی سخر ـــــ تا ـــــ لقوم یتفکرون ۵ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے بطور ترقی۔ پہلی دلیل میں عجائب قدرت اور غرائب فطرت کا ذکر تھا اب اس سے اگلا درجہ ذکر فرمایا کہ اس نے یہ ساری کائنات کیا علوی کیا سفلی پیدا فرما کر اپنے حکم و اختیار سے تمہارے کام میں لگا رکھی ہے دریاؤں اور سمندروں کو اس نے اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ اس میں کشتیاں چلتی ہیں تاکہ اپنا سامان اور مال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا کر نفع کماؤ اور اس انعام الٰہی پر اس کا شکر بجا لاؤ۔ اس کے علاوہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب ہی اللہ کے حکم سے تمہاری خدمت میں مصروف ہے جمیعا اور منہ دونوں ما فی السمٰوٰت وما فی الارض سے حال ہیں (مدارک، روح) مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان تمام اشیاء کو مسخر کیا ہے اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور یہ سب اسی کا انعام و احسان ہے۔ جمیعا منہ یعنی ان ذلک فعلہ وخلقہ و احسان منہ و انعام (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۶۰) والمعنی سخر ھذہ الاشیاء جمیعا کائنۃ منہ وحاصلۃ من عندہ یعنی انہ سبحانہ مکونھا و موجدھا بقدرتہ وحکمتہ ثم سخرھا الخلقہ (روح ج ۲۵ ص ۴۵، بحر ج ۸ ص ۴۵) اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور اسکی وحدانیت کے بے شمار نشانات موجود ہیں **۶۰** قل للذین۔ الآیۃ۔ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یغفروا ای یعفوا و یصفحوا (روح) لا یرجون لا یأمنون او لا یخافون (قرطبی) او لا یعتقدون (الشیخ قدس سرہ) ایام اللہ سے مجازاً وقائع و حوادث مراد ہیں جو اللہ اپنے دشمنوں پر لاتا ہے (بحر) لیجزی کا متعلق محذوف ہے لتأتین ایام اللہ (الشیخ رحمہ اللہ) یا یہ یغفروا سے متعلق ہے۔ (روح) مطلب یہ ہے کہ ایمان والوں سے

۱ دعویٰ سورت۔ جواب شبہہ مشرکین۔ ۱۲

۲ تخویف دنیوی۔ استفہام انکاری۔ ۱۲

فرمادیں کہ وہ ان لوگوں سے نزاع وجدال نہ کریں بلکہ درگذر کریں جو دنیا میں اللہ کے عذاب کی توقع ہی نہیں رکھتے یا اس کے آنے پر ان کا ایمان ہی نہیں
اللہ کا عذاب مختلف وقائع وحوادث کی شکل میں ضرور آئے گا تاکہ ان منکرین کو ان کے کئے کی سزا دی جائے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ایمان والے درگذر کریں تاکہ
اللہ ان مجادلین کو سزا دے من عمل صالحا فلنفسہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور اس کا فائدہ اسی کو ہوتا ہے ومن اساء
فعلیھا اور جو برُے کام کرے انکا وبال اور نقصان بھی اسی کو ہوتا ہے۔ پھر آخرت میں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال
کی جزاء سزا دے گا ۱۱ ولقد اٰتینا ـــ تا ـــ یختلفون ۰ یہ توحید پر دلیل نقلی ہے۔ ہم نے بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان کتاب (تورات) عطاء
فرمائی اور ان میں بادشاہ پیدا کئے جو لوگوں پر حکم چلاتے اور ان کے امور و معاملات کے فیصلے کرتے تھے اور ہم نے ان میں بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث
کئے جو تورات ہی کے مطابق اپنی امتوں کو تبلیغ کرتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے تورات جو تمام انبیاء بنی اسرائیل کے لئے دستور العمل تھی اس میں ہم نے
یہی حکم دیا تھا کہ میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا۔ وَاٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرآئیل الا تتخذوا من دونی وکیلا ۰
(بنی اسرائیل ع ۱) ۱۲ ورزقنٰھم۔ بنی اسرائیل پر ہم نے بے پایاں احسانات کئے۔ انواع و اقسام کی حلال اور خوشگوار روزی عطا کی جیسا کہ من وسلوی
وغیرہ اور اس وقت کی تمام اقوام عالم پر ان کو روحانی اور مادی لحاظ سے فوقیت دی۔ واٰتینٰھم بینٰت من الامر اور دین کے معاملے میں ہم
نے ان کو واضح دلائل و براہین دیکر امورِ دین کو خوب روشن کر دیا لیکن دین کے واضح علم کے باوجود بعد میں دنیا پرست علماء نے محض حسد وعناد کی وجہ
سے تورات کی اصل تعلیم (توحید) کو بدل ڈالا اور بنی اسرائیل میں توحید کے بارے میں اختلاف کی ایک وسیع خلیج پیدا کر دی اور ہر فریق اپنے باطل نظریات کو
برحق قرار دینے لگا۔ اس اختلاف کا آخری فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان باطل پرستوں کو جہنم میں ڈال کر فرمائے گا۔ یعنی ان کا آخری فیصلہ عذاب جہنم ہوگا اب
بھی آخری کتاب قرآن مجید نازل ہو چکا ہے جس میں مسئلہ توحید دلائل عقل و نقل اور وحی سے مدلل، واضح اور روشن ہو چکا ہے اس لئے اب جو لوگ اس
مسئلہ میں اختلاف کریں گے وہ بھی محض حسد و ضد اور عناد و مکابرہ کی وجہ سے کرینگے ۱۳ ثم جعلنٰک علی شریعۃ ـــ تا ـــ رحمۃ لقوم یوقنون
یہ سورت کا مقصودی دعوی ہے اور اس شبہہ کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود شفیع غالب نہیں اور ہماری پکاریں بھی نہیں سنتے لیکن ہم ان
کو صرف اس لئے پکارتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا، ہمارے پیر اور رہنما ایسا کرتے چلے آئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہماری سفارش
کر دیں تو بہتر ورنہ ہماری دعا اور پکار بے کار جائیگی۔ تو اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ جب دلائل عقل و نقل سے ثابت ہو چکا کہ سب کچھ سننے اور جاننے
والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو صرف اسی کو پکارو اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ نیز ہم نے دین اسلام کی راہ واضح اور روشن کر کے اس پر آپ کو گامزن کر دیا ہے
آپ اسی پر گامزن رہیں اور اس سے سر مو ادھر ادھر نہ ہوں اور ان نادانوں اور خواہشات کے بندوں کی خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے غیر اللہ
کو نہ پکاریں۔ تائیدات:۔ ۱۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰبآءنا الآیۃ (البقرہ ع ۲۱) ۲۔ ولا تتبعوا اھواء
قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل (مائدہ ع ۱۰) ۳۔ واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول
قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا (مائدہ ع ۱۴) ۴۔ واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما وجدنا علیہ اٰبآءنا (لقمان ع ۳)
۵۔ ذٰلکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ۰ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا
ما استجابوا لکم ویوم القیٰمۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر ۰ (فاطر ع ۲) ۶۔ ام اٰتینٰھم کتٰبا من قبلہ فھم بہ مستمسکون
بل قالوا انا وجدنا اٰبآءنا علی امۃ وانا علی اٰثٰرھم مھتدون (زخرف ع ۲) ۷۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب
لہ الی یوم القیٰمۃ وھم عن دعآئھم غٰفلون ۰ (احقاف ع ۱) ۸۔ واتل علیھم نبا ابراھیم اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ۰
قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عٰکفین ۰ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ۰ او ینفعونکم او یضرون ۰ قالوا بل وجدنا
اٰباءنا کذٰلک یفعلون ۰ (شعراء ع ۵) ۹۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم
صٰدقین ۰ (اعراف ع ۲۴) ۱۴ انھم لن یغنوا۔ الآیۃ۔ جو لوگ اپنی خواہشات نفسانیہ اور آراء باطلہ کے بندے ہیں ان کی پیروی سے کچھ بھی
نفع نہیں ہوگا نہ ان کے اتباع سے اللہ کی راہ نصیب ہوگی اور نہ اتباع باطل کے خدائی عذاب ہی سے وہ بچا سکیں گے۔ ایمان والوں کو کیا پڑی ہے
کہ وہ ان ظالموں سے تعلق رکھیں اور ان کی پیروی کریں۔ ان مشرکین کی دوستی ان کے ہم جنس مشرکوں ہی سے ہو سکتی ہے اور وہی ان کے پیچھے چلینگے
جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے:۔ انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیٰوۃ الدنیا (عنکبوت ع ۳) متقی اور شرک سے بچنے والے لوگوں
کی محبت کا مرکز ذاتِ باری تعالیٰ ہے اس لئے انھیں اسی کے ارشادات کی اطاعت و تعمیل کرنی چاہیئے۔ ھٰذا بصآئر للناس۔ الآیۃ۔ یہ قرآن یا مذکورہ بالا احکام
لوگوں کے قلوب و اذہان میں روشنی اور نور ہدایت پیدا کرنے کا ذریعہ ہیں اور ماننے والوں کیلئے سراپا ہدایت اور رحمت خداوندی ہیں۔ ایمان والوں کو ان کی پیروی
کرنی چاہیئے اور بندگان نفس امارہ کی خواہشات اور ان کے خود تراشیدہ دین سے اجتناب کرنا چاہیئے ۱۵ ام حسب الذین۔ الآیۃ۔ یہ زجر و شکوی ہے
استفہام انکاری ہے، اجترحوا، اکتسبوا سواء، کاف بمعنی مثل سے بدل ہے اور محیاھم ومماتھم سواء بمعنی مستو کا فاعل ہے (بحر
روح، مدارک) جو لوگ دینِ حق سے اعراض کر کے ہمہ تن عصیان وطغیان میں مصروف ہیں کیا ان کا خیال یہ ہے کہ ہم اُن کو ان ایمان والوں کے برابر کر دینگے
جو ہر وقت اللہ کی اطاعت میں منہمک ہیں یعنی ہم ان کی دنیوی اور اخروی زندگی ایک جیسی بنا دینگے۔ ان کا یہ فیصلہ نہایت برا اور ان کا یہ خیال غلط ہے اور

انھیں یہ خیال کبھی بھی اپنے دل میں نہیں لانا چاہیئے۔ مومن وکافر اور مطیع وعاصی برابر نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مومن دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت کا مورد ہے لیکن مشرک، دنیا میں اگرچہ اللہ کی رحمت سے حصّہ پاتا ہے مگر آخرت میں رحمتِ الٰہیہ سے بالکلیہ محروم ہوگا۔ نیز دنیا میں بھی دونوں کی زندگیاں، یکساں نہیں ہیں۔ ایک کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت و اطاعت میں گذرتی ہے اور دوسرا اپنی ساری زندگی اللہ کی نافرمانی اور ناشکری میں گذار دیتا ہے والمعنی انکار ان یستوی المسیئون والمحسنون محیا وان یستووا مماتا لافتراق احوالھم احیاء حیث عاش ھؤلاء علی القیام بالطاعات واولئك علی اقتراف السیئات، ومماتا حیث مات ھؤلاء علی البشری بالرحمة والکرامة و اولئك علی الیأس من الرحمة والندامة۔ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴) ف۱۶ وخلق اللہ۔ الآیۃ یہ توحید کی تیسری عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور اس ساری کائنات کو اظہارِ حق کے لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی قدرت کاملہ اور اسکی صفاتِ کارسازی پر دلالت کرے اور اسطرح اسکی وحدانیت پر ذرہ کائنات سے ظاہر ہو۔ بالحق لیدل علی قدرتہ (مدارک ج ۴ ص ۱۰۴) ای لیدل علی وجودہ وقدرتہ وصفات کمالہ (مظہری ج ۸ ص ۳۸۶) ولتجزی کل نفس الخ یہ تخویف اخروی ہے اور بالحق پر معطوف ہے (روح) اس کائنات کو پیدا کرنے میں ایک حکمت یہ بھی ہے تاکہ بندوں کا امتحان ہو اور ان میں نیکوکار اور بدکار کے درمیان امتیاز ہوجائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دی جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ ف۱۷ افرأیت۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے۔ کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو محض اپنی خواہش نفس کا بندہ ہو جو دلیل عقل و نقل کے بغیر محض خواہش نفس سے غیر اللہ کو پکارتا ہے گویا اس نے اپنی خواہش ہی کو معبود بنا رکھا ہے۔ علی علم، اضلہ کی ضمیر منصوب سے حال ہے یعنی طریق ہدایت کو جانتے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ جن کو وہ پکار رہا ہے وہ اسکی پکار نہیں سنتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود اس علم کے کہ جن کو وہ پکارتا ہے وہ سنتے نہیں، گمراہ کردیا ہو اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر جباریت لگادی ہو اور اسکی

ف۱ توحید پر تیسری عقلی دلیل ۱۲ ف۲ تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ / ۱۸

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
بُرے دعوے ہیں جو کرتے ہیں اور بنائے اللہ نے آسمان ف۱ اور زمین
بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا
جیسے چاہئیں اور تاکہ بدلہ پائے ہر کوئی اپنی کمائی کا اور ان پر ظلم
يُظْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ
نہ ہوگا بھلا دیکھ تو ف۲ جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور
اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَ
راہ سے بچلا دیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر لگادی اس کے کان پر اور دل پر اور
جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ
ڈالدی اسکی آنکھ پر اندھیری پھر کون راہ پر لائے اسکو اللہ کے
اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَقَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا
سوائے سو کیا تم غور نہیں کرتے اور کہتے ہیں اور کچھ نہیں بس یہی ہے ف۴ ہمارا
الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ
جینا دنیا کا ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم جو مرتے ہیں سو زمانہ سے اور
مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَ
ان کو کچھ خبر نہیں اس کی محض اٹکلیں دوڑاتے ہیں ف اور
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ
جب سنائی جائیں اُن کو ف۵ ہماری آیتیں کھلی کھلی اور کچھ دلیل نہیں انکی مگر
اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾
یہی کہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو
قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى
تو کہہ اللہ ہی جلاتا ہے تم کو پھر مارے گا تم کو پھر اکٹھا کریگا تم کو قیامت

ف۳ زجر ۱۲

ف۴ شکوی اولیٰ ۱۲

ف۵ شکوی ثانیہ ۱۲

ف۶ جواب ہر دو شکوی ۱۲

آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہو، تو بتائیے اسے اب کون راہ راست پر لاسکتا ہے۔ یعنی اس کے راہ راست پر آنے کی کوئی صورت نہیں کیونکہ اس کی ضد اور اس کے عناد و مکابرہ کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر کی زد میں آچکا ہے اور اس پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور اسے توفیق ہدایت اور قبول حق سے محروم کردیا گیا ہے ف۱۸ وقالوا ما ھی ۔۔۔تا۔۔۔ یظنون ۵ یہ شکوی اولیٰ ہے۔ یہ حشر و نشر کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندگی صرف یہی دنیا کی زندگی ہی ہے، اس زندگی کے ختم ہوجانے کے بعد اور کوئی زندگی نہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ مر رہے ہیں اور کچھ لوگ پیدا ہو رہے ہیں بس

موضح قرآن ف یعنی زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنیوالا نہیں مگر کسی اور چیز کو کہتے ہیں جو معلوم نہیں ہوتی اور دنیا میں تصرف اس کا چلتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں۔ اسی معنی پر حدیث میں آیا ہے کہ دہر اللہ ہے اس کو بُرا نہ کہیے۔

یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور ہماری موت تو حوادث زمانہ اور نوازل دَہر کا نتیجہ ہے۔ یہ مشرکین کے ایک گروہ کا خیال ہے جو تمام وقائع و حوادث کو وقت اور زمانے کی طرف منسوب کرتے تھے وھؤلآء معترفون بوجود اللہ تعالٰی فھم غیر الدھریۃ ۔ ۔ ۔ ۔ والکل یقول باستقلال الدھر بالتأثیر (روح ج ۲۵ ص ۱۰۳) یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ محض بے علمی سے ناشی ہے۔ ان کے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں۔ محض ظن و تخمین سے دعوی کر رہے ہیں ۱۹ و اذا تتلی۔ الآیۃ۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ جب اللہ تعالی کی آیات بینات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور ان میں کہیں حشر و نشر کا ذکر آجاتا

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
کے دن تک اس میں کچھ شک نہیں پر بہت
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ ع وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
لوگ نہیں سمجھتے اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں میں
وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ
اور زمین میں ف۱ اور جس دن قائم ہوگی قیامت اُس دن
يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ
خراب ہوں گے جھوٹے اور تو دیکھے ہر فرقہ کو
جَاثِيَةً ۫ قف كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ
کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ہر ف۱ فرقہ بلایا جائے اپنے اپنے دفتر کے پاس
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾ هٰذَا
آج بدلا پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے یہ
كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا
ہمارا دفتر ہے بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک ہم لکھواتے
نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
جاتے تھے جو کچھ تم کرتے تھے سو جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ
یقین لائے ہیں اور کئے بھلے کام سو ان کو داخل کریگا ان کا رب
فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾ وَاَمَّا
اپنی رحمت میں یہ جو ہے یہی ہے صریح مراد ملنی اور جو
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ قف اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
منکر ہوئے تھے کیا تمکو سنائی نہ جاتی تھیں باتیں میری

ع ۳ ۵ ۱۹

ہے تو اس کے انکار کیلئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ کٹ حجتی کے طور پر کہنے لگتے ہیں کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ واقعی ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو ہمارے اطمینان کے لئے ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھلا دو۔ قل اللہ یحییکم۔ الآیۃ۔ یہ دونوں شکووں کا جواب ہے کہ دنیا میں پیدا کرنے والا بھی اللہ تعالٰی ہی ہے اور عمر ختم ہوجانے کے بعد مارتا بھی وہی ہے اور تمام حوادث دَہر اسی کے اختیار و تصرف میں ہیں اور جب قیامت قائم ہونے کا وقت آئے گا جس کی آمد میں کوئی شک نہیں تو تم سب کو زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کر دے گا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہ یقین نہیں کرتے حالانکہ یہ حقیقت ہے۔ باقی رہا ان کے مطالبے پر ان کے باپ دادا کو زندہ کرنا تو اللہ تعالٰی اگرچہ اس پر بھی قادر ہے لیکن قیامت سے پہلے انکو زندہ کرنا اسکی حکمت تشریعیہ کے خلاف ہے ۲۰ و للہ ملک السموٰت والارض ط یہ چوتھی عقلی دلیل ہے اور دلائل سابقہ کا خلاصہ ہے کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ تعالٰی کے ساتھ مختص ہے۔ اور ساری کائنات میں بلا شرکت غیرے صرف وہی متصرف و مختار ہے، لہذا اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ و یوم تقوم الساعۃ الخ یہ تخویف اخروی ہے اور جب قیامت قائم ہوگی اس دن باطل پرست (کفار و مشرکین) بہت بڑے نقصان اور خسارے میں رہیں گے کیونکہ انھیں جہنم میں دھکیل دیا جائیگا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی سب سے بڑا خسارہ ہے وتری کل امۃ جاثیۃ۔ قیامت کے دن تم ہر ملت کے لوگوں کو دیکھو گے کہ خوف و ہراس کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہیں اور ہر امت کے لوگوں کو ان کے صحائف اعمال کی طرف بلایا جائیگا کہ ادھر آؤ اور اپنے اعمالنامے خود ہی پڑھو، آج تمہیں تمہارے اعمال کی جزاء دی جائیگی۔ ھٰذا کتبنا ینطق الخ ہماری یہ کتاب تم پر سچی گواہی دے گی، کیونکہ جب تم دنیا میں کوئی عمل بجا لاتے تھے، ہم اسی وقت فرشتوں سے لکھواتے جا رہے تھے ۲۱ فاما الذین

ف۱ چوتھی عقلی دلیل ۱۲۔

بشارت اخروی ۱۲۔

تخویف اخروی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ زانو پر بیٹھے عاجزی کرنے کو اور دفتر وہی اعمال جو لکھے گئے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی برائے سوال و جواب مہیا شد ۱۲۔

امنوا۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ لیکن مومنین صالحین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت میں پناہ دے گا، ان کے گناہ معاف فرمائیگا اور انھیں جنت میں داخل کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوجانا ہی نمایاں کامیابی ہے جو مومنین کو حاصل ہوگی ۲۲ؔ واما الذین کفروا تا ولا ھم یستعتبون ہ یہ تخویف اخروی ہے جس میں کچھ تفصیلات بھی مذکور ہیں۔ افلم تکن سے پہلے فیقال لھم محذوف ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے کفار ومشرکین سے سرزنش اور توبیخ کے طور پر کہا جائیگا:۔ کیا دنیا میں تمہیں میری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں، لیکن غرور وتکبر سے انکار انکار

فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا
پھر تم نے غرور کیا اور ہو گئے تم لوگ گنہگار اور جب
قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا
کہیے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں
قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا
تم کہتے تھے ہم نہیں سمجھتے کیا ہے قیامت ہم کو آتا تو ہے ایک خیال سا اور ہم کو
نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا
یقین نہیں ہوتا اور کھل جائیں ان پر برائیاں ۲۳ؔ ان کاموں کی
وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ
جو کئے تھے اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے اور حکم ہوگا
الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ
کہ آج ہم تم کو بھلا دینگے جیسے تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور
مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ
گھر تمہارا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا مددگار ف یہ تم پر
بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ
اس واسطے کہ ۲۴ؔ تم نے پکڑا اللہ کی باتوں کو ٹھٹھا اور بہکے رہے دنیا کی
الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾
زندگی پر سو آج نہ ان کو نکالنا منظور ہے وہاں سے اور نہ ان سے مطلوب ہے توبہ ف۲
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾
سو اللہ ہی کیواسطے ہے خوبی جو رب ہے آسمانوں ۲۵ؔ اور رب ہے زمین کا رب سارے جہان کا
وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾
اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

ع ۴ ۲۰

ر قادر تو زبیح، پانچویں عقلی دلیل ۱۲

کرتے تھے اور تم عادی مجرم اور مشرک تھے۔ میرے پیغمبروں کی تبلیغ اور ان کے وعظ ونصیحت کے باوجود تم شرک اور دوسرے جرائم سے باز نہیں آتے تھے۔ مجرمین ای مشرکین تکسبون المعاصی (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۷۶) واذا قیل۔ الآیۃ۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ ضرور بالضرور تمہیں دوبارہ زندہ کریگا اور قیامت لامحالہ آئیگی، اس میں کوئی شک نہیں، تو تم انتہائی سرکشی سے کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہوتی ہے، تمہارے بار بار کہنے سے ہمارے دلوں میں ایک معمولی اور کمزور سا خیال تو کبھی آجاتا ہے لیکن اس کا یقین ہمیں کبھی نہیں آیا ان نظن الا ظنا ضعیفا (روح، بحر) یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ہمارے دلوں میں سوائے شک اور تردد کے اور کوئی چیز نہیں اور اس میں ہمیں ایسا تردد ہے کہ ایسا تردد کسی اور چیز میں نہیں (روح)

۲۳ؔ وبدا لھم۔ الآیۃ۔ سیئات بداعمالیوں کے نتائج بد یعنی بداعمالیوں کی سزائیں ظاہر ہو جائیں گی اور استہزا اور تمسخر کی سزا ان پر نازل ہو گی۔ وقیل الیوم ننسکم الخ چونکہ نسیان کے حقیقی معنی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف محال ہے، اس لئے مجازاً عذاب میں چھوڑ دینا مراد ہے از قبیل تسمیۃ المسبب باسم السبب یعنی جس طرح تم نے قیامت کے دن بارگاہ ایزدی میں پیشی کو بھلا دیا تھا اس سے بالکل ہی غافل ہوگئے تھے، اسی طرح آج ہم تمہیں دائمی عذاب میں داخل کریں گے اور ہمیشہ کے لئے تمہیں اس میں چھوڑ دیں گے، اس طرح جہنم تمہارا دائمی ٹھکانا ہوگا اور آج کوئی تمہارا یار ومددگار اور ناصر وغمگسار نہیں جو تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

۲۴ؔ ذلکم بانکم اتخذتم۔ الآیۃ۔ یہ دائمی عذاب تمہیں اس لئے نصیب ہوا کہ تم اللہ کی آیتوں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر لایعنی اعتراضات کیا کرتے تھے۔ اور دنیوی زندگی کی ظاہری شان وشوکت میں ایسے کھوگئے کہ اسی ہی کو اصل زندگی سمجھنے لگے اور آخرت کا انکار کردیا، اس لئے آج ان کو اس دائمی عذاب میں جھونک دیا جائے گا جس سے وہ کبھی نہ نکل سکیں گے اور نہ ان کو ایمان وعمل اور توبہ سے اللہ کو راضی کرنے ہی کا موقعہ میسر آسکے گا۔ ای لا

موضح قرآن ف۱ بھلاویں گے۔ یعنی تم پر مہربانی نہ کریں گے۔ ف۲ دنیا کے جینے پر بہکے جانا کہ جیسے ہم دنیا میں مسلمان اور کافر مقابل ہیں وہاں بھی ہمارا یہی زور چلے گا۔

یطلب منھم ان یرضوا ربھم بالتوبة لغوات او انہ (مظہری ج ۸ ص ۳۹۲)

۲۵ فللہ الحمد رب السمٰوٰت ۔ الآیتین۔ فا تفریعیہ ہے۔ اور یہ پانچویں عقلی دلیل ہے اور دلیل چہارم پر متفرع ہے۔ جب زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے تو تمام صفات کارسازی کا مالک بھی وہی ہے، زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور سب کا پروردگار وہی ہے، ساری کائنات میں برتری، بڑائی، عظمت اور شان کبریائی اسی کا حصہ ہے اس میں کوئی اس کا شریک وسہیم نہیں۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔

سورۂ جاثیہ کی خصوصیات

اور

اسمیں آیات توحید

۱۔ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ ــــ تا ــــ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ (۱۶) نفی شرک فی التصرف
۲۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ الْبَحْرَ ــــ تا ــــ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝ (۲۶) نفی شرک فی التصرف
۳۔ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (۴۶) نفی شرک فی التصرف۔
۴۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (۴۶) نفی شرک فی التصرف و اثبات تمام صفات کارسازی برائے اللہ تعالیٰ۔

سُورۃ الاحقاف

ربط سورۂ جاثیہ میں یہ شبہہ دُور کیا گیا کہ ہمارے معبود بے شک سنتے نہیں، اگر اللہ چاہے اور ہماری پکار ان کو سنوا دے اور وہ ہمارے لئے سفارش کردیں تو فبہا ورنہ زیادہ سے زیادہ ہماری پکار لغو جائیگی۔ تو اس کا جواب دیا گیا ثم جعلنك علی شریعة (الآیة) ہم نے آپ کو ایک واضح قانون دیا ہے کہ وہ نہیں سنتے آپ اس کا اتباع کریں اور مشرکین کی خواہشات نفسانیہ کا اتباع نہ کریں۔ اب سورۂ احقاف میں اس شبہہ کا جواب دیا گیا ہے کہ مانا ہمارے معبود سنتے نہیں لیکن ان کی پکار میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو ہم تمام مصائب سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور ہمارے کام درست ہو جاتے ہیں۔ سُورت کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا ان کی پکار میں اگر کوئی تاثیر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت سے وہ ان کو خلاصی دلا دیتے۔ فلولا نصرهم الذین اتخذ وا من دون الله قربانا الهة۔

خلاصہ دعوائی سورت پر چار تفصیلی دلائل، ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل وحی۔ ابتدا میں تمہید مع ترغیب کے بعد مشرکین سے دلیل عقل و نقل کا مطالبہ اور آخر میں سورت کے مرکزی مضمون کا ذکر، زجر و تخویف، شکوی، تخویف و تبشیر اور آخر میں ایک دلیل عقلی برائے اثبات قیامت، خاتمہ میں ایک آیت متعلقہ تمام حوامیم۔

تفصیل

تنزیل الکتب۔ الآیة۔ تمہید مع ترغیب۔ یہ حکمنامہ غالب و حکیم بادشاہ کا ہے اسے مانو۔ ماخلقنا السمٰوات۔ دلیل توحید عقلی۔ اس ساری کائنات کو ہم نے اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، اس کی صفات کارسازی اور اسکی وحدانیت کی دلیل ہے۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن اس کے باوجود کفار اعراض کرتے ہیں۔ قل ارءیتم۔ الآیة۔ اس میں مشرکین سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کریں۔ جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں کیا وہ کسی چیز کے خالق ہیں، یا کسی آسمانی کتاب یا کسی پیغمبر کے ارشاد و عمل سے ان کا دعویٰ ثابت ہے، تو پیش کریں۔ ومن اضل ممن ــــ تا ــــ بعبادتهم کفرین ۵ یہ مذکورہ مطالبے کا ثمرہ ہے، جب تمہارے پاس کوئی عقلی اور نقلی دلیل موجود نہیں تو پھر ان کو کیوں پکارتے ہو۔ جو شخص ایسے خود ساختہ معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک بھی کسی کی پکار کا جواب نہ دے سکیں اور پکارنے والوں کی پکار سے بے خبر ہوں، اس سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے۔ واذا تتلی علیهم۔ الآیة۔ یہ پہلا شکوی ہے۔ جب ان کے سامنے ہماری واضح اور روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو جادو بتاتے ہیں۔ ام یقولون افتراه۔ یہ دوسرا شکوی ہے۔ کہتے ہیں یہ قرآن عیاذاً باللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خود ساختہ ہے۔ قل ان افتریته۔ الآیة۔ یہ دوسرے شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی ہے۔ میں اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا، بلکہ اللہ کی وحی سے کہہ رہا ہوں اور اگر میں نے اللہ پر افترا کیا ہے، تو تم مجھے اللہ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکتے۔ قل ماکنت بدعا۔ الآیة۔ یہ دلیل وحی پر ایک سوال کا جواب ہے کہ اگر تمہارے پاس وحی آتی ہے تو بتاؤ ہمارے ساتھ کیا ہوگا جواب دیا گیا کہ فرما دیجئے مجھے تو اپنے حال کی بھی خبر نہیں بجز اس کے کہ اللہ کی طرف سے وحی آئے۔ قل ارءیتم ان کان۔ الآیة۔ یہ زجر ہے اور اس کے ضمن میں پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا ذکر ہے۔ اے منکرین! یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور علماء اہل کتاب بھی اسکی تصدیق کر چکے ہوں، لیکن پھر بھی تم ایمان نہ لاؤ تو کیا تم سب سے بڑے گمراہ نہیں ہو گے؟ وقال الذین کفروا۔ الآیة۔ یہ شکوی ہے۔ مشرکین، ایمان والوں کے بارے میں کہتے ہیں اگر توحید اور قرآن کوئی اچھی چیز ہوتی تو وہ اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے کیونکہ ہم ہمیشہ نیک کاموں میں آگے آگے ہوتے ہیں یہ ان کا زعم باطل تھا۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قبول حق کی توفیق ہی نہیں دی اس لئے وہ اس کو افترا بتاتے ہیں۔

ومن قبله کتب موسی اماما ورحمة۔ یہ پہلی تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ اور اس سے پہلے تورات میں بھی یہی مضمون بیان کیا جا چکا ہے۔ اس لئے قرآن نے اسکی تصدیق کی ہے کوئی نئی بات پیش نہیں کی۔ ان الذین قالوا ــــ تا ــــ کانوا یعملون ۵ (۲۶) یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور پھر تادم واپسیں اس پر قائم رہے انھیں آخرت میں کوئی خوف و غم نہیں ہوگا۔ اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ووصینا الانسان بوالدیه ــــ تا ــــ الذی کانوا یوعدون اگر کوئی شخص چالیس برس کی عمر میں کفر و شرک سے توبہ کر لے، تو اس کے بھی گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اسے جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ والذی قال لوالدیه ــــ تا ــــ انهم کانوا خسرین ۵ یہ زجر ہے مع تخویف اخروی۔ لیکن جو لوگ اپنے توحید پرست والدین کی بات نہیں مانتے، شرک اور انکار آخرت پر اڑے رہتے ہیں ان کے لئے آخرت میں دائمی خسارہ ہے۔ ویوم یعرض الذین کفروا۔ الآیة۔ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین و کفار سے کہا جائیگا تم دنیا میں عیش و عشرت کے مزے اڑا چکے اور تمام لذات سے دنیا میں متمتع ہو چکے ہو اس لئے آج تمہیں کبر و غرور اور عناد و استکبار کی سزا میں رسوا کن عذاب دیا جائیگا۔

واذکر اخا عاد ــــ تا ــــ ما کانوا به یستهزءون ۵ (۳۶) یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ قوم عاد کے پاس حضرت ہود علیہ السلام آئے، انھیں اللہ کا پیغام پہنچایا، لیکن وہ انکار و استکبار پر قائم رہے تو اللہ نے ان کو عذاب سے ہلاک کر دیا۔ لیکن ان کے خود ساختہ

معبودوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی۔ ولقد اهلكنا ما حولكم ـــ تا ـــ وما كانوا يفترون ٥ (۴۶) یہ سورت کا مرکزی مضمون ہے۔ ہم نے مکہ کے گرد و نواح میں بہت سی بستیوں کو ہلاک کیا مثلاً قوم عاد، قوم ثمود اور اصحاب حجر کی بستیاں۔ جب ان قوموں پر ہمارا عذاب آیا تو جن معبودوں کو انہوں نے کارساز اور متصرف و مختار سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کی مدد کو نہ پہنچا اور کسی نے بھی ان کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑایا۔ و اذ صرفنا اليك ـــ تا ـــ اولئك فی ضلل مبین ٥ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات کو دیکھو کہ وہ بھی کلام الٰہی سن کر نہ صرف خود اس پر ایمان لے آئے بلکہ واپس جا کر اپنی قوم کو بھی

الجزء السادس والعشرون ٢٦

سُورَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ②

اتارنا کتاب کا ہے اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا

پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر اور جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر

مُعْرِضُوْنَ ③ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

منہ پھیر لیتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے

اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا انکا کچھ ساجھا ہے

فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ

آسمانوں میں لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم

مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ④ وَمَنْ اَضَلُّ

جو چلا آتا ہو اگر ہو تم سچے اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو

مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ

پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ⑤ وَ

دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور

۱ تمہید مع ترغیب ۱۲

۲ توحید پر عقلی دلیل ۱۲

۳ مطالبہ دلیل از مشرکین ۱۲

دعوت دینے لگے کہ تم بھی اللہ کی اس آخری کتاب پر ایمان لے آؤ۔ اولم یروا ان اللہ۔ الآیۃ۔ یہ حیات بعد الممات کے اثبات پر عقلی دلیل ہے جس ذات پاک نے زمین و آسمان ایسی بڑی چیزوں کو پیدا فرما لیا ہے کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں، وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ویوم یعرض۔ الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے فاصبر کما صبر اولوا العزم۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلیہ ہے۔ آپ انبیاء اولی العزم علیہم السلام کی طرح صبر و تحمل سے کام لیں اور معاندین کے لئے جلدی عذاب نہ مانگیں۔ ہمارا عذاب ضرور آئیگا جب وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے تو انھیں اپنی زندگی کی ساری خوشیاں اور عشرتیں بھول جائینگی ۲ تنزیل الکتب۔ الآیۃ۔ یہ تمہید مع ترغیب ہے تنزیل الکتب مبتدا اور من اللہ العزیز الحکیم خبر ہے۔ یہ عظیم الشان کتاب عزت و عظمت کے مالک شہنشاہ کی طرف سے ہے جس کا کوئی حکم اور کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، اس لئے اسے مانو اور اس پر عمل کرو ۳ ما خلقنا السموات۔ یہ توحید پر عقلی دلیل ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان ساری مخلوق کو ہم نے یونہی بیکار پیدا نہیں کیا بلکہ ہر چیز کو اظہار حق (توحید) کیلئے پیدا کیا ہے، کیونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اسکی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اور اسکی صفت کارسازی پر دلالت کرتا ہے۔ وفیہ من الدلالۃ علی وجود الصانع وصفات کمالہ و ابتناء افعالہ علی حکم بالغۃ (روح ج ۲۶ ص ۴) اس کائنات کی ہر چیز کی ایک انتہا ہے۔ یہ کائنات اظہار حق کے لئے سمجھانے اور عبرت دلانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اور اس کے لئے آخر فنا ہے اسے ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس میں یہود کے قول لولا عزیر لما خلقت السموات والارض اور نصاری کے قول لولا عیسی لما خلقت السموات والارض کا بھی رد ہے نیز شیعوں کی خودساختہ حدیث لولا علی لما خلقت السموات اور موضوع حدیث لولاک لما خلقت الافلاک بھی اس آیت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اظہار حق کی خاطر پیدا فرمایا ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک کی اگر یہ توجیہ کی جائے کہ اگر آپکو خاتم النبیین بنا کر آپ پر آخری کتاب نازل کر کے آپ کے ذریعے توحید کی تکمیل اور تمام ادیان باطلہ پر دین حق کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔ تو معنی درست ہوتا، لیکن یہ الفاظ بہرحال موضوع ہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ عن العارف الرومی قدس سرہ۔ والذین کفروا الخ یہ زجر ہے، لیکن کفار اس کائنات میں غور نہیں کرتے اور اس عالم کے فنا کے بعد آنیوالی قیامت جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس سے اعراض کرتے ہیں ۴ قل ارءیتم۔ الآیۃ۔ اس آیت میں مشرکین سے دو قسم کی دلیلوں کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ مشرکین! تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے

ہوگیا ان کی الوہیت اور پکار کے لائق ہونے پر تمہارے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل ہے تو پیش کرو۔ عقلی دلیل کا مطالبہ۔ ارونی ماذا خلقوا الخ مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کا کوئی عمل دخل ہے؟ اگر وہ کسی ایک چیز کے بھی خالق نہیں تو پکارے جانے کے لائق بھی نہیں۔ نقلی دلیل از کتب سابقہ و انبیاء سابقین علیہم السلام کا مطالبہ۔ ایتونی بکتٰب الخ اگر دلیل عقلی نہیں تو کتب سابقہ میں سے کوئی ایک حوالہ ہی پیش کردو یا اولین کے علوم میں سے کوئی علمی ثبوت ہی مہیا کردو جس سے غیر اللہ کو پکارنے کا جواز نکلتا ہو۔ والمراد نفی استحقاق اٰلھتھم للعبودیۃ علی اتم وجہ (روح ج ۲۶ ص ۵) ای لا دلیل لکم لا نقلیا و لا عقلیا علی ذٰلک (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۵۴)

اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ
جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے
كٰفِرِيْنَ ﴿٦﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ
سے منکر اور جب ۲؎ سنائی جائیں ان کو ہماری باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں
كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧﴾ اَمْ
منکر سچی بات کو جب ان کے پاس پہنچی یہ جادو ہے صریح کیا
يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ
کہتے ہیں ۳؎ یہ بنا لایا ہے تو کہہ اگر میں یہ بنا لایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں کر
لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ
سکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی اس کو خوب خبر ہے ۵؎ جن باتوں میں تم لگ رہے ہو
كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٨﴾
وہ کافی ہے حق بتانے والا میرے اور تمہارے بیچ اور وہی ہے بخشنے والا مہربان
قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا
تو کہہ میں کچھ ۴؎ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا
يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَ مَاۤ
ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو اور میرا کام تو
اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ
یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر تو کہہ بھلا دیکھو تو ۵؎ اگر یہ آیا ہو
عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ
اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل
اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ
کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ

۱؎ شکوی ۱۲-
۲؎ شکوی ۱۲-
۳؎ جواب شکوی وضمناً اشارہ بدلیل وحی ۱۲-
۴؎ دلیل وحی پر سوال کا جواب ۱۲
۵؎ زجر و دلیل نقلی اول ۱۲-

۵ ومن اضل۔ یہ سابقہ آیت میں مذکور مطالبہ پورا کرنے میں ناکامی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ جب کسی عقلی یا نقلی دلیل سے یہ ثابت نہیں کہ جن کو مشرکین اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ پکاریں سنتے اور حاجات برآری کرسکتے ہیں۔ تو اسکا واضح نتیجہ یہ ہے کہ وہ شخص سب سے بڑا گمراہ ہے جو ایسوں کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی حاجت برآری نہ کرسکیں، بلکہ اسکی دعا اور پکار سے سراسر ہوں ہی بے خبر و اذا حشر الناس۔ الاٰیۃ۔ پکارنے والوں کی پکار سے مزعومہ معبودوں کی بے خبری اور اس فعل پر ان کی ناراضی کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں جب سب لوگ جمع ہوں گے تو جن مقبولان بارگاہِ الٰہی کو دنیا میں پکارا گیا، وہ پکارنے والوں کے سخت خلاف ہوں گے اور پکارنیوالوں کو جھٹلائیں گے اور ان کی عبادت سے بیزاری اور براءت کا اعلان کریں گے۔ مکذبین قائلین تبرأنا الیک ما کانوا ایانا یعبدون (مظہری ج ۸ ص ۳۹۴) تائیداً۔ فکفی باللہ شھیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین ۝ (یونس ع ۳)۔ ۲۔ و یوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون ۝ قالوا سبحٰنک انت ولینا من دونھم بل کانوا یعبدون الجن اکثرھم بھم مؤمنون ۝ (سبا ع ۴) ۳۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم و یوم القیمۃ یکفرون بشرککم (فاطر ع ۲) ۶ و اذا تتلی۔ الاٰیۃ یہ شکوی ہے جب مشرکین کو قرآن کی واضح اور روشن آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو سراپا حق و صداقت ہیں اور جن کا مثل پیش کرنا قوت بشر سے باہر ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے یعنی وہ آیتوں میں غور و فکر کرکے ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، بلکہ سنتے ہی بلا تأمل محض ضد و عناد سے ان کو جادو کا نام دیدیتے ہیں۔ انھم لم یتأملوا ما یتلی علیھم، بل بادروا اول سماعہ الی نسبتہ الی السحر عنادا وظلما (بحر ج ۸ ص ۵۶) ۷ ام یقولون افترٰہ۔ یہ بھی شکوی ہے اور اس میں مشرکین کا پہلے سے بھی شنیع قول ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ جادو بھی نہیں، بلکہ یہ خدا کی ذات پر افتراء ہے۔ اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا کی طرف ایسی باتیں منسوب کردی ہیں جو اس نے نہیں فرمائیں۔ العیاذ باللہ قل ان افتریتہ الخ یہ اس شکوے کا جواب ہے اور ضمناً دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے یعنی میں جو کچھ کہتا ہوں اپنے پاس سے نہیں کہتا ہوں بلکہ وحی سے کہتا ہوں۔ اگر

موضح قرآن ف یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ۔

بالفرض میں نے اللہ پر افتراء کیا ہے تو وہ جلد ہی مجھے اس کی سزا دے گا۔ لیکن تم میں سے کوئی بھی مجھے اسکی گرفت سے نہیں بچا سکیگا۔ تو کیا میں جان بوجھ کر خدا پر
افترا کر کے اس کے عذاب کو دعوت دے رہا ہوں، حالانکہ کوئی ایسے اقدام کی ہمت نہیں کر سکتا۔ جبکہ کسی طرف سے مدد کی کوئی توقع بھی نہ ہو۔ ای لا تقدرون ان
تردوا عنی شیئا من عذاب اللہ فکیف اجترئ علی اللہ واعرض نفسی للعقاب من غیر توقع نفع ولا دفع ضرر من قبلکم (مظہری ج ۸ ص ۳۹۵)
ف۸ هو اعلم جس جھگڑے میں تم پڑے ہوئے ہو اس سے جو تمہارا مقصد ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔ قرآن کو جادو یا افتراء کہنا یہ تو محض باتیں ہیں ان سے تمہارا

ع ۱

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف۱ اور کہنے لگے ۱۱ منکر
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ
ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اُسپر ہم سے پہلے اور جب راہ
يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ⑪ وَمِنْ
پر نہیں آئے اس کے بتلانے سے تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پرانا ف۲ اور اس سے
قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ وَهٰذَا كِتٰبٌ
پہلے کتاب ۱۲ موسیٰ کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت اور یہ کتاب ہے
مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۤ ۖ وَ
اس کی تصدیق کرتی عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے گنہگاروں کو اور
بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ⑫ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ
خوشخبری نیکی والوں کو مقرر جنہوں نے ۱۳ کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر
اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ⑬
ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔
اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا
وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اس میں بدلا ہے اُن کاموں
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑭ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
کا جو کرتے تھے اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو ۱۴ اپنے ماں باپ سے
اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَ
بھلائی کا پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور
حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ
حمل میں رہنا اسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو

ل ۶

ر ۱ شکوی ۱۲
ر ۲ دلیل نقلی دوم ۱۲
ر ۳ بشارت اخروی ۱۲
ر ۴ متعلق بشارت اخرویہ ۱۲

مقصد تکذیب ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ
کافی اور بہتر شاہد ہے جو میری صداقت اور تمہاری تکذیب
کی شہادت دے رہا ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ وہ منکرین
کو فوراً کیوں نہیں پکڑتا تو یہ اسکی شان غفران ورحمت
ہے کہ وہ مجرموں کو مہلت دیتا ہے تاکہ انھیں غور وفکر
کا مزید موقع مل جائے۔ انکار بسیار کے بعد بھی جو مان
لے اور سچی توبہ کرلے وہ اس کے گناہ معاف فرما کر
اسے اپنی رحمت سے نواز دیتا ہے ف۹ قل ما کنت
الآیۃ میں کوئی نئی بات لیکر نہیں آیا، نہ انبیاء سابقین
علیہم السلام کی تعلیمات کے خلاف کوئی چیز میں نے پیش
کی، میں نے وہی دعوت توحید پیش کی ہے جو پہلے
پیغمبروں کی دعوت تھی یعنی لست مبتدعا لامر
یخالف امورهم بل جئت بما جاءوا به من الدعوة
الی التوحید (روح ج ۲۶ ص ۸) وما ادری ما
یفعل بی الخ یہ دلیل وحی پر سوال کا جواب ہے سوال
یہ تھا کہ اگر تم پر وحی آتی ہے تو ہمیں بتاؤ ہمارے ساتھ
کیا ہونے والا ہے، تو جواب دیا گیا کہ مجھے تو ابھی تک
اپنے بارے میں بھی علم نہیں کہ دنیا میں میرے ساتھ کیا
ہونے والا ہے، کیونکہ اس بارے میں ابھی تک کوئی
وحی نہیں آئی۔ نمیدانم چہ کردہ شود با من و شما در دنیا
(فتح الرحمٰن) عن الحسن وما ادری ما یفعل بی ولا بکم
فی الدنیا (قرطبی ج ۱۶ ص ۱۸۶) قال ابو جعفر وهذا
اصح قول واحسنه لا یدری صلی اللہ علیہ وسلم
ما یلحقه وایاهم من مرض وصحة ورخص
وغلاء وغنی وفقر (ابن جریر) آپکو اپنا اخروی انجام
تو بالیقین معلوم تھا اس لئے یہاں وہ مراد نہیں عن
الحسن اما فی الآخرة فمعاذ اللہ تعالیٰ، قد علم
صلی اللہ علیہ وسلم ما یلحقه الجنة (روح ج ۲۶ ص ۹)
ان اتبع الخ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا، جو کچھ بھی
کہتا یا کرتا ہوں وہ وحی ربانی کے اتباع ہی میں کرتا ہوں اور میرا کام یہ ہے کہ میں تمہیں اللہ کا پیغام پہنچاؤں اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراؤں۔ اس تقریر
سے معلوم ہوگیا کہ یہ آیت محکم ہے اور اسے منسوخ ماننے کی ضرورت ہی نہیں۔ منسوخ ماننے کی ضرورت اس صورت میں پیش آسکتی ہے کہ آیت سے امور آخرت مراد ہوں
جیسا کہ حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے لیکن یہ قول اکثر محققین کے نزدیک روایت و درایت دونوں پہلوؤں سے ضعیف ہے۔ (کبیر) ف۱۰ قل ارأیتم
الآیۃ۔ یہ زجر ہے اور ایک عالم بنی اسرائیل سے پہلی دلیل نقلی تفصیلی کا بیان ہے۔ ان کان شرط کی جزاء محذوف ہے فمن اضل منکم (روح) اور شاہد بنی اسرائیل

موضح قرآن ف۱ مکے میں کوئی عالم یہود کا آیا تھا کام کو اس سے پوچھا کافروں نے اس نے بتایا ایک رسول اور کتاب آنی مقرر ہے اس شہر میں اور یہ وہی
لگتا ہے ف۲ مدت کا یعنی ہمیشہ لوگ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں۔

سے عبداللہ بن سلام مراد نہیں کیونکہ وہ مدینہ میں اسلام لائے تھے اور یہ سورت مکیہ ہے، بلکہ اس سے مراد تو بادشاہ حبشہ ہے جو اپنے ملک ہی میں مسلمان ہو گیا تھا یا وہ یہودی مراد ہے جو مکہ میں کسی کام کو آیا اور آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک شاہد سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں اور یہ آیت مدنیہ ہے اگرچہ باقی تمام سورت مکیہ ہے (روح۔ قرطبی۔ ابن کثیر۔ مدارک وغیرہ) یعنی یہ بتاؤ اگر یہ قرآن فی الواقع اللہ کی طرف سے ہو اور پھر بھی تم اس کا انکار کرو اور بنی اسرائیل کا عالم بھی اس کی سچائی کی گواہی دے اور اس پر ایمان بھی لے آئے، لیکن تم اسے ماننے اور اس پر ایمان لانے سے استکبار ہی کرتے رہو تو خود ہی بتاؤ تم سے بڑا گمراہ کون ہو گا۔ کیونکہ تم محض ضد و عناد کی وجہ سے انکار کر رہے ہو اور ایسے ظالموں اور بے انصافوں کو اللہ تعالیٰ قبول ہدایت کی توفیق ہی نہیں دیتا۔ ۱۱ وقال الذین۔ الآیۃ۔ یہ بھی شکوی ہے۔ للذین اٰمنوا ای فی شأنھم (روح) مشرکین اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ دینی برکات دنیوی عزت و شان اور مال و دولت کے تابع ہوتی ہیں اس لئے وہ ایمان والے غرباء کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر قرآن پر ایمان لانا کوئی خیر و برکت کا کام ہوتا تو یہ غرباء اسے قبول کرنے میں ہم پر سبقت نہ لیجاتے، بلکہ ہم ان سے پہلے اسے قبول کرتے۔ واذ لم یھتدوا بہ الخ اور وہ چونکہ قرآن پر ایمان لانے کی توفیق سے محروم کر دیئے گئے ہیں، اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ یعنی پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں جنہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا لیا ہے۔ یعنی اختلق ھذا اھل الزمان السابق ثم تلقاہ منھم محمد (مظہری ج ۸ ص ۴۰۱) ۱۲ ومن قبلہ۔ الآیۃ۔ یہ دوسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از تورات۔ یہ مسئلہ توحید کوئی نیا مسئلہ نہیں جسے قرآن نے بیان کیا ہو بلکہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب تورات میں بھی یہی مسئلہ ذکر کیا گیا تھا جو اپنے زمانے میں دین کی رہنما تھی اور اللہ کی رحمت کا باعث تھی جیسا کہ ارشاد ہے:۔ واٰتینا موسی الکتٰب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا (بنی اسرائیل ع ۱) اور یہ کتاب یعنی قرآن بھی مسئلہ توحید اور دیگر اصول دین میں تورات کی تصدیق کر رہا ہے اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں مشرکین کو اللہ کے

وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ
اور پہنچ گیا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں
نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں
صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ
نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی
اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ
تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار ف یہ وہ لوگ ہیں جن سے
نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ
ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں ہم برائیاں ان کی
فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا
رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو ان سے
یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ
کیا جاتا تھا اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو ۱۵ میں بیزار ہوں تم سے
اَتَعِدٰنِنِیْۤ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ
کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤنگا قبر سے اور ف۱ گذر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے
وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
اور وہ دونوں ف۲ فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ بے شک وعدہ اللہ کا
حَقٌّ ۚ فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۷﴾
ٹھیک ہے پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۲
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
یہ وہ لوگ ہیں ۱۶ کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے

مراد بر جرم مع تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں لڑکا اس قدر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی حال کا بیان نہیں حضرت نے ماں باپ کے حق میں دعا نہیں کی۔ صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوتے اور ان کے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے، یہ بات اور کسی صحابی کو میسر نہیں ہوئی۔ لیکن باپ اس وقت نہیں مسلمان ہوا تو یہ احوال فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہوتے ہیں ف۲ یہ اسکا حال ہے جو کافر ہے اور ماں باپ سمجھاتے ہیں ایمان کی بات وہ نہیں سمجھتا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی از قبر ۱۲ ف۲ یعنی ہیچکس از ایشان باز زندہ نشد ۱۲۔

عذاب سے ڈراتا اور ایمان والوں کو جنت کی خوش خبری دیتا ہے۔ **ف۱۳** ان الذین۔ الآیۃ۔ یہ بشارت اخرویہ ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور زندگی بھر اس پر قائم رہے اور اس کے عملی تقاضے پورے کرتے رہے قیامت کے دن وہ ہر قسم کے خوف و ہراس اور اندوہ وغم سے محفوظ رہیں گے، ان کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام و اکرام انھیں ایمان و عمل کی جزا کے طور پر حاصل ہوگا۔ **ف۱۴** ووصینا الانسان۔ یہ بھی بشارت اخرویہ میں داخل ہے۔ انسان پر اپنے ماں باپ کا بھی حق ہے۔ اگر کوئی شخص والدین کے کہنے پر جوانی میں

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ⑱

ہیں ان سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑے

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ

اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کئے ف۱ کاموں کے موافق اور تاکہ پورے دے ان کو کام ان کے اور ان

لَا يُظْلَمُوْنَ ⑲ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ

پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور جس دن لائے جائینگے ف۳ منکر آگ کے کنارہ پر

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

ضائع کر چکے تم اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلا اسکا جو تم

تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اسکا جو تم

تَفْسُقُوْنَ ⑳ ع وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ

نافرمانی کرتے تھے ف۱ ف۲ اور یاد کر ف۳ عاد کے بھائی کو جب ڈرایا اپنی قوم کو

بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

احقاف میں اور گذر چکے تھے ڈرانے والے اس کے آگے سے اور

مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

پیچھے سے ف۲ کہ بندگی نہ کرو کسی کی اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ㉑ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ

آفت سے ا ایک بڑے دن کی ف۳ بولے کیا تو آیا ہے ف۲ ہمارے پاس کہ پھیرے ہم کو ہمارے

اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ㉒

معبودوں سے سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو سچا

۱ متعلق بہ ہر دو فریق مومنین و کفار ۱۲

۲ تخویف اخروی ۱۲

ع ۲ / ۲

۳ تمیزی تفصیل لعل ذیل ۱۲

بلکہ چالیس برس کی عمر میں بھی شرک سے توبہ کرکے توحید کو قبول کرلے تو بھی اس کی توبہ قبول ہوگی اور وہ اہل جنت میں شامل ہوجائے گا انسان کو ہم نے والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا اور پھر والدہ کا تو بہت ہی زیادہ حق ہے۔ کیونکہ وہ ایام حمل میں بچے کی وجہ سے بہت تکلیف اٹھاتی ہے، پھر پیدائش کے وقت بھی مشقت برداشت کرتی ہے اور پھر اس کے بعد اڑھائی سال تک اسے دودھ پلاتی اور اسے ہاتھوں میں اٹھا کر کھلاتی ہے۔ وقال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ المراد بہ الحمل بالاکف (مدارک ج ۴ ص ۱۰۸) امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک حمل سے اصطلاحی معنی مراد ہے۔ اور تیس ماہ میں اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت رضاع دو سال کا ذکر ہے۔ (مدارک) اس کی بنا ایک خبر واحد پر ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور بعض کے نزدیک یہاں حمل اور رضاع دونوں کی مدت تیس تیس ماہ مراد ہے جو خلاف متبادر ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول راجح ہے۔ حتے اذا بلغ اس کے بعد زندہ رہا یہانتک کہ جوانی کو بلکہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا تو اب اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھے ہمت دے اور توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی ہیں، نیز مجھے توفیق عطا فرما کہ میں نیک کام کروں جن پر تو راضی ہو۔ اور میری اولاد کو نیک اور صالح بنا۔ میں اب تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اولئک الذین نتقبل الآیۃ ایسے لوگوں کے نیک اعمال کو ہم قبول کر لیتے ہیں اور ان کے گناہوں سے درگذر فرما کر انہیں اہل جنت میں شامل کر لیتے ہیں یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا

موضح قرآن ف۱ یہ جنت والے بھی کئی درجے میں ہیں اور دوزخ والے بھی اسی طرح اپنے اعمال سے ف۲ جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی ان کی نیکیوں کا بدلا اسی دنیا میں مل چکا ف۳ یعنی حضرت ہود علیہ السلام نے عاد کو ڈرایا احقاف ایک ضلع ہے یمن میں اس کے معنی ریت کی تھل۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تصویر است حال سعید و شقی را پس سعید حق خدا تعالیٰ و حق ابوین بجامی آرد و بانواع نعم محظوظ میشود و در جمیع امور بحق تعالیٰ رجوع میکند و شقی جمع میکند میان کفر و عقوق والدین و انکار معاد و صورت سعید منطبق است بر حضرت ابوبکر صدیق رض و بر غیر ایشان نیز واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی از ہر جانب ۱۲۔

جارہا ہے۔

۱۵ والذی قال۔ یہ زجر مع تخویف اخروی ہے۔ مؤمن بیٹے کے ذکر کے بعد والدین کے اس بیٹے کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان نہیں لاتا اور شرک و کفر پر قائم رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اس شخص کا ذکر ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آئے یعنی ایک بیٹا تو وہ ہے جو والدین کے کہنے پر ایمان لے آئے اور ایک وہ ہے جو والدین کی مشفقانہ پند ونصیحت کے جواب میں نہایت گستاخانہ رویہ اختیار کرکے کہتا ہے تم نے مجھے کس قدر دق کر رکھا ہے، تم کہتے ہو کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے قرنوں کے قرن گذر چکے ہیں، لیکن آج تک کسی مردے کو زندہ ہوتے تو ہم نے نہیں دیکھا وھما یستغیثان اللہ۔ ایک طرف گستاخ بیٹے کی معاندانہ گفتگو ہے، لیکن دوسری طرف والدین نہایت دلسوزی سے اس کو ایمان کی طرف بلاتے اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ اُسے ہدایت کی توفیق عطاء فرمائے اور اسے مسلسل ایمان کی دعوت دیئے جارہے ہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت ضرور آئیگی لیکن وہ کہے جارہا ہے کہ یہ وعدۂ قیامت اگلے لوگوں کی خود ساختہ باتوں میں سے ایک ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۱۶ اولئك الذین الآیۃ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کا فیصلہ ثابت ہوچکا ہے کہ ان کو جہنم کا ایندھن بنایا جائیگا جن وانس کی ان سرکش اور معاند امتوں کے ساتھ جو پہلے گذر چکی ہیں۔ یہ لوگ بہت بڑے خسارے میں ہیں فی امم ای مع امم (قرطبی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ظرف کا متعلق یدخلون مقدر ہے۔ اللہ کے فیصلے سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جو ابلیس سے خطاب کرکے فرمایا۔ لاملئن جھنم منك وممن تبعك منھم اجمعین (روح)

۱۷ ولکل درجٰت۔ یہ دونوں فریقوں سے متعلق ہے۔ مومنین اور کفار میں سے ہر ایک کے لئے اس کے اعمال خیر اور افعالِ شر کے مطابق جزاء وسزا کے مختلف درجات ومنازل ہوں گے۔ منازلِ جنت بھی اعمالِ حسنہ کی کمی بیشی کے مطابق بلند وپست ہونگے۔ اسی طرح درکاتِ عذاب بھی گناہوں کی کثرت و قلت کے مطابق مختلف ہوں گے۔ تفاوت درجات ودرکات عین عدل وانصاف ہے کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء وسزا دی جائے اور کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور نہ کسی کی حق تلفی ہی ہو۔

۱۸ ویوم یعرض۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ قیامت کے دن جب کفار ومشرکین کو دوزخ میں ڈالا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ تم عیش وعشرت کی تمام لذتوں سے دنیا میں لطف اندوز ہوچکے ہو اور احکام الٰہیہ سے باغی ہوکر ان سے پورا پورا فائدہ اٹھا چکے ہو۔ اس لئے اب آخرت میں تمہارے لئے کوئی راحت ولذت نہیں۔ دنیا میں تم نے قبول حق سے استکبار کیا اور محض وساوس شیطانیہ اور شبہات واہیہ کے درپے ہوکر توحید کو ٹھکرایا اور خدا کی نافرمانیوں اور فسق وفجور پر کمربستہ رہے۔ اس لئے آج تمہیں ان بد اعمالیوں کا بدلہ ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب کی شکل میں دیا جائیگا۔

۱۹ واذکر اخا عاد۔ یہ تیسری تفصیلی نقلی دلیل ہے از ہود علیہ السلام مع تخویف دنیوی۔ الاحقاف، حقف کی جمع ہے جس کے معنی ریت کے ٹیلے کے ہیں۔ قوم عاد ریت کے ٹیلوں پر سکونت پذیر تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کا پیغام پہنچایا اور اسے اللہ کے عذاب سے ڈرایا قوم ہود سے پہلے اور اس کے بعد جتنے بھی اللہ کی طرف سے پیغمبر آئے سب نے اپنی اپنی قوم کو یہی دعوت دی۔ ان لا نعبدوا الا اللہ کہ اللہ کے سوا کسی کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اگر پیغام توحید کو ٹھکراؤ گے تو ایک بہت بڑے اور دردناک عذاب کا خطرہ ہے۔

۲۰ قالوا اجئتنا۔ قوم کے سرکش افراد نے نہایت معاندانہ جواب دیا کہ اے ہود! کیا تو ہمیں ہمارے معبود سے ہٹانے کے لئے آیا ہے؟ تو خوب سن لے ہم ان کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور جس عذاب کی تو ہمیں دھمکیاں دیتا ہے اگر سچا ہے تو اسے لے آ۔ دیر کیوں کر رہا ہے۔ قال انما العلم الآیۃ۔ ہود علیہ السلام نے فرمایا عذاب لانا میرے اختیار میں نہیں، مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ عذاب کب آئیگا، اسکی آمد کا معین وقت صرف اللہ ہی کو معلوم ہے، البتہ میرا کام یہ ہے کہ میں خدا کا پیغام تم تک پہنچاؤں وہ میں نے پہنچا دیا، لیکن تم ایسے نادان ہو اور جاہلوں کی سی باتیں کرتے ہو اور مجھ سے ایسے مطالبے کرتے ہو جو نہ میرے فرائض میں شامل ہیں اور نہ میرے بس اور اختیار میں ہیں شانکم الجھل ومن آثار ذلك انکم تقترحون علی ما لیس من وظائف الرسل من الاتیان بالعذاب (روح ج ۲۶ ص ۲۵)

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ
کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیجا میرے ہاتھ
وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۲۳ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا
لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو پھر جب دیکھا اس کو ابر ؎۲۱
مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ
سامنے آیا ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسے گا کوئی نہیں
هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۲۴ تُدَمِّرُ
یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ہوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک اکھاڑ پھینکے
كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ
ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے پھر کل کو رہ گئے کہ کوئی نظر نہیں آتا سوائے ان کے گھروں کے
كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ۲۵ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ
یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو اور ہم نے مقدور دیا تھا ان کو ؎۲۲
اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ
ان چیزوں کا جنکا تم کو مقدور نہیں دیا اور ہم نے ان کو دیئے تھے کان اور آنکھیں اور
اَفْـِٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَ
دل پھر کام نہ آئے ان کے کان ان کے اور نہ آنکھیں ان کی اور
لَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ
نہ دل ان کے کسی چیز میں اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۲۶ ع وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا
الٹ پڑی ان پر جس بات سے کہ وہ ٹھٹھا کرتے تھے ف اور ہم غارت کر چکے ہیں ؎۲۳
مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَ صَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۲۷
جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں اور طرح طرح سے پھیر کر سنائیں ان کو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں

ع ۳

؎۲۱ فلما راوہ ۔ جب عذاب کا وقت آگیا اور سیاہ بادل کی صورت میں اس کے آثار نمودار ہونے لگے اور بادل ان کی وادیوں پر منڈلانے لگے تو وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ عرصہ سے بارش نہیں ہوئی تھی اس لئے بادلوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ بادل آگئے ہیں اور آج خوب بارش ہوگی بل ھو ما استعجلتم بہ تو زبان حال نے ان سے کہا نہیں نہیں، یہ باران رحمت لیکر نہیں آئے، بلکہ ان بادلوں میں وہ عذاب ہے جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے ۔ یہ ایک ہولناک طوفان باد ہے جو اللہ کے قہر و عذاب کو لے کر آرہا ہے جو اللہ کے حکم سے ہر چیز کو تہس نہس کرتا چلا جائیگا، چنانچہ وہ اس طرح مٹ مٹا گئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز وہاں نظر نہیں آتی تھی مجرموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ۔ قوم ہود پر جب ہمارا عذاب آیا تو جن معبودان باطلہ کو وہ پکارا کرتے تھے ان میں سے کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی اور اللہ کے عذاب سے ان کو نہ چھڑایا ؎۲۲ ولقد مکنٰھم ۔ الآیۃ ۔ یہ اہل مکہ کی طرف التفات ہے ۔ ان نافیہ ہے ۔ اے اہل مکہ! قوم ہود کو ہم نے جو دنیوی قوت و دولت اور شان و شوکت دی تھی وہ تمہیں نہیں دی، وہ تم سے زیادہ طاقتور اور دولتمند تھے، ان کو ہم نے سننے کے لئے کان، دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے کے لئے دل دیئے ۔ لیکن ان نعمتوں سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ کانوں سے انہوں نے حق بات کو نہ سنا اور آنکھوں سے خدا کی قدرت و وحدانیت کے تکوینی دلائل کو بغور نہ دیکھا اور دلوں کو معرفت خداوندی کی تحصیل میں استعمال نہ کیا، اس لئے ان ساری قوتوں کے باوجود وہ دولت ایمان سے محروم رہے اور اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس عذاب کا وہ مذاق اڑاتے تھے آخر اس کی لپیٹ میں آگرا اور ہلاک ہو کر رہے مکہ والو! تم بھی قوم عاد کی ڈگر پر چل رہے ہو، یاد رکھو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا ؎۲۳ ولقد اھلکنا ۔ تخویف دنیوی ۔ یہ بھی مکے والوں ہی سے خطاب ہے گرد و نواح سے قوم ہود، قوم ثمود اور اصحاب حجر وغیرہ کی بستیاں مراد ہیں ۔ ہم نے ان کے پاس اپنے پیغمبر بھیجے اور گوناں گون طریقوں سے ان کو سمجھایا ۔ مگر وہ شرک و کفر سے باز نہ آئے اور آخر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ۔ فلولا نصرھم الآیۃ ۔ یہ سورت کا مقصودی مضمون ہے ۔ اس میں مشرکین کی اس بات کا جواب ہے کہ ہم نے مان لیا کہ ہمارے معبود سنتے نہیں اور ان کو پکارنا جائز نہیں، لیکن ان کے پکارنے میں تاثیر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ ان کو پکارنے سے کاموں میں برکت ہو جاتی ہے تو جواب دیا گیا کہ جن لوگوں نے معبودان باطلہ کو قرب خداوندی کا وسیلہ اور ذریعہ بنا رکھا تھا اور مصائب و حاجات میں ان کو پکارتے تھے ۔ جب ہم نے ان کو پکڑا تو انہوں نے ان کی کوئی مدد نہ کی اور نہ ان کی پکار سے ان پر کوئی تاثیر و برکت ہی ظاہر ہوئی، بلکہ دور دور تک ان کے خود ساختہ کارسازوں کا نام و نشان تک نہ ملا یہ ایک محض جھوٹ تھا اور خود ساختہ بات تھی کہ وہ کارساز ہیں اور ان کی پکار میں برکت ہے ۔ ھلا نصرھم الھتھم التی تقربوا بھا بزعمھم الی اللہ لتشفع لھم حیث قالوا ھٰؤلاء شفعاؤنا

موضح قرآن ف ان کو دل کان اور آنکھ دیئے تھے یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے وہ عقل نہ آئی جس میں آخرت بھلی ہو ۔

عند الله) ومنعتهم من الهلاك الواقع بهم (قرطبی ج۱۶ص ۲۰۹) ۲۴ؔ واذ صرفنا۔ یہ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ہے از جنات۔ جنات نے بھی کلام الٰہی سُنکر اس کو مان لیا اور اللہ کی توحید پر ایمان لے آئے اور واپس جا کر اپنی قوم کو بھی تبلیغ کرنے لگے اور دلائل عقل و نقل اور وحی سے قوم کے سامنے مسئلہ بیان کرنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں وادی نخلہ میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ جنوں کی ایک جماعت جو سات یا نو افراد پر مشتمل تھی وہاں سے گذری، جب تلاوت قرآن کی آواز ان کے کانوں میں پڑی تو نہایت خاموشی سے اسے سننے لگے (ابن کثیر) جب تلاوت ختم ہوئی تو ان کے سینے نور ایمان سے روشن ہو چکے تھے اس لئے اب وہ واپس پہنچ کر ازراہ خیر خواہی و ہمدردی اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دینے لگے۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا
پھر کیوں نہ مدد پہنچی انکو ان لوگوں کی طرف سے جنکو پکڑا تھا اللہ سے ورے معبود
اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا
بڑے درجہ پانے کو کوئی نہیں گم ہوگئے ان سے اور یہ جھوٹ تھا ان کا اور جو اپنے جی سے
يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ
باندھتے تھے ف۱ اور جس وقت متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے
يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ
سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو
فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ
پھر جب ختم ہوا الٹے پھرے اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے ف۲ بولے اے قوم ہماری
اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا
ہم نے سُنی ف۳ ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے بعد سچا کرنیوالی سب
بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾
اگلی کتابوں کو سمجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی ف۴
يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ
اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اس پر یقین لاؤ کہ بخشے تم کو کچھ
ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ
تمہارے گناہ اور بچاوے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی نہ مانے گا
دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ
اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ
اس کے سوائے مددگار وہ لوگ بھٹکتے ہیں صریح ف۱ کیا

۱ چوتھی تفصیلی نقلی دلیل ۱۲

۲ دلیل عقلی برائے اثبات قیامت ۱۲

۲۵ؔ قالوا یٰقومنا۔ جنات نے اپنی قوم کو ہر قسم کے دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی انا سمعنا کتابا یہ دلیل نقلی کی طرف اشارہ ہے اور انزل من بعد موسیٰ یہ دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے اور یھدی الی الحق الخ یہ دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے یہ جن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے اس لئے انہوں نے ان کا نام لیا۔ (روح) اے ہماری قوم! ہم ایک ایسی عظیم کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور عقائد حقہ اور سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ یٰقومنا اجیبوا الاٰیۃ اے ہماری قوم! اللہ کے اس داعی قرآن کو مان لو اور اس پر ایمان لے آؤ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دیگا اور تمہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا۔ ومن لا یجب داعی اللہ الاٰیۃ۔ جو شخص اللہ کے داعی کو قبول نہیں کرے گا وہ کھلا گمراہ ہے اور عذاب جہنم کا مستحق ہے، وہ نہ تو کہیں بھاگ کر اللہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا حامی و ناصر اور اسکا کوئی خود ساختہ معبود و کارساز ہی اس کو اللہ کی گرفت سے چھڑا سکتا ہے۔

موضح قرآن ف۱ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر سے باہر نماز صبح پڑھنے لگے اپنے یاروں کے ساتھ اس وقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے پھر اپنی قوم کو جا کر سمجھایا اس بار حضرت سے نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ سے باہر آئے حضرت اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا۔ سورۂ جن میں ان کی باتیں مفصل ہیں اور جب سے حضرت کو وحی آئی تب سے جنوں پر خبر آسمان کی بند ہوئی ان کو سبب معلوم نہ تھا قرآن جب سُنا تو جانا کہ اس کا نزول ہوتا ہے اس سے خبر بند کی ہے۔ ف۲ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے توریت مشہور تھی ف۳ بھاگ کر زمین میں اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید چند کس از جن پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درانحالت نماز فجر می گذارد در بطن نخل و قرآن استماع کردند و چون بازگشتند قوم خود را انذار نمودند اشارت باین قصہ است درین آیات واللہ اعلم ۱۲۔

۲۶ اولم یروا۔ الآیۃ۔ یہ قیامت اور بعث بعد الموت پر عقلی دلیل ہے۔ استفہام انکاری ہے کیا وہ اس بات کو نہیں جانتے اور اس میں غور نہیں کرتے جس خدائے ذوالجلال مالک صفاتِ کمال نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے تھک ہار کر بیٹھ نہیں گیا اور نہ اسکی قوت وطاقت میں اس سے کوئی ضعف ہی پیدا ہوا ہے فان قدرتہ ذاتیۃ لاینقص ولاینقطع بالایجاد ابد الآبدین (مظہری ج ۸ ص ۴۱۶) کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں؟ بلیٰ کیوں نہیں، نہ صرف مردوں کو زندہ کرنے پر بلکہ وہ تو ایسی قدرت کاملہ کا مالک ہے کہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں ۲۷ ویوم یعرض یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن جب کافروں کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا تو ان سے کہا جائیگا کہ دنیا میں تم اس عذاب کا انکار کیا کرتے تھے اور وعدۂ عذاب کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب بتاؤ کیا یہ عذاب برحق نہیں ہے اور وہ وعدۂ عذاب سچا نہیں تھا؟ قالوا بلیٰ وربنا اس کے جواب میں کافر کہیں گے کہ کیوں نہیں، ہمارے پروردگار کی قسم وہ سراپا حق ہے۔ پھر آواز آئیگی اچھا اب اپنے کفر و انکار کا مزہ چکھو ۲۸ فاصبر۔ الآیۃ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے۔ اولوا العزم انبیاء سے حضرت نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام مراد ہیں (ابن کثیر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی مسلسل مخالفت اور ان کے معاندانہ رویہ سے سخت آزردہ خاطر تھے اور آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ان پر عذاب نازل ہو تو آپ کو تسلی دی گئی کہ آپ حوصلہ کریں اور اولوا العزم پیغمبروں کی طرح صبر وتحمل سے کام لیں اور ان معاندین کے لئے فوری عذاب کی دعا نہ فرمائیں۔ ان پر عذاب ضرور آئیگا لیکن اپنے وقت پر آئیگا۔ ای لاتدع علی کفار قریش بنزول العذاب علیہم فانا بہم فی وقتہ لامحالۃ۔ کانہ ضجر وضاق قلبہ بکثرۃ مخالفات قومہ فاحب ان ینزل العذاب بمن ابی منہم فامر بالصبر وترک الاستعجال (مظہری ج ۸ ص ۴۱۸) ۲۹ کانہم یوم یرونہا۔ یہ معاندین دنیا میں بھی عذاب کا مزہ چکھیں گے اور قیامت بھی تو کوئی دور نہیں جب وہ سخت ترین عذاب میں مبتلا کئے جائینگے جب وہ قیامت کے ہولناک عذاب میں مبتلا ہونگے تو انھیں دنیا کا آرام وسکون بھول جائیگا اور انہیں دنیا کی زندگی محض یک روزہ معلوم ہوگی اور انہیں ایسا محسوس ہوگا کہ دنیا میں وہ صرف ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے۔ بلغ۔ ای ھذا بلغ یہ تمام حوامیم کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ مضامین جو تمہیں سنائے گئے ہیں یہ کافی دعوت وتبلیغ ہے اور ان سے اتمام حجت ہوچکی ہے اب اسکے بعد نہ ماننے والے فساق وفجار اور خدا کے باغیوں کیلئے دنیا میں تباہی کے سوا کچھ نہیں۔

یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ
نہیں دیکھتے ۲۶ کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور نہ

یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ
تھکا ان کے بنانے میں وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مردوں کو کیوں نہیں وہ

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
ہر چیز کر سکتا ہے اور جس دن سامنے لائیں ۲۷ منکروں کو

عَلَى النَّارِ ؕ اَلَیْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ
آگ کے کیا یہ ٹھیک نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی کہا

فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ
تو چکھو عذاب بدلہ اسکا جو تم منکر ہوتے تھے سو تو ٹھہرا رہ

كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ
جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے ۲۸ رسول اور جلدی نہ کر ان کے معاملہ

كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا
میں یہ لوگ ۲۹ جس دن دیکھ لیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر

سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ
ایک گھڑی وا دن کی یہ پہنچا دینا ہے اب وہی غارت ہوں گے جو لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع
نافرمان ہیں وا

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰیَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ محمد ۱ مدینہ میں نازل ہوئی اور اسمیں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ تخویف اخروی ۱۲

۲۔ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۳۔ ازالۂ شبہ ۱۲

۴۔ تخویف دنیوی ۱۲

رکوع ۴ ع ۴

موضح قرآن ف ڈھیل نہ پائی تھی دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا اس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا یہ دستور ہے کہ گذری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ فتح الرحمٰن وا یعنی در دنیا ۱۲۔

سورۂ احقاف میں آیاتِ توحید

۱۔ قل ارءیتم ماتدعون من دون اللہ ۔۔ تا ۔۔ وھم عن دعآئہم غفلون ۵ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی۔
۲۔ قل ماکنت بدعا من الرسل۔ الآیۃ۔ نفی علم غیب از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ الاتعبدوا الا اللہ ؕ (ع ۳) نفی شرک فی العبادۃ۔ ۴۔ فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ۔ الآیۃ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۱؎ سُورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ربط سورۃ احقاف میں واضح کردیا گیا کہ مشرکین جن مزعومہ شفعاء کو پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کے مالک نہیں نہ متصرف و مختار ہیں، نہ انکی دعاء پکار ہی سنتے ہیں۔ اب سورۃ محمدؐ میں فرمایا مرد بنو اور مسئلہ توحید کی خاطر جہاد کرو۔

خلاصہ مسئلہ توحید کا مفصل اور واضح بیان سورۃ احقاف تک ہوچکا ہے اب اگلی سورتوں میں زیادہ تر قیامت کا بیان ہوگا اور مسئلہ توحید چونکہ مقصود اصلی ہے، اس لئے تھوڑا تھوڑا ذکر اس کا بھی آتا رہیگا اور جہاد کا ذکر بھی ہوگا۔ اس لئے اگر سورۃ محمدؐ سے آخر تک کو قرآن مجید کا پانچواں حصّہ قرار دے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے۔

سورہ محمد، فتح اور حجرات تینوں باہم مرتبط ہیں گویا تینوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے۔ اگلی سورتوں میں بھی ایسا ہوگا کہ ایک مضمون متعدد سورتوں میں بیان کیا جائے گا۔ سورۃ محمدؐ میں قتال کا حکم ہے کہ مرد بنو اور جہاد کرو اور سورۃ فتح میں فتوحات کا وعدہ ہے اور سورۃ حجرات میں نظم ونسق کے قواعد وضوابط اور اصول وآداب ذکر کئے گئے ہیں یعنی اگر جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتوحات عطا فرمائے گا اور جب فتوحات ہوجائیں تو ان قواعد وضوابط کے مطابق نظم ونسق چلاؤ۔ سورہ محمدؐ کے مضمون کے اعتبار سے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ ابتداء سے لے کر واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم (ع ۲) تک ہے اور دوسرا حصّہ ویقول الذین اٰمنوا (۳۶) سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلے حصّے میں مومنین اور مشرکین کی صفات کا مقابلہ اور دونوں کی جزا مذکور ہے نیز حکم جہاد و ترغیب الی الجہاد کی علتیں اور وہ مقصد یعنی مسئلہ توحید جس کی خاطر جہاد فرض ہے۔

دوسرے حصّے میں منافقین پر زجریں ہوں گی جو نہ جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے اور نہ جہاد میں مال ہی خرچ کرنا چاہتے تھے۔ اور آخر میں احوال مشرکین کا بیان۔

حصّہ اوّل تقابل احوال مومنین وکفار وحکم قتال

۲؎ الذین کفروا۔ الاٰیۃ۔ بیان حال مشرکین۔ صدوا لازم ومتعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ خود اللہ کی راہ سے رک گئے اور اس پر نہ چلے یا دوسروں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے روک دیا۔ اللہ کی راہ سے مراد اسلام ہے۔ ای اعرضوا عن الاسلام وسلوک طریقۃ او منعوا غیرھم عن ذلک علی ان صد لازم او متعد (روح ج ۲۶ ص ۳۶) جن لوگوں نے توحید کا انکار کیا، قبول اسلام سے اعراض کیا یا اوروں کو توحید اور اسلام سے روکا ان کے اعمال رائیگاں ہیں۔ ان سے مراد اہل مکہ ہیں قال ابن عباس ومجاھد: ھم اھل مکۃ کفروا بتوحید اللہ، وصدوا انفسھم والمؤمنین عن دین اللہ وھو الاسلام بنھیھم عن الدخول فیہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۳) حاصل یہ ہے کہ مشرکین کی نیکیاں حق سے اعراض اور شرک کی وجہ سے برباد ہیں اور مومنوں کی برائیاں ایمان اور اعمال صالحہ کی برکت سے معاف ہوں گی۔

۳؎ والذین اٰمنوا الاٰیۃ۔ مقابلے میں مومنین کے حال کا ذکر اور بشارت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور نیک کام کئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے (قرآن اور تمام دیگر احکام) سب پر ایمان لاتے، ہر بات پر آپکی تصدیق کی اور کسی چیز میں آپ کی مخالفت نہ کی۔ آپ پر جو کچھ بھی نازل کیا گیا ہے وہ سراپا حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ ایسے لوگوں کے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرمائیگا اور دنیا و آخرت میں ان کے احوال ومعاملات درست کرے گا۔

۴؎ ذلک بان۔ الاٰیۃ۔ یہ بطریق لف ونشر مرتب ماقبل کی علت ہے۔ باء سببیہ ہے اور اس کا متعلق محذوف ہے یعنی مشرکین کی نیکیوں کا ضائع ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے حق سے اعراض کرکے باطل کا اتباع کیا اور مومنوں کے گناہوں کا معاف ہونا اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے باطل سے منہ موڑ کر حق کو قبول کیا اور اسکی پیروی کی۔ ای ذلک کائن بسبب اتباع الاولین الباطل، واتباع الاٰخرین الحق (روح ج ۲۶ ص ۳۸) یا بانکتستیقنوا سے متعلق ہے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یعنی تمہیں یقین ہوجائے کہ مختلف جزاء اس لئے دی جائے گی کہ کفار نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے حق کا اتباع کیا۔ اس لئے کفار کے اعمال برباد اور مومنوں کے گناہ معاف ہوں گے اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے فریقین (مومنین وکفار) کے احوال بیان فرماتا ہے۔

۵؎ فاذا لقیتم۔ الاٰیۃ۔ بیان احوال فریقین کے بعد جہاد کا حکم دیا گیا۔ فضرب یہ اصل میں فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے جسے حذف فعل کے بعد اس کے مفعول بہ کی طرف مضاف کردیا گیا ہے۔ ای فاضربوا الرقاب ضربا (مدارک ج ۴ ص ۱۱۳) اور ضرب رقاب (گردنیں مارنا) قتل سے کنایہ ہے (بحر) اے ایمان والو! مذکورہ بیان سے جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ مشرکین توحید کے دشمن اور شرک و باطل کے پجاری ہیں اور دوسروں کو بھی اسلام و توحید سے روکتے

ہیں تو دنیا میں ان سے وہی معاملہ کرو جس کے وہ مستحق ہیں۔ جب میدان جنگ میں ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو انھیں ہرگز معاف نہ کرو، جہاد میں کمزوری نہ دکھاؤ، ہمت نہ ہارو بلکہ مرد بنو اور میدان جہاد میں مشرکین کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کر چکو تو جو باقی بچیں ان کو قید کر لو اور مضبوطی سے انھیں باندھ لو اس کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ چاہو تو ان پر احسان کر کے بلا فدیہ انہیں آزاد کر دو یا ان سے فدیہ لے کر انھیں چھوڑ دو۔ یہ احکام جہاد اس وقت تک نافذ رہیں گے جب تک کہ مشرکین مغلوب و مقہور ہو کر ہتھیار نہ ڈال دیں۔ اور کفر کی قوت و شوکت ختم نہ ہو جائے۔ منّاً اور فدا ءً دونوں مفعول مطلق ہیں اور ان کے افعال متدر

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ①

جو لوگ کہ منکر ہوئے ؎ اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے کھو دیئے اللہ نے انکے کام

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى

اور جو ؎ یقین لائے اور کئے بھلے کام اور مانا اسکو جو اترا

مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

محمد پر اور وہی ہے سچا دین ان کے رب کی طرف سے اُن پر سے اتاریں اُن کی برائیاں اور

اَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

سنوارا ان کا حال ف۱ یہ اس لئے کہ جو ؎ منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر

وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ

اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے یوں

يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ

بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو ان کے احوال سو جب تم سامنے ہو منکروں

كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

کے ؎ تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو ان کو تو مضبوط

الْوَثَاقَ ۤ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ

باندھ لو قید پھر یا احسان کیجیو یا معاوضہ لیجیو جب تک کہ رکھ دے لڑائی

اَوْزَارَهَا ڗ ذٰلِكَ ړ وَلَوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ

اپنے ہتھیار ف۱ یہ سن چکے اور اگر چاہے اللہ تو بدلا لے ان سے پر

لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں

فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ④ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ⑤

تو نہ ضائع کریگا وہ ان کے کئے کام ان کو راہ دیگا اور ؎ سنواریگا انکا حال

ہیں۔ ای فاما تمنون منا و اما تفدون فداء (روح ج ۲۶ ص ۳۹) تضع الحرب۔ الحرب سے اھل الحرب مراد ہیں۔ یعنی لڑنے والے کفار و مشرکین ہتھیار ڈال دیں اور ضعیف و مغلوب ہو کر جنگ کرنے سے باز رہیں۔ ذٰلك۔ ای الامر ذٰلك الذی ذکرت و بینت (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۲۹) یعنی حکم وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اللہ چاہتا تو ویسے ہی کسی آفت ناگہانی سے ان کو ہلاک کر کے ان سے انتقام لے لیتا، لیکن جہاد کا حکم دے کر وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کون جہاد میں شریک ہوتا ہے اور کون اس سے جی چراتا ہے۔ نیز جہاد کرنیوالوں کو وہ دنیا و آخرت میں اجر و ثواب دینا چاہتا ہے۔ والذین قتلوا الخ یہ ترغیب الی الجہاد کی پہلی علت ہے اور شہداء کے لئے بشارت دنیویہ ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائینگے ان کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں ہر نیک عمل کی احسن جزا عطاء فرمائے گا ف۶ سیھدیھم۔ شہداء کے لئے بشارت اخرویہ ۱۲۔ اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو وہ جنت کی راہ دکھائیگا بقرینہ ویدخلھم الجنۃ الخ کیونکہ شہید ہو جانے کے بعد ہدایت کا معروف معنی تو مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ یا مطلب یہ ہے کہ منکر و نکیر کے سوال کے وقت درست جواب تلقین فرمائے گا اور ان کو جنت میں داخل کریگا جہاں ہر ایک کو اپنا اپنا مقام معلوم ہوگا۔ ہر آدمی کسی سے پوچھے بغیر ہی اپنی منزل میں چلا جائے گا گویا وہ اپنے اس گھر کو پہلے ہی سے جانتا ہے۔ (سیھدیھم) الی طریق الجنۃ او الی الصواب فی جواب منکر و نکیر و یصلح بالھم یرضی خصماء ھم و یقبل اعمالھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۴)

موضح قرآن ف۱ پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی۔ ایک شرع کی۔ اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے اب سچا دین یہی ہے اور کام بھلے برے مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے سے یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد اور گناہ لازم۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جنگ موقوف شود و احتیاج بسلاح نماند ۱۲۔

ے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ۔الآیۃ۔ بیان حال مؤمنین دشمن کے مقابلے میں ایمان والوں کی فتح وظفر کا راز بیان فرمایا۔ اللہ کی مدد کرنے سے مجازًا اللہ کے دین اور
کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا مراد ہے۔ (روح) اے ایمان والو! اگر تم مال وجان سے اللہ کے دین اور اللہ کے رسول کی مدد کرو گے، اور محض
رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کرو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا دشمن کے مقابلے میں تمہیں ثبات واستقلال عطا فرمائیگا اور فتح وظفر سے
تمہیں ہمکنار فرمائے گا ۸ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ الآیۃ۔ بیان حال کفار۔ مؤمنین کے مقابلے میں کفار کے لئے دنیا میں قتل وہلاکت اور آخرت میں رسوا کن عذاب
ہے اور ان کے اعمال بیکار ورائیگاں ہیں۔ ذٰلِكَ
بِاَنَّھُمْ الخ یہ مشرکین کے انجام کا سبب ہے۔ ان کا
یہ انجام اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے توحید اور دیگر
احکام پر مشتمل اللہ کی کتاب کو نفرت وکراہیت کی
نگاہوں سے دیکھا اس لئے ان کے تمام اعمال ضائع
کر دیئے اگر ان کے اعمال کے ساتھ ایمان کی دولت بھی
ہوتی، تو ان پر اجر وثواب ملتا۔ ما انزل اللہ من
القران لما فیہ من التوحید وسائر الاحکام
المخالفۃ لما الفوہ واشتھتہ انفسھم الامارۃ
(روح ج ۲۶ ص ۴۵) ۹ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا۔ الآیۃ۔ احوال
مشرکین وتخویف دنیوی ہے۔ یہ سرکش لوگ اپنے گھروں
میں بیٹھ رہے ہیں کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ
اپنے سے پہلے سرکش لوگوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ
لیتے۔ اللہ نے ان کو اور ان کے اہل وعیال اور اموال
کو تباہ کر دیا۔ ان سرکشوں کے لئے ایسے انجام بد کی بہت
سی مثالیں ہیں۔ گذشتہ اقوام متمردہ کی ہلاکت وتباہی
میں ان کے لئے بیشمار عبرتیں ہیں۔ ذٰلِكَ۔ معاملہ
اسی طرح ہے۔ بان اللہ الخ یہ لیستیقنوا کے متعلق
ہے اور ترغیب الی الجہاد کی دوسری علت ہے یعنی
اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی
یار ومددگار نہیں ۱۰ اِنَّ اللّٰہَ۔ بشارت اخرویہ و
بیان احوال مؤمنین۔ جو مؤمنین زیور عمل صالح سے
آراستہ ہوں گے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کے ایسے
باغوں میں داخل فرمائے گا جن میں نہریں جاری ہونگی
وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ تخویف اخروی مع بیان احوال
مشرکین۔ کفار آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ ہر وقت
دنیوی منافع حاصل کرنے اور عیش اڑانے میں مشغول
ہیں اور چوپایوں کی طرح فکر آخرت اور انجام وعاقبت
سے بے خبر ہو کر کھانے پینے میں منہمک رہتے ہیں۔

(حاشیہ: بیان حال مؤمنین ۱۲ — بیان حال کفار و تخویف اخروی ۱۲ — تخویف دنیوی ۱۲ — ترغیب الی الجہاد کی دوسری علت ۱۲ — بشارت اخرویہ و بیان احوال مؤمنین ۱۲ — تخویف اخروی ۱۲ — تخویف دنیوی ۱۲)

وَیُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ عَرَّفَھَا لَھُمْ ﴿۶﴾ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اور داخل کرے گا ان کو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے ان کو ف اے ایمان والو ف
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ
اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جمائے گا تمہارے پاؤں اور جو لوگ کہ
کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّھُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ ﴿۸﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ
منکر ہوئے ف وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیئے ان کے کئے کام ف یہ اس لئے کہ ان کو
کَرِھُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ ﴿۹﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا
پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت کر دیئے ان کے کئے کام کیا وہ پھرے نہیں
فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ
ف ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام ان کا جو
قَبْلِھِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ۫ وَلِلْکٰفِرِیْنَ اَمْثَالُھَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ
ان سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے ان پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں یہ اس لئے
بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی
کہ اللہ رفیق ہے انکا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں ان کا رفیق
لَھُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
نہیں کوئی مقرر اللہ داخل کریگا ان کو جو یقین لائے اور کئے بھلے کام
ع ۵ ۱۱
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا
باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں
یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ
برت لیتے ہیں اور کھاتے ہیں جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے
مَثْوًی لَّھُمْ ﴿۱۲﴾ وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ ھِیَ اَشَدُّ قُوَّۃً
گھر ان کا ف اور کتنی تھیں بستیاں جو زیادہ تھیں زور میں

ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ۔ الآیۃ۔ یہ مشرکین کیلئے تخویف دنیوی ہے اور ضمناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے قریۃ سے مجازًا
اہل قریہ مراد ہیں۔ بہت سی بستیاں جن میں سے ہر بستی والے آپ کی اسی بستی (مکہ) والوں سے زیادہ طاقت ور تھے۔ جنہوں نے آپ کو اس بستی سے نکالا

موضح قرآن ف جب تک کافر کا زور نہیں ٹوٹا تب تک قتل ہی چاہیئے اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کر کر چھوڑ
دیجئے تو ہمیشہ احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا اپنے چھڑوائی لیکر چھوڑ دیجیے۔ تو دو فائدے اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو اسکو
پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہیں۔ اگر چھوڑ دیجیے تو اس طرح کہ رعیت ہو کر رہے ف۲ اللہ چاہے تو ابھی کافروں کو مسلمان کر ڈالے۔ پر یہ بھی منظور نہیں جانچنا منظور ہے
سو بندے کی طرف سے کمر باندھنی اور اللہ کی طرف سے کام بنانا ف۳ جانور کا سا کھانا یعنی حرص سے اور مسلمان کھاویں دفع حاجت کو۔

مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ
اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے ان کو غارت کر دیا پھر کوئی نہیں انکا
لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ
مددگار بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر ۱؎ اپنے رب کے برابر ہے اسکے جسکو بھلا دکھلایا
لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑭ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ
اسکا برا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر احوال اس بہشت کا جس کا
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّاۗءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ
وعدہ ۲؎ ہوا ہے ڈرنے والوں سے اسمیں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں
مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ
دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے
لِّلشّٰرِبِيْنَ ڬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا
پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور اُن کیلئے وہاں
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ
سب طرح کے میوے ہیں اور معافی ہے ان کے رب سے یہ برابر ہے اسکے جو سدا رہے
فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَاۗءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاۗءَهُمْ ⑮ وَ
آگ میں اور پلایا جائے انکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی آنتیں ف۱ اور
مِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓي اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ
بعضے ان میں ۳؎ وہ ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے
قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۣ اُولٰۗىِٕكَ
کہتے ہیں انکو جن کو علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی یہ وہی ہیں
الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ⑯
جن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اللہ نے اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۲

ہے نے ان کو ہلاک کر دیا مگر ان کا کوئی یار و مددگار ان کی مدد کو نہ آیا۔ آپ گھبرائیں نہیں آخر کار ان سرکشوں کی بھی جڑ کاٹ دی جائیگی اور انجام کار غلبہ آپ ہی کو نصیب ہوگا۔ ۱۱؎ افمن کان۔ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان۔ وہ مؤمن جس کے پاس اس کے پروردگار کی طرف سے ایک واضح بیان (قرآن) موجود ہے اور وہ اسکی روشنی میں چلتا اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے کیا وہ اس مشرک کے برابر ہو سکتا ہے جو کفر و شرک کو اچھا اور نیک کام سمجھتا ہو اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتا ہو توحید اور حق کو جھٹلاتا ہو۔ استفہام انکاری ہے یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۱۲؎ مثل الجنة بشارت اخرویہ اور نعیم جنت کی صفت کا بیان ہے۔ متقی اور پرہیزگار لوگوں کیلئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اسکی صفت اور اسکی نعمتوں کا حال یہ ہے کہ اس میں بہنے والی پانی کی نہروں کا پانی ہمیشہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ رہے گا اور اس کے رنگ و بو میں کبھی تبدیلی نہیں آئیگی۔ اسی طرح ایسے دودھ کی نہریں جاری ہونگی جس کا مزہ کبھی نہیں بگڑے گا۔ حالانکہ دنیا کا دودھ تھوڑی دیر میں متغیر ہو جاتا ہے۔ جنت میں شراب کی بھی نہریں جاری ہوں گی لیکن دنیوی شرابوں کے برعکس جنت کی شراب نہایت لذیذ اور پرلطف ہوگی، بدبو، بدمزگی اور نشہ سے پاک ہوگی اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہونگی جو ہر قسم کے فضلات اور کثافت سے پاک صاف ہوگا۔ مشروبات کے علاوہ کھانے کیلئے ہر قسم کے پھل اور میوے ہونگے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے گناہوں پر پردہ ڈالدیا جائیگا ان پر نہ مؤاخذہ ہوگا اور نہ کبھی ان سے ان کا ذکر ہی کیا جائیگا تا کہ وہ شرمسار نہ ہوں اور ان کے عیش و سکون میں فرق نہ آنے۔ کمن ھو خالد الخ یہ حال کفار و تخویف اخروی۔ ایک وہ شخص ہے جسے جنت میں مذکورہ بالا نعمتیں نصیب ہونگی کیا ایسا سعادتمند انسان اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور جسے وہاں پینے کے لئے سخت ترین گرم پانی دیا جائیگا جو پیتے ہی اسکی انتڑیاں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا؟ ۱۳؎ ومنھم الآیۃ زجر و بیان حال منافقین۔ منافقین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عدم توجہ اور بے اعتنائی سے آپ کی باتیں سنتے اور جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر آتے تو اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بطور استہزاء و تمسخر سوال کرتے کہ ابھی ابھی آپ نے کیا فرمایا ہے؟ میں اچھی طرح سن نہیں سکا۔ علی جھة الاستھزاء، ای انا لم التفت الی قولہ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۳۸) فرمایا اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے تعنت وعناد کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی ہے اور ان کو توفیق ہدایت سے محروم کر دیا ہے، اس لئے وہ آپ کے کلام ہدایت التیام کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور خواہشات نفسانیہ کے

۱؎ بیان حال اہل ایمان و اہل طغیان ۱۲۔

۲؎ بشارت اخرویہ ۱۲

۳؎ تخویف اخروی ۱۲

۴؎ زجر و بیان حال منافقین ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ وہاں کا شراب بامزہ ہے جیسا یہاں بے مزہ بہشت میں ہر کسی کے گھر میں چار نہریں مقرر ہیں اور بعضوں کے زیادہ۔ ف۲ یعنے کند ذہن جن کو سمجھ نہ یاد۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید ازینجا تا آخر سورہ در باب تہدید مردم ضعیف الایمان نازل شد ۱۲۔

پیرو کار بن چکے ہیں، اس لئے ہر بری بات اور ہر برے کام کی طرف فوراً متوجہ ہو جاتے ہیں ؁۱۴ والذین اهتدوا۔ بیان حال مؤمنین۔ اور جو لوگ ہدایت
قبول کر چکے ہیں جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے کلام الٰہی اور آپ کا وعظ و نصیحت سنتے ہیں تو ان کی بصیرت اور ان کے علم و یقین کو تقویت ملتی
ہے اور انھیں اللہ سے ڈرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطاء ہوتی ہے زادهم هدى اى بصيرة وعلما (مدارک ج ۴ ص ۱۱۶) ؁۱۵
فهل ينظرون۔ تخویف دنیوی۔ جو امور عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا موجب تھے وہ تو سب سامنے آ چکے مثلاً قرآن، معجزات وغیرہ، لیکن ان منافقین اور مشرکین

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٧﴾
اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں انکو اور بڑھ گئی اس سے سوجھ ؁۱ اور انکو اس نے ملا بچ کر چلنا ف
فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَقَدْ
اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا ؁۲ کہ آ کھڑی ہو ان پر اچانک سو
جَاءَ أَشْرَاطُهَا ۚ فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿١٨﴾
آ چکی ہیں اس کی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا انکو جب وہ آ پہنچے ان پر سمجھ پکڑنا ف
فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَ
سو تو جان لے کہ ؁۳ کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہوں کے واسطے
لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ
اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور
مَثْوَاكُمْ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ
گھر تمہارا ف ۱ اور کہتے ہیں ایمان والے ؁۴ کیوں نہ اتری ایک سورت
فَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ
پھر جب اتری ایک سورت جانچی ہوئی اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا
رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ
تو تو دیکھتا ہے انکو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف
نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ
جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے انکی ف ۲ حکم ماننا ہے
وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا
اور بھلی بات کہنی ؁۵ پھر جب تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں
اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ
اللہ سے تو ان کا بھلا ہے ف پھر تم سے یہ بھی توقع ہے ؁۶ کہ اگر تمکو حکومت ملجائے

ع ۲/۶

منزل ۶

۱؎ بیان حال مؤمنین ۱۲۔
۲؎ تخویف دنیوی ۱۲۔
۳؎ بنیادی دعویٰ یعنی مسئلہ توحید کا ذکر ۱۲۔
۴؎ سورت کا دوسرا حصہ بیان احوال منافقین ۱۲۔
۵؎ خطاب بہ منافقین ۱۲۔

نے عبرت حاصل نہیں کی اور ہدایت کو قبول نہیں کیا اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی ہے کہ اچانک قیامت آ جائے مگر علامات تو قیامت کی بھی ظاہر ہو چکی ہیں مثلاً بعثت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین اور شق قمر، لیکن اس کے باوجود وہ ایمان نہیں لائے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضد و حسد اور بغض و عناد کی وجہ سے ایمان نہ لانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ قال المفسرون من اشراط الساعة انشقاق القمر وبعثة رسول الله صلى الله عليه وسلم (خازن ج ۶ ص ۱۷۹، ابن کثیر ج ۴ ص ۱۷۷) انّی لهم خبر مقدم ہے اور ذکراهم مبتدا موخر اور اذا جاءتهم جملہ معترضہ ہے (روح) یعنی جب قیامت آ پہنچے گی تو پھر وہ کس طرح عبرت حاصل کریں گے اس وقت تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا ؁۱۶ فاعلم انه۔ بنیادی دعویٰ اور مسئلہ توحید کا ذکر ہے جس کی خاطر جہاد فرض ہے یعنی اس بات کا دل سے یقین کر اور اس یقین پر قائم رہ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور الٰہ نہیں۔ اس کے سوا کوئی مالک و مختار، عالم الغیب اور دعا پکار کے لائق نہیں۔ واستغفر لذنبك۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ معصوم ہیں اس لئے استغفار سے یہاں گناہوں سے معافی مانگنا مراد نہیں بلکہ اس سے تواضع، کسر نفس کا اظہار اور قصور کا اعتراف مراد ہے الاستغفار كناية عن عما يلزمه من التواضع و هضم النفس والاعتراف بالتقصير لانه صلى الله عليه وسلم معصوم او مغفور (روح ج ۲۶ ص ۵۵) یہی وجہ ہے کہ آپ روزانہ سو بار استغفار کرتے تھے۔ جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے وانی لاستغفر الله كل يوم مائة مرة۔ (نسائی، ترمذی، ابوداؤد ابن ماجہ) یا اس سے زلات (معمولی لغزشیں) اور امور

موضح قرآن ف۱ یعنی حضرت کے کلام سے اثر پایا اور گناہوں سے بچ چلنے لگے ف۲ بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا اب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی جب وہ آ چکے اب قیامت ہی رہی باقی ف۳ یعنی جتنے پردوں میں پھروگے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچو گے اپنے گھر میں ف۴ مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہو کر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تو جو ہو سکے کر گذریئے جب حکم آیا جہاد کا تو کچے لوگوں پر بھاری پڑا مرنے کی طرح بے رونق آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ کاش ہمکو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بیحد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت ف۵ یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو ہر طرح سے ماننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائیے اور جو بہت ہی تاکید آ پڑی اُسی وقت ضرور ہوگا لڑنا تو لڑنے والے بہت ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این آیات ذم آن شخص است کہ بمجلس علم در آید و بفہم حقیقت آن نرسد بسبب ہجوم ہوائی نفس پرزل او محتاج استفسار دیگران گردد و تخویف است بقیامت مثل

خلاف اولیٰ مراد ہیں جو حقیقت میں گناہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دنیوی انجام اور اخروی مقام کو خوب جانتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور تمہارا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہیں، اس لئے ہر حال میں اس سے ڈرو۔ **ف۱۷** ویقول الذین ۔ یہ سورت کا دوسرا حصّہ ہے اور منافقین کے احوال کا بیان ہے ایمان والوں کی یہ خواہش اور آرزو تھی کہ قرآن میں جہاد کا حکم نازل ہوتا کہ وہ جہاد کرکے مشرکین سے انتقام لیں، اللہ کے دین کو سربلند کریں اور اجر و ثواب حاصل کریں توجب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی جس میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جہاد و قتال کا حکم ہوتا، تو منافقوں پر سکتہ طاری ہوجاتا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس طرح دیکھتے جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو اور اس کے اوسان خطا ہوچکے ہوں، کیونکہ بظاہر مسلمانوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کیلئے دو ہی راستے ہیں یا تو بادل ناخواستہ جہاد میں شریک ہوکر جن مشرکین کے ساتھ ان کی دلی ہمدردیاں ہیں، ان سے لڑیں یا پھر جہاد میں شریک نہ ہوں اور منافقت کا الزام لیکر ذلیل و رسوا ہوں (روح، بحر، قرطبی) فاولیٰ لھم یہ کلمہ بد دعا کے طور پر استعمال ہوتا ہے ھو فی الاصل دعاء علیھم بان یرجع امرھم الی الھلاك، والمراد اھلکھم اللہ تعالیٰ الاان الترکیب مبتدأ وخبر (روح ج ۲۶ ص ۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ الذین اٰمنوا سے مخلص مومنین مراد ہیں اور الذین فی قلوبھم مرض سے منافقین مراد ہیں لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الذین اٰمنوا سے اٰمنوا باللسان یعنی منافقین مراد ہیں۔ منافقین بطور منافقت فرضیت جہاد کی آرزو کا اظہار کرتے تھے **ف۱۸** طاعة معطوف مع معطوف علیہ مبتدا ہے اور اسکی خبر محذوف ہے ای طاعة وقول معروف خیر لھم او امثل (روح ج ۲۶ ص ۶۸، بحر ج ۸ ص ۸۱) ان کے لئے بہتر اور اچھا تو یہی تھا کہ وہ مخلصین کی طرح اطاعت کو اپنا شعار بناتے اور دل سے سچی بات کہتے اور زبانوں سے جہاد کی سچی آرزو کا اظہار کرتے۔ فاذا عزم ۔ یہ شرط ہے اور جملہ شرطیہ فلو صدقوا الخ اسکی جزا ہے۔ صدقوا سچ کہتے صدق بمعنی راست گفتن و راست کردن (صراح) یعنی جب معاملہ پختہ ہوگیا اور جہاد کا اعلان ہوگیا تھا تو اسوقت اگر یہ لوگ قول و فعل میں راستبازی اختیار کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا **ف۱۹** فھل عسیتم ۔ خطاب منافقین سے ہے جب تم پر جہاد فرض کردیا گیا جو بیشمار

مرا بزجر برائے منافقین ۱۲

مر۲ تخویف دنیوی ۱۲

تنبیہ برائے منافقین ۱۲

اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ

تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ف۱ ایسے

الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا

لوگ ہیں جن پر ف۲ لعنت کی اللہ نے پھر کردیا ان کو بہرا اور اندھی کردیں ان کی آنکھیں ف۳ کیا

یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ

دھیان نہیں کرتے ف۱ قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں انکے قفل بے شک

الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ

جو لوگ اُلٹے پھر گئے اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہوچکی ان پر

الْهُدَی الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰی لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ

سیدھی راہ شیطان نے بات بنائی ان کے دل میں اور دیر کے وعدے کئے ف۳ یہ اس واسطے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِیْعُكُمْ

کہ انہوں نے کہا ان ف۲ لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے ف۱ ہم تمہاری بات بھی مانیں گے

فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَیْفَ اِذَا

بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ف۲ پھر کیسا ہوگا حال ف۳

تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾

جب کہ فرشتے جان نکالیں گے انکی مارتے جاتے ہوں ان کے منہ پر اور پیٹھ پر ف۵

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ

یہ اس لئے کہ وہ چلے اس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اسکی خوشی

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

پھر اس نے اکارت کردیئے ان کے کئے کام کیا خیال رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں

مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

روگ ہے ف۴ کہ اللہ ظاہر نہ کرے گا ان کے کینے اور اگر ہم چاہیں

۳ ع ۷

دینی فوائد رکھتا ہے مثلاً اللہ کے دین کی سربلندی، باطل کی شکست اور ثواب آخرت وغیرہ مگر اس سے تم نے اعراض کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم محض دنیا پرست ہو تو کیا پھر تم سے یہی توقع کی جائے کہ اگر تمہیں حکومت ملجائے تو تم زمین میں شر و فساد بپا کرو، رعایا کی حق تلفی کرو اور ان پر ظلم ڈھاؤ اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق بھی پامال کرو **ف۲۰** اولئك یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنی رحمت

موضح قرآن ف۱ آرزو کرتے ہو جہاد کی جان سے تنگ ہوکر اور اگر اللہ تمہی کو غالب کرے تو فساد نہ کرو ف۲ یعنی حکومت کے غرور میں ظلم کرنے لگے پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے ف۳ یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھے کہ جہاد میں کتنی فائدے ہیں اور اقرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے ف۴ صاحب نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں لیکن تم سے نہ لڑیں گے ف۵ یعنی تب موت سے کیونکر بچیں گے اور تب نفاق کا مزہ چکھیں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی منافقان با یہود میگفتند ۱۲۔

سے دور کرکے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا کر انہیں ہدایت سے محروم کردیا ہے انہیں حق سننے سے بہرہ کردیا ہے اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا ہے وہ انفس و آفاق میں بے شمار دلائل توحید دیکھتے ہیں، لیکن ان میں اور ایک نابینا میں کوئی فرق نہیں جیسے نابینا راہ نہیں دیکھ سکتا اسی طرح وہ بھی راہ ہدایت نہیں دیکھتے ۲۱ افلا یتدبرون۔ یہ منافقین پر زجر ہے کیا یہ لوگ قرآن کی آیات بینات میں غور و تدبر ہی نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہیں اور وہ ایسے بے شعور ہیں کہ ان میں تدبر و تفکیر کی صلاحیت ہی نہیں۔ اگر یہ لوگ حکم جہاد میں ذرا غور سے کام لیتے تو جہاد کے دینی اور دنیوی فوائد ان پر واضح ہوجاتے۔ ان الذین ارتدوا۔ الآیۃ۔

لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۭ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

تجھ کو دکھلادیں وہ لوگ سو تو پہچان تو چکا ہے انکو ان کے چہرے سے ف۱ اور آگے پہچان لے گا بات کے

الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۰ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ

ڈھب سے اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام اور البتہ ہم تمکو جانچیں گے تا معلوم کرلیں ف۲

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝۳۱

جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور قائم رہنے والے اور تحقیق کرلیں تمہاری خبریں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا

جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انھوں نے اللہ کی راہ سے ف۳ اور مخالف ہو

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا

گئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہوچکی ان پر سیدھی راہ نہ بگاڑ سکیں گے

اللّٰهَ شَـيْــــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝۳۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا ان کے سب کام اے ایمان والو

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳

حکم پر چلو اللہ کے ف۴ اور حکم پر چلو رسول کے اور ضائع مت کرو اپنے کیے ہوئے کام ف۵

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا

جو لوگ منکر ہوئے ف۶ اور روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مر گئے

وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝۳۴ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا

اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ سو تم بودے نہ ہوجاؤ اور لگو بلانے

اِلَى السَّلْمِ ڰ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ڰ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ

صلح ف۷ اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۵ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ

نقصان نہ دیگا تمکو تمہارے کاموں میں ف۸ یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا ف۹

منافقین اسلام کا اقرار کرنے کے بعد جہاد میں شرکت نہیں کرتے اور اپنے قول و اقرار سے پھر جاتے ہیں شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالدی ہے کہ جہاد میں جاؤ گے تو قتل ہوجاؤ گے اور ان کی امیدوں میں یہ کہہ کر اضافہ کیا کہ گھر میں ہوگے تو زیادہ عرصہ تک زندہ رہو گے اس لئے چھوڑ و جہاد کو۔ المعنی وعدھم بالبقاء الطویل (روح ج ۲۶ ص ۷۵) ۲۲ ذٰلک بانھم الآیۃ۔ الذین کرھوا الخ سے یہود اور مشرکین مراد ہیں منافقوں نے جب ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا تو انہوں نے یہود اور مشرکین کو یقین دلایا کہ اگرچہ بظاہر ہم مسلمان ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ مل کر تم سے نہیں لڑیں گے بلکہ جب موقع پائیں گے تمہاری مدد کرینگے اللہ تعالیٰ ان کی ان سرگوشیوں اور خفیہ سازشوں کو خوب جانتا ہے ۲۳ فکیف اذا۔ یہ تخویف دنیوی ہے جب فرشتے ان کی جانیں قبض کریں گے تو ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں کو خوب پیٹیں گے اور جس موت اور مار سے بھاگے تھے اس کا خوب مزہ چکھیں گے۔ ذٰلک بانھم الآیۃ۔ مرتے وقت یہ ہولناک سزا انہیں اس لئے دی جائیگی کہ انہوں نے کفر و شرک اور عصیان و طغیان کی راہ اختیار کی جو سراسر اللہ کے غضب اور اسکی ناراضی کا باعث تھی اور اللہ کی خوشنودی و رضاجوئی کا راستہ ترک کیا اس لئے ان کے سب اعمال بیکار کردیئے گئے آخرت کی زندگی میں ان کو ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچیگا ۲۴ ام حسب۔ الآیۃ۔ منافقین پر زجر ہے۔ انکا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں جو کینہ و عداوت پوشیدہ ہے اللہ اس کو ظاہر نہیں کرے گا اور ان کے مکر و فریب اور ان کی منافقت کا پردہ چاک نہیں کریگا۔ ضرور کریگا اور ایسے حالات پیدا فرمائے گا کہ ان کا خبث باطن خود کھل کر سامنے آجائے۔ ولو نشاء۔ الآیۃ۔ اگر ہم چاہیں تو منافقین کو آپ کے سامنے کردیں اور آپ ان کو دیکھ کر ان کی صورتیں پہچان لیں کہ یہ منافق ہیں لیکن ابھی اس قسم کے دو ٹوک فیصلے کو ہماری حکمت مقتضی نہیں۔ ویسے آپ انکو ان کے انداز گفتگو سے پہچان لینگے کیونکہ منافق خواہ کتنی ہی چاپلوسی کرے اور چکنی چپڑی باتیں

۲ بیان احوال مشرکین ۱۲

۲ تشجیع علی القتال ۱۲

۳ بیان حال کفار و تخویف اخروی ۱۲

۴ ترغیب مومنین بسمت ثبات در جہاد ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جہاد کرنا یا کچھ محنت کرنی اللہ کی راہ میں جب قبول ہے کہ موافق ہو حکم کے اپنی چاؤ پر کوئی کام نہ کرے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۲ محنت سے بھاگ کر صلح نہ چاہیئے اور اگر بھلائی نظر آوے تو اس میں تو درست ہے آگے آویگا سورہ فتح میں ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ظلمت نفاق بر روئے ایشان ظاہر میشود ۱۲ ف۲ یعنی بار تداد و ریا و سمعہ ۱۲۔

کرے اس کے کلام میں وہ خلوص نہیں پیدا ہو سکتا جو ایک مخلص مومن کی سیدھی سادھی باتوں میں پایا جاسکتا ہے ۲۵ ولنبلونکم۔ الآیۃ۔ ہم حکم جہاد سے تمہاری
آزمائش کرنا چاہتے ہیں اور ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کون تم میں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا اور راہ حق میں مصائب برداشت کرنا چاہتا ہے اور کون ایسا نہیں
کرنا چاہتا اس سے بھی مخلص و منافق میں امتیاز ہو جائیگا اور مخلص و منافق کے عمل سے اسکی اندرون دل کیفیت ظاہر ہو جائیگی۔ یعنی انا نأمرکم بالجہاد حتے
یظھر المجاھد ویتبین من یبادر منکم و یصبر علیہ من غیرہ (خازن ج ۶ ص ۱۸۴) ۲۶ ان الذین کفروا۔ یہ آخر سورت میں پھر احوال مشرکین
کا ذکر ہے۔ جو لوگ راہِ ہدایت کے بالکل واضح اور روشن
ہوجانے کے بعد بھی توحید کا انکار کرتے اور اسلام سے
لوگوں کو روکتے ہیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
عداوت میں حد سے گذر چکے ہیں اور آپ کے احکام کی
نافرمانی کرتے ہیں، وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے
وہ سراسر اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلام
پیغمبر اسلام اور اہل ایمان کے خلاف ان کے تمام منصوبوں
کو ناکام کرکے ان کی تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیگا
(سیحبط اعمالھم) التی عملوھا فی مشاقۃ
الرسول ای سیبطلھا فلا یصلون منھا الیٰ
اغراضھم (مدارک ج ۴ ص ۱۱۸) ۲۷ یایھا الذین
اٰمنوا۔ الآیۃ۔ یہ تشجیع علی القتال ہے۔ امر جہاد میں اللہ
اور رسول کے احکام کی پیروی کرو۔ جہاد میں اور راہ
دین میں اپنی مرضی اور صوابدید پر نہ چلو، بلکہ اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر چلو
اور ان کے احکام کی اطاعت کرو۔ اللہ اور اس کے

ازجیرالے منافقین ۱۲

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا یَسْـَٔلْكُمْ
اور اگر تم یقین لاؤگے اور بچکر چلوگے دے گا تمکو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے
اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ
مال تمہارے ف۱ ف۲ اگر مانگے تم سے وہ مال پھر تمکو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر
اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ
دے تمہارے دل کی خفگیاں سنتے ہو تم لوگ تمکو بلاتے ہیں کہ خرچ کرو اللہ
سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا
کی راہ میں پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دیگا سو وہ
یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ
نہ دے گا آپ کو ف۲ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر
تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾
تم پھر جاؤگے تو بدل لے گا اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے
ع ۸

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِیَّةٌ وَهِیَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورہ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اسکی انتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ف۳

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ﴿۱﴾ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ
ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ ف۴ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے
مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَیَهْدِیَكَ
تیرے گناہ ف۵ اور جو پیچھے رہے اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان اور چلائے تجھ کو
صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ﴿۲﴾ وَّیَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا ﴿۳﴾
سیدھی راہ اور مدد کرے اللہ تیری زبردست مدد ف۶

ف۱ حقتعالیٰ نے ملک فتح کر دیئے اور
موضح قرآن مسلمانوں کو زر خرچ کرنا تھوڑے
دنوں ہی پڑا۔ سو جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو سو برابر ہاتھ
لگا۔ اسواسطے فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو ۱۲ منہ رحمہ اللہ
تعالیٰ ف۲ تاکید جو سنتے ہو مال خرچ کرنیکی یہ نہ جانو کہ اللہ
مانگتا ہے یا رسول یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے پھر ایک ایک
کے ہزار ہزار پاؤ گے اور اللہ کو کیا پروا ہے اور اسکے رسول کو
۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ ہجرت سے چھ برس پر حضرت نے خواب دیکھا کہ
مکہ میں گئے ہیں عمرے کو فراغت سے حلق کرتے ہیں ارادہ کیا عمرے
کا اگرچہ قریش سے دشمنی تھی لیکن دستور تھا کہ دشمن کو بھی حج اور
عمرے سے مانع نہ ہوتے تھے اور حرم میں بیر نہ لیتے پندرہ سو
آدمی کے ساتھ چلے قریش نے لوگ جمع کئے شہر سے باہر جا پڑے
لڑنے کو جب حضرت پہنچے قریب جہاں سے مکہ نظر آیا سواری کی
اونٹنی بیٹھ گئی ہرگز نہ اٹھی جب حضرت نے قسم کھائی، میں ادب کعبہ رکھونگا، اگرچہ یہ لوگ چڑھ چڑھ بولیں تب وہ اٹھی، حضرت مقابلہ چھوڑ کر حدیبیہ کے میدان میں اترے پیغام دیا کہ اگر چاہو مجھ کو
صلح کرو ایک مدت دم لو، اتنے میں ہم اوروں کو مسلمان کریں پھر چاہو کہ مسلمان میں ہو جیو چاہو ہو گے لڑ لو۔ آخر صلح ہوئی لیکن اس برس عمرہ نہ کرنے دیا اگلے سال قضا کیا، اس صلح کے بعد یہ سورت اتری ۱۲ منہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی جمیع مال را ۱۲ ف۲ یعنی منفعت انفاق را از خود باز میدارد ۱۲ ف۳ مترجم گوید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند گویا آنحضرت با اصحاب در مکہ داخل شدند و باطمینان
خاطر بحلق و قصر مشغول اند پس آن سال بقصد عمرہ متوجہ کعبہ شدند و چون بحدیبیہ رسیدند کفار قریش از وصول بکعبہ مانع آمدند و بعد تشویش بسیار با کفار صلح کردہ بغیر از وصول بکعبہ
باز گشتند خدا تعالیٰ آن عمل را از ایشان قبول فرمود وازان بیعت کہ اثنا تشویش بجہت تاکید عزم با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند راضی شد و ثواب آن عمل فتوح بسیار نصیب ایشان گردانید
بتخصیص فتح خیبر کہ بعد ازین سفر بلا تراخی واقع شد و غنائم خیبر را مخصوص بحاضران بیعت گردانید و غیر ایشان را ازان غزوہ منع نمود و مضمون رؤیا سال آئندہ بظہور رسیدہ۔ پس در باب وعدہ فتوح در د…

رسول کی مخالفت کرتے اور اپنی مرضی سے کام کرکے اپنی محنت اور اپنے عمل کو برباد نہ کرو۔ اس آیت سے فقہاء نے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ اگر کوئی شخص نفلی نماز یا روزہ شروع کرکے توڑ دے تو ان کی قضاء لازم ہے۔ (مظہری وغیرہ) اگر صرف لا تبطلوا اعمالکم کے الفاظ سے یہ استنباط کیا جائے تب درست ہے۔ لیکن آیت کا سیاق و سباق اس کا متحمل نہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ۲۸ ان الذین کفروا۔ الآیۃ۔ بیان حال مشرکین مع تخویف اخروی۔ جن لوگوں نے خود کفر و شرک اختیار کیا اور دوسروں کو اسلام سے روکا اور پھر اسی کفر و شرک کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز معاف نہیں فرمائیگا اور وہ لامحالہ جہنم کے دائمی عذاب میں مبتلا کئے جائینگے۔

۲۹ فلا تھنوا۔ الآیۃ۔ یہ ایمان والوں کو جہاد میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے تدعوا، تھنوا پر معطوف ہے یعنی جہاد میں سستی اور بزدلی مت دکھاؤ اور دب کر صلح کا ہاتھ مشرکین کی طرف مت بڑھاؤ۔ جب تک تمہارا پلہ بھاری ہے ہمت نہ ہارو، اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہاری محنت کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ تمہیں ثابت قدم فرماکر تمہیں فتح و غلبہ عطا کرے گا۔ لیکن اگر صورت حال ایسی پیش آجائے کہ مادی اعتبار سے مسلمان کفار کے مقابلے میں کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہو تو صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں۔ فاما اذا الکفار فیھم قوۃ وکثرۃ بالنسبۃ الی جمیع المسلمین ورأی الامام فی المھادنۃ والمعاھدۃ مصلحۃ فلہ ان یفعل ذلک کما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین صدہ کفار قریش عن مکۃ دعوہ الی الصلح ووضع الحرب الخ (ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸۰) ۳۰ انما الحیوۃ الدنیا۔ راہ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔ یہ دنیا تو محض ایک کھیل تماشا ہے اور آخرت کے مقابلے میں کوئی چیز ہی نہیں اگر تم ایمان و تقوی اختیار کرو گے اور اس کھیل تماشے سے بچ کر رہو گے، تو اللہ تمہیں نہایت عمدہ اجر دے گا اور وہ تم سے سارا مال بھی طلب نہیں فرماتا۔ بلکہ سارے مال میں سے تھوڑا سا حصہ طلب کرتا ہے اور وہ بھی تمہارے ہی فائدے میں خرچ ہوتا ہے۔ ان یسئلکموھا الخ یحفکم، یسئلکموھا پر معطوف ہے۔ یہ بھی اللہ کی مہربانی ہے کہ یہ سب کچھ اسی نے دیا ہے مگر پھر بھی سارا مال خرچ کرنے کا حکم نہیں فرماتا۔ اور اگر وہ تمہیں سارا مال خرچ کرنے کا حکم دے بھی دے، تو کوئی بھی اس پر عمل نہ کرے گا بلکہ بخل کرکے اپنی تنگدلی کا مظاہرہ کرے گا۔ الا ماشاء اللہ۔

۳۱ ھانتم۔ زجر برائے منافقین۔ تمہیں جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں حالانکہ اپنے ہی فائدے کے کام میں خرچ کرنا ہے۔ اس لئے جو خرچ نہیں کرتا وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور خرچ نہ کرکے بہت سے دینی اور دنیوی فوائد سے محروم رہتا ہے۔ اور اللہ جو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ تمہارے مال کا محتاج ہے، وہ تو بے نیاز ہے اور تم سب محتاج اور ضرورتمند ہو اور وہ تمہاری حاجات و ضروریات ہی میں تمہیں خرچ کرنیکا حکم فرماتا ہے۔ اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ جن مقاصد کی تکمیل کے لئے تمہیں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے وہ تم پر منحصر نہیں۔ اگر تم سب بخیل ہو جاؤ اور اسکی راہ میں خرچ نہ کرو، تو وہ تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو کھڑا کردے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی اور فراخدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے گی۔ اس طرح اللہ تعالےٰ ان مصالح کی تکمیل فرما لیگا، لیکن تم اس کار خیر میں حصہ لینے کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات اور اسمیں آیات توحید

۱۔ مومنوں اور کافروں کی صفات کا تقابل۔
۲۔ ترغیب الی الجہاد اور اسکی علتیں۔
۳۔ فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ۔ نفی شرک ہمہ انواع و اثبات ہمہ صفات کارسازی برائے اللہ تعالیٰ جل شانہ وعز برہانہ۔

سُورۂ فتح

ربط
خلاصہ

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اعلان جہاد کیا گیا تھا۔ اب سورۂ فتح میں، فتح کی خوشخبری سنائی جا رہی ہے کہ جب تم جہاد کروگے تو اللہ تمہیں فتح دے گا۔ مضمون کے اعتبار سے اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ از ابتداء تا عذابا الیما آخر رکوع ۲۔ اس میں دو بشارتیں اور ان کی علتیں مذکور ہیں۔ اور ترغیب الی الجہاد اور زجر برائے منافقین۔ سورۂ محمد سے بطور ترقی مسئلہ توحید کا بیان یعنی تسبحوہ شرک کی نفی کرو۔ اور دوسرا حصہ لقد رضی اللہ ابتداء رکوع ۳ تا آخر سورت اعادہ مضامین حصہ اوّل اور آخر میں لقد صدق اللہ الخ سے ایک شبہے کا ازالہ۔

تفصیل ۔ پہلا حصہ

انا فتحنا لك ۔ یہ پہلی خوشخبری ہے۔ صلح حدیبیہ کی ظاہری شرائط کو دیکھ کر اسے شکست نہ سمجھو یہ حقیقت میں تمہاری فتح عظیم ہے۔ ھو الذی انزل السکینۃ۔ یہ دوسری بشارت ہے اللہ نے مومنوں کے دل پر طمانیت نازل فرما کر ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ لیزدادوا ایمانا الخ یہ دوسری بشارت کی پہلی علت ہے یعنی تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ لیدخل المومنین الخ یہ دوسری بشارت کی دوسری علت ہے۔ درمیان میں وللہ جنود السموٰت الخ جملہ معترضہ ہے برائے اتمام بشارت یعنی وہ فتح دینا اور سکینہ اتارنا اس کے اختیار میں ہے۔ ویعذب المنٰفقین الخ یدخل پر معطوف ہے وللہ جنود السموٰت الخ اعادہ، جملہ معترضہ برائے تاکید۔ انا ارسلنٰک الخ بیان توحید بطور ترقی از سورۂ محمد بعد بیان دو بشارت۔ ان الذین یبایعونك الخ ترغیب فی الجہاد۔ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسے پورا کرنیوالے بڑا اجر و ثواب پائینگے۔ سیقول لك الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو واقعہ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ لوگ آپ کے پاس آ کر لنگڑے بہانے بنائیں گے اور جھوٹ بولیں گے۔ یہ لوگ مصائب و تکالیف سے بچنے کیلئے ساتھ نہیں گئے تو اگر اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے گھروں ہی میں مصیبت ڈالدے تو تمہیں ان سے کون بچائے گا۔ بل ظننتم الخ یقولون بالسنتھم کی تفسیر ہے۔ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسول اور مومنین زندہ سلامت واپس نہیں آئینگے۔ مشرکین ان کا تکہ بوٹی کر دینگے۔ ومن لم یؤمن ۔ الآیۃ۔ تخویف اخروی۔ وللہ ملك السموٰت الخ جملہ معترضہ سیقول المخلفون۔ الآیۃ۔ زجر برائے منافقین۔ یہ لوگ سفر مکہ میں آپ کے ساتھ نہیں گئے کیونکہ جان کا خطرہ تھا۔ لیکن جنگ خیبر میں شریک ہونا چاہتے ہیں، کیونکہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے اور انہیں مال غنیمت سے حصہ مل جانے کی توقع ہے انہیں فرما دیجئے تمہیں ہمارے ساتھ شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ قل للمخلفین من الاعراب الآیۃ تمہیں عنقریب ایک اور موقع دیا جائیگا جس میں تمہاری آزمائش ہوگی اگر اس میں تم نے اخلاص و اطاعت کا ثبوت دیا تو تمہیں بہت اچھا بدلہ دیا جائے گا لیس علی الاعمٰی ۔ الآیۃ ۔ یہ لوگ معذور ہیں جہاد میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

تفصیل ۔ دوسرا حصہ

لقد رضی اللہ عن المؤمنین ــــ تا ــــ وکان اللہ بکل شیء علیما (۲۶) مضامین حصہ اوّل میں سے مومنین کے لئے بشارت اخرویہ اور مشرکین پر غلبہ حاصل ہونے کی خوشخبری کا اعادہ۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا ذکر۔ لقد صدق اللہ ــــ تا ــــ فتحا قریبا ہ جواب شبہہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ کی معیت میں مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ ہو سکا اور آپ کو صحابہ رضؓ سمیت مقام حدیبیہ سے واپس مدینہ جانا پڑا تو جواب دیا گیا کہ خواب سچا ہو کر رہے گا اور آپ مع صحابہ رضؓ ضرور مسجد حرام میں داخل ہوں گے اور عمرہ ادا کرینگے اس سال نہ سہی اگلے سال یہ خواب پورا ہوگا۔ کیونکہ خواب میں سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ ھو الذی ارسل رسولہ ــــ تا ــــ محمد رسول اللہ۔ جواب شبہہ کے بعد اتباع رسول اور مسئلہ توحید کی ترغیب والذین معہ ۔ الآیۃ۔ مدح و بیان اوصاف صحابہ رضی اللہ عنہم تاکہ بعد والے ان کا اتباع کریں۔

پہلا حصہ

۲ انا فتحنا ۔ سنہ ۶ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صحابہ رضؓ کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں، کچھ لوگ سر منڈا رہے ہیں اور کچھ بال چھوٹے کرا رہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب صحابہ رضؓ کو سنایا تو وہ بہت خوش ہوئے اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں آپ صحابہ کرام رضؓ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ زیارت بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ مقام حدیبیہ میں موجود صحابہ رضؓ کی تعداد چودہ سو تھی۔ جب آپ یہاں پہنچے تو آپ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ روانہ فرمایا تاکہ وہ آپکا پیغام قریش کو پہنچائیں۔ پیغام یہ تھا کہ میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہوں، لڑائی اور جنگ کی خاطر نہیں آیا ہوں، اس لئے تم مزاحمت نہ کرنا۔ قریش نے زیارت بیت اللہ کی اجازت نہ دی اور حضرت عثمان رضؓ

سے کہا اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کر سکتے ہو، لیکن انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اکیلا طواف کر لوں چنانچہ حضرت عثمان رضؓ طواف کئے بغیر واپس چلے گئے۔ آخر قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی شرطیں یہ تھیں ۱۔ مشرکین کا کوئی آدمی اگر مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا ۲۔ اگر کوئی مسلمان مشرکین کے پاس پہنچ جائے تو وہ واپس نہیں کرینگے ۳۔ مسلمان امسال بیت اللہ کی زیارت نہیں کر سکیں گے، بلکہ آئندہ سال آئینگے اور شرط یہ ہے کہ ہتھیاروں کے بغیر مکہ میں داخل ہوں۔ صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کی کمزوری ظاہر کر رہی تھیں۔ اسلئے اکثر مسلمانوں کے چہرے اداس ہو گئے۔ صلح کے بعد جب آپ مقام حدیبیہ سے روانہ ہوئے تو راستے میں یہ سورت نازل ہوئی۔ (روح، خازن، معالم وغیرہ) انا فتحنا۔ یہ پہلی بشارت ہے ای حکمنا لك بالفتح یعنی ہم نے آپکو عظیم الشان فتح عطا کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے اور فتح مبین سے فتح مکہ مراد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کو ایک شاندار فتح عطاء فرمائی ہے اور اس سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔ صلح حدیبیہ حقیقت میں ایک عظیم الشان فتح تھی جو فتح مکہ کا سبب بنی اور جس کی بناء پر مشرکین کو مسلمانوں کے اندر رہ کر ان کے احوال و اطوار کا مطالعہ و مشاہدہ کرنے کا موقع ملا اور اسلام کی خوبیاں ان کے دلوں میں جاگزیں ہو گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے لیکر فتح مکہ تک دو سالوں میں اس قدر لوگ اسلام میں داخل ہوئے کہ فتح مکہ میں آپ کے ہمراہیوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی قال الزهری لم یکن فتح اعظم من صلح الحدیبیة اختلط المشرکون بالمسلمین وسمعوا کلامهم وتمکن الاسلام فی قلوبهم واسلم فی ثلاث سنین خلق کثیر وکثر بهم سواد الاسلام (روح ج ۲۶ ص ۸۴) قال الزهری لقد کان الحدیبیة اعظم الفتوح وذلك ان النبی صلی الله علیه وسلم جاء الیها فی الف واربعمائة فلما وقع الصلح مشی الناس بعضهم فی بعض وعلموا وسمعوا عن الله، فما اراد احد الاسلام الا تمکن منه، فما مضت تلك السنتان الا والمسلمون قد جاءوا الی مکة فی عشرة الاف (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۱)

ف۳ لیغفر لك۔ ذنب (گناہ) سے اسکا حقیقی معنی مراد نہیں، کیونکہ گناہ کا صدور انبیاء علیہم السلام سے محال ہے۔ اس لئے ذنب سے یہاں ترک اولیٰ مراد ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کے اعتبار سے وہ ذنب ہے اگرچہ حقیقت میں ذنب نہیں۔ از قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین یا وہ امور مراد ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نظروں میں ذنب (گناہ) سمجھتے تھے اگرچہ وہ حقیقت میں گناہ نہ تھے بلکہ خلاف اولیٰ بھی نہ تھے۔ والمراد بالذنب ما فرط من خلاف الاولیٰ بالنسبة الی مقامه علیه الصلوٰة والسلام فهو من قبیل حسنات الابرار سیئات المقربین وقد یقال المراد ما هو ذنب فی نظره العالی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وان لم یکن ذنبا ولا خلاف الاولیٰ عنده تعالیٰ (روح ج ۲۶ ص ۹۱) حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذنب سے مراد الزام ہے یعنی آپ پر لگائے گئے مشرکین و منافقین کے تمام جھوٹے الزامات سے بری اور پاک فرمائے۔ لیغفر میں لام ارادہ کا ہے اور اس کے بعد فعل اَرَادَ اور اَنْ مصدریہ مقدر ہے ای اراد ان یغفر لك ذنوبك اور یهدیك میں ہدایت سے معنی موضوع لہ مراد نہیں، بلکہ اثبات علی الهدایة مراد ہے ای لیثبتك علی الهدایة یعنی آپ کو راہ راست پر قائم رکھے۔ قاله الشیخ رحمه الله تعالیٰ ای یثبتك علی الهدی الی ان یقبضك الیه (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۳) یا لام برائے عاقبت یا علت غائیہ ہے۔ (روح۔ جلالین) اتمام نعمت سے دین کا غلبہ، اسلام کی ملک بھر میں نشر و اشاعت اور آئندہ معرکوں میں فتح و نصرت اور دیگر دینی و دنیوی نعمتیں مراد ہیں۔ (بحر، روح) نصرا عزیزا ایسی مدد جس سے آپ کو دشمن پر غلبہ حاصل ہو جائے اور آپ کو کوئی مغلوب نہ کر سکے (مدارک، روح) یعنی یہ فتح مبین ہم نے آپ کو اس لئے عطاء فرمائی ہے تاکہ اس سے آپ کو یہ چاروں مقصد حاصل ہو جائیں۔ اس کی خاطر آپ نے جو مصائب و شدائد برداشت کئے ہیں ان کی بدولت آپ کے تمام گناہ (بتفسیر مذکور) معاف کر دیئے جائیں اور اس کے نتیجہ میں دین اسلام کو اور آپ کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا جائے اور آپ کو صراط مستقیم پر قائم و دائم رکھا جائے اور اس کے اندرون و بیرون آپکی اس طرح مدد و نصرت کی جائے کہ آئندہ آپ ہی غالب رہیں اور آپ پر کوئی غلبہ نہ پا سکے۔ (بحر۔ روح۔ قرطبی وغیرہ)

ف۴ هو الذی۔ یہ دوسری بشارت ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ہی نے اس صلح کے ذریعے تمہارے دلوں کو سکون و اطمینان کی نعمت عطا کی اور تمہیں ثابت قدم رکھا یعنی انتہائی جوش و خروش اور مشرکین کے خلاف فرط غیظ کے باوجود تمہارے دلوں کو مضبوط کر دیا اور تمہیں جنگ کرنے سے باز رکھا۔ جس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے مشرکین کے دلوں پر تمہاری جرأت و شجاعت کا رعب بیٹھ جائیگا۔ تائید۔ سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب (انفال ع ۲) لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم یہ دوسری بشارت کا ثمرہ ہے۔ ہم نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون و اطمینان اس لئے ڈال دیا تاکہ ان کے یقین و ایمان میں مزید قوت و شدت پیدا ہو جائے اور وہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہ سکیں۔ یقینا مع یقینهم برسوخ العقیدة و اطمینان النفس علیها (بیضاوی)

ف۵ ولله جنود السموٰت۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ یہ ترغیب الی الجہاد اور بشارت فتح کی طرف اشارہ ہے یعنی زمین و آسمان کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں اور اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسکا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ مومنوں کے دلوں میں سکون و اطمینان نازل فرما سکتا اور ان کو فتح دے سکتا ہے۔

ف۶ لیدخل۔ الآیة۔ یہ دوسری بشارت کا دوسرا ثمرہ ہے۔ اللہ نے مومنوں کے دلوں میں سکون و طمانیت کا جذبہ پیدا کیا تاکہ وہ ثابت قدم رہیں اور جم کر دشمن کا مقابلہ کریں اور اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی پر تکلف اور دائمی نعمتیں عطا فرمائے اور ان کے سارے گناہ معاف کرے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہو جائے۔ من زحزح عن النار

وادخل الجنۃ فقد فاز (آل عمران ۱۸۵ پ۴) اس سے مراد وہ مومنین ہیں جو اس صلح کے دوران ایمان لائینگے یعنی ہم نے مومنوں کے دلوں میں لڑائی نہ کرنے کا خیال مضبوط کر دیا تاکہ صلح ہو جائے اور اس طرح اللہ بہت سے مشرکین کو اسلام کی توفیق دے کر جنت میں داخل فرمائے **۵۷** ویعذب المنفقین الآیۃ۔ یہ یدخل پر معطوف ہے اور دوسری بشارت کا تیسرا ثمرہ ہے اور وہ منافقوں اور مشرکوں کے دلوں کو تمہارے خلاف غیظ و حسد سے بھر دے گا اور ساتھ ہی ان پر تمہاری بہادری اور تمہارے ثبات و استقلال کا ان کے دلوں پر رعب طاری کر دے گا اور تمہارے ہاتھوں ذلت آمیز شکست دے کر ان کو رسوا کن سزا دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا سے بدگمانی کرتے ہیں۔ اور جن کا خیال یہ ہے کہ اللہ اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مومنوں کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن اس بدگمانی کا نتیجہ خود ان ہی کو بھگتنا پڑے گا۔ دنیا میں اللہ ان کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور فرمائے گا اور وہ اللہ کے غضب و لعنت کا مورد بنیں گے اور ان کا دائمی ٹھکانا جہنم میں ہوگا جو نہایت ہی برا ٹھکانا ہے۔ وللہ جنود السموٰت۔ یہ سابقہ جملہ معترضہ کا اعادہ ہے برائے تاکید۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی فوجوں کا مالک ہے اور سب پر غالب اور حکمت کا بادشاہ ہے وہ منافقوں اور مشرکوں کو مغلوب و رسوا اور اہل ایمان کو غالب و معزز کر سکتا ہے۔ فلو اراد اھلاک المنافقین والمشرکین لم یعجزہ ذلک ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۶۶)۔
۵۸ انا ارسلنٰک۔ الآیۃ۔ ایمان اور نصرت پیغمبر علیہ السلام کی ترغیب ہے شاھد کے معنی بتانے والے اور بیان کرنے والے کے ہیں (شاہ ولی اللہ رح و شاہ عبدالقادر رح) نہ کہ حاضر و ناظر۔ لہذا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر استدلال درست نہیں لتؤمنوا باللہ۔ امام ابن کثیر اور ابو عمرو کی قراءت میں چاروں افعال بصیغہ غائب ہیں اس صورت میں مفہوم واضح ہے۔ باقی ائمہ قراءت کی روایتوں میں چاروں افعال بصیغہ خطاب ہیں۔ لتؤمنوا الخ میں خطاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امت سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ یایھا النبی اذا طلقتم النساء (الطلاق ع ۱) یہ تغلیب مخاطب علی الغائب کے قبیل سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی رسالت پر ایمان لانے کے مکلف ہیں۔ الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم و امتہ کقولہ سبحانہ (یایھا النبی اذا طلقتم النساء) وھو من باب التغلیب غلب فیہ المخاطب علی الغیب فیفید ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام مخاطب بالایمان برسالتہ کالامۃ وھو کذلک (روح ج ۲۶ ص ۹۵) تعزروہ یعنی اس کی مدد کرو توقروہ یعنی اس کی تعظیم

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وہی ہے جس نے اتارا ف۱ اطمینان دل میں ایمان والوں کے
لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
تاکہ اور بڑھ جائے انکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ اور اللہ کے ہیں سب لشکر ف۲ آسمانوں کے
وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ④ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اور زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف۳ تاکہ پہنچا دے ف۴ ایمان والے
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں ہمیشہ رہیں ان
فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
میں اور اتار دی ان پر سے انکی برائیاں اور یہ ہے اللہ کے یہاں
فَوْزًا عَظِيْمًا ⑤ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ
بڑی مراد ملنی ف۵ اور تاکہ عذاب کرے ف۶ دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو اور
الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ
شرک والے مردوں کو اور شرک والی عورتوں کو جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بری اٹکلیں
عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ
انہیں پر پڑے پھیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی انکو
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ⑥ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ
اور تیار کی ان کیواسطے دوزخ اور بری جگہ پہنچے ف۷ اور اللہ کے ہیں سب لشکر
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ⑦ اِنَّآ
آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ہم نے
اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ⑧ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
تجھ کو بھیجا ف۸ احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر

۱؎ دوسری دنیوی بشارت ۱۲۔
۲؎ دوسری بشارت دینیہ کا پہلا ثمرہ دینیہ ۱۲۔
۳؎ دوسرا ثمرہ ۱۲۔
۴؎ معطوف ہے یدخل پر تیسرا ثمرہ ۱۲۔
۵؎ بیان توحید ... ترغیب پیغمبر ایمان و نصرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ چین اتارا یعنی رسول کے حکم پر رہے۔ ضدیوں کے ساتھ ضد نہ کرنے لگے اس میں انکو ایمان کا درجہ بڑھا ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ لوگ جو کہتے ہیں جنت کی طلب نقصان ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے یہاں یہی بڑا کمال ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۳ بڑی اٹکلیں یہ کہ مدینہ سے چلتے وقت منافق بہانے کر کر بیٹھ رہے جانا کہ یہ لڑائی میں تباہ ہونگے وطن سے دور رہیں اور فوج کم اور دشمن کا دیس اور کافروں نے جانا کہ عمرے کے نام سے آئے ہیں دغا سے چاہتے ہیں کہ شہر مکہ لے لیں ۱۲ منہ رح

وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اس کی عظمت رکھو اور اسکی پاکی بولتے رہو صبح اور

اَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ

شام تحقیق جو لوگ ۹ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰي

اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے

نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا

نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اسکو دیگا بدلہ

ع ۱۰ / ۹ عَظِيْمًا ۝ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ

بہت بڑا ف اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے ف گنوار ف

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

ہم کام میں لگے رہ گئے اپنے مالوں کے اور گھر والوں کے سو ہمارا گناہ بخشوا وہ کہتے ہیں

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ

اپنی زبان سے جو ان کے دل میں نہیں تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے ف

مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ

اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمہارا نقصان یا چاہے تمہارا فائدہ

بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ

بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار کوئی نہیں تم نے تو خیال کیا تھا

لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا

کہ پھر کر نہ آئیگا رسول اور مسلمان اپنے گھر کبھی

وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ

اور کھب گیا تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بُری اٹکلیں اور تم

کرو دونوں جگہ ضمیر غائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اور تسبحوہ میں ضمیر غائب لفظ جلالت کیطرف راجع ہے۔ یہ توحید اور رسالت کا بیان ہے۔ ہم نے آپکو بیان کرنے والا اور بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے تاکہ سب لوگ اللہ کی وحدانیت پر ایمان لائیں، اسکی تسبیح و تقدیس کریں اور شرک سے اسکی پاکیزگی بیان کریں اور اللہ کے رسول پر ایمان لائیں اور مشرکین کے مقابلے میں اسکی مدد کریں اور اس کا اکرام و احترام کریں۔ آپ کے اکرام و احترام کے کچھ آداب سورۂ حجرات میں آرہے ہیں۔ یہ احکام پہلی دونوں بشارتوں پر مبنی ہیں یعنی جب اللہ نے تمہیں مذکورہ بالا دو بشارتیں دی ہیں تو تم اس کا شکر کرو اسکی تسبیح و تنزیہ میں رطب اللسان رہو اور اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور عبادت اور پکار میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرو اور آپ کی تعظیم بجا لاؤ، کیونکہ یہ سارے انعامات آپ ہی کی وساطت سے تمہیں ملے ہیں۔ نیز تسبحوہ میں مسئلہ توحید بطور ترقی مذکور ہے۔ سورۂ محمدؐ میں فرمایا کہ اللہ کے سوا پکار کے لائق کوئی نہیں اور سورۂ فتح میں فرمایا وتسبحوہ یعنی پکار میں اس کو شریکوں سے پاک سمجھیں **۹** ان الذین۔ یہ جہاد اور بیعت میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب ہے۔ بیعت سے بیعت رضوان مراد ہے جس کا ذکر آرہا ہے۔ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں حقیقت میں وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس بیعت اور اطاعت پیغمبر علیہ السلام سے اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ (النساء رکوع ۵) ید اللّٰہ فوق ایدیھم یہ پہلے مضمون کی دوسری تعبیر ہے اور اسی کی تاکید ہے بطریق تخییل کیونکہ اللہ تعالیٰ جوارح سے منزہ ہے اور مفہوم یہ ہے کہ عقد بیعت حقیقت میں اللہ سے ہے۔ لما قال سبحانہ (انما یبایعون اللّٰہ) اکدہ علی طریقۃ التخییل فقال تعالیٰ (ید اللّٰہ فوق ایدیھم) وانہ سبحانہ منزہ عن الجوارح وصفات الاجسام وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کعقدہ مع اللّٰہ تعالیٰ من غیر تفاوت بینھما (مدارک ج ۴ ص ۱۲۰، روح ج ۲۶ ص ۹۶، بحر ج ۸ ص ۹۱ بحوالہ کشاف) گویا یہ عقد بیعت کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ یہ ایک نہایت ہی پختہ اور محکم عقد ہے جسکی پاسداری نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ اب جو شخص اس بیعت کو توڑیگا اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور وہی اس جرم کی سزا پائے گا۔ اور اجر الیفاء سے محروم رہیگا اور جو اس عہد پر قائم رہیگا اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطاء فرمائیگا **۱۰** سیقول۔ یہاں سے لیکر لا یفقھون الا قلیلا تک ان منافقین پر زجر ہے جو صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ المخلفون یعنی جو لوگ اللہ کے قہر سے پیچھے چھوڑ دیئے گئے۔ اور رفاقت پیغمبر علیہ السلام سے محروم کر دیئے گئے۔ جب آپ اس سفر سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساتھ نہ جانے کے لئے کئی بہانے تراشیں گے مثلاً کہیں گے کہ حضرت ہمارے اموال اور

موضح قرآن ف ہاتھ ملاتے تھے قول کے وقت اول مسلمانوں کا قول ہوتا تھا۔ پھر جس بات کا تقید منظور ہوا لڑائیوں میں قول مرنے تک نہ بھاگنے کا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی آنانکہ در سفر حدیبیہ موافقت نہ کردند ۱۲۔

اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے ہم آپ کے ہمراہ نہ جا سکے، بیشک ہم سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے، اب آپ بھی ہم پر راضی ہو جائیں اور اللہ سے بھی
ہمارے لئے معافی کی درخواست کریں۔ تائید۔ یقولون ان بیوتنا عورۃ ط وما ھی بعورۃ (احزاب ع ۲) یقولون بالسنتھم جو بہانے وہ زبان سے بیان کر رہے
ہیں وہ حقیقت کے خلاف ہیں۔ نہ جانے کی اصل وجہ انہوں نے دلوں میں چھپا رکھی ہے، لیکن زبانوں سے اس کے خلاف کہہ رہے ہیں۔ اصل وجہ کا ذکر اگلی آیات میں آ رہا
ہے ۱۱ قل فمن یملک۔ یہ مفسَّر اور مفسِّر کے درمیان منافقین کے خیال کو رد کرنے کے لئے جملہ معترضہ ہے۔ فمن یملک لکم من اللہ ای من عذاب اللہ

قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ
لوگ تھے تباہ ہونے والے اور جو کوئی یقین نہ لائے ۱۳ اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے
اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
تیار کر رکھی ہے منکروں کیواسطے دہکتی آگ اور اللہ کیلئے ہے راج آسمانوں کا اور
الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ
زمین کا بخشے جس کو چاہے اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے اور
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا
ہے اللہ بخشنے والا مہربان اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے ۱۴ جب
انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ
تم چلو گے غنیمتیں لینے کو ف ۱ چھوڑ دو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ
چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا تو کہدے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلو گے یونہی
قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ
کہدیا اللہ نے پہلے سے پھر اب کہیں گے نہیں تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے کوئی نہیں
كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا ف کہہ دیجئے پیچھے رہ جانیوالے ۱۵ گنواروں
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ
سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے ف ۲
تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا
تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہوں گے پھر اگر حکم مانو گے دے گا تم کو اللہ بدلہ
حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ
اچھا اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار دے گا تمکو ایک عذاب

ما تخویف اخروی ۱۲۔

ما زجر برائے منافقین ۱۲۔

یعنی نفع وضرر اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر وہ تمہیں ضرر (تکلیف) میں ڈالنا چاہے تو اس سے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ اگر تم جہاد میں شریک نہ ہوگے تو تکلیف و مشقت سے بچ جاؤ گے (وہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں کو بھی مبتلائے عذاب کر سکتا ہے اور اگر وہ تمہیں نفع دینا چاہے تو بھی اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ میدان جہاد میں تیروں کی بارش میں بھی حفاظت کر سکتا ہے وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور پوری پوری جزا دے گا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ارادبکم نفعا سے پہلے من یمنع النفع مقدر ہے بقرینہ سیاق قالہ الشیخ قدس سرہ ۱۲ بل ظننتم۔ الآیۃ۔ یقولون بالسنتھم الخ کیلئے بمنزلہ تفسیر ہے۔ ان کے دلوں میں کچھ اور ہے لیکن زبانوں سے کچھ اور ہی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ اس خیال کی بناء پر سفر عمرہ میں آپ کے ہمراہ نہیں گئے تھے کہ مشرکین کے تمام قبائل مل کر پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کا وہیں خاتمہ کر دینگے اور ان میں سے کوئی بھی اپنے گھروں کو زندہ سلامت واپس نہیں آسکیگا۔ اس لئے اگر ہم بھی ان کے ہمراہ گئے تو ہم بھی مارے جائیں گے۔ اور اس خیال کو انھوں نے نہایت معقول سمجھا اور یہ بات ان کے دلوں میں جاگزیں ہوگئی اور وہ اس بدگمانی میں مبتلا ہوگئے کہ اللہ پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کی مدد نہیں کرے گا۔ اصل میں یہ لوگ تباہ شدہ اور عذاب الٰہی کے مستوجب ہیں۔ یہ سارے شکوک ان کے فساد عقیدہ اور سوء نیت سے پیدا ہو رہے تھے۔ قوما بورا ھالکین لفساد عقیدتکم وسوء نیتکم مستوجبین سخطہ تعالیٰ وعقابہ جل شأنہ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۰) ۱۳ ومن لم یؤمن الآیۃ۔ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان پیچھے رہ جانیوالوں کی طرح جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائیں
ان کے لئے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے، کیونکہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی یہی سزا ہے۔ وللہ ملک السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور
اس کائنات میں وہی متصرف و مختار ہے۔ وہ ایمان والوں اور معافی مانگنے والوں کو معاف فرماتا اور کفار و مشرکین اور منافقین کو سزا دیتا ہے اور وہ ایسا مہربان ہے

موضح قرآن ف جب مکہ سے پھرے وہاں ہی سے حکم ہوا خیبر پر چلو اور ان کے سوا کوئی ساتھ نہ چلے۔ مدینہ میں تین دن رہ کر ارادہ کیا جو لوگ پہلے سفر میں ڈر کر رہ گئے تھے اس سفر میں لالچ کو تیار ہوئے ان کو اللہ کا منع سنا دیا۔ خیبر میں یہود تھے جو جنگ احزاب میں قوموں کو چڑھا لائے تھے۔ ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی غنیمتہائے خیبر ۱۲ ف ۲ یعنی فارس و روم و این معنی در زمان حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض متحقق شد ۱۲۔

کہ توبہ کرنے والوں کو معاف فرما کر ان پر مزید مہربانیاں فرماتا ہے۔

ﻙﮯﮯﻙ سیقول المخلفون۔ یہ بھی منافقین کے لئے زجر ہے۔ مغانم سے غنائم خیبر مراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے بیعۃ الرضوان میں شریک ہونیوالوں سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ و اثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونہا۔ اور کلام اللہ سے یہی وعدہ الٰہی مراد ہے۔ معناہ ان یغیروا وعدہ لاھل الحدیبیۃ بغنیمۃ خیبر و ذلک انہ وعد ھم ان یعوضھم من مغانم مکۃ خیبر اذا قفلوا مرادعین لا یصیبون منہا شیئا۔ قالہ مجاھد وقتادہ وعلیہ علمۃ اھل التاویل (بحر ج ۸ ص ۹۳) یا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی غیر متلو کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو کہ غنائم خیبر خالصۃً اہل حدیبیہ کے لئے ہیں اور مخلفین کا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی جب آپ غزوۂ خیبر کے لئے روانہ ہوں گے تو منافقین اہل خیبر کی کمزوری کے پیش نظر آپ کے ساتھ اس غزوے میں شریک ہونے کی درخواست کریں گے کہ حضرت! ہمیں بھی اس مہم میں اپنے ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے اصل میں یہ درخواست اخلاص پر مبنی نہیں ہوگی بلکہ اس سے ان کا مقصد محنت و مشقت کے بغیر مال غنیمت حاصل کرنا ہوگا وہ اللہ کے اس فیصلے کو بدلنا چاہتے ہیں کہ غنائم خیبر صرف اہل حدیبیہ کے لئے ہیں۔ جب وہ درخواست کریں، تو آپ ان سے فرما دیں کہ تم اس غزوے میں ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جا سکو گے یعنی تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائیگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری حدیبیہ سے واپسی سے پہلے ہی یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ غنائم خیبر اہل حدیبیہ کے ساتھ

عَذَابًا اَلِيمًا (۱۶) لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ

دردناک ف۱ اندھے پر ف۲ تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ

تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۱ اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اسکے رسول کا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائیگا

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيمًا (۱۷) ع لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ

اسکو عذاب دے گا دردناک ف تحقیق اللہ خوش ہوا ف۱ ایمان والوں سے

اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے پھر معلوم کیا جو ان کے جی میں تھا

فَاَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا (۱۸)

پھر اتارا ان پر اطمینان اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک ف

وَّمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَّاْخُذُونَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۹)

اور بہت غنیمتیں جن کو لیں گے ف۲ اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَاْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ

وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تمکو

هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُونَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ

یہ غنیمت ف۳ اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے ف۴ اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا ایمان والوں

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (۲۰) وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا

کیواسطے اور چلائے تم کو سیدھی راہ ف ف۵ اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا (۲۱)

وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف ف۶

ع ۲ النصف ۱۰

ف۱ استثناء معذورین ۱۲۔ از عتاب ۱۲۔

ف۲ اعادہ بشارت مومنین ۱۲۔

ف۳ اعادہ بشارت دنیویہ ۱۲۔

موضح قرآن ف بڑی لڑائی حق تعالیٰ فرماتا ہے فارس کے لوگوں کی انکی سلطنت ہمیشہ سے زبردست رہی ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان ہوئے بن لڑے وہاں سے غنیمت بہت ہاتھ لگی ۱۲ منہ رح۔

ف۲ یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں ۱۲ منہ۔

ف۳ جب صلح کا سوال جواب تھا حضرت نے بھیجا مکہ میں حضرت عثمان کو یہاں خبر جھوٹی اڑی کہ ان کو مار ڈالا، حضرت نے فرمایا کہ اب مجھ کو لڑنا ان سے حلال ہوا کہ پہل انہوں نے کی اور وہ خبر جھوٹ تھی اور یہ بھی کہ اسی آدمی مکہ کے لشکر کے گرد آئے کہ اکیلے دکیلے کو ماریں وہ سب جیتے پکڑ لئے۔ اسپر حضرت نے ارادہ کیا لڑنے کا تو ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کہا کہ مجھ سے قول کرو کہ مرنے تک کوتاہی نہ کرو سب نے قول دیا۔ ایک منافق تھا جد بن قیس اس کے سوا کوئی نہ رہا وہ بیعت اللہ کے یہاں قبول پڑی۔ اللہ نے جانا جو ان کے دل میں تھا یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل اور انعام میں دیا یہ فتح خیبر اس سے مسلمان آسودہ ہوئے ۱۲ منہ رح ف۴ یہ بھی انعام میں داخل ہے حضرت نے فرمایا اس جگہ کا بیعت کرنیوالا دوزخ میں نہ جاویگا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ف۵ روکے لوگوں کے ہاتھ یعنی لڑائی نہ ہونے دی ۱۲ منہ رح

ف۶ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور مکہ کی فتح جو اسوقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی در تخلف از مثل این سفر ۱۲ ف۲ یعنی غنائم خیبر وغیر آن تا روز قیامت ۱۲ ف۳ یعنی غنائم خیبر ۱۲۔ ف۴ یعنی در حدیبیہ ۱۲ ف۵ یعنی کفار قریش جمع شدند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تشویشی رسانند خدا تعالیٰ دست ایشان را از قتال باز داشت و مہم بصلح انجامید ۱۲ ف۶ یعنی غنائم فارس و روم ۱۲۔

منتقل ہیں۔ ای من قبل ما جوعنا من الحدیبیۃ ان غنیمۃ خیبر لمن شھد الحدیبیۃ خاصۃ (قرطبی ج ۱۶ص ۲۷۱) فسیقولون الخ جب آپ ان کو ساتھ جانے کی اجازت نہیں دینگے تو وہ ازراہ جہالت تم پر حسد کا طعن دھریں گے کہ اصل میں تم ہمارا حسد کرتے ہو کہ مبادا یہ لوگ مال غنیمت میں ہمارے ساتھ حصّہ دار بن جائیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ منافقین محض جہل ونادانی کی وجہ سے تمہیں حسد کا طعن دینگے، کیونکہ اللہ تعالیٰ انھیں شریک نہ کرنے کا خود ہی فیصلہ فرما چکا ہے مگر یہ کم فہم اسے سمجھتے نہیں۔ سوائے دنیوی حرص اور لالچ کے انھیں سوجھتا ہی کچھ نہیں ف۱۵ قل للمخلفین حدیبیہ میں شریک نہ ہونے والوں کو غزوۂ خیبر میں شریک ہونے سے روک دیا گیا کیونکہ اس میں شرکت سے ان کے ایمان کا امتحان نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے ان سے وعدہ کیا گیا کہ عنقریب ہی تمہیں ایک نہایت ہی جنگجو اور بہادر قوم کے مقابلے میں جہاد کے لئے دعوت دی جائیگی تاکہ تم ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کرلیں او بمعنی الی ان ہے اور اس قوم سے اہل طائف مراد ہیں جن کا آپ نے ۸ھ میں غزوہ حنین کے بعد محاصرہ کیا تھا۔ یا اس سے ہوازن اور ثقیف مراد ہیں جن سے مقام حنین میں جنگ ہوئی اگر تم نے اس وقت اطاعت کی اور جہاد میں شریک ہو گئے تو اللہ تمہیں بہت اچھی جزا دے گا اور اگر حدیبیہ کی طرح اس میں بھی شریک نہ ہوئے تو تمہیں سخت ترین سزا دے گا۔ چنانچہ غزوہ خیبر کے بعد جن منافقین نے نفاق سے توبہ کرلی اور مخلصانہ ایمان لے آئے وہ ان بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ اور کوئی منافق ان میں شریک نہ ہوا۔ ان الذین غزوا بعد لم یغزوا حتی اخلصوا ولم یبقوا منافقین۔ واللہ تعالیٰ اعلم (روح ج ۲۶ ص ۱۰۲) ف۱۶ لیس علی الاعمیٰ۔ یہ لوگ معذور ہونے کی وجہ سے زجر وعتاب سے مستثنیٰ ہیں۔ اندھے۔ لنگڑے اور بیمار۔ جو لوگ پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں ان کے لئے جنت کی دائمی اور ابدی نعمتیں ہیں اور جو اطاعت سے اعراض کریں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حصّہ دوم

ف۱۷ لقد رضی اللہ۔ حصّہ اوّل کے مضامین میں سے بشارت مؤمنین کا اعادہ ہے۔ اور المؤمنین سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں جنہوں نے مقام حدیبیہ کے ایک درخت کے نیچے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ بیعت، بیعۃ الرضوان کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس بیعت میں شریک ہونیوالوں کے لئے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا پروانہ نازل ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کو اہل مکہ کے پاس اپنا پیغام دے کر بھیجا تھا۔ ان کی واپسی میں دیر ہوگئی اور یہ خبر پھیل گئی کہ مشرکین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا ہے جب یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا قتل عثمان کا فوری بدلہ لئے بغیر ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ آپ نے تمام صحابہ رضؓ کو بیعت کے لئے بلایا اور کیکر کے درخت کے نیچے چودہ سو جاں نثاروں اور سرفروشوں نے پورے اخلاص کے ساتھ میدان جہاد میں ثبات واستقلال بلکہ جان تک دیدینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبرح حتی نناجز القوم ودعا الناس الی البیعۃ، فبایعوہ علی ان یناجزوا قریشا ولا یفروا تحت الشجرۃ وکانت سمرۃ وکان عدد المبایعین الفا واربعمائۃ (مدارک ج ۴ ص ۱۲۲) ما فی قلوبھم یعنی ان کا ایمان واخلاص، صدق نیّت دین سے محبت اور مشرکین کے مقابلے میں شدّت وجلاوت (روح) السکینۃ۔ اطمینان اور ربط قلب۔ فتحا قریبا، فتح خیبر مغانم کثیرۃ غنائم خیبر۔ (بحر، روح، قرطبی، کبیر) اللہ تعالیٰ کو اصحاب شجرہ کی، ایمان واخلاص۔ صدق نیّت اور جذبۂ جاں نثاری کے ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنیکی ادا اس قدر پسند آئی کہ ان کے لئے اپنی رضاء وخوشنودی کا پروانہ نازل فرما کر ان کے اہل جنّت ہونے کا اعلان فرمادیا، کیونکہ آخرت میں رضائے الٰہی کا مظہر اور مقام جنت ہی ہے۔ آخرت میں اہل جنت کو جو سب سے بڑی نعمت حاصل ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے جس کا دوسرے مومنوں کے لئے جنت میں داخل ہونے کے بعد اعلان ہوگا مگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے رضائے خداوندی کا اعلان دنیا ہی میں کردیا گیا۔ فیا لہ من شرف۔ اور دنیا میں بھی انھیں ایک فتح قریب اور بہت سے اموال غنیمت (فتح خیبر اور غنائم خیبر) عطا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اور یہ وعدہ بہت جلد یعنی ماہ صفر ۷ھ، ہجری میں پورا ہوا اہل شجرہ سے اللہ تعالیٰ کی یہ رضامندی کوئی وقتی نہ تھی، بلکہ دائمی تھی، کیونکہ اس کی بنیاد ان کے ایمان واخلاص پر تھی اور ایمان واخلاص کو اللہ تعالیٰ نے ان کی صفت لازمہ بنا دیا تھا جو زندگی بھر ان سے جدا نہیں ہوسکتی تھی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ والزمھم کلمۃ التقوی (فتح ع ۳) اور سورۂ حجرات ع ۱ میں فرمایا ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم۔ الآیۃ۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس بیعت میں شریک تھے انمیں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد من الذین بایعوا تحتھا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳)

امام نووی رحؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپؐ کا انشاء اللہ کہنا محض بطور تبرک تھا نہ کہ بطور شک اس لئے علماء اہل سنّت نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب شجرہ میں سے قطعًا اور یقینًا کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ قال العلماء معناہ لا یدخلھا احد منھم قطعا کما صرح بہ فی الحدیث الذی قبلہ حدیث حاطب، وانما قال ان شاء اللہ للتبرک لا للشک (نووی شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۳) مغانم فتحا پر معطوف ہے یا اس کا ناصب وعدکم محذوف ہے بقرینہ ما بعد۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ وکان اللہ عزیزا حکیما ۵ اگر اللہ چاہتا تو صلح کے بجائے تمہیں قریش سے بھڑا کر غالب کرسکتا تھا، لیکن اس نے صلح کرادی جو اسکی حکمت بالغہ کی رو سے لڑائی کی نسبت اسلام اور اہل اسلام کے لئے زیادہ مفید اور نافع تھی۔ چنانچہ ہوا بھی ایسا ہی کما مر۔ اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو اعزازات نصیب ہوئے وہ کسی اور کو نہ مل سکے اول یہ کہ یہ بیعت ان کے قتل

کابدلہ لینے کیلئے لی گئی۔ دوم یہ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضؓ کے ایمان واخلاص اور ان کے جذبۂ ایثار وقربانی پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے بائیں ہاتھ کو حضرت عثمان رضؓ کا ہاتھ قرار دے کر اپنے دائیں ہاتھ پر ان کی طرف سے خود بیعت فرمائی، کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ اگر وہ یہاں زندہ موجود ہوتے تو ضرور بیعت کرتے اس طرح ان کو وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بیعۃ الرضوان کی فضیلت حاصل ہوگئی ۱۸ وعدکم اللہ۔ یہاں مغانم کثیرۃ سے وہ تمام اموال غنیمت مراد ہیں جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہوتے رہیں گے۔ ھی علی ما قال ابن عباس ومجاھد وجمھور المفسرین ما وعد اللہ تعالی المومنین من الغنائم الی یوم القیامۃ (روح ج ۲۶ ص ۱۰۹) اور ھذہ سے غنائم خیبر کی طرف اشارہ ہے ایدی الناس۔ ناس سے اہل خیبر اور ان کے حلفاء بنی اسد وغطفان مراد ہیں۔ اہل خیبر کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ایسا رعب ڈالدیا کہ انہیں مقابلے کی ہمت نہ ہوئی اور جب ان کے حلفاء بنی اسد وغطفان ان کی مدد کے لئے آئے تو وہ بھی مرعوب اور خوفزدہ ہو کر واپس چلے گئے (خازن، مدارک) یا اس سے اہل مکہ کے اسیّ آدمیوں کی وہ جماعت مراد ہے جو حدیبیہ کے دن ہتھیاروں سے لیس ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی۔ مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا اور آپ نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا (روح) ولتکون کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لتنتفعوا ولتکون (روح) و اُخریٰ یہ ھٰذہ پر معطوف ہے اور اسکا موصوف مقدر ہے ای مغانم اخری (مدارک، روح) غنائم خیبر جو بہت جلد تمہارے ہاتھ آنے والی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور غنائم ہیں جن پر تا حال تم قابض نہیں ہو سکے لیکن وہ اللہ کے احاطۂ اختیار وقدرت میں ہیں اور وہ ان پر بھی تمہیں قابض فرمائیگا۔ اس سے وہ فتوحات مراد ہیں جو خیبر کے بعد ہوئیں مثلاً حنین وغیرہ (قرطبی، روح) ہم نے پروانۂ خوشنودی عطا کرنے کے علاوہ تمہیں دنیوی نعمتوں سے بھی مالامال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے چنانچہ تمہیں بہت سے اموال غنیمت ملنے کا وعدہ دیا ہے جن میں سے یہ غنائم خیبر تو بہت جلدی تمہیں مل جائینگے اور اہل خیبر اور ان کے حلفاء کے ہاتھ تم سے روک دیئے جائینگے اور وہ تم سے لڑنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے تاکہ تم ان غنائم سے فائدہ اٹھاؤ اور ایمان والوں کیلئے یہ صدق پیغمبر علیہ السلام کی دلیل ہو اور تاکہ تمہیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ اور کچھ اور غنائم ہیں جن پر تم ابھی تک قابض نہیں ہو سکے وہ اللہ کے احاطۂ قدرت

۱ جنگ روکنے کی پہلی حکمت ۱۲

۲ جنگ روکنے کی دوسری حکمت ۱۲

۳ جنگ روکنے کی تیسری حکمت ۱۲

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ
اور اگر لڑتے تم سے ف۱ کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ
حمایتی اور نہ مددگار رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ
اور تو ہرگز نہ دیکھے گا اللہ کی رسم کو بدلتے اور وہی ہے جس نے روک رکھا انکے ہاتھوں

عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ
کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے بعد اس کے کہ

اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ
تمہارے ہاتھ لگا دیا ان کو اور ہے اللہ جو تم کرتے ہو دیکھتا ف۲ وہ یہی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ
لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو ۱۲ مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ
کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں

مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ
ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر انکی وجہ

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
سے خرابی پڑ جاتی بیخبری سے ف۲ کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿٢٥﴾
اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم منکروں پر عذاب دردناک کی ف۲

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ
جب رکھی منکروں نے ۲۲ اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد

موضح قرآن ف۱ یعنی اسیّ آدمی جو پکڑے گئے بیچ میں شہر مکہ کے یعنی قریب شہر کے گویا شہر کا بیچ ہی ہے ۱۲ منہ رحؒ ف۲ یعنی اس ماجرے میں ساری ضد اور بے ادبی کعبے کی انہیں سے ہوئی۔ تم باادب رہے۔ انہوں نے عمرے والوں کو منع کیا اور قربانی نہ پہنچنے دی۔ وہ جگہ قابل تھی کہ اسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح ہوتی مگر بعضے مسلمان چھپے ہوئے تھے مرد وزن اور بعضے کو جو آپ مسلمان ہونا مقدور تھا اس روز کی فتح مکے میں وہ پیسے جاتے آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے، تب اللہ نے مکہ فتح کر دیا۔

فتح الرحمن ف۱ اما تعریض است بآن قصہ کہ بعد انعقاد صلح ہفتاد تن از اوباش قریش خواستند کہ بے خبر بر صحابہ تاخت آرند صحابہ ہمہ را اسیر کردہ پیش آنحضرت آوردند و آنحضرت عفو فرمود واللہ اعلم۔ ظاہر نزدیک بندہ ضعیف آنست کہ این آیت بشارت است بفتح مکہ و آوردن لفظ ماضی را جہت تحقق وقوع بشارت است ۱۲ ف۲ یعنی تصدیق رؤیا بالفعل متحقق شد فتح عاجلا میسر گشتی ۱۲

میں ہیں ان پر بھی وہ تمہیں قابض فرمائیگا، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور کوئی چیز اسکی قدرت سے باہر نہیں ف ١٩ ولو قاتلکم الذین کفروا سے اہل مکہ مراد ہیں۔ صلح کے بجائے اگر کفار مکہ آپ سے برسرپیکار ہو جاتے تو انہیں شکست فاش ہوتی اور وہ میدان میں جم کر لڑنے کے بجائے پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ نکلتے اور کوئی مددگار اور حمایتی ان کو ذلت آمیز شکست سے نہ بچا سکتا۔ سنۃ اللہ۔ الآیۃ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور قدیم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کو دشمنوں پر غالب فرمایا کرتا ہے اور اس کا یہ دستور بدل نہیں سکتا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی (المجادلہ ع ٣) ف ٢٠ وھو الذی کف۔ الآیۃ۔ بطن مکہ سے مقام حدیبیہ مراد

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
پھر اتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور
اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ
قائم رکھا انکو ادب کی بات پر اور وہی تھے اس کے لایق اور اس کام کے اور
كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۟۲۶ ع لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ
ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف ٢١ اللہ نے ف ٢٢ سچ دکھلایا اپنے رسول کو
الرُّءْیَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
خواب تحقیق کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا
اٰمِنِیْنَ ۙ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ
آرام سے بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا ۟۲۷
پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے پھر مقرر کر دی اس سے ورے ایک فتح نزدیک
هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ
وہی ہے جس نے بھیجا ف ٢٤ اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اسکو
عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۟۲۸ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ
ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنیوالا محمد ف ٢٥ رسول اللہ کا
وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ
اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں ف ٢٦ کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ
تو دیکھے ان کو رکوع میں اور سجدے میں ف ٢٧ ڈھونڈتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشی
سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
نشانی ان کی ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ شان ہے ان کی

ع ٣
١١

ف ٢٢ ازالۂ شبہ متعلق بہ رؤیائے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ١٢

ف ٢٤ ترغیب بسوے توحید و اتباع پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ١٢

ف ٢٥ جلالت شان پیغمبر علیہ السلام و عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کہ بوساطت ایشان دین حاصل ہوا ١٢

ہے اور یہ اہل مکہ کے ان ستر اسی آدمیوں کی طرف اشارہ ہے جو ہتھیار پہن کر مقام حدیبیہ میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا، حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرکت سے درگذر فرمایا اور انہیں چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ یعنی اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی لطیف حکمت تھی کہ اس نے مقام حدیبیہ میں لڑائی نہیں ہونے دی حالانکہ مشرکین حملہ آور ہو چکے تھے اور تم ان پر غلبہ و قبضہ بھی حاصل کر چکے تھے، کیونکہ اگر لڑائی ہو جاتی تو پھر صلح معرض وجود میں نہ آتی جو بے شمار دینی برکات اور دنیوی منافع کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ یہ جنگ کو روکنے کی پہلی حکمت تھی ف ٢١ ھم الذین والھدی، کم ضمیر خطاب پر معطوف ہے معکوفا الھدی سے حال ہے یعنی رکی ہوئی۔ ان یبلغ محلہ یہ الھدی سے بدل الاشتمال ہے (روح) ان مشرکین نے تمہیں بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا۔ اور قربانی کے جانور جو مقام حدیبیہ میں رکے ہوئے تھے ان کو قربان گاہ یعنی مقام منیٰ میں پہنچنے سے روکا۔ اس لحاظ سے مشرکین مکہ مجرم اور ظالم ہیں، اور اس لائق نہیں تھے کہ انھیں معاف کیا جاتا اور ان سے جنگ نہ کیجاتی لیکن مکہ میں کچھ ایسے مسلمان مرد اور عورتیں موجود تھیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے، بصورت قتال وہ بیچارے بھی جنگ میں کچل دیئے جاتے اور بعد میں تمہیں اس پر افسوس اور پشیمانی لاحق ہوتی۔ اگر یہ مسلمان ان میں نہ ہوتے تو تمہیں اہل مکہ سے بھڑا کر تمہارے ہاتھوں ان کو قتل و قید کی صورت میں ہم دردناک سزا دیتے۔ یہ جنگ کو روکنے کی دوسری حکمت تھی۔ رجال مؤمنون الخ موصوف مبدل منہ لم تعلموھم صفت۔ ان تطؤھم بدل الاشتمال ہے یعنی مکہ میں ان کا ہونا بایں معنی کہ تمہارے پاؤں تلے ان کے کچلے جانیکا احتمال نہ ہوتا۔ فتصیبکم الخ تمہارے ان کو روندنے کی وجہ سے تمہیں دلی رنج ہوتا۔ اور تم تکلیف و مشقت میں پڑ جاتے۔ لو تزیلوا یہ بعد عہد کی وجہ سے لولا رجال الخ کا اعادہ ہے اور لعذبنا۔ لولا کا جواب ہے۔ اور لیدخل اللہ الخ درمیان میں ترک عذاب کی علت کا بیان ہے اور اس کا متعلق

موضح قرآن ف ایک ضد یہ کہ اب کی برس عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان ہجرت کر کے جاوے اس کو پھر بھیجو اور اگلے سال عمرے کو آؤ۔ تین دن سے زیادہ نہ ہو اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ۔ حضرت نے یہ سب قبول کر لیا ١٢ منہ رح ف اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب دین سے غالب کر دیا ایک مدت تک اور دلیل سے ہمیشہ غالب ہے

فتح الرحمٰن ف ١ یعنی جماعۂ از مسلمانان این صلح را کارہ بودند آخر الامر خدا تعالیٰ اطمینان را بدل ایشان انداخت تا برضی صلی اللہ علیہ وسلم رضا دادند ١٢۔

محذوف ہے کفہا لیدخل یا نترکنا العذاب لیدخل۔ یہ کفِ قتال کی تیسری حکمت ہے، یعنی جنگ کو روک کر اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ میں سے بہت بڑی تعداد کو اسلام کی توفیق عطا فرما کر اپنی رحمت میں لے لیا۔ (من الروح والمدارک)

۲۲ اذ جعل۔ الآیۃ۔ ظرف عذبنا سے متعلق ہے یعنی اگر ہم نے ان کو عذاب دینا ہوتا تو ہم مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان سے نہ روکتے اور ان کو اس وقت عذاب دیتے جب وہ جاہلیت کا کبر و غرور دلوں میں لئے غیر شریفانہ حرکات پر اتر آتے تھے، لیکن ہم نے ان کی نخوت اور حمیّت جاہلیت کی وجہ سے اپنے پیغمبر (علیہ السلام) اور مسلمانوں کو اشتعال میں آنے نہیں دیا اور ان کے دلوں پر سکون و اطمینان نازل کر کے ان کو پُروقار بنا دیا اور جنگ کرنے کا خیال ان کے دلوں سے نکال دیا اور کلمۂ تقویٰ کو ان کے لئے لازم کر دیا اور ان کے دلوں میں اس کو جاگزیں کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کلمۂ تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور اہل تھے اس لئے ان کو اس کے اختیار کرنے کی توفیق دی گئی اور مشرکین کو اس کے اختیار سے محروم کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ کون اس کا مستحق ہے۔ اور کون اس کا اہل نہیں کلمۃ التقوی سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کلمہ کے اختیار کرنے اور اس پر قائم رہنے کا حکم دیا، اس لئے انہوں نے مشرکین کے متکبرانہ رویے کے جواب میں سکون و وقار سے کام لیا اور کوئی ناشائستہ حرکت نہ کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں جوابی کارروائی کرنے کا کوئی حکم نہیں تھا۔ المراد بالزامہم ایاہا ثباتہم علیہا بترک الحمیۃ (مظہری ج ۹ ص ۴۴۳) یا کلمۃ التقوی سے جنگ نہ کرنے کا عزم مراد ہے یعنی اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون و اطمینان ڈال دیا اور ان کو آمادۂ پیکار نہ ہونے دیا۔ کیونکہ مسلمان ہی سکینہ و وقار کے لائق اور طمانیت قلب کے مستحق تھے۔

۲۳ لقد صدق۔ یہ ایک شبہہ کا جواب ہے، شبہہ یہ تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوتے اور سر منڈاتے اور بال کٹوائے آپ نے یہ خواب صحابہ رض کے سامنے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ یہ خواب آپ نے سفر عمرہ سے پہلے دیکھا تھا، اس لئے صحابہ رض نے یہی سمجھا کہ آپ کا خواب اسی سال پورا ہوگا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ آپ کو مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مقام حدیبیہ سے واپس ہونا پڑا تو جواب ارشاد فرمایا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا خواب دکھایا تھا اور وہ خواب لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ اراہ الرؤیا الصادقۃ (روح) تم نے یہ سمجھ لیا کہ خواب اسی سال پورا ہوگا، حالانکہ اس کیلئے سال کی کوئی تعیین نہیں کی گئی تھی۔ یہ خواب آئندہ سال پورا ہوگا اور تم سب بلا خوف و ہراس، امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے اور مناسک عمرہ بغیر کسی روک ٹوک کے ادا کرو گے اور مناسک عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے سر منڈاؤ گے اور بال کٹاؤ گے تحلیق کو تقصیر پر مقدم کر کے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ تحلیق، تقصیر سے افضل ہے۔ فعلم ما لم تعلموا الخ خواب کی تعبیر کے ظہور کی تاخیر میں جو حکمت ہے وہ تمہیں معلوم نہیں، لیکن اللہ کو معلوم ہے اور وہ یہ ہے کہ خواب کا مصداق ظاہر ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلد ایک فتح عطا فرمانا چاہتا ہے۔ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جو صلح حدیبیہ سے فوراً بعد ماہ صفر میں ہوئی تاکہ اس فتح سے مسلمانوں کے دل میں سکون پیدا ہو اور موعودہ فتح عظیم (فتح مکہ) کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ وھو فتح خیبر لتستروح الیہ قلوب المؤمنین الی ان یتیسر الفتح الموعود (مدارک ج ۴ ص ۱۲۴)

۲۴ ھو الذی۔ جواب شبہہ کے بعد توحید اور اتباع رسول کی ترغیب۔ الھُدیٰ۔ توحید، دین الحق۔ دین اسلام (مدارک) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام توحید اور دین اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ توحید اور دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب و فائق کرے اور اللہ تعالیٰ اس وعدے پر خود شاہد ہے اور وہ اس وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور اسکی جھلک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں دیکھ لی۔ دین اسلام نے گذشتہ ادیان کو منسوخ کر دیا، اسلام کو علمی اور دلائل کے اعتبار سے باقی دینوں پر غالب فرمایا اور جس غیر مسلم قوم نے مسلمانوں سے ٹکر لی اسے مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور کر دیا۔ لیعلیہ علی جنس الدین کلہ بنسخ ما کان حقا و اظہار فساد ما کان باطلا او بتسلیط المسلمین علی اھلہ اذ ما من اھل دین الا وقد قھرھم المسلمون (بیضاوی) دین اسلام کو اللہ نے اس اعتبار سے بھی باقی تمام دینوں پر غالب فرمایا کہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں مثلاً عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست، حکومت، عدالت وغیرہ کے مسائل کا جو حل اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے باقی تمام ازموں کے پروگرام سے بہتر اور سب پر فائق ہے۔ اسلامی نظام حیات کی باقی نظامہائے زندگی پر برتری اور فوقیت عقل و تجربہ کی روشنی میں ثابت ہو چکی ہے۔

۲۵ محمد رسول اللہ۔ جس عظیم الشان رسول کی وساطت سے دین حق کو غلبہ عطا کرنا ہے اس کے اسم گرامی کی تصریح اور ان جاں نثار اور سرفروش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب کا بیان جنہوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دین اسلام کو پھیلانے اور اسکو باقی دینوں پر غالب کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی تاکہ آنے والی نسلیں ان کے نقش قدم پر چلیں اور اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ محمد، مبتدا مقدر کی خبر ہے اور رسول اللہ عطف بیان ہے یا نعت یا بدل۔ اور یہ جملہ ھو الذی ارسل رسولہ الآیۃ کا بیان ہے ای ھو او ذلک الرسول المرسل بالھدیٰ و دین الحق محمد، علی ان الاسم الشریف خبر مبتدا محذوف و (رسول اللہ) عطف بیان او نعت او بدل، والجملۃ استئناف مبین لقولہ تعالیٰ (ھو الذی ارسل رسولہ) وھذا ھو الوجہ الارجح الانسب بالمساق کما فی الکشف (روح ج ۲۶ ص ۱۲۳)

۲۶ والذین معہ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں اس سے وہ صحابہ مراد ہیں جو صلح حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔ قال ابن عباس: اھل الحدیبیۃ اشداء علی الکفار، ای غلاظ علیہم کالاسد علی فریستہ۔ (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۲) یعنی وہ کافروں پر اس طرح سخت گیر ہیں جس طرح شیر

اپنے شکار پر۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔ وقال الجمہور جمیع اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالےٰ عنہم (روح) وکون الصفات فی جملۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو الاشبہ (قرطبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رض کی شان یہ ہے کہ کافروں پر وہ بہت سخت ہیں، دین کے معاملے میں کفار کیلئے رأفت و رحمت کا جذبہ ان کے دامنگیر نہیں ہوتا، جب وہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو کفر کی حمایت میں میدان کارزار میں اپنے سامنے دیکھتے ہیں تو شیر کی طرح ان پر جھپٹ پڑتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے کیلئے نہایت مہربان اور رحمدل ہیں۔ اسلام نے ان کو ایک

فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ
توراۃ میں اور مثال ان ک کی انجیل میں جیسے کھیتی نے نکالا
شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ
اپنا پٹھا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی نال پر خوش لگتا ہے
الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
کھیتی والوں کو وا تاکہ جلائے ان سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے ولا اللہ نے ان کو جو یقین لائے ہیں اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ ع
کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا ول

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورہ حجرات لے مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے وا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
اے ایمان والو ولا آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اسکے رسول
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ سنتا ہے جانتا ہے وا اے ایمان
اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا
والو ولا بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر اور اس
تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ
سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو
اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ
جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ولا جو لوگ ولا دبی آواز سے

مع ۱۰ ع ۱۳

۱ بشارت اخروی برائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۲ ۔ ۲ پہلا قانون معاشرت ۱۲ ۔ ۳ دوسرا قانون معاشرت ۱۲ ۔ ۴ بہ بشارت اخرویہ ۱۲ ۔ ۵ وعید برائے اعراب ۱۲ ۔

ایسی دینی برادری اور اخوت کے سلسلے میں جوڑ دیا ہے کہ ان کی باہمی محبت والفت اور شفقت و رحمت حقیقی بھائیوں کی محبت و شفقت سے بھی زیادہ مضبوط اور گہری ہے اور زمانۂ جاہلیت کی عداوتیں اور دشمنیاں ان کے دلوں سے حرف غلط کی طرح محو ہو چکی ہیں۔ اس آیت نے ان لوگوں کی آرزوں کو خاک میں ملا دیا جو بے اصل اور باطل تاریخی روایتوں کی بناء پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان باہمی بغض و عداوت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رغم انف الروافض الذین یزعمون ان اصحاب محمد کانوا یتباغضون بینھم (مظہری ج ۹ ص ۳۶) ۲۷ تراھم رکعا۔ یہ صحابہ رض کی کثرت نماز کی طرف اشارہ ہے کہ تو اکثر ان کو نماز میں مصروف پائیگا۔ اور پھر نماز سے ان کا مقصود ریاکاری نہیں، بلکہ وہ اللہ کے فضل و رحمت اور اسکی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ ان کے صدق نیت اور اخلاص باطن کی شہادت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام کس قدر بلند ہے کہ خود اللہ تعالیٰ گواہی دے رہا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں محض میری رضا جوئی اور خوشنودی کی خاطر کر رہے ہیں۔ وکفی بذلک شرفا۔ سیماھم الخ ان کے صدق و اخلاص کی علامات انکے

موضح قرآن ف۱ جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر کرآوے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ ہے ان کا بانا یعنی تہجد کی نمازوں سے صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے۔ حضرت کے اصحاب اور لوگوں میں پہچانے پڑتے چہرے کے نور سے اور کھیتی کی کہاوت یہ کہ اول ایک آدمی تھا اس دین پر پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرت کے وقت اور خلیفوں کے وقت اور یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان لاتے ہیں اور بھلے کام کرتے حضرت کے اصحاب سب ایسے ہی ہیں مگر خاتمے کا اندیشہ چاہیے۔ حق تعالیٰ بندوں کو ایسی خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں مالک سے اتنی شاباش بھی غنیمت ہے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی مجلس میں اگر کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ کیا فرماویں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دے بیٹھو ۱۲ منہ رح ف۳ اس سورہ میں حق تعالیٰ نے آداب سکھائے رسول کے اور آپس کے۔ ایک ادب یہ ہے کہ مجلس میں شور نہ کرو کہ حضرت کی بات سنی نہ جاوے دوسرا یہ کہ خطاب کرو ادب سے گھک کر نہ بولو ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ حاصل این مثل آنست کہ اسلام در اول حال ضعیف بود و مسلمانان کم بودند رفتہ رفتہ غالب و بسیار شدند ۱۲ ف۲ خدا تعالیٰ این سورہ برائ تعلیم ادب فرود آورد کہ از حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در امر و نہی پیش دستی نکنند و با آنحضرت باواز بلند خطاب نکنند و اگر فاسق چیزی گوید بغیر تفتیش حال مقتضائ عزیمت نمایند و در صورتیکہ میان ایشان خانہ جنگی واقع شود اصلاح آن بجہ قسم کنند و از استہزاء بایکدیگر و لقب بد نہادن و غیبت کردن و ظن بد مقرر کردن و بعلو نسب بر دیگران فخر کردن منع کرد و ضعیف الایمان را بر ضعف ایمان تنبیہ فرمود ۱۲

چہروں میں، کثرتِ سجود اور عبادت پر مداومت کی برکت سے، نورانیت، وقار اور خشوع و تواضع کی صورت میں نمایاں ہیں قال قوم هو السمت الحسن والخشوع والتواضع وهی روایة الوالبی عن ابن عباس (مظہری) اس سے ماتھے کا وہ نشان مراد نہیں جو اکثر نمازیوں کی پیشانیوں پر نمودار ہوجاتا ہے جسے عرفِ عام میں ماتھے کا محراب کہتے ہیں کیونکہ، یہ نشان کوئی حقیقی علامت نہیں ہے ذلك مثلهم الخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ اوصاف جو اُوپر بیان کئے گئے ہیں اسی طرح تورات میں بھی مذکور ہیں۔

۲۸ ومثلهم فی الانجیل۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے ایک تمثیل ہے۔ کزرع مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ ای هم کزرع یعنی انکی مثال ایسی ہے۔ جیسے کھیت میں ایک پودا پھوٹتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا کمزور تنا مضبوط ہوجاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ تنا اس قدر موٹا ہوجاتا ہے کہ پودا اس پر کھڑا ہوجاتا ہے تو کاشتکار اور کھیت کے مالک اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ یہی مثال صحابہ رض کی ہے کہ ابتداء اسلام میں بہت کم تھے پھر ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہانتک کہ ایک نہایت مضبوط اور مستحکم جماعت معرض وجود میں آگئی جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے۔ وهو مثل ضربه الله تعالیٰ للصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم بدء الاسلام ثم کثروا واستحکموا فترقی امرهم یوما فیوما بحیث اعجب الناس (روح ج ۲۶ ص ۱۲۷) یغیظ الخ اس کا متعلق محذوف ہے ای فعل الله هذا المحمد صلی الله علیه وسلم واصحابه یغیظ بهم الکفار (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۵) اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رض کو ضعف کے بعد قوت عطاء فرمائی اور قلّت کے بعد ان کی جماعت میں اس قدر اضافہ فرمایا کہ وہ ایک ناقابل تسخیر قوت بن گئے، تاکہ کفار و مشرکین حسد اور غیظ و غضب کی آگ میں جل اٹھیں۔

۲۹ وعد الله الآیة۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے بشارت اخروی ہے اور منهم میں مِنْ تبعضیہ نہیں، بلکہ مؤکدہ ہے یا بیانیہ۔ من مؤکدة للکلام و المعنی وعدهم الله کلهم مغفرة و اجرا عظیما (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۶) ابن عطیة وقوله منهم، لبیان الجنس ولیست للتبعیض لانه وعد مدح الجمیع (بحر ج ۸ ص ۱۰۳)

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ جس شخص کے دل میں کسی صحابی کے بارے میں ذرّہ بھر بغض ہوگا وہ لیغیظ بهم الکفار کا مصداق ٹھہرے گا۔ قال مالك من اصبح من الناس فی قلبه غیظ من اصحاب رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد اصابته هذه الایة (روح ج ۲۶ ص ۲۲۸) تمام صحابہ رض عدول و ثقات ہیں، ان کی دیانت و امانت شک و شبہ سے بالا ہے، وہ سارے کے سارے اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ کی ساری مخلوق سے برگزیدہ ہیں۔ اہل سنت کا یہی مسلک ہے۔ فالصحابة کلهم عدول، اولیاء الله تعالیٰ و اصفیائه وخیرته من ائمة هذه الامة (قرطبی ج ۱۶ ص ۲۹۹)

سورۂ فتح میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات؛

۱۔ انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ــــ تا ــــ وتسبحوه بکرة واصیلا ۞ نفی شرک ہر قسم۔
قل فمن یملك لکم من الله۔ الآیة نفی شرک فی التصرف۔
ولله ملك السمٰوٰت والارض۔ الآیة۔ نفی شرک فی التصرف۔

سورۂ الحجرات

ربط سورۂ فتح میں اعلان فتح کے بعد سورۂ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے لئے آداب بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ حصہ اوّل میں آداب پیغمبر علیہ السلام۔ تنویر مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔ حصہ دوم میں اعراب پر شکوی اور بیان توحید بر سبیل ترقی سورہ محمد میں فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر سورہ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے اور کوئی نہیں یہ حجرات کے آخر میں فرمایا ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض

تفصیل

اس سورت کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر ان اللہ علیم خبیر o تک ہے اور دوسرا حصہ قالت الاعراب سے لیکر آخر سورت تک ہے۔

پہلا حصہ

اس میں سات معاشرتی قوانین مذکور ہیں جن میں سے پہلے دو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے متعلق ہیں اور باقی پانچ عام معاشرہ سے متعلق ہیں۔ پہلا قانون یا یہا الذین اٰمنوا لا تقدموا۔ الآیۃ۔ اے ایمان والو! اللہ اور رسول صلعم کی اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو۔ دوسرا قانون یا یہا الذین اٰمنوا لا ترفعوا ــــ تا ــــ واجر عظیم o پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گفتگو کرتے وقت تمہاری آواز آپؐ کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے اور آپؐ کی مجلس میں پست آواز میں گفتگو کرو۔ ان الذین ینادونک ــــ تا ــــ واللہ غفور رحیم o یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے آپؐ کے حجرات مبارکہ سے باہر کھڑے ہو کر آپؐ کو بلند آواز سے پکارنا شروع کیا۔ تیسرا قانون۔ یا یہا الذین اٰمنوا ان جاءکم۔ الآیۃ کسی خبر کی بناء پر کوئی اقدام کرنے سے پہلے اس کی پوری تحقیق کر لو۔ تاکہ بعد میں اپنے اقدام پر پشیمان ہونا پڑے۔ واعلموا ان فیکم رسول اللہ ــــ تا ــــ واللہ علیم حکیم o یہ قانون اوّل سے متعلق ہے یعنی تم پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے نہ کہ آپؐ پر تمہاری اطاعت۔ چونکہ تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب کرنا، کفر وفسق اور عصیان سے تمہیں دور رکھنا مقصود ہے اس لئے تم پر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت فرض کی گئی ہے۔

چوتھا قانون۔ وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا ــــ تا ــــ لعلکم ترحمون o اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ اگر دونوں میں سے کوئی ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس سے قتال کرو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کے سامنے جھک جائے۔ پانچواں قانون یا یہا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم۔ الآیۃ۔ آپس میں ایکدوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ، نہ ایکدوسرے کے عیبوں کا طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کا نام بگاڑو۔

چھٹا قانون یا یہا الذین اٰمنوا اجتنبوا ــــ تا ــــ ان اللہ تواب رحیم o کسی کے بارے میں بلا وجہ بدگمانی نہ کرو۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو اور کسی کی پس پشت بدگوئی (غیبت) نہ کرو۔ ساتواں قانون۔ یا یہا الناس انا خلقنٰکم۔ الآیۃ۔ شرف نفس پر فخر نہ کرو، عظمت شان کا مدار نسب نہیں، بلکہ ایمان و تقویٰ ہے۔

دوسرا حصہ

قالت الاعراب اٰمنا۔ الآیۃ۔ یہ ان دیہاتیوں پر زجر ہے جنہوں نے اپنے ایمان کا اظہار کر کے پیغمبر علیہ السلام پر احسان کرنا چاہا۔ فرمایا ایمان کامل یہ ہے کہ ایمان کے بعد شک پیدا نہ ہو اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کیا جائے اور پھر یہ تمہارا کونسا احسان ہے۔ احسان تو اللہ تعالیٰ کا ہے جس نے تمہیں ایمان کی راہ دکھائی اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی۔ چونکہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لئے اس کے سوا کوئی معبود اور پکارے جانے کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

پہلا حصہ

۲ ۵ یا یہا الذین اٰمنوا لا تقدموا۔ الآیۃ۔ بشارت فتح کے بعد آداب و قوانین کا بیان ہے تاکہ نظم ونسق درست رہے۔ یہ پہلا قانون ہے جو باقی قوانین

کی بنیاد اور اساس ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ص کے آگے پیشقدمی نہ کرو یعنی اللہ و رسول کے احکام کی مخالفت نہ کرو بلکہ انکی اطاعت کرو۔ المراد النھی عن مخالفۃ الکتاب و السنۃ (روح ج ۲۶ ص ۱۳۲) اور اللہ سے ڈرو یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے تمہارے اقوال و افعال سے وہ اچھی طرح باخبر ہے، وہ مطیع و عاصی کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا اور سزا دے گا۔ یہ قانون تمام قوانین کا اصل الاصول ہے کیونکہ تمام قوانین اللہ و رسول ص کے احکام ہی تو ہیں ۳ یا یھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا۔ یہ دوسرا قانون ہے اور اس میں

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ
بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے دل کو

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ٣ اِنَّ
جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کیواسطے ان کے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا جو

الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ٤
لوگ پکارتے ہیں تجھ کو ف۱ دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے ف

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَ
اور اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا ان کی طرف تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور

اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲ اے ایمان والو ف۳ اگر آئے تمہارے پاس

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا
کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو

عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ٦ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ
اپنے کئے پر لگو پچھتانے ف۴ اور جان لو ف۵ کہ تم میں رسول ہے

اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں تو تم پر مشکل پڑے پر اللہ نے

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ
محبت ڈالدی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اسکو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈالدی تمہارے

الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ٧
دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٨ وَاِنْ
اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ف۳ اور اگر

منزل ۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور آپکی مجلس میں باہم باتیں کرنے کا ادب سکھایا گیا ہے فرمایا جب تم پیغمبر علیہ السلام سے گفتگو کرو تو تمہاری آواز آپ ص کی آواز سے اونچی نہ ہونے پائے، بلکہ تمہاری آواز آپ ص کی آواز سے پست رہے۔ نیز جب تم آپ ص کی مجلس میں باہم باتیں کرو تو اس وقت بھی پست آواز سے باتیں کرو اور تمہاری آوازیں آپ کی مجلس میں بلند نہ ہونے پائیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ آپ سے خطاب کرتے وقت بلند آواز سے باتیں نہ کرو جس طرح تم آپس میں ایکدوسرے سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہو۔ اور آپکو آپ کے نام سے بھی نہ پکارو بلکہ اوصاف سے پکارو جس طرح بادشاہوں کے درباروں میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔ یہ بادشاہوں کے درباروں کے آداب میں سے ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بادشاہوں کے بھی مقتداء ہیں یہ بات آپ کی مجلس کے بھی آداب میں سے ہے۔ یعنی لا ترفعوا اصواتکم عندہ ولا تنادوہ کما ینادی بعضکم بعضا بان تخاطبوہ باسمہ اوکنیتہ بل یجب علیکم تبجیلہ وتعظیمہ ومراعاۃ اٰدابہ وخفض الصوت بحضرتہ وخطابہ بالنبی والرسول ونحو ذلک (مظہری ج ۹ ص ۴۱) کانہ قیل لا ترفعوا اصواتکم فوق صوتہ اذا نطق ونطقتم ولا تجھروا لہ بالقول اذا سکت وتکلمتم (روح ج ۲۶ ص ۱۳۵) ان تحبط الخ یہ ماقبل کی علت ہے اور لا ترفعوا اور لا تجھروا کا علی سبیل التنازع مفعول لہ ہے وان تحبط مفعول لہ والعامل

۱ زجر مع بعد اب ۱۲

۲ تیسرا قانون ممانعت نشتے ۱۲

۳ متعلق بہ قانون اول ۱۲

۴ چوتھا قانون سماعت ۱۲

موضح قرآن ف۱ بنی تمیم آئے ملنے کو حضرت گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے چاہیئے آدمی کی زبانی خبر کرنا ۱۲ منہ رح ف۲ ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں بیر تھا۔ یہ ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا مدینہ میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی۔ حضرت ان پر فوج بھیجنے پر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں۔ فاسق وہ جس پر بے شرع کام عیاں ہوں ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی تمہاری مشورت قبول نہ ہو تو برا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر اس میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے کس کس کی بات پر چلے ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید این تعریض است بحال قومی از بنی تمیم کہ بجہت مہمی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدند و چون در مسجد نیافتند و نمیدانستند کہ در کدام حجرہ تشریف دارند نزدیک حجرہ ہا باواز بلند ندا کردن شروع کردند واللہ اعلم ۱۲۔

نیہ ولا تجہروا علی مذہب البصریین فی الاختیار ولا ترفعوا علی مذاہب الکوفیین فی الاختیار (بحر ج ۸ ص ۱۰۶) مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رفع اصوات اور شور وغوغا سے آپ کی اذیت کا اندیشہ ہے اور آپکو اذیت دینا کفر اور حبط اعمال کا موجب ہے۔ گویا یہ نہی سدِ ذریعہ کے طور پر ہے اور یہ ضروری نہیں کہ رفع صوت اور ہر جہر موجب ایذار سول ﷺ ہو۔ کیونکہ یہ صرف اسی وقت ہوگا جب رفع صوت اہانت و استخفاف کے طور پر ہو۔ النھی عن الفعل المعلل باعتبار التأدیۃ لان فی الجھر والرفع استخفافا قد یؤدی الی الکفر المحبط وذلك اذا انضم الیہ قصد الاھانۃ وعدم المبالاۃ (بیضاوی) فورد النھی عما ھو مظنۃ لاذی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سواء وجد ھذا المعنی اولا ھدما للذریعۃ وحسما للمادۃ (روح، ج ۲۶ ص ۱۳۶) (٤) ان الذین یغضون۔ یہ آواز پست رکھنے والوں کے لئے بشارت اخرویہ ہے۔ امتحن اللہ الخ اللہ نے ان کے دلوں کو امتحان و ابتلا میں ڈال کر غل وغش اور کھوٹ سے پاک اور نکھار کر کے ان کو تقویٰ اور خوفِ خدا کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ قال الفراء ای اخلصھا للتقوی وقال ابن عباس طھرھم من کل قبیح، وجعل فی قلوبھم الخوف من اللہ والتقوی (قرطبی ج ۱۶ ص ۳۰۸) جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے سامنے آواز پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ سے لبریز کر دیا ہے اور آداب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس اور لحاظ ان کے دلوں کی اسی قلبی کیفیت ہی کا نتیجہ ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے گناہوں کی معافی ہے اور ان کے لئے بہت بڑا اجر و ثواب ہے (٥) ان الذین ینادونك۔ یہ دیہاتیوں کی ایک جماعت پر زجر ہے۔ بنی تمیم کے اعرابیوں کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ جب وہ لوگ مسجد نبوی میں پہنچے اس وقت آپ اپنے کسی حجرے میں تشریف فرما تھے انہوں نے آپ کی حجرۂ شریفہ سے باہر تشریف آوری کا انتظار کئے بغیر ہی باہر سے یا محمد اخرج الینا کہنا شروع کر دیا یعنی اے محمد! آپ باہر آئیں۔ ان کی تنبیہ کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں (روح) جو لوگ حجروں سے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دیتے ہیں ان میں اکثر نادان ہیں اور آدابِ نبوت سے بے خبر ہیں۔ اگر وہ ذرا صبر و تحمل سے کام لیتے اور آپ ﷺ کی باہر تشریف آوری کا انتظار کرتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر بات تھی جس کی وجہ سے ان کا وقار اور انکی عزت بھی قائم رہتی اور وہ ثواب کے مستحق بھی ہوتے۔ لیکن بے خبری اور نادانی میں جب کسی سے کوئی گناہ ہو جائے اور علم کے بعد انسان اس سے اجتناب کرے، تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یہ اسکی انتہائی رحمت اور مہربانی ہے۔

(٦) یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم۔ یہ تیسرا قانون ہے کہ جب تمہیں کسی قوم کے بارے میں مخالفت کی خبر ملے تو اس کے خلاف کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے اس خبر کی پوری تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں تمہیں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہونا پڑے۔ ان تصیبوا ای لئلا تصیبوا او کراھیۃ ان تصیبوا (روح) بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ رضؓ کو بنی مصطلق میں صدقات وصول کرنے کا کیلئے بھیجا۔ جب بنی مصطلق کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ استقبال کے لئے گاؤں سے باہر نکل آئے۔ اسلام سے پہلے ان کے اور ولید بن عقبہ رضؓ کے درمیان مخالفت تھی۔ انہوں نے سمجھا شاید یہ لوگ مجھے مارنے پر آمادہ ہیں چنانچہ وہیں سے واپس آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا ماجرا بیان کیا لیکن تحقیق حال کے بعد حقیقت اس کے برعکس نکلی اور ولید بن عقبہ رضؓ کو محض غلط فہمی ہوئی تھی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ غلط نتیجہ نکالا کہ اس آیت میں ولید بن عقبہ رضؓ کو فاسق کہا گیا ہے۔ لیکن یہ بات کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اوّل اس لئے کہ جن روایتوں میں ولید بن عقبہ رضؓ کا نام مذکور ہے ان میں سے کوئی روایت بھی صحیح اور جرح سے خالی نہیں وہ سب روایتیں منقطع ہیں (العواصم۔ حواشی از محب الدین خطیب) دوم صحیح روایت سے ثابت ہے کہ فتح مکہ کے دن ولید بن عقبہ رضؓ خود دس سالہ بچوں میں تبریک کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے، آپ نے سب کے سروں پر ہاتھ پھیرا مگر ان کے سر پر ہاتھ نہ پھیرا، کیونکہ ان کے سر میں خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگی تھی اور وہ آپ کو ناپسند تھی۔ جو شخص فتح مکہ کے دن بچوں میں شامل ہے وہ چند ماہ بعد اس قابل کس طرح ہو گیا کہ اسے بنی مصطلق میں عامل بنا کر بھیجدیا گیا۔ عن الولید بن عقبۃ قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکۃ جعل اھل مکۃ یأتونہ بصبیانھم فیمسح علی رؤسھم ویدعولھم فجئ بی الیہ وانی مطیب بالخلوق ولم یمسح علی رأسی ولم یمنعہ من ذلك الا ان امی خلقتنی بالخلوق فلم یمسنی من اجل الخلوق (مسند احمد ج ۴ ص ۳۲، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۵۷۶) سوم اس لئے کہ یا ایھا الذین امنوا میں خطاب عام مومنین سے ہے اور فاسق سے بھی عام فاسقین مراد ہیں اور فاسق کا ذکر مبالغہ فی الحکم کے لئے ہے یہ مقصود نہیں کہ جس قصہ میں اسکا نزول ہوا ہے اس سے متعلق شخص کو فاسق کہا گیا ہے لہذا اس سے حضرت ولید رضؓ کا فاسق ہونا لازم نہیں آتا۔ افادہ الشیخ التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(٧) واعلموا ان فیکم۔ یہ پہلے قانون سے متعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہ کرو۔ آپ پر تمہاری اطاعت ضروری نہیں، بلکہ تم پر آپ کی اطاعت لازم و فرض ہے۔ اگر پیغمبر علیہ السلام تم میں سے ہر ایک کے مشورے پر عمل کرنے لگیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے بعض خلاف صواب مشوروں پر عمل کرنے کی وجہ سے تم کئی مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اس لئے تم آپ کے احکام کی پیروی کرو اور اپنی ہر بات منوانے پر زور نہ دو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی مصطلق کے ارتداد کی خبر ملی جو خلافِ واقع تھی۔ اس وقت بہت سے صحابہ رضؓ نے یہ رائے دی کہ فوراً ان پر چڑھائی کرنی چاہیئے، لیکن آپ نے پہلے کشف حقیقت اور تحقیق حال کا حکم فرمایا اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ولکن اللہ الخ ان کی طرف سے اس فوری اقدام کے مشورے کا عذر بیان کیا گیا ہے کہ ایمان سے فرط محبت اور کفر و عصیان سے دلی نفرت کی وجہ سے انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا مگر حقیقت میں صحیح اقدام وہی تھا جس کا پیغمبر علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ تحقیق حال سے پہلے حملہ نہ کیا جائے۔ ومعنی الایۃ لکن ما صدر منکم من ترک التثبت انما کان لحبکم الایمان وبغضکم الکفر فلا لوم علیکم ولا اثم (مظہری ج ۹ ص ۷۴) استدراك ببیان عذرھم وھو ان فرط حبھم الایمان وکراھتھم الکفر

حملهم علی ذٰلك (بیضاوی) حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ لکن معنی موضوع لہ کے اعتبار سے ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہوسکتا اس لئے سباق وسباق کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا کہ لیکن اللہ تعالیٰ کو تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنانا اور تمہیں کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کرنا مقصود ہے اس لئے اس نے تم پر پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت فرض کی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہایت بلند مناقب بیان فرمائے ہیں۔ ایمان کو ان کے دلوں کا محبوب بنا دیا اور ایمان سے ان کے دلوں کو منوّر و مزین فرما دیا۔ اور ان کے دلوں کو کفر اور فسوق وعصیان سے متنفر کر دیا۔ پھر فرمایا یہ لوگ ہی درحقیقت رُشد و ہدایت کی راہ پر گامزن ہیں۔ اور یہ ان پر اللہ کا فضل و انعام ہے کہ اس نے ان کو ایمان کے اس بلند مقام پر فائز فرمایا یہ سب کچھ ان کے ایمان و اخلاص، اطاعت و جاں نثاری اور ظاہر و باطن کی سچائی کا ثمرہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں **ف۵** وان طائفتٰن۔ یہ چوتھا قانون ہے پیغمبر علیہ السلام کی اطاعت کے بعد تم پر لازم ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کی کوشش کرو، تاکہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق قائم رہے۔ اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو ان کے درمیان صلح صفائی کرادو۔ اگر دونوں میں ایک جماعت پند و نصیحت کو قبول نہیں کرتی اور صلح پر آمادہ نہیں ہوتی، بلکہ ناحق زیادتی پر اتر آتی ہے تو اس باغی جماعت سے یہاں تک قتال کرو کہ وہ اللہ کے حکم یعنی صلح پر آمادہ ہو جائے۔ اگر باغی جماعت صلح پر آمادہ ہو جاتے تو دونوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور کسی پر زیادتی نہ ہونے دو۔ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے **ف۹** انما المؤمنون۔ یہ ماقبل سے متعلق ہے اور اصلاح احوال کی ترغیب و تلقین ہے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان اسلامی اخوت کا جو رشتہ ہے وہ ناقابل انقطاع ہے۔ اس لئے اگر دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کبھی تلخی پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کرنیکی کوشش کرو اور اسے ہوا دینے کی کوشش نہ کرو۔ اور ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو اور مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے میں کبھی کوتاہی اور سستی نہ کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو **ف۱۰** یایہا الذین اٰمنوا لا یسخر۔ الآیۃ۔ یہ پانچواں قانون ہے جس میں معاشرت کے کئی آداب ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل یہ کہ مردوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی تحقیر و توہین نہ کریں اور ان کا مذاق نہ اڑائیں اور نہ ان کے عیوب و نقائص کو اس انداز میں بیان کریں جس سے ان کی تحقیر ہو اور وہ لوگوں کے لئے ہنسی مذاق بن جائیں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جن کا وہ مذاق اڑائیں وہ ایمان و عمل صالح کی وجہ سے خدا کے نزدیک ان سے بہتر ہوں۔ اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

دو فریق ف۸ مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ

پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو اس چڑھائی والے سے

حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا

یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرادو ان میں

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا

برابر اور انصاف کرو بے شک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۱ مسلمان

الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا

جو ہیں سو بھائی ہیں ف۹ سو ملاپ کرادو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو

اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ

اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو اے ایمان والو ف۱۰ ٹھٹھا نہ کریں

قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ

ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا

دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں اُن سے اور عیب نہ لگاؤ

اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

ایک دوسرے کو اور نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے بُرا نام ہے گنہگاری

بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

پیچھے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف ف۲ ف۱

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ

اے ایمان والو بچتے رہو ف۱۱ بہت تہمتیں کرنے سے مقرر

ع ۱۳ - الثلثۃ

۱؎ متعلق بہ قانون چہارم اصلاح احوال کی ترغیب ۱۲۔

۲؎ پانچواں قانون معاشرت ۱۲۔

۳؎ چھٹا قانون معاشرت ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی جب حکم شرع کے تابع ہوں تو انصاف سے صلح کرا دو، ایک کی طرفداری نہ کرو یہ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ ف۲ جہاں کسی پر برا نام پڑ گیا فاسق آگے تھا مومن اس پر عیب لگایا نہ لگا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بگناہی کہ در جاہلیت کردہ باشند بعد از اسلام نشان مند نباید ساخت ۱۲۔

مسلمان بہنوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ ہوسکتا ہے کہ جن کی تحقیر کر رہی ہوں وہ اللہ کے نزدیک ان سے بہت بہتر ہوں۔ اور جو اپنے سے بہتر ہو اس کو حقیر سمجھنا بہت بڑا جرم ہے، بلکہ ایک مسلمان کی یہ شان ہی نہیں۔ دوم ولا تلمزوا انفسکم، انفسکم سے مومنین مراد ہیں گویا تمام مسلمان ایک جان کی مانند ہیں اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو طعنہ دیتا ہے گویا وہ خود اپنی ذات کو طعنہ دے رہا ہے یعنی ایک دوسرے کو طعنے مت دو۔ اور اگر کسی میں کوئی عیب دیکھو تو اچھے طریقے سے اسکی اصلاح کرو۔ لا یعب بعضکم بعضا او اشارۃ لان المؤمنین کنفس واحدۃ فمتی عاب المؤمن المؤمن فکانہ عاب نفسہ (روح ج ۲۶

بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ
بعض تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک
بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا
دوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم میں سے کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو
فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾
سو گھن آتا ہے تمکو اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بے شک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ف۱
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَ
اے آدمیو ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور
جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو تحقیق عزت ف۲ اللہ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ
کے یہاں اسی کو بڑی جسکو ادب بڑا اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف۳ کہتے ہیں
الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا
گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا
اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں اور اگر حکم پر چلو گے
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
اللہ کے اور اس کے رسول کے کاٹ نہ لیگا تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشتا ہے مہربان ہے ف۴ ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ف۵ ایمان لائے
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال

ص ۱۵۳) سوم ولا تنابزوا بالالقاب۔ اپنے بھائیوں کو برے ناموں سے نہ بلاؤ اور نہ ان کے ناموں کو بگاڑو کسی شخص کو ایسے لقب سے پکارنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو یا اس کے نام کو بگاڑنا ناجائز اور حرام ہے والنبز لقب السوء والتلقیب المنھی عنہ ھو مایتداخل المدعو بہ کراھۃ لکونہ تقصیرا بہ وذمالہ و اما ما یحبہ فلا باس بہ (مدارک ج ۴ ص ۱۳۰) وہ لقب بہت ہی برا ہے جس سے ایک مسلمان کو یاد کیا جائے جو ایمان کے بعد قائل کے فسق کا موجب ہو یعنی جسکی وجہ سے کہنے والا فاسق ہوجائے اس لئے مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور جن لوگوں نے ان مذکورہ بالا تینوں افعال مذمومہ سے توبہ نہ کی وہ ظالم اور بے انصاف ہیں اور اپنے آپ کو عذاب خداوندی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا۔ الآیۃ۔ یہ چھٹا قانون ہے۔ اس میں بھی تین آداب معاشرت مذکور ہیں۔ اول یہ کہ بدگمانی سے اجتناب کرو اور محض ظن وتخمین کی بناء پر کوئی حکم نہ لگاؤ اور نہ کسی کو الزام دو، کیونکہ بعض گمان غلط اور موجب گناہ ہوتے ہیں، لیکن اگر ایسے قرائن موجود ہوں جو ظن کو غالب اور یقین کے قریب کردیں اور اس کے خلاف کوئی قرینہ بھی موجود نہ ہو تو اس پر عمل کیا جائیگا۔ باقی صلحاء امت خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو ہر حال میں حسن ظن رکھنے کا حکم ہے۔ ان کے بارے میں بدگمانی کرنا جائز نہیں۔ دوم ولا تجسسوا یعنی ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے عیوب ونقائص نہ تلاش کرو اور ان کے پوشیدہ احوال کی جستجو نہ کرو۔ والمراد ھھنا لا تبحثوا عن عیوب الناس ولا تتبعوا عوراتھم حتی لا یظھر علیکم ما سترہ اللہ منھا (مظہری ج ۹ ص ۵۴) سوم۔ ولا یغتب بعضکم بعضا اور پس پشت کسی کی برائی اور غیبت نہ کرو۔ مسلمان بھائی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا اور اسکی عزت و آبرو کو پامال کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا لیا۔ جس طرح تم اسکو ناپسند کروگے اس طرح مسلمان بھائی کی غیبت اور پس پشت بدگوئی سے بھی نفرت کرو۔ اللہ کے ان احکام کی تعمیل کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، جو لوگ اسکی اطاعت کرتے اور اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں ان پر وہ بہت ہی مہربان ہے اور جو گنا ہوں

موضح قرآن ف۱ تہمت لگانی اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بد کہنا کسی جگہ نہیں بہتر مگر اسمیں جہاں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی بڑائیاں قوم کی اور ذات کی عیب ہیں صفت نیک چاہیئے بڑی ذات کس کام کی ۱۲ منہ رح ف۳ ایک کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اس کا مضائقہ نہیں اور ایک کہنا ہے کہ ہمکو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہے تو اس کے آثار کہاں جسکو سچ یقین ہو اسکو دعویٰ کرتے ڈر آتا ہے۔ کاٹ نہ رکھے گا یعنی تمہارے عملوں سے کم نہ کریگا ۱۲ منہ۔

سے توبہ کرتے ہیں ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ لانہ تعالیٰ تواب رحیم لمن اتقی واجتنب ما نهی عنه و قاب مما فرط منه (روح ج ۲۶ ص ۱۵۹)
ف ۱۲ یایها الناس۔ الآیۃ۔ یہ ستائیسواں قانون ہے۔ اس میں نسبی تفاخر سے منع فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں عزت و کرامت کا مدار حسب و نسب نہیں بلکہ ایمان و تقویٰ اور عمل صالح ہے۔ شعوب، شعب کی جمع ہے یعنی بڑا خاندان جس کے نیچے کئی چھوٹے چھوٹے قبیلے ہوں۔ قبائل، قبیلہ کی جمع ہے یعنی بڑے خاندان کی شاخیں۔ کسی انسان کو کسی انسان پر آدمی اور انسان ہونے کی حیثیت سے کوئی امتیاز حاصل نہیں، کیونکہ سب ایک ہی ماں باپ یعنی آدم و حوا علیہما السلام کی اولاد ہیں باقی رہے قبیلے اور خاندان تو وہ محض اس لئے بنائے گئے ہیں تاکہ باہمی جان پہچان ہو، صلہ رحمی کا احساس ہو اور وراثت و ولدیت کا سلسلہ قائم رہے۔ اس لئے شعوب و قبائل عظمت و حقارت کا سبب نہیں ہیں اور نہ ان کی وجہ سے تفاخر کرنا چاہیئے ای جعلنکم کذلك لیعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام و تبینوا الانساب و التوارث، لا لتتفاخروا بالاباء و القبائل (روح ج ۲۶ ص ۱۶۲) باقی رہا خدا کے یہاں شرف و کرامت اور فضل و عظمت کا مدار تو وہ خاندانی اور نسبی امتیاز پر نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت اور ایمان و تقویٰ پر ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا وہی اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم و محترم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کے ظاہری اعمال اور باطنی احوال سے اچھی طرح باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کس کا باطن ظاہر کے مطابق ہے اور صحیح معنوں میں کون متقی اور پرہیزگار ہے۔

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾
اور اپنی جان سے وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے
قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي
تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری ف۱ اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾
آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ف۲
يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ
تجھ پر احسان ف۳ رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو
اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ
اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی
لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
ایمان کی اگر سچ کہو ف۴ اللہ جانتا ہے چھپے
غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ ۢبِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾
بھید آسمانوں کے ف۵ اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
ف۱ سورۂ ق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ
ف۲ قسم ہے اس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا ف۳ کہ آیا ان کے پاس
مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ
ڈر سنانیوالا ان ہی میں کا تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے

۱ زجر برائے اعراب ۱۲
۲ زجر برائے اغنیاء ۱۲
۳ بیان مسئلہ توحید علی وجہ الترقی ۱۲
ع ۲
۴ ترغیب مع زجر بیان عظمت قرآن ۱۲
۵ شکوی ۱۲
المنزل السابع

دوسرا حصہ

ف ۱۳ قالت الاعراب۔ الآیۃ۔ یہ ان اعراب پر شکویٰ ہے جو اپنے ایمان کے اظہار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ممنون کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا تم لوگ ایمان کامل کا دعویٰ نہ کرو، البتہ یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے ہیں کیونکہ تم نے ابھی صرف ظاہری طور پر ہی اسلام و انقیاد کا اعتراف کیا ہے اور ابھی تک ایمان و یقین تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو قحط سے متاثر ہو کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا، لیکن ان کے دل دولت ایمان سے خالی تھے۔ انہوں نے اموال غنیمت اور دنیوی منافع کی خاطر اسلام کا اظہار کیا تھا اور آپ پر احسان دھرنے کیلئے کہنے لگے کہ عرب کے تمام قبائل نے آپ سے لڑائی کی ہے مگر صرف ہم ہی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جدال و قتال کے بغیر ہی آپ کی اطاعت کو اور دین اسلام کو قبول کر لیا ہے (روح، ابن کثیر، خازن، معالم) و ان تطیعوا۔ الآیۃ۔ اگر تم اپنے دلوں کو نفاق اور دنیوی اغراض سے پاک کر کے پورے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو گے تو تمہیں اپنے عملوں کا پورا پورا اجر و ثواب ملیگا اور اس سے پہلے تم سے جو کوتاہیاں اور نافرمانیاں ہوئی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ درگذر فرمائے گا ف ۱۴ انما المؤمنون۔ الآیۃ۔ ان اعراب کے ادعائے ایمان کے مقابلے میں مومنین کاملین کی صفات کا ذکر ہے۔ صرف زبانی

موضح قرآن ف یعنی اگر سچا دین تم کو ہے تو کہے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ منہ رح ف جو نیکی اپنے ہاتھ سے ہو اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی ۱۲ منہ رح

اظہار ایمان سے آدمی مومن نہیں بن جاتا، بلکہ مؤمنین کاملین تو وہ ہیں جو دل وجان سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور پھر توحید ورسالت اور تمام ضروریاتِ دین کے بارے میں ان کے دلوں میں کوئی شک وشبہ یا کھٹکا پیدا نہ ہو۔ اور جب کبھی ضرورت پیش آجائے تو اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے میں پیش پیش ہوں۔ یہ لوگ ہیں حقیقت میں سچے اور پکے مومن۔ ای ھم الذین ایمانھم ایمان صدق وحق (مدارک ج ۴ ص ۱۳۳)

۱۵ قل اتعلمون۔ الآیۃ۔ زجر برائے اعراب۔ آپ ان سے فرمادیں کیا تم (امنا ہم ایمان لے آئے ہیں) کہہ کر خدا کو بتانا چاہتے ہو کہ تم ایمان لاچکے ہو؟ تو کیا اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کی ہر چیز کو جانتا ہے اور جسے ہر بات معلوم ہے، وہ تمہارے دلوں کے پوشیدہ نفاق کو نہیں جانتا؟ وہ خوب جانتا ہے کہ تمہارا یہ دعوائے ایمان محض زبانی ہے اور تمہارے دلوں میں ابھی تک ایمان نہیں اترا۔

۱۶ یمنون علیک۔ الآیۃ۔ یہ بھی زجر ہے۔ یہ اعرابی اپنے اسلام لانے سے آپ کو اپنا ممنونِ احسان بنانا چاہتے ہیں۔ آپ فرمادیں اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ رکھو، بلکہ اگر واقعی تم ادعائے ایمان میں سچے ہو، تو پھر تو اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے جس نے تمہیں ایمان لانے کی توفیق دی، اس لئے تم مجھ پر احسان رکھنے کے بجائے تمہیں اللہ کا شکر بجا لانا چاہئے جو تمہیں کفر سے نکال کر اسلام میں لے آیا۔

۱۷ ان اللہ۔ الآیۃ۔ آخر میں مسئلہ توحید کا علی وجہ الترقی بیان ہے سورۂ محمد میں فرمایا لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے بعد سورۂ فتح میں فرمایا تسبحوہ یعنی معبود وہی ہے کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور یہاں سورۂ حجرات میں فرمایا ان اللہ یعلم (الآیۃ) یعنی عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا معبود اور کارساز بھی وہی ہے کسی کو اسکی عبادت میں شریک نہ بناؤ اور حاجات ومشکلات میں اس کے سوا کسی کو غائبانہ مت پکارو۔

سورۂ حجرات میں آیت توحید

۱۔ ان اللہ یعلم غیب السمٰوٰت والارض ط واللہ بصیر بما تعملون ہ نفی شرک اعتقادی۔

سورۂ قٓ

ربط سورۂ محمدؐ، فتح اور حجرات ایک حصّہ تھا جس میں مسئلہ جہاد کا ذکر تھا اب سورۂ قٓ، الذاریات اور الطور ایک الگ حصّہ ہے جس میں حشر و نشر اور جزاء و سزاء کا ذکر ہوگا۔ دوسرے حصّے کا پہلے حصّے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ پہلے حصّے کا مضمون یہ تھا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اس لئے کہ وہ شرک کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے سوا کئی اور الٰہ بنا رکھے ہیں۔ اب دوسرے حصّے میں یہ مذکور ہوگا کہ شرک کرنے کے علاوہ وہ قیامت اور جزاء و سزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔ مشرکین توحید کا بھی انکار کرتے تھے اور قیامت کا بھی۔

خلاصہ دعویٰ سورت یعنی حشر و نشر پر دو عقلی دلیلیں پہلی مفصل اور دوسری مختصر۔ ابتداء میں کفار کے لئے زجر اور آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیہ اور درمیان میں دعوی توحید کا ذکر علی سبیل الترقی بنسبت سُوَر سابقہ، منکرین دعویٰ (کذٰلک الخروج) کیلئے تخویف دنیوی و اخروی اور ماننے والوں کیلئے بشارت اور ذکر واقعات اشارۃً۔

تفصیل

سورۂ ق، الذاریات اور الطور تینوں سُورتوں میں ایک ہی مضمون مذکور ہے یعنی ثبوت قیامت پھر اس مضمون کے تین حصّے ہیں اوّل حشر و نشر یہ سورۂ قٓ میں کذٰلک الخروج (ع۲) میں مذکور ہے۔ دوم جزاء سوم سزا۔ سورہ الذاریات میں جزاء و سزاء کا وقوع ثابت کیا گیا ہے۔ و ان الدین لواقع (ع۱) اور سورۂ الطور میں سزاء کا ذکر ہے۔ ان عذاب ربك لواقع (ع۱)

قٓ والقرآن المجید یہ ترغیب مع زجر ہے۔ یہ جلال و عظمت والا قرآن شاہد ہے کہ آپ سچّے رسول ہیں اور قیامت ضرور آئیگی اس کے بعد شبہے کی تو کوئی گنجائش نہ تھی، لیکن وہ محض از راہ عناد اعتراض کرتے ہیں کہ رسول بشر ہے اس لئے ہم نہیں مانتے فقال الکفرون الخ یہ شکویٰ ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا بڑی ہی عجیب بات ہے جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندگی حاصل کرنا تو بعید از فہم بات ہے قد علمنا ما تنقص الخ جواب شکویٰ ہے۔ مرنے والوں کو ہم خوب جانتے ہیں ان کے ابدان کا ذرّہ ذرّہ ہمیں معلوم ہے۔ ہم ایک ایک کو دوبارہ زندہ کرلیں گے بل کذبوا بالحق الآیۃ۔ انہوں نے حشر و نشر کا انکار کیا ہے جو کہ حق صریح ہے اور انکار کی ان کے پاس کوئی معقول دلیل نہیں۔

افلم ینظروا الی السماء ــــ تا ــــ و احیینا بہ بلدۃ میتا (ع۱) یہ حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے یہ منکرین قیامت اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آسمانوں کو کس طرح محفوظ و محکم بنایا، زمین کو پیدا کرکے اس پر پہاڑ رکھدیئے اور اس میں ترو تازہ پھل پیدا کئے، ہم آسمان سے مینہ برسا کر باغات اور غلّے پیدا کرتے ہیں اور بارش سے مردہ زمین کو زندگی اور تازگی عطاء فرماتے ہیں۔ کذٰلک الخروج یہ سورت کا دعوی ہے۔ یعنی جس طرح ہم مذکورۂ بالا کاموں پر قدرت رکھتے ہیں اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہیں اور جس طرح ہم نے مینہ برسا کر مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈالدی اور اس سے طرح طرح کی سبزیاں اور درخت اگائے، اسی طرح ہم مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے زمین سے نکال لیں گے۔

کذبت قبلھم ــ تا ــ فحق وعید ○ یہ تخویف دنیوی ہر بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے۔ کفار قریش سے پہلے بہت سی قومیں گذر چکی ہیں مثلاً قوم نوح ع، اصحاب الرس، ثمود، عاد، قوم فرعون، قوم لوط، اصحاب الایکہ اور قوم تبّع ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی، اللہ کی توحید اور حشر و نشر کا انکار کیا تو دنیا ہی میں سب پر اللہ کی گرفت آگئی۔ افعیینا بالخلق الاول الخ یہ زجر ہے۔ کیا ہم پہلی بار انسانوں کو پیدا کرکے تھک گئے ہیں کہ اب دوبارہ انھیں پیدا کرنے کی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی؟ نہیں یہ بات نہیں، بلکہ کافروں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندگی میں شک ہے۔

ولقد خلقنا الانسان ــــ تا ــــ و تقول ھل من مزید ○ (ع۳) یہ تخویف اخروی ہے۔ ہم انسان کی پیدائش سے لیکر اس کے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو جانتے ہیں، اسکی ہر بات کو قلمبند کرنے کے لئے دائیں بائیں فرشتے متعین ہیں جب اس پر موت کا وقت آئیگا تو اسے کہا جائیگا یہی وہ چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ قیامت کے دن جب اسے دوبارہ زندہ کیا جائیگا تو اس سے کہا جائیگا کہ تو آج کے دن سے غافل تھا۔ آج تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا گیا ہے اور حقیقت تیرے سامنے عیاں ہے پھر حکم ہوگا کہ ایسے سرکشوں، شریروں اور حق کے دشمنوں کو جنہوں نے اللہ کے سوا اور الٰہ بنائے، سخت ترین عذاب میں ڈالدو الذی جعل مع اللہ الٰھا اٰخر میں مسئلہ توحید کا بیان ہے علی سبیل الترقی۔ جب ان سرکش کفار و مشرکین کو جہنم میں ڈالدیا جائیگا تو جہنم ھل من مزید کا نعرہ لگائیگا کہ میرا پیٹ ابھی نہیں بھرا مجھے اور سرکش چاہئیں۔

و ازلفت الجنۃ ــــ تا ــــ ولدینا مزید ○ یہ ایمان والوں کیلئے بشارت اخرویہ ہے۔ جنّت کو شرک سے بچنے والوں کے قریب کردیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ ہے جنّت جس کا اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہر مومن سے وعدہ کیا گیا تھا اے خدا سے ڈرنے والو! امن و سلامتی کے ساتھ ان میں داخل ہو جاؤ اور اس میں ہمیشہ رہو۔ ان کو جنت میں خواہش کی ہر چیز ملے گی اور وہاں ان کی خواہشوں سے بڑھ کر نعمتیں ہوں گی۔

وکم اھلکنا قبلھم ــــــ تا ــــــ وھو شھید ۝ یہ بھی تخویف دنیوی ہے۔ہم نے ان مکے والوں سے زیادہ طاقتور قوموں کو تباہ و برباد کیا مگر کوئی ان کو ہماری گرفت سے چھڑا نہ سکا۔ اس میں ہر عقلمند اور توجہ سے کام لینے والے کیلئے عبرت و نصیحت ہے۔ ولقد خلقنا السمٰوٰت ۔الآیۃ۔ یہ ثبوت قیامت پر دوسری اور مختصر عقلی دلیل ہے۔ ہم نے اس ساری کائنات کو صرف چھ دنوں میں پیدا کر لیا اور ہم تھکے نہیں تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کر لینا کونسا مشکل کام ہے جو ہم سے نہ ہوسکے گا۔ ۹ فاصبر علی ما یقولون ۔الآیتین۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلّی ہے۔ آپ منکرین کے طعن و تشنیع پہ صبر کریں اور اللہ کی عبادت اور اسکی تسبیح و تحمید میں مصروف رہیں اور

عَجِيبٌ ﴿٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۖ ذَٰلِكَ رَجْعٌ
ہے کیا جب ہم مرچکیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا
بَعِيدٌ ﴿٣﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَ
بہت دور ہے ہم کو ؎۱ معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین ان میں سے ف۱ اور
عِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ﴿٤﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا
ہمارے پاس کتاب ہے جسمیں سب کچھ محفوظ ہے ف۲ فـ۲ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں ؎۲ سچے دین کو جب
جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَرِيجٍ ﴿٥﴾ أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى
ان تک پہنچا سو وہ پڑ رہے ہیں الجھی ہوئی بات میں کیا نہیں دیکھتے ؎۳ آسمان
السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ
کو اپنے اوپر کیسا ہم نے اسکو بنایا اور رونق دی اور اس میں نہیں کوئی
فُرُوجٍ ﴿٦﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ
سوراخ اور زمین کو پھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ
وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ﴿٧﴾ تَبْصِرَةً وَ
اور اگائی اس میں ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سمجھانے کو اور
ذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ﴿٨﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ
یاد دلانے کو اس بندہ کے لئے جو رجوع کرے اور اتارا ہم نے ؎۴ آسمان سے
مَاءً مُبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ﴿٩﴾
پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ف۲
وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَهَا طَلْعٌ نَضِيدٌ ﴿١٠﴾ رِزْقًا لِلْعِبَادِ ۖ
اور کھجوریں لمبی ان کا خوشہ ہے تہ بر تہ روزی دینے کو بندوں کے
وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ
اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ دیس کو یونہی ہوگا نکل کھڑے ہونا ف۳ جھٹلا چکے ؎۵

منزل ۷

انتظار کریں کہ قیامت کے دن ان کا کیا حشر ہوگا جب صُور پھونکا جائیگا تو سب اٹھ کھڑے ہونگے۔ انا نحن نحیی الخ موت و حیات ہمارے اختیار میں ہے۔ قیامت کے دن زمین پھٹ جائیگی اور سب لوگ تیزی سے نکلتے آئینگے ہمارے لئے تو یہ بہت ہی آسان ہے نحن اعلم بما یقولون ۔الآیۃ۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلّی ہے۔ ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں اور ایمان والوں کو قرآن سے نصیحت فرماتے رہیں **؎۱** قٓ والقرآن المجید ۝ یہ ترغیب مع زجر ہے۔ المجید ذوالمجد والشرف (مدارک، روح) بزرگی اور شرف والا۔ ایسا کلام، جو صفاتِ جلالیہ کا حامل ہے اور جس سے صاحبِ کلام کا جلال و جبروت اور کبریائی و عظمت نمایاں ہے جواب قسم محذوف ہے۔ اخفش، مبرد اور زجاج کے نزدیک لتبعثن (خازن) ابوحیان کے نزدیک انک جئتھم منذرا بالبعث (بحر ج ۸ ص ۱۲۰) حضرت شیخ رحمہ اللہ کے نزدیک انک لرسول حق وان الساعۃ لاٰتیۃ۔ یعنی یہ صفاتِ جلالیہ کا حامل قرآن شاہد ہے کہ قیامت ضرور آئیگی اور آپ سچے رسول ہیں **؎۲** بل عجبوا۔ یہ شکوی ہے بل اضراب کے لئے ہے اور اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای فشکوا بل عجبوا الخ (روح ج ۲۶ ص ۱۷۲) یعنی قرآن کی شہادت کے باوجود ان کو قیامت میں شک ہے، نہیں شک بھی نہیں، بلکہ صرف اس لئے نہیں مانتے کہ انہیں ایک بشر کے رسول ہونے پر حیرت و تعجب ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ما بقی موضع شبھۃ بل عجبوا الخ یعنی ان کا انکار کسی شبہے پر مبنی نہیں کیونکہ شبہے کی گنجائش ہی نہیں بلکہ انھیں تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک بشر ان کے پاس رسول بنا کر بھیجدیا گیا ہے۔ فقال الکٰفرون الخ یہ ان کے تعجب کی تفسیر اور محل تعجب کا بیان ہے۔ جب کفار سے کہا گیا کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کہنے لگے یہ تو بڑی ہی حیرت انگیز بات ہے۔ ءاذا متنا الخ اذا کی جزا مقدر ہے ای نحشر (الشیخ) یا نرجع (روح) کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے تو پھر بھی اٹھائے

؎۱ جواب شکوی ۱۲۔

؎۲ اضراب از بل عجبوا ۱۲۔

؎۳ حشر و نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ۱۲۔

؎۵ تخویف دنیوی ۱۲۔

موضح قرآن ف۱ یعنی سارے مٹی نہیں ہوجاتے جان سلامت رہتی ہے ۱۲ منہ رح ف۲ اناج وہی جس کے ساتھ اس کا کھیت کبھی کٹ جاوے اور درخت پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی قبر سے نکلنا ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن فـ۱ یعنی آنچہ میخوردازجثۂ ایشان ۱۲۔ فـ۲ یعنی لوح محفوظ ۱۲۔

جائیں گے؟ یہ بات تو بالکل ناممکن اور غیر معقول ہے اور عقل و امکان سے بہت دُور ہے بعید عن العقل (السّیخ) بعید عن الامکان (بیضاوی، روح)

۴ قد علمنا۔ الآیۃ۔ یہ جواب شکوی ہے۔ یہ کفار کے اس استبعاد کا رد ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر کس طرح زندہ ہوں گے۔ فرمایا مُردوں کے اجساد کے جو حصّے زمین کھا جاتی ہے وہ ہمیں خوب معلوم ہیں کوئی ذرّہ ہمارے علم سے باہر نہیں۔ اس لئے انکو دوبارہ زندہ کر لینا ہمارے لئے کوئی مشکل نہیں ای ما تاکل الارض من لحومھم و دمائھم وعظامھم لا یعزب عن علمنا شئ (معالم و خازن ج ۶ ص ۲۳۴) ۔۔ رد لاستبعادھم الرجع لان من لطف علمہ حتی علم ما تنقص الارض من اجساد الموتی و تأکلہ من لحومھم وعظامھم کان قادرا علی رجعھم احیاء کما کانوا (مدارک ج ۴ ص ۱۳۴) ہمارے پاس ایک ایسی کتاب بھی ہے جس میں تمام تفاصیل اشیاء اور اعمال بنی آدم محفوظ ہیں۔ اس سے مراد لوح محفوظ اور علم الٰہی ہے حاصل یہ ہے کہ ہر چیز علم الٰہی میں موجود ہے۔

۵ بل کذبوا۔ الآیۃ۔ یہ بل عجبوا سے اضراب ہے۔ الحق الامر الظاھر البین اور اس سے مراد بعث بعد الموت ہے المراد بالحق الاخبار بالبعث (روح ج ۲۶ ص ۱۷۵) مریج مضطرب، ملبس، مختلط (خازن، روح) مریج فاسد یقال مرجت امانات الناس ای فسدت (صراح) قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے حشر و نشر پر نہ صرف تعجب و حیرت کا اظہار کیا ہے بلکہ اس واضح اور روشن حقیقت کا صاف صاف انکار کیا ہے اور وہ اس بارے میں مضطرب اور متردد ہیں کبھی شک و تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی صاف انکار کر دیتے ہیں یا وہ ایک غلط اور باطل خیال پر قائم ہیں۔

۶ افلم ینظروا ــــ تا ــــ و احیینا بہ بلدۃ میتا ط یہ ثبوت قیامت اور حشر نشر پر پہلی اور مفصل عقلی دلیل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ان تمام امور پر قادر ہے، وہ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ افلم ینظروا الی السماء الخ یہ عالم علوی سے استدلال ہے۔ کیا ان منکرین نے اپنے اوپر آسمان کی طرف کبھی نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس خوبی سے محکم بنایا اور ستونوں کے بغیر اسے تھام رکھا ہے۔ اور جگمگاتے ستاروں سے اسے زینت و آرائش بخشی ہے اور اس میں کوئی سوراخ اور شگاف نہیں۔ والارض مددنھا۔ الآیۃ۔ یہ عالم سفلی کی طرف اشارہ ہے اور زمین کو ہم نے کس طرح بچھا دیا ہے اور اس پر پہاڑ رکھ دیئے ہیں تاکہ اس میں اضطراب پیدا نہ ہو اور اس میں ہم نے ہر قسم کا تر و تازہ سبزہ پیدا کیا جس سے زمین کی خوبصورتی اور رونق میں اضافہ ہو گیا۔
تبصرۃ و ذکری۔ الآیۃ۔ یہ مذکورہ بالا افعال کی علت ہے یعنی ہم نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے تاکہ خدا کی طرف رجوع کرنیوالے اور سمجھنے کا ارادہ رکھنے والے ہر بندے کو سمجھائیں اور نصیحت کریں۔

۷ و نزلنا من السماء یہاں پھر عالم علوی کا ذکر ہے۔ مبارکا۔ کثیر المنافع۔ الحصید کھیتی جو پکنے کے بعد کاٹی جاتی ہے۔ باسقات، بلند۔ طلع نضید پھل کے تہ بتہ گچھے۔ اور ہم نے آسمان سے مینہ برسایا جس میں بے شمار برکات و منافع ہیں اور اس کے ذریعے سے لہلہاتے باغات اور مختلف اقسام کے غلوں کے سرسبز و شاداب کھیت پیدا کئے اور کھجور کے بلند و بالا درخت پیدا کئے۔ پھل کے تہ بتہ خوشوں سے لدے ہوتے ہیں۔ یہ سب بندوں کی روزی کا سامان ہے۔ و احیینا بہ الخ یہاں پھر عالم سفلی سے دلیل لائی گئی ہے اور اس باران رحمت سے ہم مردہ اور بنجر زمین میں جان ڈال دیتے ہیں اور اسے زرخیز اور قابل کاشت بنا دیتے ہیں۔ کذلک الخروج ۵ یہ سورت کا مرکزی دعوی ہے۔ جس طرح بارش سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اسی طرح مرے زندہ ہو کر زمین سے نکلیں گے۔ ای کما حییت ھذہ البلدۃ المیتۃ کذلک تخرجون احیاء بعد موتکم (مدارک ج ۴ ص ۱۳۴)

۸ کذبت قبلھم ــ تا ــ فحق وعید ۵ یہ تخویف دنیوی ہے برائے مکذبین رسل و منکرین قیامت۔ اور یہ بل کذبوا بالحق سے متعلق ہے یعنی اقوام گذشتہ کی طرح کفار قریش بھی قیامت اور حشر و نشر کا انکار کر رہے ہیں۔ جس طرح ان سرکش قوموں پر اللہ کا عذاب آیا۔ اسی طرح کفار قریش پر بھی آئے گا۔ اصحاب الرس یہ لوگ ایک کنوئیں پر آباد تھے اور بُت پرستی کرتے تھے۔ ان کی طرف حضرت حنظلہ بن صفوان علیہ السلام مبعوث ہوئے (بیضاوی، روح) اصحاب الایکۃ۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ قوم تبع۔ تبع حمیری مراد ہے جو ایمان لا چکا تھا، لیکن اس کی دعوت اور کوشش کے باوجود اسکی قوم ایمان نہ لائی۔ کل کذب الرسل الخ ان میں سے ہر قوم نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور ان کے آوردہ پیغام توحید اور حشر و نشر وغیرہ کا انکار کیا تو وعدۂ عذاب ان پر ثابت ہو گیا اور ان کو مختلف انواعِ عذاب سے دنیا میں تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ف٩ افعیینا۔ الآیۃ۔ یہ زجر ہے۔ منکرین قیامت، بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم مخلوق کو پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے اور اب دوبارہ پیدا کرنے کی ہم میں قدرت باقی نہیں رہی۔؟ بل ھم فی لبس الخ نہیں یہ بات نہیں، ہماری قدرت میں تو کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ وہ خود ہی دوسری پیدائش یعنی بعث بعد الموت کے بارے میں شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور اسے بعید از قیاس سمجھے بیٹھے ہیں ف١٠ ولقد خلقنا ـــــ تا ـــــ وتقول ھل من مزید یہ تخویف اخروی ہے نفسہ کے بعد محاسبہ مقدر ہے قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم اس کے دل کے وساوس و خطرات کو بھی اچھی

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ (١٢) وَ عَادٌ
ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنوے والے اور ثمود اور عاد
وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ (١٣) وَّ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ
اور فرعون اور لوط کے بھائی اور بن کے رہنے والے اور
قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ (١٤)
تبع کی قوم ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا
اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ
اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر ف٥ کوئی نہیں ان کو دھوکہ ہے ایک نئے بنانے
جَدِيْدٍ (١٥) وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ
میں اور البتہ ہم نے بنایا انسان کو ف١٠ اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی
بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (١٦)
ہیں اس کے جی میں اور ہم اس سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ ف
اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ
جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے داہنے بیٹھا اور بائیں
قَعِيْدٌ (١٧) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ
بیٹھا ف ف١ نہیں بولتا کچھ بات جو نہیں ہوتا اس کے پاس ایک راہ دیکھنے
عَتِيْدٌ (١٨) وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ
والا تیار ف٣ ف٢ اور وہ آئی بیہوشی موت کی ف١١ تحقیق یہ وہ
مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (١٩) وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ
ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن
الْوَعِيْدِ (٢٠) وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ (٢١)
ڈرانے کا اور آیا ہر ایک جی اس کیساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک حال بتلانے والا ف٣ ف٤

ع ١ ١٥ ١٥

مر١ زجر ١٢۔

مر٢ تخویف اخروی ١٢۔

طرح جانتے ہیں۔ ہم اس کا محاسبہ کریں گے حبل الورید میں اضافت بیانی ہے اور اس سے مراد رگ حیات ہے جو سر سے شروع ہو کر حلق سے گذرتی ہوئی دل تک پہنچتی ہے اذ یتلقی میں اذ، اقرب سے متعلق ہے۔ یعنی جب آدمی کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے کراماً کاتبین اسکی باتیں لکھ رہے ہوتے ہیں اس وقت ہم اسکی رگ حیات سے بھی زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں۔ مایلفظ من قول الخ آدمی جو بات بھی زبان سے نکالتا ہے اسے لکھنے کیلئے ایک نگران ہر وقت تیار ہوتا ہے۔ نیک بات ہو تو صاحب الیمین (دائیں جانب والا) اور اگر گناہ کی بات ہو تو صاحب الشمال (بائیں جانب والا) لکھ لیتا ہے۔

ف١١ وجاءت۔ الآیۃ۔ یہ سکرات الموت کا منظر ہے ذلك سے پہلے يقال له مقدر ہے۔ بالحق ای حقيقة الامر (بیضاوی) یعنی موت کی شدت حقیقتہً اور واقعۃً ضرور آئیگی اس وقت منکرین بعث سے کہا جائے گا کہ یہی وہ موت ہے جس سے تم بھاگتے تھے اور جو قیامت اور حشر و نشر کا دیباچہ ہے۔ ونفخ فی الصور الخ اس کے بعد صور پھونکا جائیگا اور یہ وعید عذاب کے پورا ہونے کا دن ہوگا۔ اس سے مراد نفخہ ثانیہ ہے جس سے ساری مخلوق ایک دم جی اٹھے گی۔ وجاءت کل نفس۔ الآیۃ۔ اس کے بعد ہر شخص میدان حشر میں حاضر ہوگا اور ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے ایک اسے میدان حشر کی طرف لیکر جائیگا اور دوسرا اس کے اعمال کا گواہ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے اس سے نیکیاں اور برائیاں لکھنے والے دو فرشتے مراد ہیں ایک سائق ہوگا اور دوسرا شہید۔ وفی حدیث اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن جابر مرفوعا تصریح بان ملك الحسنات وملك السيئات احدهما سائق والآخر شهيد (روح ج ٢٦ ص ١٨٣)

موضح قرآن ف گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے ١٢ منہ رح ف٢ جو اس کے منہ سے نکلے وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنے والا اور بدی بائیں والا ١٢ منہ رح ف٣ یعنی لکھنے کو تیار ہے ١٢ منہ ف٤ ایک فرشتہ ہانکے لاتا ہے اور ایک پاس نامۂ اعمال ساتھ ہے۔

فتح الرحمن ف١ یعنی کرام الکاتبین ١٢ ف٢ مترجم گوید یعنی اگر کلمۂ حق باشد فرشتہ دست راست می نویسد و اگر کلمۂ باطل باشد فرشتہ دست چپ می نویسد، واللہ اعلم ١٢ ف٣ مراد جنس روان کنندہ و گواہی دہندہ است ١٢۔

ف۱۲ لقد کنت۔ الآیۃ۔ اس سے پہلے یقال لہ مقدر ہے (روح) ھذا سے کتاب اعمال (حضرت الشیخ) یا یوم حشر مراد ہے مجرم کے ہاتھ میں اس کا اعمالنامہ تھما کر اس سے کہا جائیگا کہ تو اب تک اس سے بے خبر رہا یا یوم حشر سے غافل رہا آج ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا ہے اور تیری نظر تیز ہو چکی ہے اور تو اپنا اعمالنامہ خود پڑھ سکتا ہے اور شدائد حشر اور انواع عذاب کا خود مشاہدہ کر رہا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر کافر کو بھی بصیرت حاصل ہو جائیگی اور وہ حق کو مان لیں گے لیکن باوجود کل احد یکون یوم القیامۃ مستبصرا حتی الکفار فی الدنیا یکونون یوم القیامۃ علی الاستقامۃ لکن لا ینفعھم ذلک (ابن کثیر ج ۴ ص ۲۲۵)

لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
تو بے خبر رہا ف۱ اس دن سے اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے تیری اندھیری
فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ
سو تیری نگاہ آج تیز ہے اور بولا فرشتہ اس کے ف۲ ساتھ والا یہ جو میرے پاس
عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
تھا حاضر ف۱ ڈالدو تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو ف۲ نیکی سے روکنے
مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ
والا حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا جس نے ٹھہرایا ف۳ اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا سو ڈالدو اسکو
فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَ
سخت عذاب میں بولا شیطان ف۲ اسکا ساتھی اے رب ہمارے میں نے اسکو شرارت میں نہیں ڈالا
لٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ
پر یہ تھا راہ کو بھولا دور پڑا ہوا ف۳ فرمایا جھگڑا نہ کرو ف۵ میرے پاس
وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ
اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تمکو عذاب سے بدلتی نہیں بات میرے پاس
وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ع يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ
اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۳ جس دن ہم کہیں دوزخ کو ف۶ تو
امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ
بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۴ ف۳ اور نزدیک لائی جائے ف۷ بہشت
لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ
ڈرنے والوں کے واسطے دور نہیں یہ ہے جسکا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد
حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ج مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾
رکھنے والے کیواسطے جو ڈرا رحمٰن سے ف۸ بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونیوالا

ع ۲ / ۱۶

ف۱۳ وقال قرینہ۔ الآیۃ۔ قرین سے مراد فرشتہ ہے جو آدمی کے اعمال پر متوکل ہے وہ کافر کا اعمالنامہ پیش کرکے عرض کرے گا کہ میرے پاس تو یہی اس کے اعمال ہیں جو کمی بیشی کے بغیر حاضر ہیں۔ القیا فی جھنم۔ بعض کے نزدیک القیا صیغہ واحد ہے اور الف نون ثقیلہ سے مبدل ہے۔ اور بعض کے نزدیک تثنیہ تکرار کے لئے ہے برائے افادۂ تاکید (روح) اور بعض کے نزدیک صیغۂ تثنیہ ہے لیکن خطاب واحد کو ہے کیونکہ عرب عام طور پر واحد کو صیغۂ تثنیہ سے خطاب کرتے ہیں (ابن کثیر) امام ابن جریر اور دیگر حضرات کے نزدیک خطاب تثنیہ سائق اور شہید سے ہے (ابن جریر) اور حضرت الشیخ قدس سرہ فرماتے ہیں تثنیہ حقیقت پر محمول ہے اور اس سے تکرار وغیرہ مراد نہیں بلکہ اس سے وہ دونوں فرشتے مراد ہیں جو سر اور پاؤں سے پکڑ کر اسے دوزخ میں پھینکیں گے جیسا کہ ارشاد ہے۔ یعرف المجرمون بسیماھم فیؤخذ بالنواصی والاقدام (الرحمٰن ع ۲) للہ در الشیخ رح افاد فاجاد۔ عنید۔ سرکش، مناع للخیر اسلام سے شدت کے ساتھ روکنے والا، معتد بے انصاف حدود حق سے تجاوز کرنے والا اور توحید کا منکر۔ مریب اللہ کی وحدانیت اور حشر و نشر میں شک کرنیوالا اور دوسروں کو شبہات میں ڈالنے والا (ابن کثیر، بیضاوی، مظہری خازن) ان دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان بدطینتوں کو جہنم کے سخت ترین عذاب میں ڈالدو۔ یہ ان تمام برائیوں سے بڑھ کر خدا کے ساتھ شرک بھی کیا کرتے تھے۔

ف۱۴ الذی جعل۔ الآیۃ۔ مسئلہ توحید کا ذکر ہے علی سبیل الترقی بنسبت سور سابقہ یعنی جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود اور کارساز بنایا اور غیر اللہ متصرف و مختار جان کر حاجات میں مصائب میں پکارا اسے سخت ترین عذاب میں پھینک دو۔ قال قرینہ۔ الآیۃ یہاں قرین سے شیطان مراد ہے یہ ایک کلام مقدر کا جواب ہے۔ کافر معذرت کرے گا کہ بارے الہا! میرا کوئی قصور نہیں، مجھے تو شیطان نے گمراہ کیا ہے تو شیطان (قرین) جواب دیگا ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا، بلکہ وہ خود گمراہ تھا اور راہ ہدایت سے کوسوں دور تھا (مدارک، روح) ف۱۵ قال لا تختصموا

ربیان توحید عقلی سبیل الترقی ۲۰

ربشارت اخرویہ ۱۲

موضح قرآن ف۱ وہ فرشتہ اعمال حاضر کرے گا۔ ف۲ یہ ساتھی شیطان ہے آپ کو بے گناہ کیا چاہتا ہے ف۳ بدلتی نہیں بات یعنی کافر بخشا نہیں جاتا ۱۲ منہ رح ف۴ دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ عادت پادشاہان است کہ اسیر راپیش ایشان دو دو کس گرفتہ می آرند ازین جہت دو فرشتہ را خطاب شود ۱۲ ف۲ یعنی از شیاطین الانس والجن ۱۲ ف۳ یعنی ہرچند درو اندازند زیادہ طلب کند ۱۲۔